۷۸۶

ن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً

جلد اول

الدر المنظوم

فی ترجمۃ

ملفوظ المخدوم

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب اُچوی المعروف بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت
کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

جسے

حکیم غلام محبوب سبحانی صاحب قریشی ملتانی دامت برکاتہم
نے فیوض متذکرہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپایا اور شائقین علم و عمل میں تقسیم کیا

تعداد اشاعت ... ایک ہزار

مقام طباعت ... سید الیکٹرک پریس مطبع صدیقیہ ملتان

تاریخ تکمیل ... ۲۹ ماہ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ

ملنے کا پتہ ... محی الدین جاریہ دواخانہ واقعہ سرکلر روڈ
حرم دروازہ ملتان شہر

گذارشِ احوال

یہ نادر روزنامچہ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات پر مشتمل ہے جسے ان کے مرید طریقت حضرت مولانا علاؤالدین دہلوی نے آپکی خدمت میں تقریباً دس ماہ مسلسل رہ کر جمع کیا۔ چونکہ اصل نسخہ فارسی زبان میں تھا۔ اسلئے اسکے فیوض کو عام کرنے کیلئے مولانا ذوالفقار احمد نقوی ٹونکی نے اردو میں ترجمہ کیا اور ۲ ماہ صفر ۱۳۰۹ھ کو تکمیل پذیر ہوئی اور چھپ کر منظر عام پر آئی اور اب دوسری مرتبہ بفضلہ جمع ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

یہ بیش بہا مبارک مجموعہ آٹھویں صدی ہجری ۷۸۰ھ یعنی اب سے تقریباً چھ سو سال قبل کے حضرات صوفیائے کرام کے سلوک کا بہترین نمونہ ہے اسکی صداقت اور خالصیت اسکے سلیس ہو کر پڑھنے سے عیاں ہو سکتی ہے اخفر اپنے شیخ و شیخ الکل فی زمانہ حضرت پیر عالم گولڑوی کی خدمت لطیف میں بوجہ طالب ناقص و قلیل بضاعتی اور کچھ خامی بن کے مثلے رہ کر ملفوظات وغیرہ جمع نہ کر سکا جس کا اخفر کو سخت افسوس ہے مگر اب سوائے حسرت یاس کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور حقیقی مقصد بیعت بھی پورا نہ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بحکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اس ذاتِ حی و قیوم رحمن و رحیم سے لیت کچھ امید ہے۔

مست دادا و را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد است

ے جب لاگیں برسن کے چاؤ پچھوا دیکھیں نہ پروا باؤ

اللھم وفقنی لما تحب وترضی آمین

آمدم برسر مطلب قبلہ گاہی موصوف کے حضور میں مختلف مواقع پر حاضری میں ارشادات۔ فتاویٰ ہا۔ ودیگر مضامین ونقاط لطیفہ شرعی (شریعت) وسلوک (طریقت) کی مطابقت (تحفۂ نذر مردان خدا) کے باعث اس مجموعہ بے نظیر ے

جواہرات وُدرر اس کے آگے ہیں کیا چیز

یہاں تک ہے اثر اس کا اُس کا مولیٰ تک

کو غنیمت سمجھ کر اس کی طباعت واشاعت کا شوق دامن گیر ہوا

دوسرا جو تعلق اس احقر لیے ہیچ کو حضرت شیخ کبیر اولادھم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ہے جس کا ذکر مبارک . . . . اس کتاب مستطاب میں کرات مرات بڑی آب وتاب سے آیا ہے بھی ہیچ ہوا۔ واللہ اعلم

الحمد للہ علی ذلک۔ ومن ابطاءبہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ

ے کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

اس احقر ناچیز نے اپنی طرف سے نفس کتاب میں ذرہ بھر کمی وبیشی نہیں کی اور نہ ہی اس کا اہل ہے البتہ کوئی بات کہیں منفی نظر آئی تو حاشیہ پر یا بوجہ تنگی مقام ضمیمہ میں سنداً لکھ دی ہے۔ نیز حضرت جامع علیہ الرحمۃ والغفران سید علاؤالدین دہلوی کی تمہید وصایا فارسی کو جناب سعادت مآب مترجم (ذکی سیادت

نے کسی وجہ سے اردو میں ترجمہ نہیں کیا۔ اس کا تحت اللفظ اردو ترجمہ حقیر
نے کر دیا ہے کہ ہر صاحب اس سے بہرہ مند ہو سکے۔

اگر اس مجموعہ میں کہیں بھی کوئی سقم پاویں تو اصلاح و چشم پوشی فرمادیں کیونکہ
الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔

آخر میں حضرت رب العزت سے احقر شرمندہ رو کی التجاء ہے کہ یہ نسخہ بے بہا
ایسے ہاتھوں میں جاوے جو اس کو بلحاظ دعا یا حضرت مخدوم غور سے بار بار
پڑھیں۔ بار بار پڑھنے سے ہر مرتبہ انشاء اللہ تعالیٰ نیا لطف آئیگا۔ اور عمل کی
بھی پوری کوشش کریں نہ یہ کہ صرف محبت سے اچھے کپڑے میں لپیٹ کر جزدان
کر اونچا رکھ چھوڑیں تاکہ کسی کی پشت نہ ہو اور کبھی کبھی مٹی جھاڑ چھوڑا کریں۔ عالم
بے عمل۔ عامل بے علم کے متعلق سخت وعید اہل بصیرت پر پوری طرح عیاں ہے،
ذات باری مجھے بھی توفیق عمل دے لم تقولون ما لا تفعلون۔ کبر مقتاً
عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کا مصداق نہ ٹھہروں۔ العیاذ باللہ۔ ثم ثم
اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک وعملاً یقربنی الی حبک ؎

بامید رحمت بروئے نیاز — بآیم بدرگاہ تو دامن فراز
بحق جمیع علماء دانم پر از گل — تو دانا سے معذرت کردانی تو کل

میرے اس شوق طباعت و صحت کتاب وغیرہ مراحل میں میرے بڑے لڑکے نور چشمی
غلام یزدانی فضل اللہ تعالیٰ نے پوری ہمت سے مدد کی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیراً

عبد جانی الاحقر غلام محبوب سبحانی قریشی دفتری عفی اللہ عنہ
محلہ حکیماں اندرون حرم دروازہ ملتان شہر

فہرست کتاب

جلد اول

ضمیمہ

صفحہ ۳۲ سطر ۱۸۔ ترجمہ۔ خوش ہوا میں تحقیق تھک گیا بوجہ باقاعدگی کرنے میں نہ سکے۔ رات گزاری میں نے جیسا کہ رات گزارتا ہے بیخوابی و لاغری (خوردہ)

صفحہ ۵۲ سطر ۱۱ یہ نفلی روزے کے متعلق ہے بلکہ صوفیائے کرامؒ تین تین دن کا ایک ہی روزہ تزکیہ نفس کیلئے رکھتے ہیں اور اس سے کہیں زیادہ مجاہدات کرتے کراتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ جو ایسی کتب بینیوں کو کرات مرات دیکھنے میں آیا ہوگا۔ فرض روزے کے متعلق اسی کتاب میں مختلف مقامات پر عین غروب کے وقت افطار کی تاکید آئی ہے اور یہی حضرت مخدوم کا معمول تھا مثلاً

صفحہ ۴۴۳ سطر ۲ قولہ علیہ السلام ..... سنت ہے صفحہ ۴۰۶ جلد سوم

صفحہ ۷۷ سطر ۹ حضرت خضر کی ملاقات کیلئے۔ ا رکعتوں میں آخری دس سورتیں پڑھنا حضرات چشت اہل بہشتؒ کا معمول ہے۔

صفحہ ۹۶ سطر ۱۱۔ حضرت مخدومؒ کا حضور اکرم صلعم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر بوقت چاشت روزانہ سلام کہنا معمول تھا۔ باتفاق سیدنا حسنؓ کا شمار بھی خلافت راشدہ کے ارکان میں ہوتا ہے۔ مدت خلافت ختم اور ملوکیت کے دور کے شروع ہونے سے قبل ہی حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ کو خلافت تفویض کر دی تھی۔ اور اس طرح حدیث الا ان ابنی ھذا سید لعل اللہ یصلح بہ بین الفئتین من المومنین کی تکمیل فرمائی اور ہزارہا بندگان خدا کو خونریزی سے بچا کر فقیدالمثال ایثار فرمایا۔ ان کا نام نامی اسم گرامی درج سلام نہیں ہے واللہ اعلم اگر علی حسب ترتیب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اسم مبارک کے بعد السلام علیک یا امیرالمومنین حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنک جزاک اللہ عنا خیر ما جزی

حسنا النبی و متبنی النبی وابن بنت النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الذین رضیت عنہم ان تغفر لی وتقضی حاجتی...... پڑھا جائے تو انشاء اللہ العزیز ازدیادِ برکت ہوگا۔ آگے قارئین کو اختیار ہے۔ جیسے مناسب سمجھیں کریں

صفحہ ۱۱۱ سطر ۳ تا حدِ سعی کتب صحاح میں یہ حدیث نہیں ملی۔ اور نہ ہی دوسری کتابوں میں کوئی خاص پتہ ملا اور حضرت مخدوم کا فرمان (میں نے سنا ہے کہ حدیث صحیح موضوع نہیں ہے) بھی باوجود علم تام اور عبدیہ کاملہ کے یہی ہے واللہ اعلم۔ ہاں بنظر آیت واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما ؎

متاب اے پارسا روئے از گنہگار　　بخشایندگی در وے نظر کن
اگر من ناجوانمردم بکردار　　تو برمن چوں جواں مرداں گذر کن

جب عام طالبین کیلئے ایسا حکم ہے تو ان کیلئے...... ہاں حضرات علمائے کرام خصوصاً فاطمی ہاشمی صاحبان کیلئے نہایت ضروری ہے کہ باخلاص تام لومۃ لائم سے بے خوف۔ بضابطہ تبلیغ کے ماتحت ان کو اور ان جیسوں کو اعلائے کلمۃ الحق کرنے میں دریغ نہ کریں۔ تجربہ شاہد ہے کہ دوسروں سے عرض معروض کو خال خال خاطر میں لاتے ہیں بلکہ الٹی تاویلات کرتے ہیں۔ اس صحیفہ میں اس سے بھی کچھ زیادہ کی طرف اشارہ ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵۴۔ اور ان کے حالات کے پیش نظر شریعت حقہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان کو ان کے [illegible] مجاز بیب کا درجہ دیں۔ کیونکہ عوام مخلصین کیلئے ان کا فعل حجت بن جاتا ہے جو فتنہ عظیم ہے۔ یہ بات اہل تجربہ پر ظاہر ہے۔ محتاج بیاں نہیں ؎

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے　　برآورند غلاماں او درخت از بیخ
به پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد　　زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ
اگر صد عیب دارد مرد عاصی　　رفیقانش یکے از صد ندانند
اگر یک ناپسند آید ز سلطان　　ز اقلیمے باقلیمے رسانند

اگر فاطمیت ہاشمیت وغیرہ علی الترتیب نبھا لیتے ہیں بہت زیادہ باعث و برکت ہیں تو اسکے عدم (منفی) اسی طرح باعث ... بھی ہیں۔ مذکور ہیں ایک خیر کا لاکھ ہے۔ تو ایک شر کا بھی علی ہذا القیاس ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ احزاب رکوع ۳-۷ کا وسط۔ سیپارہ ۲۱-۲۲

اس تسخیر بے بہا میں من ابطا بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ کئی بار آیا ہے نیز

بجِدٍّ لا بِجَدٍّ کُلُّ مَجْدٍ ومَا جَدٌّ بِلَا جِدٍّ بِمُجْدٍ
وَكَم عَبدٍ یقومُ مقامَ حُرٍّ وَكَم حُرٍّ یقومُ مقامَ عَبدٍ

بھی ایک کھلی حقیقت ہے۔ عمر محمد جعفر ۷۰۰م

صفحہ ۴۵ سطر ۱۳ ابتدائیہ صحیح ہی ہونے کی تاکید ہے

صفحہ ۱۸۲ سطر ۲۔ کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

صفحہ ۱۹۹ سطر ۹۔ ایسی ہی روایت سیدنا حسن کے متعلق بھی سننے میں آتی ہے نیز ایک جاریہ (لونڈی) سے آپ کے سر مبارک پر سالن گرا جس سے آپکی آنکھوں کو خاص طور پر تکلیف ہوئی۔ جاریہ ڈری اور کہا والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔ آپ نے تحمل کیا اور معاف فرمایا۔ بلکہ اس کو آزاد کر دیا اور کچھ رحمت فرما دی

صفحہ ۲۵۱ سطر ۴۔ تلاش مرشد کیلئے کشکول شریف میں حضرت پیران پیر سیدنا غوث الاعظم سے ایک استخارہ منقول ہے۔ لعلنا از تجربہ نہایت خلوص سے تا نتیجہ یعنی اقتدا معمول مناسب ہے۔ استخارہ کے الفاظ یہ ہیں یا رب دُلّنی علی عبدٍ من عبادك المقربین حتّی یدلّنی علیك ویعلّمنی طریق الوصول الیك۔ اللہ تعالٰی قبول فرما دے گا۔

صفحہ ۴۰۸ سطر ۵ اور طالب دنیا کا لاشئ بھی نہیں ہے۔

تمہید کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی افضالہ ثم الصلوٰۃ علی النبی والہ
وصحبہ الذین صاروا لخلفا من بعدہ لدینا لو اشرفا

حمد و ثنا کے لائق وہی ارحم الراحمین ہے جس نے بمقتضائے رحمت عامہ
ورافت خاصہ آدم ابوالبشر کو اپنے اسمائے حسنیٰ و صفات علیا کا مظہر بنایا لم
یکن شیئا مذکورا کی حضیض سے اٹھا کر فجعلناہ سمیعا بصیرا کے
اوج پر پہونچایا نفخت فیہ من روحی کا عزاز بخشا وعلم آدم الاسماء
کلہا کا تاج سر پر رکھا ثم عرضہم علی الملائکۃ کی مجلس میں نفیسات
علم کا اظہار فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون کے اجمال کا تفصیلی جملہ بنایا انی
جاعل فی الارض خلیفۃ کے مسند پر متمکن کیا۔ اسکن انت وزوجک
الجنۃ کا محل رہنے بسنے کو دیا۔ فکلا منہا رغدا حیث شئتما کا
اذن عام عطا فرمایا۔ اس امر عالم کو ولا تقربا ہذہ الشجرۃ کے نہی خاص سے
مقید کیا۔ پھر بمقتضائے حکمتہائے گوناگوں و شیونات بوقلموں فاکلا منہا
کا ظہور ہوا پھر اہبطا منہا کے خطاب سے ان کو مشرف فرما کے سرزمین
ہندوستان کے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا۔ خلافت و نبوت کا منصب عطا

فرمایا اور حسب ضرورت و حکمت وقتاً فوقتاً ان کے اولاد امجاد سے انبیاء ورسل کو پیدا کیا اور سلسلۂ ارسال رسل کو جاری ساری رکھا تاکہ بندے پستی جہل و نادانی حیوانی سے نکل کر بلندی علم و دانائی و کمال انسانی پر پہنچیں تحصیل معاش و معاد کے اسباب کا ملکہ باحسن اسلوب وطرز مرغوب حاصل کریں پھر اس سلسلے کو سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ پر ختم فرمایا سارے کمالات انبیائے سابقین کے آپ کی ذات تقدس آیات میں رکھے اور اُن کے سوا اور بہت کمال آپ کو عطا کئے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شریعت سمحہ سہلہ بیضا آپ کو عطا کی اگلی امتوں پر جو سختیاں تھیں اُن کو آپ کی امت مرحومہ سے دور کر دیا۔ اسلئے آپ کو ما ارسلناك الا رحمة للعالمین کا خطاب عنایت فرمایا آپ کے دین قویم سے سارے ملل و نحل کو منسوخ ٹھہرایا اب قیامت تک نہ آپ کے سوا کوئی نبی ہے نہ اسلام کے سوا کوئی دین ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور کریمہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه اس کی دلیل ہے۔ پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین و آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے شجر اسلام کو اطراف واکناف عالم میں برگ وبار بخشا۔ آفتاب توحید وماہتاب سنت کو چمکایا شرک وبدعت کے

ظلمت کو صفحۂ عالم سے مٹایا انہیں مساعی جمیلہ اور صحبت نبوی کی برکت سے
قرنِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے خیر القرون قرنی کا لقب پایا پھر جن لوگوں نے انکی
پیروی اختیار کی ان کی چال پر چلے انکو ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم کا تمغہ ملا تابعین و تبع تابعین و آئمہ مجتہدین کے عہد سعادت عہد
میں احادیث شریفہ و آثار منیفہ کی تدوین شروع ہوئی عقائد حقہ عقائد
باطلہ سے جدا کئے گئے ضعف و قوت احادیث پر بحث وقوع میں آئی
قواعد و ضوابط شریعتِ غرا محکم کئے گئے اخلاص و احسان کے طریقے
منضبط ہوئے ریاضت و ادبِ نفس کی راہیں ٹھیرائی گئیں تاکہ بندگانِ خدا
ظاہر و باطن شریعت سے بہرہ یاب ہو کر رب الارباب کا قرب حاصل کریں
اور مکائد نفس و شیطان سے رہائی پائیں پس جن حضرات نے اس قسم
کی سعی و کوشش کی وہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے پورے
پورے مصداق ٹھیرے اور جن لوگوں نے اللہ پاک کے واسطے گفتار
و کردار و رفتار میں حضور پر نور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی ظاہرًا و
باطنًا اختیار کی تو اُن کو لنہدینہم سبلنا کا وعدۂ حتمی ملا ایسے حضرات بابرکات
ہر قرن میں اُمت مرحومہ سے عمومًا اور اہلبیت رسالت سے خصوصًا ہوتے
چلے آئے کوئی مومن صالح ہوا کوئی ولی اللہ کوئی بدل کوئی وتد کوئی قطب
کوئی غوث کوئی قطبِ اقطاب قطبِ عالم غرضیکہ زمین ایسے لوگوں کے
وجودِ باجود سے کبھی خالی نہیں رہتی ہے بر خاص رحمۃ للعالمین کا فیضان رحمت ر
ہے کہ رب العالمین الرحم الرحمین بسبب برکتِ بندگانِ امتِ مرحومہ کے زمین

والوں پر رحم فرماتا ہے بلاکوٹالتا ہے پانی برساتا ہے چنانچہ اثنائے ۷۰۸ھ ہجری میں اللہ پاک نے سیدالسادات منبع البرکات حضرت سید جلال الدینؒ حسین مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو قطب العالمی کا منصب عطا فرمایا تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت شب برات ۷۰۷ھ ہجری میں ہوئی شیخ احمد بن محمودؒ اکبرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب تذکرۃ السادات[1] میں لکھا ہے کہ سلسلہ انساب پدری سید عالی جناب مخدومؒ جہانیاں جہاں گشت کا امام ہمام زکی حضرت علی نقی علیہ السلام تک اس طور پر پہونچتا ہے کہ مخدوم سید جہانیاں جلال الحق والدین ابو عبداللہ الحسین بن کبیر الدینؒ احمد بن سید جلال[2] الملۃ والدین سرخ بخاری بن ابی المؤید علی بن جعفرؒ بن محمدؒ بن محمودؒ بن احمدؒ بن عبداللہؒ بن علی الاشعر بن ابو عبداللہؒ جعفر الکذاب بن امام علیؒ نقی علیہ السلام کما فی خزانۃ الجلالی اکثر ملفوظات میں ایسا ذکر کیا ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری چودہ خانوادوں کے پیروں کے خلیفہ ہیں آپؒ

ولادت باسعادت و نسب نامہ حضرت مخدوم جہانیاں

---

[1] یہ کتاب حسب امر سلطان محمد معظم بہادر شاہ بن سلطان اورنگ زیبؒ عالمگیر بادشاہ کے تالیف ہوئی اس بنا پر سال تالیف ۱۱۲۱ھ تقریباً ہو سکتی ہے۔

[2] تاریخ فرشتہ میں یوں لکھا ہے کہ سید جلال بخاریؒ بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمدؒ بن محمودؒ بن عبداللہ بن علی اصغرؒ بن جعفرؒ بن امام علیؒ الہادی علیہ السلام اور فرع نامی نسب نامہ حضرت ذوفیق یعنی نواب سید صدیق حسنؒ خاں صاحب مرحوم و مغفور میں یوں لکھا ہے سید جلالؒ اعظم گلسرخ بخاری بن سید علیؒ مویدبن سید جعفرؒ بن سید احمدؒ بن سید محمدؒ بن سید عبداللہؒ بن علی اشقر بن جعفر زکیؒ بن امام علی نقیؒ غرضکہ فرزند جعفر کذاب کے نام میں اختلاف ہے تذکرۃ السادات میں علی اشعر ہے اور تاریخ فرشتہ میں علی اصغر ہے اور فرع نامی میں علی اشعر ہے۔ اسمیں بالیقین کاتب سے تصحیف واقع ہوئی ہے ؎

کے دادا سید جلال الدین سرخ بخاری ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب جعفر کذاب بن امام
علی نقی علیہ السلام کی طرف پہنچتا ہے۔ سید جلال سرخ خلیفہ تھے حضرت بہاء الدین
زکریا ملتانی قدس سرہ کے انہوں نے خطہ اوچہ میں سکونت اختیار کی اور متاہل ہوئے
ان کے تین لڑکے پیدا ہوئے ایک تو سید احمد کبیر دوسرے سید بہاء الدین تیسرے
سید محمد ان سب میں سے سید احمد کبیر کے دو فرزند بے نظیر پیدا ہوئے ایک تو
سید جلال الدین معروف بمخدوم جہانیاں جہاں گشت دوسرے سید صدر الدین
مشہور بشیخ راجو قتال جو کہ اپنے بڑے بھائی مخدوم مرحوم کے خلیفہ ہوئے
حضرت مخدوم جہانیاں نے اول خدمت میں شیخ رکن الدین نبیرہ شیخ بہاء الدین
زکریا ملتانی قدس سرہما کی تربیت پائی پیران سہروردیہ کا خرقہ پہنا بعد اسکے
مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کے اکثر مشائخ[1] کی صحبت پائی۔ جب
مدینہ منورہ میں گئے تو واسطے زیارت کے روبروے روضہ نبوی کے حاضر
ہوئے وہاں کے لوگوں نے منع کیا کہ بے وقت ہے تم لوٹ جاؤ سید جلال
میں آکر کھڑے رہے اور کہا السلام علیک یا جدی یہ لوگ مجھے آنے نہیں
دیتے ہیں روضہ مبارک سے جواب آیا کہ علیک السلام یا ولدی
چھوڑ دو اور اس کو آنے دو اور مانع مت ہو کیونکہ میرا فرزند ہے مجاور لوگ اس
بات کے سننے سے تعظیم پیش آئے مدینہ منورہ کے بعض بزرگوں[2] نے حضرت
مخدوم کی صحبت میں تربیت پائی بعد مدت کے مدینہ مقدسہ سے حضرت
علاء الحق کے خدمت شریف میں بنگالہ کو تشریف لے گئے۔ واسطے خاطر داری

[illegible] جواب حضرت صلعم

۱ مثل حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ شیخ مکہ اور شیخ عبد اللہ مطری شیخ مدینہ قدس سرہما ۱۲

شیخ قطبؒ عالم کے چند روز وہاں توقف فرمایا اُن سے نعمتیں حاصل کیں حضرت مخدومؒ کو یاحی یا قیوم کا عمل یاد تھا۔ آپ کا مقبرہ منورہ اُچہ شریف میں ہے اولاد آپ کی بہت ہوئی سید شمسؒ سید ماہؒ سید صدر الدینؒ سید بدر الدینؒ ان کی قبریں سکر بھکر ملتان سندھ ہیں۔ سادات بخاری غزنہ و غور و کابل و لاہور و بنگالہ و دکن قنوج و اوچہ و ملتان دوآب و پنجاب و دہلی و آگرہ میں آباد ہیں لعل محمدؒ قطبی نے ملفوظ قطبیہ میں ذکر کیا ہے کہ اقلیم ہندوستان کی سرکار و صوبجات سے کوئی سرکار و صوبہ سادات بخاری سے خالی نہیں ہے یہ لوگ مثل آفتاب کے ہیں انتہی حضرت مخدوم قدس سرہ کے فضائل و مناقب بے حد و بیشمار ہیں علماءؒ نے آپ کے حالات و اوصاف میں کتب مستقل تالیف کیے ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں آپ کا ترجمہ خوب تحریر فرمایا ہے چونکہ جامع العلوم جس کا یہ ترجمہ ہے خود آپ کے کمالات و علوم کا بیان و شرح ہے اس لئے یہاں صرف بیان نسب شریف پر اقتصار کیا گیا۔

۱۱۱۰۶

اما بعد خاکسار ذوالفقار احمدؒ نقوی عفا عنہ اللہ القوی عرض پرداز ہے کہ سید علاء الدین علی بن سعدؒ حسینی رحمتہ اللہ علیہ مؤلف جامع العلوم ۷۷۷ھ ہجری میں حضرت مخدوم قدس سرہ کے مرید ہوئے جس وقت کہ دہلی شریف میں تشریف لائے پھر اوچہ شریف کو واپس گئے۔ سید موصوف کو خیال ہوا کہ مرید جب تک پیر کی صحبت میں ایک مدت نہ رہے تب تک اسکی ارادت کامل نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے قصد کیا کہ اوچہ شریف کو جائیں لیے پیر بزرگوار

سید علاء الدین دہلوی جو مؤلف جامع العلوم کا بابت کتاب ذکر کرنا

کی صحبت میں رہیں فیض صحبت حاصل کریں اس قصد میں تھے کہ حضرت مخدوم قدس سرہ ۱۰۸۰ ھجری میں رونق بخش دہلی شریف ہوئے قریب دس مہینے کے اقامت کا اتفاق ہوا سید موصوف نے اس مدت کو غنیمت بار دہ سمجھا۔ شب و روز اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں رہے اچھی طرح فیض صحبت حاصل کیا اور ملفوظات پیر کو لکھا چنانچہ اس کی تفصیل خود انہوں نے دیباچہ کتاب میں کی ہے اب میں ان کی حسب وصیت دیباچے کو بلفظہ نقل کرتا ہوں تاکہ تحریر ملفوظ کی کیفیت پوری پوری معلوم ہو جائے اور حق ادائے وصیت سے بھی عہدہ برآئی ہو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی سلکنی بسلك ارادة المخدوم بارادته وقضائه ورزقنی صحبة المخدوم وجعلنی من اصحابه ورفقائه وشرفنی بتشریف جائزة بکمال الطافه واحسانه والائه ووفقنی تالیف الفاظه علی من نطق اقواله واحواله والصلوة والسلام علی رسوله سید الثقلین واله اما بعد فیقول العبد الفقیر المؤلف الراجی الی رحمة اللہ الغنی ابو عبد اللہ علاء الدین علی بن سعد بن اشرف بن علی القرشی الحسینی من کلام شیخه واستاذه قطب العالم والعالمین واسوة السالکین والعارفین الاوهو السید المجید الکامل المکمل الواصل الموصل الی المغنی ابو عبد اللہ جلال الدین حسین بن احمد الحسینی البخاری ادام اللہ بقاءه وزاد عمره وافاض علینا وعلی العالمین فتحه وفتوحاته

ضرورت صحبت شیخ و برکت آں تبع عزلت و تفصیل آں

ہر چونکہ باشد بعد حمد خداوند و صلوٰۃ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ میگوید بندۂ ضعیف

بعد حمد خداوند اور صلوٰۃ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ کہتا ہے بندہ کمزور

فقیر مؤلف مذکور از کلام شیخ خود مذکور بملازمت صحبتہ وفقہ اللہ تعالیٰ ازاں افتادہ

فقیر مؤلف کلام شیخ اپنے ذکر کئے ہوئے سے ساتھ ہمیشگی صحبت شیخ کی کے

ایں فقیر دیدہ بود در بعض رسالہ کہ من وصل الی شیخ واقام عندہ اسبوعا

توفیق دے اللہ تعالیٰ کہ اس فقیر نے بعض رسائل میں دیکھا تھا کہ

او عشرۃ ایام متواترا یکون زائرولا یکون مریدا یعنی ہر کہ پیوند کند

ہر کس کہ بیعت پیوند کرے ساتھ کسی شیخ کے اور رہے ہفتہ ساتھ

بشیخے و باشد او یک ہفتہ و یا دہ روز متواتر یعنے پیاپی زائر باشد مرید نباشد بیچارہ

یا دہ روز پے در پے تو زائر (زیارت کرنے والا) ہوگا اور مرید نہ ہوگا۔ وہ

کسی کہ ایں ہم حاصل نکرد او را دعوی دیگر حرام باشد بنا بریں خواستم در آچہ

بیچارہ کہ جس کو اتنا بھی حاصل نہ ہو اس کا ہر دعویٰ ناجائز ہے۔ اسلئے میں نے

مبارک روم و صحبت پیر بزرگوار خود حاصل کنم و در زمرۂ مریداں درآیم بکرم حق تعالےٰ

چاہا کہ آچہ مبارک جاؤں اور صحبت پیر بزرگوار اپنے کی حاصل کروں اور مریدوں کے

ہم دریں عزم بودم کہ قدم مبارک شان شہر دہلی را مشرف گردانید چنانچہ شکر

ٹولے میں سے ہو جاؤں ساتھ کرم اللہ تعالےٰ کے اسی ارادہ میں تھا کہ قدم مبارک حضور

مر حضرت حق را و بادشاہ مطلق را بجا آوردم و بشرف ملازمت صحبت برادر حاصل

کے لئے دہلی شہر کو شرف بخشا لاکھ لاکھ شکر خاص حضرت حق کا اور بادشاہ کلی کا بجا

لایا اور شرف ہمیشگی صحبت حاصل کی جیسا کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحقیق

کردم قولہ علیہ السلام ان اللہ تعالیٰ ملکا یسوق الاھل الی الاھل اذا
اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو چلاتا ہے اہل کو طرف اہل کے
اراد اللہ تعالیٰ بعبد خیرا یسوق اھل الخیر الیہ او یسوقہ الی اھل
کے جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اپنے بندہ کے خیر کا تو لے جاتا ہے اہل
الخیر فیر نشد ؟ وبارہا از زبان گہر افشان سماع دارم لا اعتبار لاخذ
خیر کو طرف اسکے یا لے جاتا ہے اسکو طرف اہل خیر کے اور وہ اسکو ارشاد فرماتا ہے اور کئی
الخرقۃ وانما الاعتبار لاخذ الصحبۃ یعنے اعتبار نیست مرگرفتن خرقہ
دفعہ زبان موتی بکھیرنے والی سے سنا ہوا ہے خرقہ حاصل کرنے کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ
را بلکہ اعتبار مرگرفتن صحبت پیر ست ایضا میفرمودند امام حسن نوری نور اللہ
صحبت پیر حاصل کرنا کا اعتبار ہے بلکہ صحبت پیر حاصل کرنا اصل چیز ہے بھی فرمایا ہے
مرقدہ میگوید یا ایاکم والعزلۃ فان العزلۃ مقارنۃ الشیطان وعلیکم
امام حسن نوری نورانی کرے اللہ قبر ان کی کیونکہ فرماتے ہیں کہ خبردار بچو علیحدگی سے
بالصحبۃ فان الصحبۃ رضاء الرحمن قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا
تحقیق علیحدگی شیطان کے قریب کرنے والی ہے اور لازم پکڑو صحبت کو کیونکہ صحبت
اللہ وکونوا مع الصادقین ای صحبۃ الصالحین ھم قوم لایشقی جانسھم
رضا رحمان کی ہے۔ قولہ تعالیٰ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے
من اھتدا ہے بھم اھتدی ومن انکر ھم ضل واعتدا بحی وقولہ ایاکم ای
یعنی صحبت نیکوں کی۔ وہ قوم کہ نہیں برائی میں پڑتا۔ ان کے ساتھ بیٹھنے والا جس نے
ہدایت حاصل کی ان سے ہدایت پا گیا اور جس نے انکار کیا ان کا گمراہ ہو گیا اور فرمایا

احذر روا یعنے حذر کنید از گوشہ نشستن کہ گوشہ نشستن پرستش شیطان ست
ڈرو گوشہ میں بیٹھنے سے کہ گوشہ میں بیٹھنا شیطان سے گا نٹھا جاتا ہے
و قولہ و علیکم بالصحبۃ ای الزموھا یعنے لازم گیرید صحبت پیر را کہ صحبت
اور فرمایا لازم ہے صحبت پیر کہ اسی صحبت سے
خوشنودی رحمن ست زیرا کہ خدائے تعالیٰ در قرآن امر کرد کہ اے مومنان
خوشنودی رحمان ہے۔ اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن میں حکم فرمایا کہ اے مومنان
بترسید از خدا و باشید با صادقان ایشاں گروہ آنند کہ بصحبت نشود ہمنشیں ایشان قولہ
خدا سے ڈرو اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے کہ وہ ایسا گروہ ہے کہ انکے ساتھ بیٹھنے والا
فان الصحبۃ خیر من العزلۃ زیرا کہ رسول علیہ السلام فرمود المؤمن الذی
گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ فرمایا تحقیق صحبت بہتر ہے تنہائی سے۔ کہ فرمایا حضور
یخالط الناس ویحمل اذاھم خیر من الذی لا یخالط یعنے مومن کہ
علیہ السلام کہ مومن جو لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اور ان سے ایذا برداشت کرتا ہے
بیامیزد با مردمان و تحمل کند برنجانیدن ایشان بہتر ست از مومنی کہ نیامیزد
اچھا ہے اس سے کہ جو لوگوں میں رہتا ہی نہیں اس واسطے کہ جو لوگوں میں رہتا ہے
زیرا کہ ہر کہ با مردمان بیامیزد و امر بمعروف کند و نہی منکر کند بعضے قبول کنند
ان کو اچھے کاموں کے کرنے کے لئے کہے گا اور برے کاموں سے روکے گا۔ بعض قبول
و بعضے ابا آرند پس او را رنجے حاصل شود و تحمل کند او را دو ثواب باشد
کریں گے۔ بعض انکار کریں گے۔ اس کو رنج ہو۔ اور وہ صبر کرے۔ اس کو دو ثواب
ہوں گے۔

یکے ازام معروف ونہی منکر دوم از تحمل وعزلت ذکر را از یاد رہاند و صحبت ذکر

ایک نیکی کے کہنے کا اور گناہ سے روکنے کا۔ دوسرا تحمل کا۔ اور علیحدگی ذکر سے

رہا و رہاند وعزلت پندار آرد و صحبت انکسار قولہ علیہ السلام الصحبۃ تؤثر

روکتی ہے اور صحبت ذکر کو یاد دلاتی ہے علیحدگی خود بینی بڑھاتی ہے اور صحبت عجز و نیاز۔ فرمان

یعنی صحبت مؤثر است ہر چونکہ باشد نیک و یا بدلا سیما صحبۃ الشیخ خاصہ

حضور ز صحبت مؤثر ہے جیسی ہی ہو۔ اچھی یا بری۔ خصوصاً صحبت شیخ اپنے کی کہ

صحبت پیر خود کہ ہیچ صحبت بدان نرسد و آں صحبت نہ ہر صحبت مرادست بلکہ

کوئی صحبت اس کے برابر نہیں۔ اور اس صحبت سے ہر صحبت مراد ہے۔ بلکہ

جلوس جلیس صالح مرادست چنانکہ شیخ در عوارف گفتہ است وحدۃ المرء

بیٹھنا ساتھ نیک آدمی کے برابر ہے چنانچہ حضرت شیخ الشیوخ عوارف میں فرماتے ہیں

خیر من جلیس السوء عندہ وجلوس الخیر خیر من قعودہ وحدہ

اکیلا ہونا آدمی کا بد صحبت سے بہتر ہے اور نیک آدمی کے پاس بیٹھنا اسکے اکیلے بیٹھنے

یعنی تنہائی مردم را بہتر ست از نشستن نزدیک یار بد و نشستن نزدیک یار

سے بہتر ہے۔

نیک بہتر ست از نشستن جائے نیک بتنہائی۔ ولھذا الصحابۃ رضوان

اسی واسطے صحابہ رض

اللہ علیھم اجمعین صحبوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کی۔

واخذ وا فوائد ہ وازو وا روایتہ وسموا اصحابیہ چوں التزام صحبت
ا اور ان کے فوائد حاصل کئے۔ اور ان سے روایت کی اور صحابہ رضی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرونده فوائد گرفتند وازوی روایت شدند بدیں خطاب
کے نام سے مشہور ہو گئے۔ فرمانؐ میرے اصحاب مثل تاروں کے
مشرف گشتند قولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم
ہیں۔ ان میں سے جس کے ساتھ اقتدا کروگے۔ ہدایت پاؤگے یعنی
اىی باقوالهم وافعالهم قولہ تعالیٰ وبالنجم هم یهتدون یعنی رسول
اقوال اور افعال کے ساتھ۔ قولہ تعالیٰ وبالنجم ہم یہتدون یعنی رسول اللہ صلی
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودیا رانؓ من ہمانند ستارگان اند ہر کدام ازیں
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دوست ستاروں کی طرح ہیں جس کے ساتھ ہی
صحابہؓ اقتدا کنید راہ بیابید وبالنجم الف ولام جنس ست یعنی بستارگان
ان میرے دوستوں میں سے کی پیروی کروگے۔ راہ (ہدایت) پاؤگے۔ اور بالنجم میں الف ولام
روندگان قافلہ شب راہ بیابند وگم نکنند از بہر این لمدتِ دہ ماہ از استقبال
جنس کا ہے یعنی ستارہ ہائے آسمان سے (رہنمائی حاصل کرکے) رات کو چلنے والے قافلے سیدھا
ست وہشتم ربیع الآخر روز یکشنبہ تا غایت ہفدہم محرم روز سہ شنبہ سنہ اثنین و
راستہ معلوم کر لیتے ہیں اور گم راہ نہیں ہوتے (چنانچہ آپکی صحبت کیلئے تقریباً دس ماہ یعنی ۲۸ ربیع الآخر
ثمانین وسبعمائۃ بشرف ملازمت صحبت مخدومؒ جہانیان حاصل شد الحمد للہ علی ذالک
بروز اتوار ۷۸۱ھ سے ۱۷ محرم ۷۸۲ھ بروز منگل تک حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت کی صحبت

لہ متعلق است بقولہ لاخذ الصحبتہ

دو اعتکاف اربعین بخدمت کردہ آمد یکے اربعین ماہ رمضان و دوم اربعین موسیٰ

میں رہا اس نصیب پر میں اللہ کا شکر گذار ہوں۔ دو اعتکاف چالیس یوم کے آپ کی خدمت میں کیے

علیہ السلام چنانکہ فوائد آن در محل آن گفتہ آید انشاء اللہ تعالیٰ و جمع کردن ملفوظ

ایک چالیسواں ماہ رمضان۔ دوسرا چالیسواں حضرت موسیٰ علیہ السلام جنکے فوائد اپنے موقعہ پر بیان

مبارک بعد عنایت حق جل و علا از آں افتاد کہ ایں حقیر دیدہ بود کہ بعضے

ہونگے۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور جمع کرنا ملفوظ مبارک کا ساتھ مہربانی جل و علیٰ کے اس طرح ہوا

مریدان ملفوظ پیران خود جمع کردہ و دیگر آنکہ ہر کسے از علماء و فقہا تصنیفے و تالیفے

کہ اس حقیر نے دیکھا تھا کہ بعض مرید ملفوظ پیر اپنے کا جمع کرتے اور کئی دوسرے جو عالم و فقیہ ہیں

دارند پس خواستم تصنیفے و تالیفے جمع کنم ہیچ تالیفے بہتر از ملفوظ ندیدم در

کتابیں لکھتے ہیں پس میں نے چاہا کہ کچھ تصنیف و تالیف جمع کروں مگر کوئی اس قسم کی چیز

جمع کردن آں جد و اجتہاد سخت کردم چنانکہ یاران نزدیک میدانند منتظر

ملفوظ سے بہتر نہ پائی تو اسکے جمع کرنے میں بہت کوشش اور محنت شروع کی جسکو قریبی دوست

سے بودم تا از زبان مبارک چہ بیرون آید آنرا در قلم آرم چنانکہ مرغ گرسنہ

خوب جانتے ہیں۔ ہر آن منتظر رہتا کہ زبان مبارک سے جو فرماتے ہیں لکھ لوں جیسے کہ کوئی بھوکا

منتظر طعمہ سے باشد چونکہ خدمت قطب عالم در ہر علم متبحر و متکلم بودند

مرغ روٹی کے ٹکڑے کی انتظار میں ہوتا ہے چونکہ حضرت قطب عالم ہر علم میں سمندر تھے اور ہر علم

از ہر علم جمع کردم بریں فہرست علوم

میں فرماتے تھے۔ اس فہرست علوم کے مطابق جمع کرتا رہا

لہ سی شبانہ روز از ذی العقدہ و دہ از ذی الحجہ

[illegible]

علم قرأت	علم تفسیر	علم احادیث	علم فقہ	علم اصول فقہ	علم فتاوی
علم احکام	علم کلام	علم معانی	علم خلفای حقانی	علم منطق	علم نحو
علم صرف	علم لغت	علم عروض	علم فضل	علم فرائض	علم حکمت
علم طب	علم نجوم مقداریکہ ضروریہ است برای شناختن اوقات نماز				علم مناظرہ
علم فراست	علم معیشت	علم سلوک	علم توحید	علم معرفت	علم استدلال
علم مشاہدہ	علم اصول	علم اخلاق	علم احسان	علم تحمل	علم صفت سالک
علم لباس	علم تعویذ	علم دعوات ادعیہ	علم اسمائے اعظم و شرح آن		علم تربیت
علم ارشاد	علم تزکیہ	علم تصفیہ	علم مقامات	علم ترغیب	علم تحریص
علم اجتہاد	علم مذاہب	علم تحقیق	علم روایت	علم آثار	علم مشائخ
علم اجازت	علم کفایت	علم تعلیم	علم طالب چارہ نیست بے شیخ		علم قطع علائق
علم علوم	علم ماہیت علوم	علم تصنیفات	علم تالیفات	علم نفسانی	علم روحانی
علم ماہیت بشر	علم ماہیت جن	علم ماہیت حیوانات	علم وصال	علم فراق	علم موہبت
علم خاصیت	علم تاثیرات	علم اخبار	علم آثار	علم تاثیر صحبت	علم خلوت
علم اعتکاف	علم مجاہدہ	علم مکاشفہ	علم سیر مکاشفہ	علم اشتغال	علم ضیافت
علم وعظ	علم نصیحت	علم وصیت	علم اوصاف	علم حقوق	علم استحقاق
علم قصص	علم حکایات مناسب	علم واقعات	علم معجزات	علم متابعت	علم سنت
علم مدارج المشائخ	علم تحصیل	علم صحو	علم محو	علم ارادہ	علم حل مشکلات
علم ریاضت	علم افادہ	علم ادراک	علم انتباہ	علم ساعات سحر	علم مصادرہ
علم اسرار	علم انشاء	علم اظہار	علم شکر	علم ملکوت	علم جبروت

علم لاہوت	علم تواضح	علم تکبر	علم افتقار	علم اختیار	علم اضطرار
علم حالات	علم وجد	علم فکرت	علم تجربہ	علم مقصود	علم جذبات
علم عشق	علم محبت	علم شوق	علم ذوق	علم ترقی	علم اعمال قبول
علم اعمال جوارح	علم ایمان و اسلام	علم ماہیت ایمان و اسلام		علم ماہیت فرائض و نوافل	
علم ماہیت صوم	علم ماہیت تراویح	علم ماہیت قربانی	علم ماہیت صلوات	علم ماہیت زکوٰۃ	علم ماہیت حج
علم تسبیحات	علم خوف	علم رجا	علم سفر	علم حضر	علم ارادہ
علم بیعت	علم ولایت	علم تصرف	علم قطبیت	علم محبوبیت	علم توکل
علم تاکل	علم تشرب	علم صبر	علم شکر	علم نورانی	علم ظلمانی
علم احیار	علم اماتت	علم اذیت	علم من لدنی	علم سر قدر	علم قربت
علم تجارت	علم تربیت	علم اربعینات	علم امانت	علم خلافت	علم اجماع
علم اتفاق	علم مانع وصول	علم شریعت	علم طریقت	علم حقیقت	علم مجاز
علم اوراد	علم اذکار	علم مجالست	علم ادب	علم محاسبہ	علم کرامت
علم استقامت	علم مکاسب	علم مواہب	علم علوی	علم سفلی	علم معرفت
علم ابتدا	علم انتہار	علم انابت	جملہ علوم ۱۸۸ علم		

حاصل ایں چند علم داخل ست در علم سلوک و سبب اظہار ایں ست کہ ایں
مختصر یہ کہ یہ چند علوم علم سلوک میں داخل ہیں اور اس کی اظہار (ذکر) کی وجہ یہ ہے ۔ کہ یہ
علم ہمہ دریں ملفوظ ظاہر شد ازیں علوم چوں در ذات آں صاحب علوم بود۔
تمام علوم اس ملفوظ میں ظاہر (موجود) ہیں ۔ چونکہ حضرت تمام علوم میں یکتا تھے

آں ہمہ جمع آوردم چنانکہ در محل تاریخ ہر یکے ازیں گفتہ آید ہر کرا ازیں علوم

میں نے سب کو جمع کر دیا۔ چنانچہ بر محل تاریخ ہر بات آویگی۔ ہر اس شخص کو کہ ان علوم

مذکورہ بہرہ خواہد بود ہم فہم خواہد کرد حق تعالیٰ ہمہ را فہم و ادراک بخشد آمین

سے واقفیت ہوگی۔ سمجھ سکے گا۔ حق تعالیٰ سب کو سمجھ بوجھ بخشے۔ آمین

رب العالمین و لفظ الغنا را فرق نہادم بین الکلامین و تواریخ و اوقات

اے جہانوں کے پالنے والا۔ لفظ الغنا سے علیحدہ کیا میں نے دو کلاموں کو اور تاریخوں و اوقات

بنا نہادم و ماہ و ہفتہ و روز نیز چوں تہجد و بعد اشراق و بعد چاشت و بعد ظہر

تک کا خیال کیا۔ مہینہ ہفتہ اور اوقات دن رات مثلاً تہجد بعد اشراق بعد چاشت بعد دوپہر

و بعد عشا مشقت کلی کردم و علاوت طعام و خواب از خود برگرفتم زحمت بسیار

بعد عشا (میں تمیز کرتے ہیں) پوری محنت کی اور لذات طعام اور نیند کو برطرف کر کے کافی تکلیف

دیدہ ام اکنوں امید وار رحمت پروردگار ہستم کہ بر زحمت بدل گرداند کہ نقش

اٹھائی اب امید کرنے والا اپنے پالنے والے سے ہوں کہ (وہ) زحمت کو ساتھ رحمت کے بدل دیوے

زحمت و رحمت یکے است سیجعل اللہ بعد عسر لفظ سین برائے تاکید است

کہ تحریر زحمت و رحمت کی ایک ہے عنقریب ضرور اللہ تعالیٰ کر دینگے تنگی کے بعد فراخی۔ لفظ سین

سر انجام بگرداند خدا تعالیٰ بعد دشواری آسانی را چنانکہ صاحب جامع صغیر گوید

تاکید کیلئے ہے آخر کریگا اللہ تعالیٰ بعد مشکل کے آسانی جیسا کہ صاحب جامع صغیر فرماتے

تروح فانی قل تعبت بنظمہ وبتا کما بات السلیم مسھلا[1]

[1] اصل میں اسی طرح ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مسہرا ہے ماخوذ سہر سے جس کے معنے بیخوابی و بیداری کے ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲

نابردہ رنج گنج میسر نمے شود، مزد او برد جان برادر کہ کار کرد

تکلیف اٹھائے بغیر خزانہ نہیں ملتا۔ بھائی جان فائدہ وہی اٹھاتا ہے۔ جو کام کرتا ہے

قولہ تعالیٰ وما اسالکم من اجر ان اجری الا علی رب العالمین قولہ

قولہ تعالےٰ میں کچھ اجر نہیں چاہتا۔ میرا اجر سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی اور پر نہیں

تعالیٰ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین وقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یضیع

قولہ تعالےٰ۔ تحقیق اللہ تعالےٰ اجر ضائع نہیں کرتا محسنین کا اور قولہ تعالیٰ تحقیق اللہ تعالیٰ

اجر من احسن عملا وقولہ تعالیٰ وھل جزاء الاحسان الا الاحسان

نہیں ضائع کرتا عمل اسکا جس نے بہت اچھا عمل کیا اور قولہ تعالیٰ کیا بدلہ احسان کا سوائے احسان

وقولہ تعالیٰ ومن جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا قولہ علیہ السلام من سن

کے اور ہے اور قولہ تعالیٰ جس نے اچھا عمل کیا تو اس کیلئے دس ہیں مثل اسکے قولہ علیہ السلام

سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بہا الی یوم القیامۃ قولہ

جس نے جتنی نیکی کی اس کو اس کا اجر ملے گا۔ اور قیامت تک عمل کا اجر ہوگا

علیہ السلام اجرک علی قدر تعبک چہار کتب قرأت کردم یکے در علم فقہ

قولہ علیہ سلام اجر تیرا تیری تکلیف کے مطابق ہے میں نے چار کتابیں پڑھیں ایک علم فقہ شریعت

شریعت ویکے در علم احادیث نبوی و دو در علم سلوک و طریقت حقوق پیر

کی۔ ایک علم احادیث نبوی صلعم اور دو علم سلوک و طریقت کی۔ حقوق پیر

بود و حقوق استاذ سے نیز واجب شد حقین واجبین وچند کتب سماع

و استاد بھی واجب ہو گئے (۲ حقوق) اور چند کتب سنیں

کردم اول کلام اللہ تعالےٰ کتاب باری تعالیٰ کہ نبیرہ مخدوم اسمہ حامد

پہلی کلام اللہ تعالےٰ - کتاب باری تعالیٰ - کہ پوتا حضرت مخدومؒ جن کا نام حامد تھا

میگذشت در علم احادیث مشارق و مصابیح و اورادیہ والاربعین صوفیہ

علم احادیث میں مشارق و مصابیح اور اورادیہ الاربعین صوفیہ

کہ مخدومؒ در مکہ مبارک جمع کردہ بودند و در علم فقہ منتقی و مجمع البحرین و

جو حضرت مخدومؒ نے مکہ مبارک میں جمع کی تھیں اور علم فقہ میں منتقی - مجمع البحرین

چیزے قدوری و چیزے ھدایہ و در علم اصول فقہ چیزے حسامی و

کچھ قدوری اور کچھ ھدایہ - اور علم اصول فقہ میں کچھ حسامی

چیزے بزدوی و در علم کلام چوں عقیدہ نسفی و قصیدہ لامیہ با شرح

اور کچھ بزدوی - اور علم کلام میں عقیدہ نسفی - قصیدہ لامیہ یا مع شرح

و در علم تفسیر چوں مدارک و در علم سلوک چوں عوارف و تعرف و رسالہ

اور علم تفسیر میں مثل مدارک اور علم سلوک میں مثل عوارف و تعرف اور رسالہ

مکیہ و رسائل دیگر و شرح چہل و یک اسمائے اعظم و شرح لودونہ نام

مکیہ اور دیگر رسائل اور شرح اسمائے اعظم اور شرح نام

ہر دو شرح ہم شرح کبیر و ہم شرح صغیر و در علم اورادیہ اوراد

اسم پاک اللہ تعالےٰ اور دونوں شرحیں شرح کبیر و شرح صغیر اور علم اورادیہ میں

شیخ الشیوخؒ و اوراد شیخ کبیرؒ و اوراد خواجگان چشتؒ و اوراد مخدومؒ

اوراد شیخ الشیوخؒ اور شیخ کبیر اور اوراد خواجگان چشت رحمہم اللہ تعالےٰ

اور اوراد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ

فوائد کتب ہمہ جمع آوردم مجمل تواریخ گفتہ آید و ایں ملفوظ مبارک را بخلاصۃ

فوائد تمام کتب میں نے جمع کیے جن کا ذکر اپنے موقع پر آئیگا۔ اور اس ملفوظ مبارک کو

الالفاظ جامع العلوم نام کردم و باللہ التوفیق و چیزیکہ ایں فقیر بملازمت

خلاصۃ الالفاظ (نمایاں حروف) جامع العلوم کے نام سے نامزد کیا۔ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے

صحبت آں پیر بزرگ پایہ بر گرفت ہرگز در ہزار سفر حاصل نشود اگرچہ سالہا

جو بات کہ اس فقیر نے پیر بلند پایہ کی صحبت کو لازم پکڑنے کے حاصل کی ہرگز ہزاروں سفر کرنے سے

رود و آنچہ یافتم ہم در ملفوظ جمع آوردم بر خود نداشتم و تقصیر نکردم کہ الخیر

حاصل نہ ہوتی۔ چاہے کتنا ہی عرصہ گزر جاتا میں نے جو کچھ حاصل کیا تمام کا تمام ملفوظ میں جمع

الخیر الخیر المتعدی یعنی بہترین خیر آنست کہ بدیگرے رسانند و

کر دیا کچھ بھی چھپا نہیں رکھا۔ اور خامی نہیں کی دیکھو کہ اچھی نیکی نیکیوں سے وہ ہے جو دوسروں

چوں مخدوم عالمیان را معلوم گشت و بضمیر منیر خویش دانستند کہ ایں فقیر ملفوظ

تک پہنچے۔ جب جہانوں کے مخدوم کو معلوم ہوا اور ساتھ روشنی روحانی کے آپ نے جانا کہ یہ فقیر

جمع می آرد چوں فوائد و احادیث صحاح و مسائل غریب و یا اشعار عربی و

ملفوظ جمع کر رہا ہے۔ مثلاً فوائد اور حدیثیں صحاح اور مسائل عجیب اور بیت عربی

یا فارسی و آنچہ بایں مانند بودے روئے مبارک بفقیر مے آوردندے

و فارسی اور مثل اس کے۔ تو رخ مبارک اس فقیر کی طرف لاتے

و میفرمودند کہ فرزند من بنویس بارہا در مجلس مے نوشتم و یا آنکہ چوں در حجرہ می

اور فرماتے۔ کہ اے میرے بیٹے لکھ۔ کئی دفعہ میں مجلس میں لکھتا۔

یا جب حجرہ میں آتا۔ لکھتا

آمدم می نوشتم و چند وصایا نوشتم کہ آنرا رعایت کنند۔ وصیت اول آنکہ ہر

چند وصیتیں تحریر کرتا ہوں۔ ان کی رعایت (لحاظ) رکھیں۔ پہلی وصیت یہ ہے۔ کہ

کہ را ازیں ملفوظ چیزے مشکل افتد و حل آں نماند باید کہ بہ کاشانہ ایں فقیرؒ

ہر کسی جس کو اس ملفوظ سے کوئی مشکل پیش آئے۔ چاہیئے کہ اس فقیرؒ کے مکان پر

جوار مسجد جامع دہلی قدیم ست از فراشاں مسجد مذکور بپرسد ایشاں در حال

جو قریب مسجد جامع پرانی دہلی ہے (آئے) اور فراشوں مسجد مذکور سے پوچھے

خواہند نمود تا آں مشکل ازیں فقیر حل شود اگر حیات باقی باشد والا خدائے

وہ فوراً بتلا دینگے تاکہ وہ مشکل اس فقیر سے حل ہو جاوے اگر زندگی باقی ہے ورنہ خدائے

تعالیٰ آں مشکل را حل کند بفضلہ و کمال کرمہ وصیت دوم آنکہ ہر کہ ایں

تعالیٰ اس مشکل کو حل کریگا ساتھ مہربانی اور کمال شفقت اپنی کے۔ دوسری وصیت ہر

ملفوظ را مطالعہ کند باید کہ با طہارت باشد و تدبر و تفکر و حضوری دل لازم

شخص کہ اس ملفوظ کا مطالعہ کرے۔ چاہیئے کہ باوضو ہو اور سوچ بچار اور حضوری قلب

شمرد تا از کلمہ ازیں کلمات ینابیع و فوائد کثیر پدید آید۔ و ذوق آں معانی در

(پوری توجہ) کو لازم رکھے کہ ان کلموں اور باتوں سے منافع اور فائدے بہت نمایاں

یابد بلیں چناں باشد کہ صحبت صاحب ملفوظ مخدومؒ دامت برکاتہ بودہ

ہوں اور لذت اُن معنوں کی حاصل ہو گویا کہ ایسا (محسوس) ہو کہ صحبت حضرت

باشد وصیت سوم آنکہ در شب و روز مطالعہ کنند و خاندان خود را و آیندگان را

مخدومؒ صاحب ملفوظ کی حاصل ہوئی۔ تیسری وصیت دن رات اس کتاب کو پڑھے

اور اپنے خاندان والوں کو۔ اور آنے والے دوستوں کو

ازیں نصیحت بکند و بیاگاہاند و اگر سالک نباشد باید کہ پیش سالک بحر اند

اس سے نصائح کرے اور بتلا دے اور اگر سالک نہ ہو تو چاہیئے کہ کسی بزرگ صاحب سلوک

ہر عابد و مستعبد را سالک نشمرد کہ مرتبہ اول سالک قطع علائق است ہر تعلقے کہ

سے پڑھے۔ اور ظاہری نیک اور نیک شکل والے کو سالک نہ سمجھے کہ پہلی نشانی سالک کی تعلقات

باشد چوں ختم مقابر و درس مدارس و امامت مسجد و کتابت مکاتب و کسب

سے علیحدگی ہے۔ ہر تعلق کے ہو مثلاً قبروں پر ختم کرنا۔ مدرسوں میں پڑھانا۔ امامت مسجد

مکاسب و تعلیم صبیان و عہدہ دیوان چوں قضا و احتساب و حجابت یعنی

لکھائی لکھنا۔ کاروباری کسب، بچوں کو پڑھانا۔ ملازمت دربار (امراء) مثلاً حاکم وقت، عالم

دربانی و تجارت و اجارہ و آنچہ بدیں مانند کہ ہمہ را تعلق گویند موانع سلوک

حساب کتاب۔ حجابت یعنی دربانی تجارت وغیرہ کہ تمام تعلقات کی قسمیں ہیں کہ سلوک

اند چنانکہ بعضے مشائخ گفتہ اند کہ السالک ہو المتوکل علی اللہ و المستغنی

(راہ خدا) کی حائل ہیں جیسا کہ بعض بزرگان اہل اللہ نے کہا ہے کہ سالک وہ ہے۔ جو

بہ صفت اصحاب الصُّفَّۃ قولہ تعالیٰ واصبر نفسک مع الذین

محض اللہ پر بھروسہ کرے اور اسی کے خیال میں غرق ہو۔ اور بطریقہ اصحاب صفہ کے۔ فرمان

یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہٗ ای ذاتہ سے

اللہ تعالیٰ صبر کر ساتھ ان لوگوں کے جو اپنے رب کو رات دن پکارتے ہیں اور اس ہی کو چاہتے

عالی ہمت کہ او را برائے ذات او طاعت کنند نہ طمع بہشت و نہ خوف دوزخ

ہیں (سبحان اللہ) بڑے عالی ہمت ہیں (وہ لوگ جو) کہ اس کی تابعداری محض اس کی

ذات کیلئے کرتے ہیں نہ بہشت کا طمع کرتے ہیں۔ اور نہ دوزخ کا خوف رکھتے ہیں

قولہ تعالیٰ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ ـ

فرمان اللہ تعالیٰ ۔ ڈرتے ہیں اور نہیں ڈرتے کسی سے مگر اللہ (تعالیٰ) سے

چوں گلشن بہشت نیاید بچشم شان کے سر در دن گلخن دنیا در آورند

جب بہشت ان کی نگاہوں میں کچھ نہیں ۔ تو دنیا کے بکھیڑوں میں کیسے آویں گے ۔

قولہ علیہ السلام فی صفۃ اصحاب الصُّفَّۃ لا الی ضرع ولا الی ذرع

قول علیہ السلام بیچ صفت اصحاب صفہؓ کے ۔ نہ تو دودھ کے بکھیڑے ہیں

یعنے این اصحاب صفہ شیر دار نبودندے یعنے گاؤ گوسفند و نہ کشت و زراعت

یعنی گائے بکری وغیرہ کے ۔ اور نہ ہی کھیتی باڑی کے دولے ہیں (رکھتے)

کردندے ہمہ وقت مستغرق بودندے وصیت چہارم آنکہ در شبا روزے

(بلکہ) ہر وقت ذات باری کے خیال میں محو رہتے تھے چوتھی وصیت ہر کہ رات دن

مطالعہ کند و باخود وا دارد و یا یک وقت کند در شبا روزے کہ دران وقت

مطالعہ کرے اور اپنے پاس رکھے ۔ یا دن رات میں کسی ایک وقت مقرر میں

این را مطالعہ کند خاصہ مر کسے را کہ فرزند مخدومؒ باشد و باید کہ خانہ بخانہ و محلت

اس کو پڑھے ۔ خصوصاً وہ شخص جو اولاد حضرت مخدومؒ سے ہو ۔ اور چاہیے کہ

بمحلت و ہر کہ بطلبد برائے نسخ یعنے نوشتن بدہد و تقصیر نکند کہ غرائب و عجائب

کہ جگہ بجگہ اور مکان بہ مکان (پڑھے) ہر کوئی کہ اس کے نقل کرلے کے لئے اس کو

بسیار ست تا ایشاں را نیز فوائد حاصل آید کہ الخیر الخیر المتعدی کہ

طلب کرے اُس کو دے بخل نہ کرے کہ عجیب و غریب باتیں ہیں تاکہ دوسروں کو بھی

فائدہ حاصل ہو نیکیوں میں سب سے وہ اچھی نیکی ہے ۔ جو دوسروں کو پہنچے

بہترین خیر متعدی ست کہ بدیگرے برساند واگر کسے بریں فقیر بگزرانند خوب باشد

اگر کوئی اس فقیر کے پاس آئے۔ اور اچھا ہوگا۔ کیونکہ یہ فقیر اچھی طرح

زیراچہ ایں فقیر نیکو میداند کہ جمع آوردہ است فوائد آں مناسب تقریر کردہ

جانتا ہے۔ جو اکٹھا کیا ہے۔ اور خوبیوں پر اچھی طرح روشنی ڈالیگا

شود وصیت پنجم آنکہ ازیں دیباچہ کم و بیش نکنند تا بر صواب افتد

پانچویں وصیت اس خطبہ میں گھٹاؤ بڑھاؤ نہ کرے۔ تاکہ معاملہ پورا رہے

ایں فقیر را بدعائے ثبات ایمان و عاقبت خیر کرم کنند خدا تعالی ختم کار

اس فقیر کو ساتھ سلامتی و ہمیشگی ایمان اور انجام خیر کے دلئے دعا کرے) مہربانی کرے

ایں فقیر را با جمیع مسلمانان بر مسلمانی گردانا دبمنہ و کمال کرمہ آمین رب العالمین

اللہ تعالی اور خاتمہ اس فقیر کا ساتھ تمامی مسلمانوں کے مسلمانی پر کرے ساتھ کمال شفقت

بماند سالہا ایں نظم و ترتیب　　زما ہر ذرہ خاک افتد بجائے

اپنی کے (دنیا کی) یہ نظم اور باقاعدگی سالہا سال رہے گی (مگر) زندگی کو ہمیشگی نہیں ہے

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند　　کہ ہستی را نمی بینم بقائے

البتہ کوئی اللہ والا کسی دن ساتھ مہربانی کے کرے اس مسکین کے واسطے

مگر صاحبدلے روزے برحمت　　کند در حق ایں مسکین دعائے

دعائے خیر (تو اس کو بقا ہے) کچھ طاقت نہیں مگر ساتھ اللہ تعالی کے اسی

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ

پر بھروسہ ہے۔ اور اسی پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔

تمام ہوا دیباچہ اصل کتاب کا

سبب تحریر ترجمہ جامع العلوم

بعض بزرگانِ دین نے ایک قلمی نسخہ جامع العلوم کا مہرورذ کرم گسترِ معانِ علم کانِ فضل امیر کبیر حضرت سیدنا **نواب سید محمد صدیق حسن خاں** صاحب مرحوم ومغفور کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا خاکسار نے جس وقت اس کو دیکھا تو بغایت پسند آیا ہر علم وفن کی تحقیقات سے اس کو مملو پایا خصوصاً علم سلوک کے عجائب وغرائب امور اُس میں ایسے دیکھے کہ دوسرے کتب میں نہیں دیکھے خاکسار نے جناب نواب صاحب مرحوم سے عرض کیا کہ یہ کتاب مستطاب آپ کے جدامجد حضرت مخدومؒ قدس سرہ کی ملفوظات کی ہے اور ابھی تک چھپی نہیں ہے آپ پر حق ہے کہ چھپوادی جائے "تاکہ خاص و عام اس کے فیض سے مستفیض ہوں اور میں جو عرض کرتا ہوں سو مجھ پر بھی ایک نوع کا حق ہے کیونکہ آپ کا سلسلہ[1] پدری حضرت مخدومؒ تک پہونچتا ہے اور

---

[1] مولانا السید صدیق حسنؒ بن سید اولاد حسنؒ بن سید اولاد علیؒ بن سید لطف اللہ بن سید عزیز اللہ بن سید لطف علیؒ بن سید علی اصغرؒ بن سید کبیرؒ بن سید تاج الدینؒ بن سید جلالؒ رابع بن سید راجو شہید بن سید جلالؒ ثالث بن سید حامد کبیرؒ بن سید ناصر الدینؒ محمود بن سید ابو عبد اللہ جلال الدین مخدوم جہانیانؒ جہاں گشت بن سید احمد کبیرؒ بن سید جلالؒ اعظم گل سرخ بخاری بن سید علی مؤیدؒ بن سید جعفرؒ بن سید احمدؒ بن سید محمدؒ بن سید عبد اللہؒ بن علی اشقرؒ بن جعفرؒ زکی بن امام علیؒ نقی بن امام محمدؒ تقی بن امام موسےٰ رضا بن امام موسےٰؒ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمدؒ باقر بن امام زین العابدینؒ بن امام حسینؒ بن سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ بنت سید المرسلینؐ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم ۱۲

میرے دادا کی والدہ[1] بھی اسی خاندان عالی کی ہیں آپ اگر اصل ہیں تو میں فرع ہوں آپ گل ہیں تو میں خار ہوں ؎

جس گلستاں کے ہو تم گلِ تر — خار اُس بوستاں کے ہم بھی ہیں
وجہ بیگانگی نہیں معلوم — جہاں کے تم ہو وہاں کے ہم بھی ہیں

اس پر فرمایا کہ اس کی تلخیص کی جائے اس کو ہم طبع کرا دیں گے۔ میں نے

---

[1] ذوالفقار احمد بن سید ہمت علی بن سید شاہ ولی بن سید نجیب النساء بنت سید زین الدین بن سید فضل الدین بن سید محمد یوسف بن سید جنید بن سید مینا بن سید سلیم بن سید علی شیرازی بن سید دیوان بن سید جلال بن سید عتیق اللہ بن سید محمد المعروف بسید داؤد بن سید ابوالحسن بن سید راشد بن سید سلیمان بن سید نور بن سید منور بن سید میران بن سید علیم الدین بن سید شیخ بن سید علی الدین ثانی بن سید ناصر الدین محمود بن سید ابو عبد اللہ جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت تا آخر اور جد مرحوم کا سلسلۂ پدری امام علی نقی علیہ السلام تک یوں پہنچتا ہے کہ سید شاہ ولی بن سید شاہ عالم بن سید سردار عالم بن سید ثناء اللہ بن سید عزیز اللہ بن سید محب اللہ بن سید شاہ ولی بن سید شاہ محمد بن سید قمر الدین علی المعروف بسید چاند اختیار الملک بن سید راجہ محمد بن سید عبد الخالق بن سید عبد الرحمن بن سید شیخ محمد بن سید حسین بن شہید امام الدین بن سید محمد اشرف بن سید شمس الدین اعلیٰ یعنے خواجہ شمس الدین خوارزمی شمس الملک استاد حضرت سلطان الاولیا نظام الحق والدین قدس سرہ ابن سید امیر قاسم بن سید علاء الدین المعروف بسلطان العارفین ابن سید شرف الدین بن سید علی حسین قبائی بن سید ابراہیم بن سید محمد بن سید حسین زکی بن سید عبد اللہ الملقب بعلی اکبر ابن امام علی نقی علیہ السلام تا آخر یہ تو نسب نامہ قدیم میں لکھا ہوا چلا آتا ہے بطور یادگار لکھ دیا گیا ورنہ ذات پات پوچھے نا کو ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی — کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

عرض کیا کہ یہ کتاب قابل تلخیص کے نہیں ہے یہ تو دس مہینے کے شب و روز
کا روزنامچہ ہے ہر وقت جو امر پیش آیا وہی قلمبند کیا گیا ہے۔ اس میں سے
جس قدر کم ہوگا اسی قدر اصل مطلب جاتا رہے گا۔ خوبی اس کی یہی ہے
کہ پوری کتاب طبع ہو جائے غرضیکہ اتنی بات ہو کر رہ گئی۔ پھر ان کی وفات
کا حادثہ جانگزا پیش آیا غفر اللہ مغفرۃً وظاہرۃً وباطنۃً لا تغادر ذنبا بعد چند ماہ
کے ایک دن حضرت نواب صاحب مرحوم کے فرزند اکبر اخی مکرمی سید
نور الحسن خاں صاحب طال عمرہ وزاد قدرہ سے ملاقات ہوئی باتوں
باتوں میں ملفوظ کا ذکر نکلا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے مطبع انصاری میں
ملفوظ کا چھپوانا شروع کرایا تھا دو تین جزو اس کے چھپے مگر ہم کو پسند نہ
آئے اسلیئے اس کا چھپوانا موقوف کر دیا میں نے کہا میاں آپ نے مجھ سے
فرمایا ہوتا تو میں اپنے ہاتھ سے ایک نسخہ اس کا لکھتا اور جہاں تک ممکن تصحیح و درستی
کرتا پھر آپ اس کو چھپواتے تو بہتر ہوتا اس پر میاں صاحب موصوف نے
فرمایا کہ اس کی فارسی بطرز قدیم ہے۔ اگر اردو زبان میں اس کا ترجمہ ہو جائے
تو ہم اس کو چھپوائیں چنانچہ یہ کام خاکسار کے حوالے ہوا ہر چند اس کتاب
کے اور نسخے تلاش کیئے مگر میسر نہ آئے ناچار نسخہ موجودہ پر قناعت کی گئی
اگرچہ عدم تیسر نسخ دیگر اور قلت بضاعت و عدم لیاقت اس کام سے روکتی
تھی مگر اس کتاب نایاب کے اشاعت کا شوق و ذوق ابھارتا تھا۔ پس
بلحاظ الامر فوق الادب اور بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ اوائل
ماہ شوال ۱۳۰۷ھ سے ترجمہ کرنا شروع کیا حسب امکان تصحیح و تہذیب کی

ہر بات کا عنوان بخط جلی لکھا تاکہ وہ بات جلد مل جاوے دیکھنے میں خوشنما معلوم ہو جس جگہ سمجھ میں نہ آیا وہاں بعینہ عبارت فارسی لکھ دی یا اصل کتاب کے موافق ترجمہ کر دیا تاکہ سمجھنے والا سمجھ لے یا کوئی اور نسخہ مل جائے تو اُس کو درست کر لے کیونکہ فہم و ادراک کا تفاوت ضروری ہوتا ہے۔ اور استیلاء النقص علی الکمال کا مشاہدہ ہر دم رہتا ہے۔ غرضیکہ اواخر ماہ صفر ۱۳۰۸ھ ہجری تک تحریر جاری رہی پھر بسبب بعض امراض و نیز امور دیگر لکھنا ملتوی رہا۔ بدر الشریعہ شمس الطریقہ برہان الحقیقہ مصدر کرامات مظہر کشفیات مرجع خلائق ہادی طرائق کامل و مکمل واصل و موصل حجۃ الدنیا والدین متبع سنن سید المرسلین عالم ربانی عارف صمدانی سیدنا و شیخنا حضرت پیر و مرشد مولانا فضل رحمن صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و افاض علینا سحائب فضلہ و عطائہ کی خدمت شریف میں اس کتاب کی اتمام و قبول کے دعا کے واسطے عرض کیا گیا تو آپ نے دونوں باتوں کی دعا فرمائی چنانچہ حضرت صاحب قبلہ کی دعائے برکت اثر سے یہ ترجمہ بست و ہفتم ماہ صفر ۱۳۰۹ھ کو تمام ہوا اور اس کا نام الدر المنتظم فی ترجمۃ ملفوظ المخدوم رکھا گیا۔ اللہ سبحانہ اس کو قبول فرمائے اور مومنین و مومنات کو اس سے نفع دے اور جو سہو و خطا مجھ سے اس میں ہوا ہو اس سے درگزر فرمائے اور عاقبت دارین و حسن خاتمہ روزی کرے۔

ختم اللہ لنا بالحسنیٰ واذاقنا حلاوۃ رضوانہ الاسنیٰ

آمین یا رب العالمین

یارب ز گناهِ زشتِ خود منفعلم ه وز فعل بد و خوی بدِ خود خجلم
فیضے بدلم ز عالمِ قدس رسان تا محو شود خیالِ باطل ز دلم

الله بفریاد منِ بیکس رس ه لطف و کرمت یارِ منِ بیکس بس
هر کس بکسی و حضرتے می نازد جز حضرتِ تو ندارد این بیکس کس

افعال بدم ز خلق پنهان میکن ه دشوار جهان بر دلم آسان میکن
امروز خوشم بدار و فردا با من آنچه از کرمِ تو می سزد آن میکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر وصلی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ
وصحبہ وسلم سید ابو عبداللہ علاء الدین علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ مؤلف جامع العلوم
ملفوظ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید السادات مخدوم جہانیاں سلمہ
اللہ تعالیٰ بکرم جل وعلا شہر معظم دہلی میں اُچہ مبارک سے اول بار سنہ ۷۷۷ھ
میں تشریف لائے حق تعالیٰ کی باعثہ ازلی سے اس فقیرؒ کے دل میں واقع
ہوا اور سلسلہ واسطہ کا جنبش میں آیا سال مذکور میں بروز عاشورہ بعد ادائے نماز
ظہر یہ فقیرؒ اور مولانا بدرالدینؒ سلک بندگان مخدوم میں منسلک ہوئے اُس
وقت ایک عزیزؒ خدمت مخدوم میں مشارق کا سبق پڑھتا تھا حدیث شریف
یہ تھی قال علیہ السلام من قال لا الہ الا اللہ ومدّ ھا ھدمت لہ اربعۃ
آلاف ذنب من الکبائر یعنے جو شخص کلمہ طیب کہے اور لا کے نفی میں مد
کرے تو چار ہزار گناہ کبیرہ اُس کے دفتر سے دور کریں اور یہ تو ایک بار کہنا
ہے۔ باقی کا اسی پر قیاس ہے۔ بعد اس کے فرمایا میں سماع رکھتا ہوں کہ
اگر کسی کے اُس قدر گناہ نہ ہوں فلاہل بیتہ وان لم یکن فلاقربائہ
وان لم یکن فلاحبابہ وان لم یکن فلجیرانہ وان لم یکن فلاہل
محلتہ وان لم یکن فلاہل بلدہ وان لم یکن فلاہل دیتہ وان لم یکن رفع

لہٗ درجۃً بمقدار دھا جس کسی کے چار ہزار گناہ کبیرہ نہ ہوں تو اس کے گھر والوں سے دور کریں اور اگر گھر والوں کے بھی نہ ہوں تو اس کے اقربا سے دور کریں اور اگر اُن کے بھی نہ ہوں تو اس کے دوستوں یاروں سے دور کریں اور جو ان کے بھی نہ ہوں تو اُس کے پڑوسیوں سے دور کریں اور جو اُن کے بھی نہ ہوں تو اُس کے محلے والوں سے دور کریں اور اگر ان کے بھی نہ ہوں تو اس کے شہر والوں سے دور کریں اور جو ان کے بھی نہ ہوں تو اس کے اہل دین سے دور کریں اور اگر اُن کے بھی نہ ہوں تو اس کے واسطے ایک درجہ بلند کریں بمقدار اس کے بعد اس کے فرمایا کہ اگر کوئی مخلوق دیکھتا ہو تو اُس کے شرم سے ہرگز گناہ نہ کرے اور خدا تعالیٰ کہ خالق ہے اور ناظر ہے کیونکر گناہ یاد آئے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے ایک دیوانے سے یہ دو بیتیں سنی ہیں ؎

شرم نداری کہ گنہ مے کنی | نامۂ خود را چہ سیہ مے کنی
سگ نکند با سگِ بیگانگاں | آنچہ تو با حضرت حق مے کنی

اور حاضرین سے فرمایا کہ لکھو اور یاد کرو اس بات کی چند بار تکرار کی شہزادہ ظفر خاںؒ خدمت میں حاضر تھا اس نے بھی لکھا اور فقیرؒ نے دل میں لکھا۔ بعد اس کے بندےؒ کی طرف متوجہ ہوئے پوچھا کہ میرے فرزند تو کچھ پڑھتا ہے۔ اور کون علم پڑھتا ہے میں نے عرض کیا ان دنوں یہ فقیر علم صرف و نحو کا شغل رکھتا تھا وہی عرض کیا خوش ہوئے اور فرمایا فقیر بھی پڑھتا ہے میں پڑھتا تھا اور ترتیب یہ تھی کہ سونے کے وقت دو آیتیں آخر سورۂ بقر کی یعنی اٰمن الرسول

بعد اس کے تین بار استغفار اس طرح پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہ حدیث صحاح ہے قال علیہ السلام من قرأ قبل ان ینام اٰیتین من اٰخر سورۃ البقرۃ وثلٰث مرّاتٍ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ حُفِظَ مِنَ الْاٰفَاتِ وَالْبَلِیَّاتِ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص پڑھے پہلے اس سے کہ سوئے دو آیتیں آخر سورہ بقر کے اور تین بار استغفر اللہ الخ تو وہ آفتوں بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ اور پچھلی رات کو زندہ رکھو اور تہجد ادا کرو۔ اس لئے کہ بارہ رکعتیں سنت ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھیں قولہ تعالیٰ فتھجد بہ نافلۃ لک ای زائدۃ لک علی خمس صلوات یعنی اللہ سبحانہ نے آپ کو خطاب فرمایا کہ اے محمدؐ تو تہجد ادا کر اور معنی تہجد کے قیام بعد المنام ہیں یعنے بعد سونے کے اُٹھنا اسلئے کہ اللہ پاک نے تہجد گزاروں کے وصف میں یوں فرمایا ہے تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا لیے تہجد ان معنی تہجد کے یہ ہیں کہ اُٹھنا بعد سونے کے اور یہ زیادہ ہے پانچ نمازوں پر بعد اس کے اس فقیرؔ نے قدمبوسی کی اور میرے برادر مولانا بدرالدین نے بھی قدمبوسی کی اُس دن پانی بہت برسا تھا اور ہمارے پاس کچھ وجہ نہ تھی ہم گھر کی طرف روانہ ہوئے اور نوبت نماز دیگر کی بجا رہی تھی ہم نے نماز دیگر بند جنادن دریا میں ادا کی وہاں سے روانہ ہوگئے بیلے وقت ہوگیا تھا۔ ہم ڈرتے تھے کہ مبادا شہر کا دروازہ بند کر دیں دل میں اس فقیرؔ کے ایک باعث ہوا کہ میں کہتا تھا کہ

فوائد الفواد

فوائد الفواد

ولایت مخدوم دامت برکاتہ سے زمین ہم پر کوتاہ ہوجائے تاکہ ہم جلد دروازے
پر پہونچ جائیں۔ الغرض واقعہ حال یہی تھا کہ حق جل وعلا کے فضل اور مخدومؒ
کی برکت سے مغرب کے وقت دروازے پر پہونچ گئے۔ سبلے وقت ہوگیا
تھا آخر وقت میں مغرب کی نماز ہم نے ادا کی۔ برادرم مولانا بدرالدینؒ نے
کہا کہ آہستہ چلیں اب تو ہم شہر پہونچ گئے ہیں۔ چنانچہ وقت بجنے
نوبت سونے کے ہم گھر کو پہونچ گئے اور جو کچھ کہ مخدومؒ نے فرمایا تھا۔ ہمؒ
اُس کے ملازمت کرتے تھے یعنے وصیت مذکور کی اور اس فقیرؒ نے علم میں
شروع کیا مخدومؒ کے نفس مبارک کی برکت سے یہ فقیر عالم ہوگیا۔ الحمدللہ
علیٰ ذالک تبی ارادت بندگی مخدوم دامت برکاتہ کے بماہ صفر سال مذکور
خدمت میں شیخ بزرگوار شیخ خضرؒ کے شب جمعہ کو گیا۔ نماز تسبیح جماعت ادا

ذکر شیخ خضر بزرگوار

کی اور حلقے میں ہمراہ یاروںؒ کے ذکر بلند کہا۔ بحکم اس آیت شریفہ کے قولہ
تعالیٰ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقینؒ دوسرے یہ
بات ہے کہ میں نے سنا کہ مخدوم جس جگہ سنتے کہ فقیر میں کوئی درویش ہے تو
اُس کا قصد کرتے اور اُس سے ملتے بلکہ خرقہ پہناتے اور بوکالت خرقہ پہنانے
کے اجازت دیتے تھے۔ بعد اس کے شیخ خضر نے اس فقیر سے پوچھا کہ مخدوم
زادے تم نے پیوند ارادت کا کہاں کیا ہے یعنی تم کس کے مرید ہوئے ہیں۔ میں نے
کہا کہ خدمت میں مخدوم جہانیاں شیخ قطب العالم سید السادات جلال الحقؒ
والشرع والدین کے فرمایا کہ وہ اور ہم ایک ہیں تم کو چاہیے کہ شب جمعہ وغیرہ
میں ملازمت کو رکھا کرے پیروں کا طریقہ ہے۔ اس سبب سے ہر مہینے جمعے کی

راتوں میں اور پیر کی۔ اور اور دنوں میں پیروں کے جیسے دو شنبہ چہار شنبہ
اخواب مدت پانچ برس تک جاتا تھا۔ چنانچہ ان کے ساتھ محبت زیادہ ہوگئی
چنانکہ ہر بار تا غایت در خانہ این فقیر می آیند۔ و در حق من بس انفاس
بسیار ویس بزرگ گفتند۔ یہ فقیر ماہ رمضان کے عشرۂ آخر میں مسجد میں معتکف
تھا۔ ایک رات جمعے کی فوت ہوگئی جانا نہ ہوا خادمؒ سے فقیر کا حال پوچھا
کہ وہ تو کوئی وقت فوت نہیں کرتا تھا۔ خادم نے کہا کہ وہ معتکف ہے بعد
اس کے شیخ نے فرمایا کہ وہ شیخ کا چراغ روشن کریگا۔ خادمؒ آیا اور میرا
ہاتھ چوما اور کہا کہ مجھ کو آج شیخ نے نقل کہا یعنے وہ بات مذکور میںؒ نے
اپنے جی میں کہا کہ میں کس لائق ہوں اور ایک دن شیخ نے یہ بھی کہا۔ کہ
اتنے آدمی نزدیک اُن کے واسطے نماز و تسبیح و ذکر کے آئینگے چنانچہ
وہ ہمیشہ آتے ہیں نزدیک میرے بلے ناغہ انشاءاللہ تعالے۔ اسی طرح
ہووے اور ایک جمعے کے دن شیخ نے اس فقیر کو پوچھا کہ میں تم کو لنگران
دیتا ہوں انشاءاللہ تعالی مائدہ یعنی خوان بھی ہوگا۔ نیز شیخ خضر کے مریدوں
سے ایک مرید تھا۔ اُس نے کچھ خطا کی تھی اس فقیر کو شفیع لایا میں نے شفاعت
کی فرمایا میں نے قبول کی کہ تم کل قیامت کو اتنے آدمیوں کی شفاعت
کروگے اور یہ بیت قصیدہ لامیہ کی پڑھی ہے

وَہُم یَرْجُوْ شَفَاعَةَ اَہْلِ خَیْرٍ　　لِاَصْحَابِ الْکَبَائِرِ کَالْجِبَالِ

یعنے نیک لوگوں کی شفاعت امید رکھی گئی ہے واسطے کبیرہ گناہ والوں کے
جن کے گناہ مثل پہاڑوں کے ہوں گے ایک دن شیخ نے اس فقیرؔ سے یہ

فائدہ [illegible]

فائدہ صحبت [illegible] اعمال

بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو سید السادات سید جلال الدینؒ کا خلیفہ کریگا۔ واقعہ مذکور
اسی طرح تھا۔ الحمد للہ ذٰلک بعد اس کے ایک رات جمعے کی راتوں سے بندہ
برسم قدیم گیا تھا۔ حضرت شیخ جیسا کہ ذکر کرتے اور مشغول ہو گئے تھے۔ بندہؒ نے
کو اس وقت میں دخل تھا کسی اور کو کمتر اسی جگہ حضرت شیخ نے پوچھا کہ تمہارا
خاندان بھی صحت و سلامت سے ہے عادت تھی کہ ہر بار پوچھتے تھے بعد اسکے
فرمایا محمد وکم زادے میں نے سنا ہے کہ سید السادات شیخ جلال الدینؒ آگئے
ہیں میںؒ نے پوچھا کہ آپ نے کس سے سنا فرمایا میرے فرزند محمدؒ نے کہا کہ وہ
تو نزدیک پہونچے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ بعد اس کے آٹھ دن
کے دن بعد اشراق کے اٹھائیسویں ماہ ربیع الآخر سنہ ۸۱ھ کو میں نے استقبال
کیا۔ اس فقیرؒ نے اور اس فقیر کے بھائیوں نے مولانا کبیر الدینؒ و مولانا شمس الدین
و برادرم اسمٰعیلؒ و سید بُہا و شیر غزنیکہ ہم سات یار بہ ارادہ استقبال روانہ ہوئے
اثنائے راہ میں ہم نے سنا کہ حضرت مخدوم دامتؒ کاتر گاؤں میں پہونچ گئے
اور چند آدمی آتے اور کہتے تھے کہ ہم ایک جگہ آئے ہیں ہم پیشتر روانہ ہوئے
اور انھوں نے گاؤں مذکور میں منزل کی شہر سے سولہ کوس ہے ہم خوش خوش
روانہ ہوئے دشواری راہ کی آسان ہوگئی۔ ہم نے غایت خوشی سے بعد
ادائے نماز پیشیں کے اسی دن شرف پائے بوسی کا حاصل کیا اور اس فقیر
کا بھائی لبساکسند بندگان منسلک ہو گیا۔ خاندان شیخ کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ میں خرقہ
پایا اور وصیت مذکور کی بعد اس کے فرمایا میںؒ نے سنا ہے کہ خلق بارش مانگتی
ہے اور ڈیڑھ مہینہ برسات کا گذر چکا ہے اس طرح پر دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ

واقعہ حضرت مخدوم [illegible] استقبال [illegible]

أَنْزِلْ عَلٰی اَهْلِ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ وَبِلَادِ الْمُسْلِمِیْنَ غَیْثًا نَافِعًا اور اول
و آخر میں درود شریف پڑھا یعنی اے اللہ تو اتار اس شہر والوں پر اور مسلمانوں
کے شہروں پر ایسا پانی کہ سود مند ہے اور فرمایا کہ کتاب میں لکھا ہوا ہے
شرط استجابة الدعاء ان یرفع الداعی یدیہ حتی یبدی ضبعیہ
یعنی قبولیت دعا کی یہ شرط ہے کہ دعا کرنے والا اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے
یہاں تک کہ کشادہ کرے اپنے دونوں بغلوں کو بعض لوگوں نے کہا کہ اگر
مخدوم دامت برکاتہ کے قدم مبارک آنے سے بارش برسی تو ہم کرامت
جانیں ان کی برکت ولایت سے اسی دن پانی برسا حوض اور بند آب
یعنی تالاب پر ہو گئے اور خلق خوش ہوئی اور غلے کی گرانی اتری بعد
اس کے دلیہہ نوکدہ سے کوچ کیا اور ہم رکاب سعادت میں تھے گاؤں
میں ایک دوست تھا وہاں منزل کی پیر کی رات کو بہت سے یار دوست
وہاں پہنچ گئے تھے اور اور علائق مسلمان اور مرید ہوتے تھے بعد تہجد
کے وہاں سے کوچ کیا اور ہم رکاب سعادت میں تھے خطیرہ فیروز خاں
میں نزول فرمایا اور اقامت کی نیت کی پیر کے دن چاشت کے وقت دسویں
تاریخ ماہ مذکور کو مقیم ہو گئے جمعے کے دن نماز ظہر جامع مسجد کوشک شکار
میں ادا کی پھر لوٹ آئے فرمایا جو شخص کہ جمعہ کے دن بعد ادا کے نماز عصر
کے کسی سے بات نہ کرے اور جو درود کہ آیا ہے اس کو تمام پڑھے اور بعد
فارغ ہونے کے ورد سے یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ سورج ڈوبنے تک
کہے جس وقت ڈوب جائے سجدے میں چلا جائے تو اس کی حاجت پوری ہو

جائے گی۔ کتاب میں اسی طرح روایت ہے ایک آدمی نے جیسا فرمایا تھا
ویسا ہی کیا اور اس فقیر نے بھی کیا۔ اس سے پہلے میںؒ نے سنا تھا کہ مخدومؒ
اسی طرح کرتے ہیں تو یہ فقیر بھی باقاعدہ کیا کرتا تھا۔ الحمد للہ کہ زبان مبارک
سے بھی سن لیا۔ سنیچر کی رات چودھویں تاریخ ماہ ربیع الآخر کو یہ فقیرؒ خدمت
میں اُس پیرؒ کے حاضر تھا بعد ادائے نماز عشا کے فرمایا کہ میں نے چند مشائخ
سے خرقہ پہنا ہے بعضے دس بارہ کم و بیش واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم تک پہنچتے ہیں ولیکن میںؒ نے ایک ایسا خرقہ پہنا ہے کہ درمیان میرے
اور درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک واسطہ ہے وہ خرقہ
حضرت خضر علیہ السلام کا ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنا،
انشاء اللہ تعالیٰ میںؒ بعض یاروںؒ کو پہناؤں گا آپؒ نے اُس دن ایام بیض کا
روزہ رکھا تھا۔ بعد ادائے نماز خفتن طعام سے افطار کیا اور بعد فراغ کے
فرمایا کہ اس بار بسبب سید شمس الدین مسعود کے شہر میں آنا ہوا اور اُن کے
طرف اشارہ کیا کہ مزاحم ہو کے لائے اور جو فتوح کہ پہنچتی ہے اُن کا حصہ
بھی کرتا ہوں اور باقی واسطے وظیفے قرابت والوں اور دوستوں کے پہنچتی
ہے بعض یاروںؒ نے کہا سعادت یہ تھی کہ قدم مبارک اس شہر میں پہنچا کیونکہ
اطراف کی خلق اور اس شہر کے ہزارہا گنا ہگار شرف بیعت سے مشرف ہوتے
ہیں اور واسطے ملاقات کے اوچہ مبارک کا ارادہ رکھتے تھے میںؒ نے کہا
سچ ہے اسی طرح ہے۔ بعد اسکے چاشت کے وقت فرمایا کہ دعا گو کی تربیت
کہا ہے کہ یہاں تیرا آنا زیارت کعبہ سے بہتر ہے کیونکہ اتنے درماندوں کی دینی دنیاوی حاجت

بوآئیگی اور اتنے گناہگار توبہ کریں گے بعد اس کے فرمایا کہ مکہ و مدینہ مبارک کے بعد ہند کی زمین عظمت والی ہے جیسا کہ کتاب میں ہے اول ارض مسھا قدم النبی آدم ھی الھند وادراک الخضر علیہ السلام فی الھند کثیرو کثیرا الابدال فی الھند والحجر الاسود محاذی الھند ھو افضل ارکان الکعبۃ یعنے جبکہ آدم علیہ السلام بہشت سے اُترے تو اول قدم انکا ہند میں کوہ سراندیپ پر پہونچا دوسرے خضر علیہ السلام کو ہند میں بہت پاتے ہیں تیسرے ابدال ہند میں بیشتر آتے ہیں اور ان بت خانوں میں مشغول ہوتے ہیں ہند میں ریا نہیں ہے۔ کوئی ان کے وقت کا مزاحم نہیں ہوتا۔ چوتھے حجر اسود مقابل ہند کے ہے اور یہ کعبے کے رکنوں میں بہترین رکن ہے یعنی تینوں رکنوں سے رکن ہند ایک معظم جگہ ہے بیسیویں تاریخ ماہ مذکور کو جمعے کے دن نماز جمعہ برادر رکاب سعادت کے کوشک شکار میں ادا کی گئی بعد ادائے نماز خطیب و واعظ نے پائے بوسی کی۔

ذکر اُن باتوں کا جن سے تقرب حاصل ہوتا ہے

آخر شب جمعہ میں فرمایا کہ ان چار چیزوں کے چھوڑنے سے مقرب ہوتے ہیں بترک الماکولات والمشروبات والملبوسات والمنکوحات والمنظورات والمبلعات التی لیس فیھا حاجۃ یعنے چھوڑنا بہت کھانے کا اور بہت پینے کا اور اچھے پہننے کا اور چھوڑنا عورتوں کی محبت کا اور ترک کرنا اُن مباح چیزوں کا جن کے طرف کوئی حاجت نہیں ہے کتاب سلوک میں ذکر کیا ہے ترک الحرام

فریضۃ وترک المباح فضیلۃ وترک الحلال قربۃ یعنے حرام کا چھوڑنا فرض ہے اور مباح کا چھوڑنا فضیلت ہے اور حلال کا چھوڑنا قربت ہے۔

بیان جماعت نماز

اکیسویں ماہ مذکور سنیچر کے دن چاشت کے وقت خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ میں سفر میں کبھی تو مصاحب ہوتا اور کبھی تنہا جاتا تھا جب وقت نماز کا آتا تو بسبب جماعت کے حیران رہ جاتا تھا کیونکہ جماعت میں چار روایتیں ہیں اور یہ نظم متفق پڑھی

وبالجماعۃ الصلوۃ جید ہ واجبۃ او سنۃ مؤکدہ

وفرض عین او کفایۃ علی حسب اختلافا وردوہ فاعقلا

والاصح انہ سنۃ

یعنے کہتے ہیں کہ جماعت فرض ہے حاضرین مجلس سے ایک شخص دانشمند تھا اس نے کہا کہ نزدیک امام داؤد طائی رحمہ اللہ کے فرض عین ہے فرمایا ہاں اور بعض کہتے ہیں کہ جماعت واجب ہے اور بعض نے کہا کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے اور یہی قول صحیح تر ہے جبکہ واقع اس طرح پڑ ہے تو میں حدیث پر عمل کرتا تھا کہ ثواب جماعت کا حاصل ہو جائے قولہ علیہ الصلوۃ والسلام الاثنان فما فوقہما جماعۃ قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ اثنان سوی الامام وقال الآخرون اثنان مع الامام یعنے دو نفر اور جو ان سے زیادہ ہے جماعت ہے امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دو نفر سوا امام کے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ دو نفر مع امام کے اور اسلئے کہتے ہیں کہ دو نفر جمع ہو گئے جماعت ہو گئی قال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم من صلی باذان واقامۃ صلت معہ الملائکۃ یعنے جو شخص کہ اذان واقامت سے نماز پڑھے تو اُس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھتے ہیں پس میں نماز کی اذان کہتا اور اقامت کرتا تھا میں تکبیر کہتا دیکھتا تھا کہ ایک جماعت ابدال کی میرے ساتھ اقتدا کرتی ہے جس وقت میں نماز سے فارغ ہوتا تو وہ سب ابدالؒ مجھ سے مصافحہ کرتے تھے اس فقیرؒ نے اپنے جی سے دلیل کی کہ حضرت مخدومؒ قطب عالم ہیں اس دلیل سے کہ ابدالؒ قطب کا اقتدا کرتے ہیں سہ

شرفِ ذات او ہمین بس است ۔۔۔ کو رسولِ خدا را نبیرہ است

ذکر ختم

اور یہ بھی فرمایا کہ ختم کو لازم کرو سورۂ لم یکن سے آخر تک اور ہر سورت کے تمام پر اللہ اکبر کہنا چاہیے جیسے کہ ابتدا بسم اللہ سے ہونی چاہیے اور یہ ابن کثیرؒ کے قول پر سورۂ والضحیٰ سے سے آخر تک تاکہ قرآت با تفاق ہو جائے اور درمیان عشاء یں یعنے مغرب وعشا کے تین نفر سورۂ یٰسین پڑھیں اور اُس طرف ایک جماعت پڑھتی ہے۔ تین نفر ہی جماعت ہے قول صحیح یہی ہے قال رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ والہ وسلم الاثنان فما فوقہما جماعۃ یعنے دو اور جو اس سے زیادہ ہے جماعت ہے جس وقت تمام کریں تو سو بار یا وکیل کہیں اُس شہر کے ساری آفتوں بلاؤں سے محفوظ رہیں اور یہ حضرت مخدوم کا معمول ہے۔

بدرقۃ الایمان

یہ بھی فرمایا کہ بدرقۃ الایمان کا ہر پانچ نمازمیں اور ۲۳ آیتیں ہیں ہر صبح و شام ان کی ملازمت کرے کیونکہ اوراد ہیں ہیں اور یہ معمول ہے۔

صلوٰۃ التوبہ

یہ بھی فرمایا کہ ہر رات بعد عشا کے دو رکعت صلوٰۃ التوبہ کی ادا کرے اور واسطے ثبوت توبہ کے ہر رکعت میں پانچ بار سورۃ اخلاص پڑھے بعد اس کے فرمایا کہ ہر نماز حاجت کے کہ جس کی قرارت معین نہ ہو اگر رات ہے تو پانچ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور جو دن ہو تو سورۃ اخلاص دس بار پڑھے اور بعد فارغ ہونیکے وقت توبہ کے یہ دعا پڑھے جو کہ احادیث میں مروی ہے فضیلت اس نماز و دعا کی بھی حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اراد اللہ تعالیٰ ان یتوب علی ادم طاف بالبیت سبعا والبیت یومئذ ربوۃ حمراء فلما صلی رکعتین قام واستقبل البیت فی قال اللّٰھُمَّ اِنَّکَ تعلم سِرِّی وَعلانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اِیْمَانًا دَائِمًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضَاءً بِمَا قَسَمْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی اٰدَمَ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ ذَنْبَکَ وَلَمْ یَاْتِنِیْ اَحَدٌ مِّنْ ذُرِّیَّتِکَ یَدْعُوْنِیْ مِثْلَ مَا دَعَوْتَنِیْ اِلَّا کَشَفْتُ ھُمُوْمَہٗ وَغُمُوْمَہٗ وَنَزَعْتُ الْفَقْرَ مِنْ بَیْنِ عَیْنَیْہِ وَاتَّجَرْتُ لَہٗ وَرَاءَ کُلِّ تَاجِرٍ

وَجَاءَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ [2] وَاِنْ كَانَ لَا يُرِيْدُهَا یعنے اللہ تعالیٰ نے جس وقت چاہا کہ آدم صفی علیہ السلام کی توبہ قبول کرے تو انہوں نے سات بار کعبہ شریف کا طواف کیا اور کعبہ اُس وقت ایک سرخ ٹیلہ تھا پس جب انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی تو کھڑے ہوئے اور بیت اللہ کی طرف منہ کیا اور کہا الٰہی بیشک تو جانتا ہے میرے چھپے اور کھلے کو سو تو میرا عذر قبول کر اور تو جانتا ہے میری حاجت کو سو تو مجھے میرا سوال دے اور تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے سو تو بخش دے میرے لئے میرے گناہ الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں ایمان ہمیشہ رہنے والا کہ میرے دل میں ملا ملا رہے اور یقین سچا کہ میں جان لوں اس بات کو کہ ہرگز نہ پہونچے گی مجھ کو وہی چیز جو تو نے لکھ رکھی ہے اور مانگتا ہوں میں تجھ سے رضا ساتھ اُس چیز کے جس کو تو میرے واسطے بانٹ چکا ہے پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف آدم علیہ السلام کے کہ بیشک بخش دیا میں نے تیرے گناہ کو اور نہ آوے گا میرے پاس تیری اولاد سے کوئی ایک کہ پکارے گا مجھ کو جیسا کہ تو نے مجھے پکارا یعنے یہ نماز و دعا کر کے مگر دور کرونگا میں اُس کے ہموم و غموم کو اور کھینچ ڈالونگا محتاجی کو درمیان سے اُس کے دونوں کے اور تجارت کروں گا میں واسطے اُس کے

ملہ (صفحہ گذشتہ) لفظ وراء بمعنی خلف و قدام آتا ہے قرینہ اس کا مقتضی ہے کہ یہاں بمعنی قدام ہو یعنی ہم اُسکو ہر تاجر سے آگے کر دینگے اُس کی تجارت سب سے بڑھی ہوگی واللہ اعلم بالصواب ۱۲
ملہ اصل نسخے میں راغبتہ بجائے موجود ہے مگر واللہ اعلم صحیح یوں معلوم ہوتا ہے کہ راغمہ بمیم ہو یعنے دنیا اُس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی واللہ اعلم ۱۲

دار ہر تاجر کے اور آئے گی اُسکے پاس دنیا اس حال میں کہ وہ رغبت کرنے والی
ہوگی اگرچہ وہ اُس کو نہ چاہے گا یعنی یہ چار چیزیں اُس کو عنایت ہوں گی یہ
بھی حضرت مخدوم کا معمول ہے۔

ہر رات سو بار یا باقی کہے

یہ بھی فرمایا کہ ہر رات سو بار یا باقی کہے اور اس طرح توسل کرے۔ اِلٰھنَا
توسّلنَا بِھٰذَا الاسمِ الاعظمِ اَنْ تَجعلَ اَعمالنَا مقبُولَۃً یعنے اے
ہمارے معبود ہم نے توسل کیا ہے ساتھ اس نام بڑے عظمت والے کے کہ تو
ہمارے عملوں کو قبول کر اور اول و آخر میں درود شریف پڑھے اُس کے سارے
اعمال رات دن کے قبول ہوں گے یہ بھی حضرت مخدوم کا معمول ہے اور
اکثر وقت بعد عشا کے کہا کرتے تھے۔

ذکر ٹوپی سے نماز پڑھنے کا

آپ ٹوپی سے نماز پڑھتے تھے ایک عزیز نے حاضرین میں سے پوچھا کہ
القلنسوۃ لیست بعمامۃ یعنے ٹوپی پگڑی نہیں ہے فرمایا کہ شیخ عبداللہ
یافعی قدس اللہ روحہ سب وقت ٹوپی پہنتے تھے اور نماز ٹوپی سے پڑھتے
اُن سے پوچھا القلنسوۃ لیست بعمامۃ قال العمامۃ للرجال ولست
برجل یعنی انہوں نے فرمایا کہ پگڑی خاص مردوں کا ہے اور میں مرد نہیں ہوں ایک
شخص نے حاضرین میں سے پوچھا کہ وہ کون اصلین میں سے تھے یہ کیا بات ہے فرمایا

وہ تواضع و انکسار کرتے تھے یعنی میں کون ہوں کہ مردوں سے ہوں دوسری یہ بات ہے کہ وصال کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے ہر چند کہ جاتا ہے وہ آگے ہے پس بضرورت ایسا کہا یہ شعر عربی فرماتے ؎

لاشئی عندی کل من طلب الدنا والقاھرون نفوسھم ابطال

للطالبین تشابہ برجالھم والواصلون الی الحبیب رجال

یعنے قائل کہتا ہے کہ جس کسی نے دنیا طلب کی وہ میرے نزدیک کچھ چیز نہیں ہے شیر مرد وہی ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو توڑا ابطال جمع ہے بطل کی یعنی شجاع اور طالبین حضرت قدس کو ایک مشابہت ہے ساتھ مردوں کے اور جو لوگ طرف دوست کے پہنچے ہوئے ہیں مرد وہی ہیں ؎

طلب منصب فانی نکند صاحب عقل عاقل آن ست کہ اندیشہ کند پایان را

مشائیسویں ماہ مذکور روز جمعہ کو خان جہاں نے قدمبوسی کی اُس سے فرمایا کہ کاموں کو موافق شریعت کے عدل و احسان پہ کرے نہ برعکس اس کے کیونکہ یہ وبال ہے وہ چلا گیا۔ بابت مشغولی کے بیان میں بھی فرمایا کہ سالک کو چاہیئے ایسا مشغول ہو کہ وظیفہ اس کا کسی طرح ترک نہ ہوئے خلا و ملا و جمع و تنہائی میں یعنی صحبت و خلوت دونوں میں اپنے وظیفے کو ترک نہ کرے خلق کو مثل جماد کے جانے جیسا کہ جماد کو کوئی ارادہ نہیں ہے اُن کو بھی نہیں ہے۔ وہ نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ مگر حق تعالیٰ کے ارادے سے لہٰذا اس کے فرمایا کہ خلق کی جہت سے عمل و وظیفے کو ترک کرنا نہ چاہیئے قال بعض المشائخ الصوفیۃ رحمھم اللہ تعالیٰ ترک العمل لاجل الناس ریاء یعنی لوگوں کے

خان صاحب عدل احسان [illegible]

واسطے عمل کا چھوڑنا ریا ہے اسلیئے کہ وہ ان کو درمیان میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ
شرک خفی ہے بعض چلنے والے راہ نہیں جانتے ہیں غلط کرتے ہیں از خلق
کی جہت سے عمل چھوڑ دیتے ہیں سالک کو تو چاہیئے کہ ایسا مشغول ہوئے کہ
غیر حق دل میں نہ گزرے اور یہ منتہیوں کا مجاہدہ ہے اسلیئے کہ قلب المؤمن
حرم اللہ تعالیٰ فحرام علی حرم اللہ ان یلج فیہ غیر اللہ تعالیٰ یعنے مومن
کا دل حرم ہے اسرار الٰہی کا سوا اللہ تعالیٰ کے حرم پر حرام ہے کہ اس حرم خاص میں
غیر خدائے عزوجل گھسے رح یا خانہ جائے رخت ہو یا خیال دوست یعنے
یا تو گھر سامان و اسباب کی جگہ ہو یا دوست کے خیال کی بعد اس کے فرمایا کہ یہ مرتبہ
کب حاصل ہووے جیسا کہ مشائخ صوفیہ نے کہا ہے الطھارۃ فصل و الصلوٰۃ
وصل فمن لم ینفصل فی الطھارۃ عن الکونین لم یتصل فی الصلوٰۃ الی صاحب
الکونین یعنے وضو کرنا جدا ہوتا ہے حدث و نجاست سے اور نماز ملنا ہے۔
حضرت صمدیت سے پس جو کوئی وضو کرنے میں دنیا و آخرت سے جدا نہ ہوا یعنی
اس کی خاطر میں گزر گیا تو وہ نماز کے وقت میں صاحب دنیا و آخرت کے
طرف نہ پہونچے گا۔ یعنے اس کو اللہ عزوجل کے ساتھ کچھ حضور نہ ہوگا۔ اس باب
میں ایک حدیث شریف ہے قال علیہ السلام لاصلوٰۃ الا بحضور القلب
یعنے آپ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہے مگر ساتھ حضور دل کے اور جو کوئی چاہے کہ
واصلین سے ہو جائے تو اس وصیت کو نگاہ رکھے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو
خود پر مطلع جانے اور یہ مجاہدہ منتہیوں کا ہے بعد اس کے فرمایا کل عمل لاثمرۃ
لہ فی الدنیا فلاحظ لہ فی الاخرۃ یعنے کوئی عمل ہو جسکا دنیا میں پھل نہ دے

تو عقبے میں کچھ حصہ یعنے ثواب اُس کا نہ ہوگا اور اصل یہ ہے کہ اُس کا حظ ہو اور یہ آیت شریفہ پڑھی قولہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنھےٰ عن الفحشاء والمنکر والبغےٰ یعنے بیشک نماز باز رکھتی ہے حرام و مکروہ و نافرمانی سے۔

واسطے قبولیت عمل کے تقویٰ شرط ہے

بعد اس کے فرمایا کہ میں نے فتاوی میں اس عبارت سے دیکھا ہے میں کہتا ہوں ہر عمل کہ سبب ساقط ہے کرنے سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ قبول ہو گیا کیونکہ واسطے قبولیت کے تقویٰ شرط ہے و شرائط التقوی عظیمۃ یعنے تقویٰ کی شرطیں بڑی ہیں اور یہ آیت شریفہ پڑھی قولہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من المتقین یہ حصر ہے ای لا یتقبل اللہ الا من المتقین یعنے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر متقی لوگوں سے ؎

تن درون نماز دل بیرون، گشت تہا میزند بہمسانی،
این چنین حالت پریشاں را شرم نا ید نماز میخوانی

بعد اس کے بندے نے التماس کیا کہ یہ چار عورتیں حضرت مخدوم سے خاندان شیخ کبیر میں تعلق کرتے ہیں یعنے مرید ہوا چاہتے ہیں فرمایا کون کون بندے نے کہا والدہ اور دو بہنیں اور بھابی فرمایا کہ تمہاری والدہ کو میں نے ساتھ بہناپے کے قبول کیا اور یہ تینوں کہ چھوٹی ہیں ان کو ساتھ دختری کے قبول کیا یعنی تمہاری ماں بمنزلہ بہن کے اور یہ تینوں بمنزلہ بیٹیوں کے ہوئیں حسن خادم سے فرمایا کہ چار دامنی چادر گزی لا خادم لایا آپ نے مونڈھے

مبارک پیران کو ڈالا استعمال کیا تھوڑی دیر کے بعد بندے کو دیدیں اور
فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے تجھ کو وکیل کیا تین بار استغفار کی تلقین کرو
اور دوانیوں کو پہنا دے میں نے قبول کیا۔

چوتھی تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

کو جمعے کے دن ہمراہ رکاب سعادت کے جمعے کی نماز کوشک نمکار میں ادا
کی گئی اور یہ فقیر حضرت مخدوم کے عقب میں تھا بعد فراغ کے واعظ منبر پر چڑھا
اور وعظ کہنے لگا مقری نے یہ آیت شریف پڑھی وانزلنا من السماء ماء
واعظ نے کہا کہ پانی کا ابر سے ہے آسمان کے ساتھ مقید کرنا کیوں ہے کہا
کہ عرب میں جو چیز بلند ہوتی ہے اس کو سما کہتے ہیں آپ نے فرمایا اور اپنا
مبارک چہرہ اس فقیر کی طرف کیا کہ یہ لغت مستعمل نہیں ہے السماء آسمان ہے
واعظ منبر سے اتر آیا اور قدمبوسی کی آپ وہاں سے لوٹے اور بندہ بھی
ہمراہ رکاب کے لوٹا۔ آخر شب جمعہ میں بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ ایک
عزیز مولانا ضیاء الدین سُنامی رحمہ اللہ کی رشتہ داروں میں سے التماس
تعلق کا خاندان میں شیخ نجم الدینؒ صنعانی کے کرتا تھا اس فقیر نے تعریف کی
کہ مولانا ضیاء الدینؒ کی قرابت والوں میں سے ہے فرمایا کہ میں نے ان سے
بھی خرقہ پہنا ہے اور اجازت پہنانے کی رکھتا ہوں یعنی شیخ نجم الدینؒ سے اس
کو خرقہ دیا۔ بعد اس فقیر پر اور یارانِ دیگر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ شمار کرو میں
نے چند مشائخ سے خرقہ پہنا ہے ہم شمار کرتے وہ فرماتے تھے اول خرقہ ارادت

پناہی کا مخدومؒ والد سید کبیر رضی اللہ عنہ سے مع ساتھ جملہ آبا و اجداد کے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنا دوسرا خرقہ شیخ بہاء الدینؒ کا والد سے پہنا تیسرا خرقہ شیخ رکن الدین رحمہ اللہ سے انہوں نے خواب میں پہنایا اور میں نے بعینہ وہی ٹوپی بیداری میں اپنے سر پر پائی میں نے اس کو بحفاظت رکھا لڑکوں کی ماں کے پاس ہے۔ چوتھا خرقہ شیخ نظام الدین رحمہ اللہ سے انہوں نے بھی خواب میں پہنایا لیکن بیداری میں سر پر نہ پایا۔ پانچواں خرقہ شیخ قوام الدین خلیفہ شیخ رکن الدین رحمہ اللہ سے انہوں نے اجازت نامہ اپنے خط سے لکھ کر دیا چھٹا خرقہ شیخ قطب الدین منورؒ رحمہ اللہ کا اور اجازت نامہ اپنے خط سے لکھ کر دیا ساتواں خرقہ شیخ نصیر الدین رحمہ اللہ سے آٹھواں شیخ مکرم عبد اللہ یافعی رحمہ اللہ سے نواں خرقہ شیخ مدینہ عبد اللہ مطری رحمہ اللہ سے دسواں خرقہ شیخ قطب عدنؒ فقیہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ سے گیارہواں خرقہ شیخ مرشد ابو اسحٰقؒ گازرونی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بارہواں خرقہ شیخ امام الدینؒ برادر شیخ امین الدین علیہما الرحمۃ سے کہ انہوں نے واسطے دعا گو کے خرقہ و عصا و مقراض و سجادہ رکھا تھا تیرہواں خرقہ سید جمیدہؒ حمید حسنی رحمہ اللہ سے چودہواں خرقہ شیخ معمر شرف الدین محمود شاہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ خلیفہ تھے شیخ شیوخ کی بھی ایک واسطہ ہیں درمیان میرے اور شیخ شیوخ کے یہ شیخ یار تھے شیخ کبیرؒ کے جس دن میں نے ان کو پایا تو وہ ایک سو تیس برس کی عمر کے تھے پندرہواں خرقہ سید کی احمد کبیرؒ

رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بعد اس کے فرمایا کہ وہ صوفی تھے مُولّہ نہ تھے لیکن ایک پوتا ان کے پوتوں سے مجذوب ہوگیا تھا۔ مُولہ وہ تھا دیوانہ وہ لوگ اتباع اُس کا کرتے ہیں اُس کا نام بھی دادا کا نام سید احمدؒ تھا بعد اس کے فرمایا کہ مولہ بکسر لام خطا ئے محض ہے نہ کہنا چاہیئے کیونکہ یہ صفت ہے حق کی اسم فاعل ہے۔ معنی اُس کے ولہ کرنے والا ہیں۔ اور مولہ بفتح لام اسم مفعول بمعنی ولہ کردہ شدہ کے ہے اور یہ صفت ہے مخلوق کی یہ کہنا چاہیئے سولہواں خرقہ شیخ نجم الدین صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سترہواں خرقہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اٹھارہواں خرقہ حضرت خضر علیہ السلام سے کہ درمیان میرے اور درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو ہی واسطہ ہیں اُنیسواں خرقہ عم اوحد الدین حسینی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیسواں خرقہ شیخ نور الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ جزیرہ دریا میں تھے۔ یہ سب بیس شیخ ہیں قدس اللہ ارواحہم ہیں کہ میں نے ان سے خرقہ پہنا ہے اور بجہت وکالت اجازت پہنانے کی رکھتا ہوں۔

فائدہ

پانچویں تاریخ ماہ مذکور

کو پنجشنبہ کے دن چاشت کے وقت بندہ خدمت میں حاضر تھا عقیدہ نسفی کا سبق فرماتے تھے اس کو صاحب منظومہ نے علم کلام میں تصنیف کیا ہے بات کرامت میں تھی الکرامۃ حق فتظھر الکرامۃ علے نقض خارق العادات فصاحب الکرامۃ یطیر فی الھواء ویمشی علی الماء ویطوی الارض لہ والسماء وینظر

کرامات

الى العرش والكرسی واللوح والقلم وغیر ذلك من الاشیاء وینطق له الجمادات ویجیٔ له طعام الجنان والاثواب فی زمان قلیل یطوف بالمشرق والمغرب ویرجع ویزور الکعبة فی مدة یسیرة ویرد البلاء بدعائه فهذا کله کرامات لواحد من امة النبی علیه الصلوٰة والسلام ولا یکون ولیا ما لم یکن متبعا لنبیه قولا وفعلا وحالا یعنے کرامت حق ہے سو کرامت ظاہر ہوتی ہے منقض پر عادتوں کے پس صاحب کرامت کا ہوا میں اُڑتا ہے پانی پر چلتا ہے جیسے صحرا پر اور زمین و آسمان کی رگیں واسطے اس کے کھینچ دیتے ہیں اور ذرا سی مسافت کر دیتے ہیں .... یہاں تک کہ زمین کعبے کی اُس کی نظر میں مثل مسجد محلہ کی نزدیک ہو جاتی ہے۔ چند قدم رکھتا ہے چلا جاتا ہے اور عرش و کرسی و لوح و قلم وغیرہ اشیا کو دیکھتا ہے آسمان کے طبقے مثل نردبان کے کر دیتے ہیں پاؤں رکھتا ہے اوپر چلا جاتا ہے اور بہشت میں پہونچتا ہے کھانا کھاتا ہے پھر لوٹ آتا ہے۔ اور جمادات یعنی غیر حیوانات جیسے پہاڑ پتھر ڈھیلے درخت دیوار اور ما نند اس کے اس سے باتیں کرتے ہیں اُسکے واسطے جنتوں کا کھانا آتا ہے اور کپڑے آتے ہیں اور زمانہ قلیل میں مشرق و مغرب کا گشت کر لیتا ہے اور لوٹ آتا ہے اور ذرا سی مدت میں کعبے کی زیارت کر آتا ہے اور اُس کی دعا سے بلا ٹل جاتی ہے پس یہ ساری کرامتیں واسطے ایک کے ہیں امت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ولی نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے نبی کا پیرو ہو قول و فعل و حال میں یعنی اسکے فرمایا حکایت کہ ایک مرد عزیز بہار یار تھا جب اس کو بھوک لگتی تو لکڑی کا پیالہ دیوار میں مارتا اُسی وقت کھانے سے بھر جاتا اس کو تناول کرتا تھا اور

جس وقت کرامت والے کو حاجت ہوتی ہے تو بہشت کا کھانا کہ اُس کو پہنچاتے ہیں
تاکہ وہ فارغ دل ہووے اسی ضمن میں حکایت بیان فرمائی کہ بعض یار دعاگو کے
بہشت میں پہونچتے ہیں اور بہشت کی نعمتیں تناول کرتے ہیں ایک دن میرے واسطے
لائے میں نے اس کو کھایا اور اُچہ میں بھی لایا تھا جو ماء و نبات مصری سے زیادہ تر
شیریں تھے حکایت بعد اس کے فرمایا کہ نزدیک دادا دعاگو کے یعنی مخدوم جلال
رحمۃ اللہ کے ایک پیالہ لکڑی کا تھا جس وقت وہ اندر حجرے کے ذکر میں مشغول
ہوتے تو وہ پیالہ بھی ذکر میں مشغول ہوتا تھا شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ
اندر حجرے کے دوسرا اسید کون ہے کیونکہ میں دوسرے کا ذکر بھی سنتا ہوں شیخ نے
کہا کہ ان کے پاس ایک پیالہ ہے لکڑی کا وہ ذکر کرتا ہے یہ ہے جماد کا بولنا اور زمانہ
قلیل میں مشرق و مغرب کا گشت کرتا ہے اور واپس آتا ہے بعد از ان مناسب اسکے
حکایت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی کہ ایک دن علی
کھوکھر وی درویش مرید شیخ بہاءالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نزدیک اُنکے آیا اس نے
خانقاہ میں کچھ بے ادبی کی اور بے ادبی یہ تھی کہ اُس نے کرامت کا اظہار کیا ایک روز
شیخ بہاءالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ سوتے تھے اور وہ پنکھے سے شیخ پر ہوا کرتا تھا اُس کے
جی میں آیا کہ نماز نفل میں مشغول ہوں اور اُس نے پنکھے کی طرف اشارہ کیا وہ پھرنے
لگا جس وقت شیخ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ پنکھا پھر رہا ہے اور علی درویش نماز میں مشغول
ہے شیخ نے کہا یا غفور یا غفور یا غفور انبیاء کو کرامت کا اظہار واجب ہے اور
اولیاء کو چھپانا واجب ہے اُس نے واجب کا ترک کیا شیخ اس سے ناخوش ہو گئے
اُس کو اسی وقت بھوک نے آلیا جو کچھ کھاتا میسر نہ ہوتا تھا بھوک زیادہ ہوتی تھی اُسکے

دل میں یہ بات پڑی کہ نزدیک شیخ جلال الدینؒ کے جاؤں اور اپنا احوال کہوں جس وقت گیا تو اپنا احوال بیان کیا شیخ جلال الدینؒ نے فرمایا ذرا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا اور خود مراقب ہو گئے پھر سر اُٹھایا اُسی وقت ہاتھ کھینچا اور کہا لے پس خوردہ شیخ بہاء الدینؒ کا کھالے اُس نے کھا لیا اُسی وقت اچھا خاصا ہو گیا بھوک اس سے جاتی رہی یہ سے قطع مسافت کا زمانہ قلیل میں کہ زمین کوتاہ ہو جاتی ہے جیسے کہ یہ دو نو یکجا ہو گئے یعنی شیخ جلال الدینؒ اور شیخ بہاء الدین رحمہما اللہ تعالیٰ اور ہاتھ ڈالا اور طعام پس خوردہ لے آئے اُس وقت شیخ جلال الدینؒ سنارگام میں تھے اور شیخ بہاء الدین ملتان میں بعد اسکے حکایت شیخ جلال الدین اوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی کہ وہ ایک دن سبق سنے لیتے تھے اور ہمیشہ سبق دیتے تھے اور دعا گو حاضر تھا اثنائے سبق میں مراقب ہوتے سر نیچا کر لیا ذرا دیر پھر اُٹھایا جو شاگرد کہ سبق پڑھتا تھا اُس نے کہا کہ میں اُس وقت پڑھونگا کہ آپ مراقبے کا سبب بیان فرمائیں شیخؒ نے فرمایا تو پڑھ تو کہاں درویشوں کے کاموں میں پڑا ہے وہ نہیں پڑھتا تھا بعد اس کے شیخ نے فرمایا کہ یہ متعلم لوگ عجب گروہ ہیں شیخؒ نے فرمایا کہ اس درویش کے بعض معتقدوں کا جہاز دریا میں غرق ہوتا تھا وہ لوگ اس درویشؒ کو مدد لائے تو میں نے ہاتھ ڈالا جہاز کو کھینچ لیا اور آستین بتائی وہ تر تھی یہ بھی قطع مسافت ہے کہ اپنی جگہ میں بیٹھے رہے اور ہاتھ دریا میں لے گئے اور جہاز کو کھینچا بعض یاروں نے تاریخ لکھ لی بعد چند دنوں کے اُس جہاز والے شیخؒ کی زیارت کو آئے اور قصہ بیان کیا تاریخ پوچھی تو واقعہ ویسا ہی تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ عرش و کرسی و لوح و قلم وغیرہ کی طرف اپنی جگہ بیٹھے ہوئے نظر کرتے ہیں بعد اسکے حکایت شیخ رکن الدین رضی اللہ عنہ کے بیان فرمائی کہ

میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر تھا ایک لشکری یعنی سپاہی آیا اور التماس
بیعت کا کیا شیخ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تو کچھ اور اپنا تزکیہ کر بعد اسکے
بیعت کرنا اور وہ بہت الحاح کرتا تھا برادر شیخ بدر شیخ الاسلام مولانا عماد الدین
اسمعیلؒ نے کہا کہ مخدوم وہ الحاح وزاری کرتا ہے آپ قبول کریں شیخ نے فرمایا
کہ میں کیونکر قبول کروں میں تو دیکھتا ہوں عرش و لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ وہ [illegible]
وقت اور گناہ کریگا۔ اور یہ بات ایسی بلند فرمائی کہ سب مجلس والوں نے سن لی
بعد اس کے مخدوم دامت برکاتہ روئے اور انکے رونے سے بعض یار بھی روئے
کہ کیا بندے ہیں ایسی چیزوں پر اطلاع پاتے ہیں عرش و کرسی لوح و قلم
اُن کے سر پر معلق اور ایک بالشت کے ہو جاتا ہے۔

بیان معنی کرامت

بعد اس کے فرمایا کرامت وہ ہے کہ عقل کو اس میں مدخل نہ ہو اور ایسی جو میں نے
کہا اگر پیغمبر ہے تو معجزہ کہتے ہیں اور اگر درویشؒ ہے تو کرامت کہتے ہیں لیکن شرط پیروی
قول و فعل و حال اپنے پیغمبرؐ کے کہ یہ اُس کی امت کا ولی ہوتا ہے اور اگر اس کے
مخالف ہے تو ولی نہ ہوگا اول اتباع و پیروی ظاہر کی چاہیئے تاکہ اتباع ظاہر کی
برکت سے اتباع باطن کا جو کہ یافت احوال ہے حاصل ہو جائے۔ اگر اس
مخالف میں کوئی چیز ظاہر ہووے تو دو حال سے خالی نہیں ہے۔ اگر وہ
فاسق ہے تو اس کو معونت کہتے ہیں اور اگر وہ کافر ہے تو اس کو استدراج کہتے ہیں
اور ایسا عالم میں بہت ہے۔

پندرہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

منگل کے دن بعد نماز پیشیں کے بندہ خدمت میں حاضر تھا ذکر صبر کا نکلا فرمایا! الصبر علی ثلٰثۃ انواع صبر العام و صبر الخاص و صبر اخص الخاص فاما صبر العام فحبس النفس علی ما تکرہ و صبر الخاص تجرع المرارۃ من غیر تعبیس و صبر اخص الخاص التلذذ بالبلاء یعنے صبر تین طرح پر ہے ایک تو صبر عام کا دوسرا صبر خاص کا تیسرا صبر اخص الخاص کا سو صبر عام کا بند کرنا روکنا نفس کا ہے اُس چیز پر جس کو وہ ناخوش رکھے اس کو دشوار معلوم ہو اور صبر خاص کا پینا ہے کڑوی چیزوں کا بغیر ترش روئی کے اور صبر اخص الخاص کا لذت لینا مزہ اُٹھانا ہے بلا سے جیسا کہ حق تعالیٰ صبر سے حضرت ایوب علیہ السلام کی خبر دیتا ہے واذکر عبدنا ایوب انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب یعنے ہم نے ایوب کو بلا پر صابر پایا وہ یہ تھا کہ ایک دن کیڑا ان کے بدن مبارک سے گر پڑا اس کو پھر اپنے بدن میں رکھ لیا قولہ علیہ السلام ان اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم علی الامثل فالامثل یعنے سخت تر بلا نبیوں پر ہوتی ہے پھر ولیوں پر پھر امثل فامثل پر یعنی بعد ولیوں کے پھر جو افضل و بہتر ہوتا ہے اُس پر بلا کی سختی ہوتی ہے؎

دادی سر ما و گرنہ دود از سر ما

ما دوست کشیم تو نہ ادی سر ما

پھر آپ اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا یہ تین وجہ صبر کی جو میں نے بیان کیں ان کو لکھ لے یہ غریب و نادر ہیں۔

؎ ما پروردیم دشمن و ما میکشیم دوست کس را نرسید چون و چرا در قضا ما

فائدہ اسم شریف المَلِکُ

ایک عزیز شرح نور و نہ نام کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا بات اس جگہ تھی الملک
فرمایا کہ جو کوئی ایک مجلس میں تین دن متواتر اس نام کو ہزار بار پڑھے وہ بادشاہ ہو جائے
میں نے عرب میں شرح عربی کا سماع کیا ہے بعد اس کے فرمایا اگر درویش صوفی ہو
تو بادشاہی دنیا کی اُس کو مطلوب نہ ہوگی تو وہ اولیاء کا بادشاہ ہو جائے گا اور
قطب ہو جائیگا بعد اسکے فرمایا کہ اس شرح کے مؤلف نے یہ معنی کیوں بیان نہ
کئے اسلئے کہ ہر آدمی بادشاہی کی طمع رکھتا ہے اس واسطے یہ معنی نہ کہے

فائدہ آبِ زمزم

ایک عزیز آب زمزم کا قمقمہ خدمت میں لایا فرمایا کہ آب زمزم جس حاجت کیواسطے
پئیں وہ حاجت بر آئے قولہ علیہ السلام ماء زمزم قضاء لما شرب لہ بعد اسکے
فرمایا کہ اگر بھوکا پیئے تو سیر ہو جائے دعا گو مکہ مبارک میں جس وقت بھوکا ہوتا تو
آب زمزم پی لیتا سیر ہو جاتا تھا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پئیں پھر
اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا میرے فرزند یہ فائدہ الملک اور فائدہ آب زمزم کا
مع حدیث صحاح کے جو میں نے بیان کیا لکھ لے عجیب ہے

ذکر تولد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ پیدائش دعا گو کی شب برات میں ہے سنہ ۶۷۱ھ اور وہ دن جمعہ کا تھا

کہ اس فقیر نے شمار کیا۔ اور اُس وقت کہ آپ نے یہ فرمایا آپ کی عمر ۷۰ برس کی تھی۔

ذکر اذان کے وقت بات کرنے کا

بعد تہجد کے بدھ کی رات سولہویں ماہ جمادی الاولیٰ کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ اور موذن نے اذان کہی فرمایا کہ اگر ایک شخص حاضر ہے تو اُس پر انصات یعنی خاموشی واجب نہیں ہے اگر بات کرے تو روا ہے کیونکہ اُس نے فعل سے اجابت کی ہے کتاب میں مسئلہ ہے کہ اجابۃ الفعل اولیٰ من القول یعنے اجابت فعل کی اولیٰ ہے اجابت قول سے معنی مراقبہ گفتگو مراقبے میں ہو رہی تھی فرمایا کہ اصطلاح مشائخ کی ہے معنی مراقبے کے یہ ہیں کہ المراقبۃ ملازمۃ العلم بان اللہ مطلع علیہ یعنے مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کا جاننا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے اُس کو دیکھتا ہے اور معنی مراقبے کے لغت بایک دیگر چشم داشتن ہیں مفاعلہ کا وزن ہے واسطے مشارکت کے لیے اسکے فرمایا مراقبہ یہ نہیں ہے کہ سر کو زانو پر رکھیں اور بیٹھ جاویں بعض یہ گمان کرتے ہیں اور نہیں جانتے ہیں چاہیئے کہ کسی حال پر ہو اللہ تعالیٰ کو خود پر ناظر جانے بعد اس کے اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزند من اس مسئلہ اجابت فعل اور فائدہ مراقبہ کو جو کہ میں نے بیان کیا ہے لکھ لے۔

بیان نفس امارہ ولوامہ

فرمایا کہ جو کچھ نفس حکم کرے اُس پر راضی نہ ہوے وہ لوامہ ہو تو وہ امّارہ بالسوء ہے اور فتنہ وہی ہے امارہ فعالہ ہے امر سے واسطے مبالغہ کے یعنے بہت حکم کرنے والا جیسے کہ

لوّامہ لوم سے ہے یعنی بہت ملامت کرنیوالا اور امّارہ بالخیر بھی ہے بعد تزکیہ کے بلکہ میں نے سنا ہے کہ واشگر دوح سے بہتر ہو جاتا ہے فرمانبردار ہو جاتا ہے بلکہ حق کا اسیر یعنی قیدی ہو جاتا ہے سہ

اسیر العدا یفدی اہلہ ۔ وما لاسیر الغانیات فدا

یعنی دشمنوں کے قیدی کا تو فدا ہے اور مرغوب عورتوں کے قیدی کا فدا نہیں ہے عدا جمع ہے عدو کی جیسے رجال جمع ہے رجل کی اور غانیات مرغوب عورتوں کو کہتے ہیں

تکبیر و تسمیع میں جزم چاہیئے

فرمایا کہ اللہ اکبر میں حرف را کو جزم کریں اور سمع اللہ لمن حمدہ میں حرف ہا پر جزم کریں اسلئے کہ حدیث شریف میں ہے قولہ علیہ السلام التکبیر جزم والتسمیع جزم خواجگان چشت رحمہم اللہ تعالیٰ کا مختار یہی ہے لیکن شیخ کبیر قدس اللہ روحہ نے نعم کا اختیار کیا ہے بعد اسکے فرمایا کہ میں دو طریقے سماع رکھتا ہوں ایک یہ ہے کہ جزم حاصل ہو جاتا ہے اسلئے کہ آخر واو ہے اور وہ مجزوم ہے دوسرا یہ ہے کہ لبی دو حرف کے ثواب ہے مکہ مبارکہ میں ایک لاکھ مدینہ منورہ میں ایک ہزار جامع مسجد میں پانچسو محلے کی مسجد میں پچیس اور اسکے سوا ہر حرف کے دس کا ثواب ہے بعد اسکے فرمایا کہ جزم بھی حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ آخر حرف ہا کا واو ہے اور مجزوم ہے اور حدیث پر بھی عمل ہو جاتا ہے ۔ مناسب اسکے ایک حکایت بیان فرمائی کہ مکہ مبارک میں تھا ایک عزیز نے امامت کی اُس نے سورہ فاتحہ میں مٰلکِ یوم الدّین بغیر الف کے پڑھا قرارت الجمد پر جس وقت نماز سے فارغ ہوا تو شیخ مکہ حضرت عبداللہ

ف پچاس ہزار مسموع ہے ۱۲ احقر

یافعی رضی اللہ عنہ حاضر تھے اُس امام سے فرمایا کہ حضرت قراءۃ مالک یوم الدین یعنے تو نے الف کو کیوں حذف کر دیا کہ ثواب ایک حرف کا ایک لاکھ ہوتا ہے اگر امام مالک یوم الدین الف کے ساتھ پڑھتا تو میں ایک لاکھ کا ثواب ایک حرف سے پاتا۔ بعد اسکے اس فقیر پر متوجہ ہو کے فرمایا فرزند من لکھ لے میں نے لکھ لیا۔

سولہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

بُدھ کے دن چاشت کے وقت بندہ خدمت میں حاضر تھا میری طرف منہ کیا فرمایا میرے فرزند کچھ سبق پڑھ میں نے عرض کیا کہ فقہ اکبر خدمت میں پیش کروں فرمایا مبارک بعد اسکے فرمایا وہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے تصنیف کی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں پس میں نے شروع کیا ترتیب کلام کی ایسی تھی کہ ھذا الکتاب فقہ الاکبر مما صنفہ سراج الامۃ وامام الملۃ ابوحنیفۃ نعمان بن ثابت الکوفی رضی اللہ عنہ قال لا نُکَفِّرُ احداً بذنب ولا نُخرِجُ احداً من الایمان وھذہ مسئلۃ مختلف فیھا قالت الخوارج اذا ارتکب المؤمن کبیرۃ من الکبائر فانہ یکفر یزول عنہ الایمان والخوارج قومٌ یُقِرّون بابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنھم ولا یقرون بعلی رضی اللہ عنہ بل ینکرونہ وخلافتہ وقالت القدریۃ والمعتزلۃ یخرج بالذنب الکبیرۃ من الایمان ولا یدخل فی الکفر ویکون بین الکفر والایمان فاذا تاب تاب اللہ علیہ ای قبل توبتہ واذا رجع عنھا فانہ یدخل فی حیز الایمان واذا مات قبل ان یتوب دخل فی حیز الکفر ویخلد فی النار والقدریۃ قوم یقولون الخیر من اللہ والشر من

الشیطان وھؤلاء ینکرون القدر وزعموا بوجود الھین ویقولون احدھما
یزدان والآخر اھرمن وھو باطل واحتجت الخوارج والقدریۃ والمعتزلۃ
ان الایمان یرتفع بالکبیرۃ بقولہ تعالیٰ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ
جہنم خالدا فیھا اخبر اللہ تعالیٰ انہ یخلد فی النار والخلود المطلق انما
ھو للکافر بعد اسکے فرمایا میرے فرزند تو ترجمہ جانتا ہے میں نے عرض کیا کہ
مخدوم سے جواہر معانی کا التماس کرتا ہوں فرمایا کہ اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ
ہم کافر نہیں کسی کو گناہ کرنے سے اور نہ باہر نکالیں کسی کو ایمان سے یہ مسئلہ
مختلف فیہ ہے خارجی کہتے ہیں کہ جب مومن گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے تو
وہ کافر ہو جاتا ہے اور زائل ہو جاتا ہے اس سے ایمان تو آخر جمع ہے خارج
کی جیسے کہ موانع جمع ہے مانع کی یعنے وہ سنت وجماعت سے باہر نکل گئے ہیں
اور قول اس گروہ کا باطل ہے اور وہ ایک گروہ ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر
وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کا اقرار کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اقرار نہیں کرتے
ہیں بلکہ منکر ہیں ان کے اور ان کی خلافت کے اور قدریہ ومعتزلہ کہتے ہیں کہ جس
وقت کوئی گناہ کبیرہ کرے تو وہ ایمان سے باہر آ جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں
ہوتا۔ اور ایسا ہی درمیان کفر وایمان کے رہتا ہے اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ
اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور مکان ایمان میں آ جاتا ہے اور اگر بے توبہ مر جاتے
تو کفر میں داخل ہوتا ہے اور ہمیشہ آتش دوزخ کے عذاب میں رہتا ہے۔ قول
اس گروہ کا بھی باطل ہے۔ اور یہ قدریہ ایک گروہ ہے عرب میں یہ کہتے ہیں کہ خیر خدا
سے ہے اور شر شیطان سے اور تقدیرات کے منکر ہیں اور یہ گروہ گمان کرتا ہے کہ

خدا دو ہیں ایک تو یزدان نام دوسرا اہرمن نام اور یہ زعم اس گروہ کا باطل ہے اس قول سے اللہ پاک کے اِنما اللّٰہ اِلٰہٌ واحدٌ اور اس قول سے انما الٰھکم اِلٰہ واحد یہ حصر ہے ای لیس الٰھکم الا الٰہ واحد یعنے نہیں ہے معبود تمہارا مگر ایک معبود اور اس قول سے اللہ تعالے کے لوکان فیھما اٰلِھۃٌ الا اللہ لفسدتا ای غیر اللہ یعنی اگر ہوتا زمین و آسمان میں اور معبود سوائے اللہ کے تو وہ دونو بگڑ جاتے اور یہ تینوں گروہ خوارج و قدریہ و معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ سے ایمان اُٹھا لیا جاتا ہے اور اس آیت کریمہ سے حجت پکڑتے ہیں و من یقتل مؤمنا متعمدًا فجزاؤہ جھنم خالدًا فیھا اللہ تعالے نے خبر دی کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور ہمیشہ دوزخ میں رہنا کافر ہی کے واسطے ہوتا ہے یہ گروہ اور انکا قول عقلاً و نقلاً باطل ہے اسی درمیان میں سید الاکبر بدولی نے کہا کا خوان لڑکوں کے ہاتھ بھیجا خدمت میں حضرت مخدوم کے لائے فرمایا اذا جاء الطبق رُفِعَ السَّبَق یعنے جس وقت کھانا آجائے تو سبق اُٹھالیں اور فرمایا کہ السبق بفتح الباء کما ان الطبق بفتح الباء یعنی لفظ سبق بفتح بائے موحدہ ہے جیسے کہ طبق بفتح باء ہے اور بجزم باء خطا ہے پس بندہ کو اور یاران دیگر کو کھانے میں اصرار فرماتے تھے جب فارغ ہوئے تو شیخ جمال الدین اجہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی حکایت کا ذکر نکلا کہ وہ عام سبق پڑھاتے تھے اور اگر کوئی جگہ مشکل ہوتی تو ذرا دیر جھکاتے اور مشکل کو حل کر دیتے تھے۔ اُن سے پوچھتے کہ آپ نقل کہیں تو فرماتے کہ وہ نقل من اللہ تعالیٰ اور کسی کتاب میں نہ ہوتی عجب علم تھا جو وہ رکھتے تھے بعد اسکے فرمایا کہ شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ عام سبق پڑھاتے

تھے یہاں تک کہ اگر کوئی نحو یا صرف پڑھا تو پڑھا لیتے تصریف جاء ولی انکی تصنیف
ہے اور شیخ رکن الدین رضی اللہ عنہ سبق عوارف کا پڑھاتے اور شیخ بہاؤالدین
رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کو سبق پڑھاتے اور اوراد دعا گوکے سید جلال الدین
رحمۃ اللہ علیہ ودامت برکاتہ خلیفہ تھے شیخ کبیرؒ کے اور شیخ جمال الدینؒ خلیفہ
تھے شیخ عارف صدر الحق والدینؒ کے قدس اللہ ارواحہم اسی درمیان میں
حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نظام الدین رضی اللہ عنہ کے پاس جو کوئی جاتا اسکو
کچھ کھلاتے ایک شخص خراسانی دانشمند تھا شیخؒ کے پاس بار ہا جاتا تھا ایک
دن اُس نے کہا کہ میں ہر بار کہ تمہارے پاس آتا ہوں تم کچھ کھلاتے ہو اور
میںؒ چند بار نزدیک شیخ رکن الدین رضی اللہ عنہ کے گیا ہوں انہوں نے مجھے
کوئی چیز نہیں کھلائی شیخ نے فرمایا کہ میںؒ اس حدیث پر عمل کرتا ہوں من زار
حیا ولم یذق منہ شیئاً فکانما زار میتا یعنے جو شخص کہ زیارت کرے کسی زندے
کی اور نہ چکھے اُس سے کوئی چیز تو گویا اُس نے زیارت کی کسی مردے کی
بعد اسکے خراسانی دانشمند نے کہا کہ یہ حدیث شیخ رکن الدینؒ کو نہیں پہونچی
ہے کہ وہ عمل کریں پر شیخ نظام الدینؒ نے اُس سے کہا کہ شیخ رکن الدینؒ عمل
معنوی کرتے ہیں ذوق روحانی چکھاتے ہیں اور ذوق دو طرح پر ہے۔ ایک ذوق
روحانی اور دوسرا ذوق جسمانی ذوق روحانی وعظ و نصیحت ہے اور ذوق جسمانی اکل
یعنے کھانا ہے بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے لکہ مبارک میں اس حدیث کا بیان
مشائخ سے سنا ہے کہ ذوق کہا اکل نہ فرمایا اسلئے کہ ذوق عبارت ہے چکھنے
سے خواہ ذوق معنوی یعنی روحانی ہو خواہ ذوق نفسانی یعنے جسمانی رہا اکل سو اُس سے

حکایت شیخ نظام الدین اولیاءؒ اور خراسانی

ذوق دو طرح پر

فی الجملہ لکھا نام ہوتا ہے پس جب ایک دن خراسانی دانشمند نے شیخ رکن الدینؒ سے کہا کہ میں نزدیک شیخ نظام الدینؒ کے تھا انہوں نے کہا شیخ رکن الدینؒ ذوق روحانی دیتے ہیں اور میں ذوق جسمانی دیتا ہوں تو شیخ رکن الدینؒ نے فرمایا کہ برادرم نظامؒ نے تواضع کی ہے کیونکہ اُن میں یہ دونوں معنی ہیں وہ ذوق روحانی بھی دیتے ہیں اور ذوق جسمانی بھی پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزند من یہ دونوں وجہیں ذوق کی جو میں نے بیان کیں لکھ لے۔

جو شخص ظہر ہمیشہ پڑھے وہ خضر علیہ السلام سے ملے

روز مذکور میں بعد ادائے نماز ظہر بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ ظہر یہ دس رکعتیں ہیں تین سلام سے کیونکہ دن میں اول یہ ہے کہ نفلی نماز چار رکعت پڑھیں جو کوئی ہمیشہ بلا ناغہ ادا کرے وہ حضرت خضر علیہ السلام کو پائے وہ مکہ مبارک میں ہر روز صبح کی نماز میزاب کے نیچے ادا کرتے ہیں اُس تو معلی اُن کا نام زندہ ہوا ہے اس نماز کے پڑھنے والے کو خدا اُسی جگہ لے جاتے تاکہ ان کو پائے یا یہ ہے کہ وہ ہندوستان میں جس وقت کہ اولیاء کی زیارت کو آتے ہیں تو ان کو پالے اور چاہیے کہ بیٹھ کر نہ پڑھے ظہر کھڑے ہو کر پڑھے تاکہ دس رکعتیں ہوں ورنہ پانچ ہوں گی اور اُسکے نامہ اعمال میں اس کا آدھا ثواب لکھیں گے۔ قولہ علیہ السلام صلوۃ القاعد نصف صلوۃ القائم یعنے بیٹھے ہوئے کی نماز آدھی ہے نماز کھڑے کی سے۔ ایک عزیز نے پوچھا حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خضر زندہ ہوتا تو میری ملاقات کرتا جواب فرمایا کہ اس حدیث میں یہی لکھے

دو طریق سنے ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ نے یہ حدیث ملاقات سے پہلے فرمائی ہے ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خضرؑ نام ایک صحابی تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولایت اقطاع میں بھیجا تھا کچھ زمانہ گزرا کہ وہ نہ آئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا کہ اگر خضر زندہ ہوتا تو میرے پاس آتا یہ دونوں وجہیں میں نے مکہ و مدینہ مبارک کے طرف سے سنی ہیں ہرگز ہندوستان میں نہ سنی تھیں پھر اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من لکھ لے غریب ہے میں نے لکھ لیا۔

دعائے فراخی رزق

یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی بعد پانچوں نمازوں کے ان تینوں کلموں کو کہے روزی اُس کی فراخ ہو جائے حدیث شریف میں آیا ہے من قال دُبُرَ کُلِّ صلوٰۃ حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْمَرْبُوْبِیْنَ حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ حَسْبِیَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوْقِیْنَ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَسِعَ رِزْقُہٗ بعد اس کے فرمایا کہ یہ کلمہ عیالداروں کو کہنا چاہیے میں بھی کہتا ہوں اور میرا معمول ہے۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند لکھ لے کام آئے گا میں نے لکھ لیا۔

ذکر دستار

دستار لائے گئے فرمایا کتنے گز ہے حسن خادم نے عرض کیا چھ گز ہے فرمایا کہ دستار

ملاقات مسنون ہے۔

ذکر نام رکھنے کا

ایک عزیز آیا التماس کیا کہ بندے کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے اُس کا نام رکھ دیجئے فرمایا کہ حدیث میں ہے خیر الاسماء ما حُمد وعُبد یعنے بہتر نام وہ ہیں جن میں حمد و عبد کا ذکر ہو محمد یا محمود یا عبد یا حامد یا احمد یا حماد ان ناموں میں سے رکھیں یا عبد اللہ یا عبد الرحمن اور مثل اُسکے نام رکھیں کہ بہترین نام یہ ہیں پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزند میں نے جو کہا لکھ لے میں نے لکھ لیا۔

فقرا اغنیا سے پہلے جنت میں جائینگے

ذکر فقر و غنا کا نکلا فرمایا حدیث شریف میں ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فقراء کم قبل اغنیا ئکم بنصف یوم یدخلون الجنۃ یعنے آپ نے فرمایا کہ تمہارے درویش تمہارے تونگروں سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہونگے وذلک الیوم خمسین الف سنۃ وکل یوم عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اور وہ دن پچاس ہزار برس کا ہوگا اور ہر دن اُس کا ہزار برس کا مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ پر سوار ہو جاتے راہ میں اگر کوئی فقیر ہوتا تو اس کے واسطے اُتر پڑتے اور اُس کو سلام کرتے عجب خلق ہے اگر سالک کسی راہ یا بازار میں گزر کرے تو جو فقیر گوشہ نشین ہو اُس کے پاس اُترے اُسکی زیارت کرے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت ہو جائے

پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزند من لکھ لے میں نے لکھ لیا ایضاً عبد السلام گجراتی مولی الاسلام یاد کرتا تھا حق میں اُس کی دعا کی کہ تو مثل عبد اللہ کے ہو جائے انشاء اللہ تعالیٰ تم جانتے ہو کہ عبد اللہ کون تھا میں نے کہا آپ فرمائیں فرمایا کہ یہ عبد اللہ گجراتی زنار والا تھا نزدیک دعا گو کے اسلام لایا تھا تعلق بھی کیا تھا۔ یعنے مرید بھی ہوا تھا۔ دعا گو کی جماعت خانی میں پڑھتا تھا کلام اللہ کا حافظ ہو گیا اور احکام شریعت کے سیکھے بعد چندے دعا گو سے کہا کہ آپ مجھکو احکام حج کے سکھائیں میں حج کو جاؤں گا میں نے سکھا دیئے حج کو گیا حج کر کے پھر لوٹا نزدیک دعا گو کے آیا بعد چند دن کے دعا گو سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں گجرات کو جاؤں اور اپنے گھر والوں اور قوم کو مسلمان کروں میں نے اجازت دیدی ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ جس جگہ تسبیح کے دعاؤں میں ذکر کثیر ہو تو کتنے بار پڑھے جواب فرمایا کہ میں نے اس کو تین طرح سنا ہے کمتر تو ستر بار ہے اور اوسط بمقدار اعضا کے رگوں کے ہے یعنے تین سو ساٹھ بار کیونکہ آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں اور اس کے اکثر کی کوئی حد نہیں ہے مگر معمول دعا گو کا یہی ستر ہے پس اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا لکھ لے میں نے لکھ لیا بعد اس کے فقیر کی طرف متوجہ ہوتے فرمایا میرے فرزند سبق پڑھ میں نے شروع کیا بات اس میں تھی کہ قالت الخوارج والقدریۃ والمعتزلۃ اذا ارتکب المؤمن کبیرۃً فانہ یخرج من الایمان واحتجت بقولہ تعالیٰ ومن یقتل مؤمنا متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا اخبر اللہ تعالیٰ انہ یخلد فی جہنم والخلود المطلق للکافر الا انا نقول لہم انما احتجتم بہذہ الاٰیۃ لمعاداتکم ومحا نفتکم فخلو

فائدہ در ذکر کثیر

ساعد تکم سعادۃً لما ابتدعتم وخالفتم الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اجمعین لان الصحابۃ ومن بعدہم من اھل التفسیر اجمعوا علی ان المراد
من ھذہ الآیۃ الاستحلال بالقتل وھکذا قول رئیس المفسرین عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما (حضرت عبداللہ وحضرت عباس ہردو حضرات مراد
ہیں) وھو ترجمان القرآن علی انا لانسلم ان الخلود یعبر بہ عن الابد
وانما یعبر بہ عن طول الزمان یقال خلد الامیر فلانا فی السجن ای
اطال الحبس فیہ وقال اللہ تعالیٰ خبرا عن بلعم ولکنہ اخلد الی
الارض ای اطال فیھا ومال الیھا واطمأن بھا یعنے خوارج وقدریہ
معتزلہ گروہ ہیں عرب ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب مومن گناہ کبیرہ کرتا ہے تو
بیشک ایمان اُس سے نکل جاتا ہے اور اس آیت شریفہ سے حجت پکڑتے
ہیں۔ یعنے جو شخص مار ڈالے کسی مومن کو عمداً یعنے قصداً نہ سہو سے کیونکہ
سہو میں دیت ہے عمداً کی قید لگائی تاکہ سہو نکل جاوے پس جزا اُس مار ڈالنے
والے مومن کی عمداً دوزخ ہے ہمیشہ رہے دوزخ میں اللہ تعالیٰ نے اسکی
خلود کی خبر دی اسلیئے کہ اطلاق خلود کا خاص کافروں کے واسطے ہے اور مار
ڈالنا مومن کا گناہ کبیرہ ہے۔ قول اس گروہ کا عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ ہم یعنے
اہل سنت وجماعت اُن کو جواب دیتے ہیں کہ تم نے جو اس آیت شریفہ
سے حجت پکڑی ہے سو صرف واسطے عداوت سنت وجماعت کے اور واسطے
مخالفت اصحاب کرام کے کیونکہ صحابہ وتابعین اہل تفسیر نے اس پر اجماع کیا
ہے کہ مراد اس آیت کریمہ سے حلال جاننا قتل مومن کا ہے اور ایسا ہی قول

سردار مفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اور وہ قرآن شریف کے ترجمان
ہیں۔ ترجمان بروزن فعلان بمعنی فاعل مشتق ہے ترجمہ سے اور ترجمہ بیان
کرنا ہے ایک زبان کا دوسری زبان سے یہ جواب تو نقلی تھا ہم عقلی جواب
بھی دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کو نہیں مانتے ہیں کہ خلود کی تعبیر
ابد سے کی جاتی ہے اُسکی تعبیر تو طول مدت سے کی جاتی ہے۔ محاورے
میں کہتے بولتے ہیں کہ قید کیا امیر نے فلاں کو قید۔ خالد ہیں یعنے قید
کو اُس میں طول دیا اور اللہ تعالیٰ نے بلعم سے یوں خبر دی کہ وہ دیر تک
رہا دنیا میں یعنی چار سو برس اور دنیا کی طرف میل کیا اور اُس سے قرار
وسکون وچین پکڑا تو وہ نکوہیدہ لوگوں سے ہوگیا جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے
گر صوف شوق از پہ بلعم بردن کشد — گر جامۂ صفا سگ پا سبان دہد
یعنے کتا اصحاب کہف کا یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فارغ ہونے
تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

در ترجمان

شب پنجشنبہ سترہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

کو تہجد کے وقت یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ حسن خادم سے واسطے
کھانے کے کوئی چیز مانگی غرضیکہ قرض لائے اور ہمارے ساتھ کھائے ایک
عزیز نے اذان کہہ دی ہماری طرف متوجہ ہوئے پوچھا صبح ہوگئی۔ اذان کا
وقت ہوگیا؟ ہم نے جواب دیا کہ صبح نہیں ہوتی ہے۔ فرمایا کہ پہلے وقت نماز
کے اذان کہنا درست نہیں ہے اور اگر کہہ دیں تو اعادہ کریں اور قاضی امام ابویوسف

اور امام شافعیؒ رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وقت تہجد کے نماز کی اذان کہنا درست
ہے تاکہ تہجد پڑھنے والے اُٹھیں اور تہجد ادا کریں اس واسطے کہ خبر میں آیا
ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ تہجد کے وقت نماز کی اذان کہتے تھے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہت سے اسلیئے کہ آپ پر تہجد فرض تھا لقولہ تعالیٰ
فتهجد به نافلةً لك الاذانُ للفرائضِ لا للنوافلِ یعنے اذان واسطے
نماز فرض کے ہے نہ واسطے نفل کے اور مجتہدین عام کہتے ہیں کہ اذان نماز
کی کہنا وقت تہجد کے روا نہیں ہے مگر واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کہ تہجد آپ پر فرض تھا اور امت پر سنت ہے اور اگر اذان کہہ دی گئی
تو پھر کہیں کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ واسطے نماز صبح کے اور اذان کہتے تھے
اسلیئے کہ ولا یجوز الاذان للصلوٰة قبل دخولها ای قبل دخول وقتها
یعنے قبل دخول وقت کے اذان درست نہیں ہے کتابوں میں ہے الاذان
فی الوقت لا فی غیرہ لانّ الاذانَ فی الاوقاتِ الخمسِ سُنّةٌ وقیلَ
واجبةٌ والصحیح انه سُنّةٌ مؤكدةٌ یعنے اذان وقت میں ہے نہ غیر وقت میں اور
پانچ وقتوں میں سنت ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ واجب ہے۔ صحیح قول یہ ہے
کہ سنت مؤکدہ ہے اور بعض علماء نے کہا ہے الصلوٰة بغیر الاذانِ لا یجوز
لمخالفةِ الفریضةِ والصحیحُ انّه یجوزُ ویکرہ لمخالفةِ السنّةِ یعنے بعض کہتے
ہیں کہ نماز بغیر اذان کے روا نہیں ہے واسطے مخالفت فریضہ کے یہ قول صحیح
نہیں ہے۔ صحیح قول وہی ہے کہ نماز بے اذان کے مکروہ ہے قبول نہیں
ہوتی رد ہوتی ہے بسبب مخالفت سنت کے مناسب اسکے ایک **حکایت**

بیان فرمائی کہ مکہ مبارک و مدینہ مشرف میں صبح سے پہلے نماز کی اذان کہتے ہیں
جس وقت صبح نکل آتی ہے تو اعادہ کرتے ہیں تاکہ اس ثواب سے محروم نہ رہیں
حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مَنْ صَلّٰی باذانٍ واقامۃٍ صلّت
معہ الملائکۃ یعنے جو شخص اذان واقامت سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ
فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور یہ وقت میں شرط ہے۔ واسطے فریضہ کے نہ غیر وقت
میں اسی محل میں ایک عزیز نے پوچھا کہ موذن عالم چاہیئے تاکہ وقت و غیر وقت
کو پہچانے اور اس کی حدوں کو نگاہ رکھے جواب فرمایا کہ کتب فتاویٰ میں ہے
یَنْبغی اَنْ یکُونَ المؤذّن مُفتیًا یعنے لائق یہ ہے کہ موذن مفتی ہووے۔ ایک
عزیز نے پوچھا کہ مراد مفتی سے کیا ہے جواب فرمایا کہ موذن اَعلم ہو یعنے خوب
جانتا بوجھتا ہو۔ یہ مراد ہے بعد اسکے اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزند من یہ فائدہ
لکھ لے جو میں نے کہا غریب ہے میں نے لکھ لیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف
یعنے مکہ و مدینہ میں سارے موذن اہل علم و محدث و مشائخ ہیں۔ موذن مدینہ مبارک
کے شیخ عبداللہ مطری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے بعد اسکے اُنکے اوصاف بیان فرماتے

ذکر موذن مدینہ منورہ شیخ عبداللہ مطری رحمہ اللہ تعالیٰ

کہ کس قدر بزرگوار تھے اور میرے اُستاد و دعاگو نے عوارف تمام ایک سال نزدیک
اُنکے پڑھی ہے جبکہ میں مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک چلہ معتکف تھا
تو وہ واسطے دعاگو کے سحر کے وقت ایک ہاتھ میں کھانا اور دوسرے ہاتھ میں
چراغ لاتے اور حجرے ہی میں سبق پڑھاتے۔ اسی محل میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ
مدینہ کوئی لڑکا نہیں رکھتے تھے کہ خود طعام و چراغ لاتے تھے فرمایا واسطے تعظیم
دعاگو کے اور بسبب شفقت کے کہ جو وہ رکھتے تھے گھر سے نزدیک میرے آتے تھے۔

انہوں نے روضۂ مقدسہ نبویؐ میں آواز سُنا تھا کہ میں رشید ہوں تو کہتے کہ تو رشید ہے۔ جس وقت انہوں نے سنا کہ میرے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا ولدی لا تقدم بین یدی زواری یعنی اے میرے لڑکے تو مت کھڑا ہو آگے میرے زیارت کرنے والوں کے تو اُس سے بھی زیادہ اعتقاد کیا اور وہ اُس دن تھا کہ دعاگو نے نزدیک دیوار روضۂ مقدسہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کیا اور اُسی جگہ مشغول ہو گیا۔ زیارت کرنے والے میرے عقب میں تکلف گزر کرتے تھے۔ میں نے آواز جواب کا سنا کہ یا ولدی لا تقدم بین یدی زواری میں نے تحقیق کر لیا کہ آواز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے یعنی تو کھڑا مت ہو آگے میرے زیارت کرنے والوں کے میں اس جگہ سے پیچھے ہو گیا ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ مدینہ نے جس وقت یہ آواز سنا تو وہ حاضر تھے جواب فرمایا کہ وہ حاضر نہ تھے۔ یہ بات انہوں نے مکاشفہ سے دریافت کی۔ تو وہ آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور ایک جگہ لے گئے کہ تو یہاں مشغول ہو اور سلام کر کہ شیخ قطب عالم رکن الحق والدینؒ اس جگہ سلام کرتے اور مشغول ہوتے اور ہر شب جمعہ میں حاضر ہوتے اور شب دوشنبہ میں بھی آتے اور مقام شیخ نصیر الدینؒ کا بتایا بائیں جانب شیخ رکن الدین کے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دعاگو دونوں شیخوں کے مقام کے عقب میں مشغول ہوتا اور سلام کرتا تھا

جس شخص کی ولایت درست ہوتی ہے تو وہ شب جمعہ و شب عیدین کو مکہ مبارکہ و مدینہ مشرفہ میں حاضر ہوتا ہے

ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ نصیر الدینؒ بھی حاضر ہوتے تھے۔ جواب فرمایا کہ

ہاں ان راتوں میں جاتے ہیں کتاب قوت القلوب میں ہے کل من صحت
لہ الولایۃ یحضر فی لیلۃ الجمعۃ والعیدین بمکۃ المبارکۃ ومدینۃ
المشرفۃ یعنے جس کی محبوبیت درست ہوتی ہے تو وہ مکہ مبارکہ ومدینہ مشرفہ
میں حاضر ہوتا ہے مناسب اسکے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک عورت اُوچہ
میں ہے ہر شب جمعہ کو خانہ کعبہ میں حاضر ہوتی ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا
کہ وہ عورت زندہ ہے جواب فرمایا کہ ہاں بارہا واسطے دعاگو کے مکے کے
قرص اور نبات مصری لاتی ہیں یاروں کا حصہ کرتا اور کھاتا تھا اور اس عورت
نے نزدیک والدہ لڑکوں کے عوارف پڑھی ہے اور وہ عالمہ ہے ایک عزیز
نے پوچھا کہ اُوچہ میں ایسا مرد بھی ہے جواب فرمایا کہ نادر ہے پھر پوچھا کہ دہلی
میں کبھی ہے۔ جواب فرمایا کہ نادر و کم ہووے اور یہ شعر فرمایا ؎

آن زن کہ بہ از ہزار مرد ست تو ئی ، وان مرد کہ از زنے خجل ماندہ منم

بعد اس کے فرمایا کہ میں نے شیخ مدینہ عبداللہ مطری رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے
کہ شیخ رکن الدین قطبؒ سندھ میں اور شیخ نصیر الدینؒ قطب ہند جس وقت اُن
دونوں نے وفات پائی تو شیخ نے کہا ما بقی الشیخ فی السند والھند یعنے
سندھ و ہند میں شیخ نہیں رہا اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ نصیر الدین
کی وفات میں مخدومؒ حاضر تھے۔ جواب فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ حاضر ہوں لیکن
میں معتکف تھا بسبب اعتکاف ماہ رمضان کے حاضر نہ ہو سکا و لیکن شیخ مدینہ
عبداللہ مطری رحمہ اللہ حاضر تھے اول دعاگو کو خبر دی کہ ما بقی الشیخ فی السند
والھند فاغلق الباب وصل من ھنا صلوٰۃ جنازۃ انت معتکف یغسل

ذکر عورت اوچہ

ذکر وفات شیخ نصیر الدین قدس سرہ

الاعتکاف بالخروج فلا تخرج والا اذهب بك وعا گسنے وقت اشراق کے اٹھارہویں ماہ رمضان کو مسجد میں ہمراہ یاروں کے نماز جنازہ ادا کی ایک عزیز نے پوچھا کہ نماز میت غائب کی درست ہے جواب فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر درست ہے حجت یہ ہے کہ جس وقت نجاشی بادشاہ حبش نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاروں سے فرمایا۔ ان اخا لکم قد مات فقوموا وصلوا علیہ حدیث صحاح ہے یعنی بھائیو تمہارے بھائی نجاشی نے وفات پائی ہے سو تم اٹھو اور اس کے جنازہ پر نماز پڑھو۔ لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے واسطے پردہ اٹھا دیا تھا اور غائب مثل حاضر کے ہو گیا تھا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فی الجملہ غائب تھا پس میں نے تاریخ وفات شیخ نصیر الدین کی لکھ لی۔ واقعہ ویسا ہی تھا۔

ایضاً فرمایا کہ محمد تقی بیابانی شیخ امین الدین گازرونی کا پوتا نہایت دانشمند مرد اور سخت فاضل تر ہے اور اوچہ میں وعظ بھی کہتا ہے۔ اور مقام ولایت میں پہونچا ہے۔ سعادت اس شہر کی ہے کہ وہ یہاں پہونچا ہے لیکن خلق سے بھاگتا ہے کوہ یا بیابان یا ویرانے میں رہتا ہے۔ اور عالم طیر بھی رکھتا ہے یہاں میری زیارت کو آیا ہے اوچہ گیا دعا گو کو نہ پایا۔ یہاں آکر سنا کہ دعا گو اس جگہ ہے۔ ایک عزیز مجلس میں حاضر تھا عرض کیا کہ برکت مخدوم کی ہے کہ وہ یہاں آپ کی پابوسی کو آیا ہے۔

ایضاً فرمایا من اقال نادما اقال اللہ عثراتہ یوم القیامۃ یعنی جو شخص اقالہ کرے درگذر فرماتے کسی نادم سے تو اللہ تعالیٰ درگذر فرمائیگا اسکی لغزشوں سے دن قیامت کو ایضاً ایک عزیز نے

ذکر نماز جنازہ میت غائب

ذکر محمد تقی بیابانی

ذکر ثواب اقالہ

پوچھا یا صریخ المستصرخین کے کیا معنی ہیں جواب فرمایا کہ معنے اس کے یا غیاث المستغیثین ہیں یعنے اے فریاد کے پہونچنے والے فریاد چاہنے والوں کے الصریخ فعیل بمعنے مُصرخ یعنے صریخ بروزن فعیل بمعنے فاعل ہے۔ یعنے فریاد رس۔

سترہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

جمعرات کے دن شیخ نظام الدین قدس سرہ کی زیارت کو تشریف لے گئے تھے جب بعد ظہر کے لوٹے تو ہم پر متوجہ ہوئے فرمایا یاد دیں آج شیخ نظام الدینؒ کی زیارت کو گیا تھا بعد زیارت کے ایک عزیز سے وعدہ تھا وہ آکر اپنے گھر لے گیا وہ ایک جہان رکھتا تھا الغرض وہاں ایک جمعیت تھی قوال گا رہے تھے بعض حاضرین شعر مجاز کی حقیقت سے تاویل کرتے تھے جو کہ ممنوع ہے دعا گوؒ نے قوالوں کو بلایا اور کہا یہ چار بیتیں کہو کہ بے تاویل ہیں میں نے تلقین کی وہ یہ ہیں ؎

بنما ئے لقائے خود مہجور | مشتاق تو ام نہ طالب حور
من عاشق دو ستم نہ فردوس | من تشنہ ساقیم نہ کافور
شیدائے تو ہر کجا کہ عاقل | رسوائے تو ہر کجا کہ مستور
گر می کشی بکش بیک بار | تا چند ز خویش دار یم دور

اس فقیر نے آخر مصرع کو پوچھا اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے ہم قریب تر ہیں طرف بندے کی جان کے رگ جان سے

فی بیان ...

فی معنی مصرعِ آخر

جواب فرمایا کہ اقرب علما وقدرۃً یعنے بعلم وقدرت نزدیک تر ہے اور اس جگہ
مراد طلب وصال ہے جو کہ نہایت دور و دراز ہے بعد اس کے فرمایا کہ مناسب
اس کے یہ بیت عربی ہے ؎

وکلت الی الحبیب امری کلہ ۔۔۔ ان شاء احیانی وان شاء اتلفا

یعنی میں نے اپنا سارا کام دوست کو سونپ دیا ہے وہ چاہے جلائے چاہے مارے
ایضاً فرمایا عن علی کرم اللہ وجہہ انہ قال لا اعبد ربی ما لم اراہ اعنی
بالقلب یعنے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے
فرمایا کہ میں نہیں پوجتا ہوں اپنے رب کو جب تک کہ میں اس کو نہ دیکھوں یعنی
دل سے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزندا ان چار بیتوں کو جو میں نے
کہیں مع بیت عربی اور اس مقولہ امیر المومنینؓ کے سب کو لکھ لے واسطے حجت
کے۔ اسلیے کہ غریب ہے۔ ایضاً فرمایا فرزندمؓ سبق پڑھو پس میں نے شروع
کیا کلام اس میں لکھا فان قیل روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ
قال من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر وقال فی خبر آخر الفرق بین الکفر
والایمان ترک الصلوۃ قلنا تاویل الخبر کتاویل الآیۃ علی ما بینا ای من
الاستحلال علی ان الایمان لا یرفع بالکبیرۃ بدلیل قولہ تعالیٰ ان جاءکم
فاسق بنبأ ای بخبر فتبینوا امر من التبیین فی نبأ الفاسق وعلی قراءۃ
فتثبتوا امر بالتثبت فلو صار کافرا او مرتدا لنھی عن قبول شہادتہ
حادثۃ ماعز ایضا تدل علیہ لما اقر بالزنا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فلو صار مرتدا لامر بقتلہ ولا یسترجعہ الی حد الامام

والمعنے فیہ وھو ان الایمان محلہ القلب والمعاصی محلھا الاعضاء وھما فی محلین مختلفین فلا یتنافیان یعنی اگر کوئی سائل کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص متعمداً نماز کو ترک کرے وہ مقرر کافر ہوگیا اور دوسری حدیث میں یوں فرمایا ہے کہ فرق درمیان کفر و ایمان کے ترک نماز ہے تو ہم اس سائل کو جواب دینگے کہ اگر وہ ترک نماز کو حلال جانے یا فرض نہ جانے یا ساقط وغیرساقط نہ پہچانے تو کافر ہو جائیگا ورنہ فاسق ہوگا بعد اس کے فرمایا کہ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے قول پر ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ سو اُن کے قول پر تارک نماز کافر ہے بسبب انہیں حدیثوں کے تم جان رکھو کہ اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ ایمان مومن سے مرفوع نہیں ہوتا ہے بسبب گناہ کبیرہ کے اور اس پر آیت مذکورہ دلیل وتمسک کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم تبین کر دیا تثبت کر دینا بر دوسری قرارت کے اور اگر فاسق مرتد یا کافر ہوجاتا تو آپ ضرور اُس کے قبول خبر سے نہی فرماتے اور حادثہ ماعز کا بھی اس عدم کفر پر دلالت کرتا ہے ماعز ایک شخص کا نام تھا جبکہ اُس نے روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زنا کا اقرار کیا سو اگر وہ کافر یا مرتد ہوجاتا تو ہر آئینہ آپ اُسکے قتل کا حکم دیتے لیکن آپ نے زنا کی حد کا حکم دیا جب وہ مرگیا تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور اگر وہ مرتد یا کافر ہوجاتا تو آپ ہرگز انا للہ وانا الیہ راجعون نہ فرماتے اور فی النار والسقر کہتے معنی اس میں یہ ہیں کہ ایمان کا محل دل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اولئک کتب فی قلوبھم الایمان اور

محمل معاصی کا جوارح و اعضا ہیں۔ پس یہ دونو باہم متنافی نہ ہوں گے۔ یہ ساری
ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

اٹھارہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ شب جمعہ

کو تہجد کے وقت بندہ خدمت میں حاضر تھا حکایت بیان فرماتے تھے کہ خضر
نام میرے ایک دوست کا ہے سیوستان میں رہتا ہے اور دعا گو سے کچھ قرابت
بھی ہے مجھ سے تعلق پیوند رکھتا ہے یہ گروہ لانگاہ چاہتے تھے کہ عالم آباد میں بغاوت
کریں اُس ولایت کے لوگ دعا گو کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو آئے اور عالم آباد
کے باہر بیٹھے تو وہ جس وقت تجھے دیکھیں گے تو بھاگ جائیں گے اور خوف کرینگے۔
ورنہ شب خون ماریں گے میں نے قبول کیا۔ غرض کہ میں رات کو ہمراہ یاروں کے
باہر آیا حصار کے باہر اُترا وہ نہ آئے دعا گو واسطے تہجد کے اُٹھا تہجد پڑھ رہا
تھا کہ اس اثنا میں ایک عزیز پیالہ شربت بھرا ہاتھ میں لایا اور میرے ہاتھ
میں دیا اُس سے خوشبو آتی تھی اور کہا کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم
سے آیا ہوں اور یہ بہشتی شربت ہے۔ خضر نام تیرا دوست بیہوش پڑا ہے اُسکو
دے تاکہ وہ ہوشیار ہو جائے اور مجھے اس حال سے خبر نہ تھی میں نے جی میں
کہا اور تحقیق کر لیا کہ یہ آدمی نہیں ہے۔ رات کو دروازے بند کر دئے ہیں میں
نے یقین کر لیا کہ یہ آنے والا فرشتہ ہے اور یہ بہشتی شربت ہے اللہ تعالیٰ
نے واسطے معونت و مدد خضر کے بھیجا ہے میں نزدیک خضر کے گیا تو دیکھا کہ وہ بے
ہوش پڑا ہوا ہے میں نے اُسکو اُٹھایا اور اس شربت کے پیالے سے اپنے ہاتھ

سے پلایا وہ ہوشیار ہوگیا پھر میں پیالہ ہاتھ میں رکھ کر لایا میں نے دیکھا کہ وہ آئینہ لا ہنوز کھڑا ہے میں نے کہا اے عزیز خدا تو یہ پیالہ پھر لے جائیگا اُس نے کہا کچھ حکم نہیں ہے لے جاؤں یا چھوڑ جاؤں میں جانتا ہوں میں نے کہا تو ابھی ایک چیز کر حضرت صمدیت میں التماس کر کہ یہ حق میں خضر کے استدراج نہ ہو وہ آگے سے غائب ہوگیا پھر اُسی وقت آگیا میں نے پوچھا کیا جواب لایا کہا حکم ہوا ہے کہ ہنوز باقی رکھتا ہے یعنے ہنوز تہجد باقی ہے۔ استدراج نہیں ہے بعد اسکے میں خضر کے پاس گیا تو دیکھا کہ اُس نے نیا وضو کیا ہے اور جو تہجد کہ باقی رہا تھا وہ ادا کرتا ہے۔ اثنائے تہجد میں اُس کو کسی چیز کا مکاشفہ ہوا۔ وہ بیہوش ہوگیا وہ عالم تھا۔ جانتا تھا اغمار یعنی بے ہوشی وضو کے توڑنے والی ہے بعد اسکے میں نے اس سے کہا تو جانتا ہے کہ تو بے ہوش ہوگیا تھا یہ شربت جو تو نے میرے ہاتھ سے پیا تو جانتا ہے کیا تھا اُس نے کہا میں نہیں جانتا ہوں میں نے کہا کہ یہ شربت بہشت کا تھا کہ تو نے پیا اور ہشیار ہوگیا۔ اور خود مجھ کو اس حال سے خبر نہ تھی فرشتہ بصورت آدمی شربت لایا تھا۔ اور کہا کہ خضر کو پلا جب یہ میں نے اس سے (خضر) کہا تو اس پر گریہ ولرزہ ہوگیا یعنے وہ لرزنے اور کانپنے لگا کہ مبادا استدراج ہو میں نے اُس سے یہ کہا کہ ہنوز باقی ہے تاکہ ڈرتا رہے اور بے خوف نہ ہوجائے۔ میں نے نہ کہا کہ یہ ہوگا ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ زندہ ہے جواب فرمایا کہ زندہ ہے اب تک ویسا ہی استقامت پر ہے اُس کا باپ کچھ روٹی رکھتا تھا جب اس کے باپ نے انتقال کیا تو اُن سے وہ روٹی ترک کردی اور کبھی مجھ سے نہ کہا کہ میرے واسطے کچھ کر اب تک

لہ خوارق عادات نبی سے معجزہ، ولی سے کرامت غیر مسلم سے استدراج (الاحقر)

ویسا ہی متوکل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ
ایضاً ایک عزیز بیعت کرتا تھا یعنے مرید ہوتا تھا اُسکو طاقیہ یعنے ٹوپی پہناتے
تھے۔ اُس نے ہاتھ مارا فرمایا مت لے اسلیئے کہ اول پہنانا طاقیہ کا ہاتھ سے
پیر کے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرقہ اول اپنے ہاتھ سے پہناتے
تھے۔ ایضاً آخر شب جمعہ مذکور کو تہجد کے وقت بندہ خدمت میں حاضر تھا بعد
خروج مائدہ[1] کے بات اُس طرف کی ضیافت میں نکلی جو کہ ہوتی ہے۔ فرمایا کہ
ضیافت اس بلاد کی کچھ نہیں ہے ضیافت اُس طرف کی جو ہوتی ہے تو کیا کیا
الوان واقسام کے کھانے اور اور اجناس آگے لاتے ہیں کہ یہاں ہرگز نہیں
ہوتے جس وقت کہ دعاگو کو واسطے ضیافت کے بلاتے تو میرے سارے
دوستوں کو صوف دیتے اور تکریم بہت کرتے تھے اُس طرف ایک دن بیس
دسترخوان کھانے کے واسطے دعاگو کے آتے۔ برابر یار تھے کھاتے تھے۔ اور
کھانا فاضل باقی رہتا تھا میں خلق خدا کو بلاتا۔ دیتا۔ اور مسکینوں کو کھلاتا تھا۔

اونیسویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

سنیچر کے دن بعد ادائے اشراق ایک عزیز آیا اور رقعہ واسطے خواست یعنے
سوال کے طلب کیا حسنؒ خادم نے کہا کہ میں سوال کے واسطے نہیں دیتا ہوں۔
فرمایا کاتبوں یعنی منشیوں سے کہہ دو وہ رقعہ لکھ دیں اور یہ حدیث فرمائی جو کہ صحاح
سے ہے قال علیہ السلام من فتح باب مسئلۃ فتح اللہ لہ سبعین بابا

منع نہ کرنا سوال

[1] یعنی بعد صرف دسترخوان (الاحقر)

من الفقر یعنے جو شخص کھولے ایک دروازہ واسطے سوال اپنے کے یعنے واسطے تمدنی[1] گداگری کے تو کھولتا ہے اللہ واسطے اس کے ستر دروازے محتاجی کے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزندمن اس حدیث کو لکھ صحاح سے ہے میں نے لکھ لی .... بعد اس کے فرمایا فرزندمن سبق پڑھو سنیچر کا دن ہے پس میں نے شروع کیا ترتیب اس میں لکھی کہ الامر بالمعروف والنھی عن المنکر واجب لقولہ تعالی یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر والخطاب بمعنی الامر وھذہ مسئلۃ مختلف فیھا بیننا وبین الجبریۃ الاتری ان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر واجب واحتجت بقولہ تعالی لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم قلنا الآیۃ فی نفس المضرۃ وبہ نقول فان مضرۃ المعصیۃ لا تعدو غیر العاصی قولہ تعالی ولا تزر وازرۃ وزر اخری فاما وجوب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر فبالآیۃ الثانیۃ وھی قولہ تعالی تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر الخطاب بمعنے الامر وقد امر اللہ تعالی یعنی امر بمعروف ونہی منکر یعنے نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے باز رکھنا واجب ہے اسلیئے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف میں امر فرمایا ہے کہ تم نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو اور اس مسئلے میں اختلاف ہے درمیان اہل سنت وجماعت کے اور درمیان جبریہ گروہ کے کہ وہ امر بمعروف ونہی منکر کو واجب نہیں جانتے ہیں اور اس آیت شریفہ سے حجت کرتے ہیں کہ لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم یعنے نقصان نہ پہونچائے گا تم کو وہ شخص کہ

ذکر امر معروف ونہی عن منکر و اختلاف اہل سنت وجبریہ

---

[1] تمدنی گداگری ۱۲

گمراہ ہُوا ہے جس وقت کہ تم راہ یاب ہو ہم ان کو یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ آیت شریفہ نفی میں نفس مضرت کے ہے کہ مضرت معصیت کی غیر عاصی سے تجاوز نہیں کرتی ہے یعنے اُس کا ضرر عاصی ہی کو پہونچتا ہے غیر کو نہیں پہونچتا اسلیے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اور نہیں اُٹھاتا ہے نفس گنہگار بوجھ دوسرے کا یعنی ایک کا گناہ دوسرے کو نہیں پہونچتا ہے۔ رہا وجوب امر بمعروف و نہی منکر کا پس وہ دوسری آیت سے ہے۔ وہ آیت یہ ہے تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر یعنے تم نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے لکھی الغرضاً اسی درمیان میں سید رفیع الدین و معین الدین سید ابوبکر بیدولی کے بیٹے اور امام مخدوم زادہ محمود نے التماس کیا کہ قدم مبارک ہمارے گھر میں لائیں قبول کیا فرمایا کہ سلام کہیں اور چلیں یا تمہارے گھر میں کہیں! انہوں نے کہا کہ مخدوم کو اختیار ہے۔ جیسا کہ ہم ہر روز بعد چاشت کے کہتے ہیں! اور ہم کو فرمایا کہ تم اس طرح کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِکَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَصْحَابِکَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَھْلِ بَیْتِکَ الطَّیِّبِیْنَ الْمُطَھَّرِیْنَ وَاَزْوَاجِکَ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِکَ

الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ وَجَاهَدْتَ عَدُوَّكَ وَعَبَدْتَ رَبَّكَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ جَزَاكُمُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ بعد اس کے صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین پر اس طرح سلام کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا مَا جَزٰى صَاحِبَ النَّبِيِّ عَنْ اُمَّتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا مَا جَزٰى صَاحِبَ النَّبِيِّ عَنْ اُمَّتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا مَا جَزٰى صَاحِبَ النَّبِيِّ عَنْ اُمَّتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا مَا جَزٰى صَاحِبَ النَّبِيِّ وَابْنَ عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ رَضِيْتَ عَنْهُمْ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَقْضِيَ حَاجَتِيْ بعد اس کے اس طریق سے توسل کرے اِلٰهَنَا تَوَسَّلْنَا بِنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهِ الَّذِيْنَ رَضِيْتَ عَنْهُمْ اَنْ تَجْعَلَنَا مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ لَدَيْكَ وَالْوَاصِلِيْنَ اِلَيْكَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا اور کبھی کبھی اس پر زیادہ کرتے اور کہتے تھے وَاَنْ تَخْتِمَ اُمُوْرَنَا بِالْاِيْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَنَا بِالْخَيْرِ وَاَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَنَا وَحَوَائِجَ الْمُسْلِمِيْنَ الْمَشْرُوْعَةَ وَاَنْ تُعَافِيَنَا وَتُعَافِيَ مَرْضَانَا وَمَرْضَى الْمُسْلِمِيْنَ بِفَضْلِكَ

ف: ازیں دعا امور دینی و دنیوی مقصود ...

وَكَرِّمْكَ يَبْلُوْنَا وَسِيْلٌ بعد اسکے اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من لکھو اور یاد کرو اور ہر روز بعد اشراق یا چاشت کے قیلولے سے پہلے لکھو بلا ناغہ کیونکہ میں بھی بلے ناغہ کہتا ہوں میں نے قدمبوسی کی اور لکھا ایضاً روز شنبہ مذکور انیسویں ماہ جمادی الاولیٰ کو بعد ادائی ظہر یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ فرمایا کہ اس طرف کا اندرون و مکہ و مدینہ مبارک میں اور دوسری جگہوں میں بھی چار مدرسے چار مذہب کے بنا کرلے ہیں کسی کو اوراد نہیں دیتے ہیں اور نہ بتاتے ہیں جب تک کہ اس کو علم نہیں ہوتا ہے اور اگر جاہل ہے تو آنے والے سے پوچھتے ہیں کہ تو کون مذہب رکھتا ہے وہ ان چار مذہبوں سے جس مذہب کا کہتا ہے اُس کو اُسی مذہب کے مدرسے میں بھیج دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم پڑھ جس وقت وہ فقیہ ہوگیا تو اس کو اوراد یاد کرنے کا حکم دیتے ہیں اسلئے کہ اوراد بمنزلہ عمل کے ہے جب تک کہ علم نہ ہو عمل کو کیا جانے اختلاف و اجماع و اتفاق کو کیونکر پہچانے گا۔ بعد اسکے فرمایا کتاب میں ہے کہ لاتکن من جُهّال الصوفية فانهم لصُوص الدين وقطاع الطريق على المسلمين یعنے تو نادان گلیم پوشوں سے مت ہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں ایضاً فرمایا کہ قال سید الطائفة جنید البغدادی قدس الله روحه ليس العبرة للخرقة وانما العبرة للحرفة یعنے خرقہ پہننے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اعتبار حرفہ و پیشہ کا مراد ہے پھر یہ بیت فرماتے ؎

از دستِ دوست بیاد گار زرد سے دارم   کان درد بصد ہزار درمان ندہم

؏ درمان طلبان زود داو محرومند۔

فائدہ در بیان مدارس مذاہب اربعہ

فائدہ قول حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ

ع درد را باش ای برادر درد را

اسی اثنا میں ایک دانشمند واسطے زیارت کے آیا۔ بات بارقت کہی السلام علیک یا سید الدارین و یا استاذ الثقلین جواب سلام کا دیا اور تعظیم و تکریم بہت کی وہ بیٹھ گیا اور شروع کیا کہ میں بیچارہ ضائع رہا ہوں آپ میری دستگیری کرو میں نے سارا علم پڑھا ہے کچھ نفع اس سے نہیں پایا ع

علمی کہ رہ بحق ننماید جہالت ست

جواب فرمایا کہ سالکان طریقت نے مقامات رکھے ہیں ان پر رہنا چاہیے تاکہ دل روشن ہو جائے اُس آدمی کو کہ یہ طلب درکار ہوئی البتہ وہ پہونچے گا مناسب اس کے یہ بیت عربی فرمائی ؎

لولم ترد نیل ما ارجو فاطلبہ　　من جود کفیک ما علمتنی الطلبا

یعنی اگر تو نہ چاہتا پاتا اس چیز کا جس کو میں طلب کرتا ہوں تو تو ہرگز اُس کی طلب دل میں نہ ڈالتا۔

ذکر سلوک و سیر

بعد اسکے فرمایا کہ سلوک ہے اور سیر ہے سلوک جانا ہے اجساد یعنے جسم سے اور سیر جانا ہے دل سے ان دونو مرتبوں میں اور مرتبے بھی ہیں ہر چند کہ بیشتر جاتا ہے مقصود کو پہونچتا ہے اور اس کو وصال کہتے ہیں پس ساتھ دل غائب کے خلق حاضر سے بات سنتے ہیں ؎

غائب ز خود بہ دوست باقی　　این طرفہ کہ نیستند و ہستند

بعد اس کے فرمایا کہ جب ایسے ہوتے ہیں تو صاحب ولایت ہو جاتے ہیں
اُن کے واسطے سے خلق کی حاجت بر آتی ہے جیسے کہ شیخ کبیر سندھ کی ولایت رکھتے
تھے اور شیخ قطب الدین بختیار رضی اللہ عنہما ولایت ہند کی جس وقت کہ شیخ قطب
عالم رکن الدینؒ اور شیخ نصیر الدینؒ دامت برکاتہما نے وفات پائی تو شیخ مادینہ عبداللہ مطری
دامت برکاتہ نے دعا گو کو لکھا کہ ما بقی الشیخ فی السند والھند یعنے سندھ و ہند
میں شیخ نہ رہا پھر اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من یہ فوائد جو میں نے
کہے مع نظم عربی کے سب کو لکھ میں نے لکھ لیا بعد اسکے فرمایا فرزند من سبق
پڑھ میں نے شروع کیا بات اس میں تھی کہ قولہ علیہ السلام واعلم ان ما اصابک
لم یکن لیخطئك وما اخطأك لم یکن لیصیبك وهذه مسئلة مختلف فیها
بیننا وبین المعتزلة والقدریة فهما ینفیان ارادة الله ومشیئته عن
فعل العبد اذا کان معصیة ویقولون معصیة العاصی وکفر الکافر لیس
بمشیئة الله تعالی وارادته لانه اذا اراد معصیة العاصی وکفر الکافر
ثم عذبه علیهما کان ذلك جورا منه وحاشا ان یوصف الله تعالی بالجور
والظلم عن هذا سمونا اهل الجور وسموا انفسهم اهل العدل قلنا لهم
هذا من عقلکم وجرائکم علی الله تعالی حیث غلبتم ارادة المخلوق علی ارادة
الخالق بل ارادته غالبة ومشیئته نافذة ای جاریة ولا یجوز ان لاتکون
معصیة العاصی وکفر الکافر بارادته لانه بین لهم طریق الهدی والضلالة
ویحدث الاستطاعة ثم المذهب الصحیح هو مذهب اهل السنة والجماعة
قلنا افعال العباد علی وجهین منها ما هو طاعة ومنها ما هو معصیة

فالطاعة بمشیئة اللہ تعالیٰ وارادتہ وقضائہ وحکمہ ورضائہ وامرہ والمعصیة بھذہ کلہ دون رضاہ وامرہ فان قیل قولہ تعالیٰ ما اصابک من حسنة فمن اللہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک قلنا انا لا نضیف الشر الی اللہ تعالیٰ مراعاة للادب عند الانفراد ولکنا نضیف عند الجملة قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ وان کان حصول ذالک من العبد بتخلیق اللہ ایاہ جب سبق اس فقیر کا یہاں پہونچا تو یہ بیت قصیدۂ لامیہ کا پڑھا

مرید الخیر والشر القبیح ولکن لیس یرضی بالمحال

قبیح صفت شر کی ہے ای شرعاً وسمی الشر المحال شرعاً لا طبعاً لیس بالشر الکفر والقبائح والمعاصی وھو مرید لہا بانہ غیر مضطر فی ایجادہا بل اوجدہا اختیاراً لحکمة بلیغة تحتہا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جان اور آگاہ ہو کہ جو کچھ تیرے نام پر لکھ لیا ہے وہ تجھ سے نہ چوکے گا تجھے پہونچے گا اور جو تیرے نام پر نہیں لکھا ہے وہ تجھ سے چوکے گا تجھے نہ پہونچے گا جیسے رزق و فراخی و تنگی و صحت و مرض اور جو اسکے مانند ہے بھلائی برائی سے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے درمیان ہمارے اور معتزلہ و قدریہ کے وہ کہتے ہیں کہ ارادہ حق تعالیٰ کا خیر میں ہے شر میں نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اگر معصیت عاصی کی اور کفر کافر کا بارادہ حق تعالیٰ ہو پھر وہ عاصی و کافر کو ان پر عذاب کرے تو یہ اُس سے جور و ستم ہوگا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ جور و ظلم سے منزہ و پاک ہے اسی جہت سے وہ اہل سنت و جماعت کا نام اہل جور رکھتے ہیں اور خود کو اہل عدل کہتے ہیں قول اس گروہ کا عقلاً و نقلاً باطل ہے ہم اس گروہ کو یوں

جواب دیتے ہیں کہ یہ جو تم کہتے ہو تمہاری کم عقلی و بے ادبی و دلیری سے ہے حق تعالیٰ پر۔ اسلئے کہ تم نے غالب کر دیا ارادہ مخلوق کو خالق کے ارادے پر۔ حالانکہ حق تعالیٰ اس سے منزہ و پاک ہے کہ خالق کے ارادے پر مخلوق کا ارادہ غالب کیا جائے بلکہ اُسی کا ارادہ غالب ہے اور اُسی کی خواست و چاہ نافذ و جاری و رواں ہے اور یہ بات روا نہیں ہے کہ معصیت عاصی کی اور کفر کافر کا اُس کے ارادے سے نہ ہو کیونکہ اُس نے تو رستہ ہدایت و راستی و گمراہی و بے راہی کا واسطے لوگوں کے بیان کر دیا ہے اور استطاعت کو پیدا کر دیتا ہے۔ پھر صحیح مذہب سنت وجماعت کا ہی مذہب ہے اور دوسرا مذہب باطل۔ سنت وجماعت مذہب والے کہتے ہیں کہ افعال بندوں کے دو طرح پر ہیں یا تو طاعت معبود کی ہے یا معصیت ہے۔ پس طاعت تو اللہ تعالیٰ کی چاہ و ارادہ و قضاء و حکم و رضا و خوشنودی و امر و فرمان سے ہے اور معصیت اس کے چاہ و ارادہ و قضاء و حکم سے ہے مگر خوشنودی و امر و فرمان اُس کا نہیں ہے پھر اگر کوئی سائل سوال کرے کہ معنی اس آیت کے ما اصابك من حسنة الخ کے کیا ہیں تو ہم جواب دینگے کہ نسبت شر کی طرف بارگاہ پاک اللہ تعالیٰ کے نہ کرنی چاہیئے۔ واسطے رعایت ادب کے نزدیک انفراد کے۔ یعنے جبکہ شر تنہا ہو۔ لیکن ہم نسبت کرتے ہیں شر کی وقت جملے کے۔ قول ہے اللہ تعالیٰ کا قل کل من عند اللہ یعنے ہر چیز اللہ کے نزدیک سے ہے گو حصول شر کا بندے سے ہے تخلیق الٰہی ہے بعد اس کے بیت مذکورہ قصیدۂ لامیہ کا پڑھا یعنی کفر و معاصی و برائیاں حق تعالیٰ کی خوشنودی سے نہیں ہیں لیکن ارادہ

اُس کلمہ سے یا یہ معنی کہ وہ کفر و معاصی کے پیدا کرنے میں مضطر نہیں ہے بلکہ
اُس نے باختیار اُن کو موجود کیا ہے واسطے حکمت بلیغہ کے جو کہ اُنکے نیچے
ہے بعد اس کے فرمایا ایک حکمت یہ ہے کہ اُس نے دوزخ پیدا کیا ہے۔
اس کو بھرنا چاہیئے واسطے اُس کے دوزخی پیدا فرمائے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے
فرمایا فرزندمن ان فائدوں کو جو میں نے کہے لکھ لے میں نے لکھ لئے یہ
ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

فائدہ صلوٰۃ حرز

فرمایا من صلی صلوٰۃ الحرز بعد الاوابین وبعد الاشراق وقرأ فی
الرکعۃ الاولی آیۃ الکرسی مرۃ وقل یاایھا الکافرون مرۃ وفی الرکعۃ
الثانیۃ لوانزلنا الی اٰخر سورۃ الحشر مرۃ وقل ھواللہ احد ایضا مرۃ
فاذا فرغ یقرأ ھذا الدعاء ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اولا واٰخرا اَللّٰھُمَّ اکْسِرْ شَھْوَتِیْ عَنْ کُلِّ مُحَرَّمٍ وَّازْوِ حِرْصِیْ عَنْ کُلِّ مَاْثَمٍ
وَّامْنَعْنِیْ عَنْ اَذٰی کُلِّ مُسْلِمٍ (حدیث میں اسی قدر ہے) وَمُسْلِمَۃٍ دعاگو
نے زیادہ کیا ہے حَفِظَہُ اللّٰہُ مِنَ الذُّنُوْبِ اللَّازِمَۃِ وَالْمُتَعَدِّیَۃِ یعنے جو
شخص صلوٰۃ حرز پڑھے بعد فراغ اوابین کے اور بعد فراغ اشراق کے اور پڑھے
پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی اور قل یاایھا الکافرون ایک ایک بار اور دوسری رکعت
میں لوانزلنا آخر سورہ حشر تک اور سورہ اخلاص ایک ایک بار جب نماز سے
فارغ ہو تو یہ دعا سے مذکور پڑھے اور اول و آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

درود بھیجے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو لازم و متعدی گناہوں سے محفوظ رکھے گا۔ اس میان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ لازمہ و متعدیہ کیا ہے فرمایا ذنوب لازمہ وہ ہیں۔ جو کہ درمیان اُس کے اور درمیان اللہ تعالیٰ کے ہیں یعنی وہ معصیت جو کہ درمیان بندے اور خدا کے ہے اور متعدیہ وہ گناہ ہیں کہ اُن سے لوگوں کی معصیت ہو یعنے کسی کو رنجیدہ کیا جائے غیبت سے یا فساد سے اور مانند اسکے اللہ تعالیٰ اُن سے اُس کو محفوظ رکھے گا۔ بعد اسکے فرمایا واز دامر کا صیغہ ہے زادیہ سے یعنے گوشہ دکونہ بعد اس کے فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ لمانہ حرز کا لکھ لے غریب ہے مجھ کو اور تیرے یاروں کو کام آئیگا میں نے لکھ لیا بعد اسکے دعاؤں کا ذکر چلا

دعائے علم

فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ قدس اللہ سرہٗ نے روایت کیا ہے کہ جو کوئی اس دعا کو بعد ہر فرض کے پڑھے تین بار وہ عالم مجتہد ہو جاتے ہیں جو عالم مجتہد ہوا اسی دعا کے برکت ملازمت سے۔ اور دعا کو بعد ہر فریضہ کے متصل پڑھتا ہے اور اول و آخر درود شریف پڑھے دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُ بِکَ عَلٰی طَاعَتِکَ بعد اسکے فرمایا کہ دوسری دعا بھی واسطے تقویت دین کے مروی ہے

دعائے تقویتِ دین

بعد ہر فریضہ کے تین بار پڑھے اور دعا کو بعد ہر فریضہ کے پڑھتا ہے اول و آخر میں درود پڑھے دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ قَوِّنِیْ فِیْ سَبِیْلِکَ یعنے اے اللہ تو مجھے قوی کر دے اپنی راہ میں

دعائے ادائے قرض وغیرہ

بعد اس کے فرمایا کہ یہ دعا بھی واسطے ادائے قرض وغیرہ کے مروی ہے تین بار صبح وشام پڑھے اور بعد تہجد کے بھی اول وآخر میں درود پڑھے دعا گو نے اس پر مواظبت وہمیشگی کی ہے۔ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ یعنے اے اللہ تو میری کفایت کر ساتھ تیرے حلال کے تیرے حرام سے اور غنی وبے پروا کر دے مجھ کو اپنے ماسوا سے

دعائے غنا

بعد اس کے فرمایا کہ دوسری دعا بھی واسطے غنا کے مروی ہے بعد تہجد کے تین بار پڑھے اول وآخر درود شریف پڑھے اور دعا گو بھی پڑھتا ہے اَللّٰهُمَّ يَا فَارِجَ الْهَمِّ وَيَا كَاشِفَ الْغَمِّ وَيَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِىْ فَارْحَمْنِىْ رَحْمَةً تُغْنِنِىْ عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ یعنے اے اللہ اے کھولنے والے ہم کے اور اے کھولنے والے غم کے اور اے قبول کرنے والے بے قرار دل کی دعا کے اے بڑے مہربان دنیا وآخرت کے اور بڑے رحم کرنے والے ان دونوں کے تو ہی مجھ پر رحم کرے گا سو تو مجھ پر رحم کر ایسا رحم کہ وہ مجھے بے پروا کر دے تیرے ماسوا کی رحمت سے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من تم بھی لکھ لو اور یاد کر لو میں نے لکھ لیا۔

صلوٰۃ الحاجۃ بیسویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

شب یکشنبہ میں سونے کے وقت یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا فرمایا کہ بعد ہر فریضہ عشاء اور دو رکعت سنت کے چار رکعت اور بھی سنت ہیں و لیکن اوراد شیخ کبیرؒ میں دوسرا طریق ہے لیکن دعا گو نے صحاح کی حدیث پائی ہے طریق یہ ہے من صلی اربعًا بعد فریضۃ العشاء ورکعتین وینوی السنۃ متابعا لرسول اللّٰہ یقرأ فی الرکعۃ الاولیٰ اٰیۃ الکرسی ثلاث مرات وفی الثانیۃ الاخلاص ثلاث مرات وفی الثالثۃ الفلق ثلاث مرات وفی الرابعۃ الناس ثلاث مرات واذا فرغ یسجد ویقول فی سجدتہ سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ لَا یَجْھَلُ سُبْحَانَ الْجَوَادِ الَّذِیْ لَا یَبْخَلُ سُبْحَانَ الْحَلِیْمِ الَّذِیْ لَا یَعْجَلُ سُبْحَانَ الْغَنِیِّ الَّذِیْ لَا یَفْتَقِرُ ثم یقول فی سجدتہ یَا رَحِیْمُ عشرین مرۃ قضیت حوائجہ فقالت الصحابۃ رضوان اللّٰہ علیھم واظبنا ھذہ الصلوٰۃ قضیت حوائجنا وسمی ذلک صلوٰۃ الحاجۃ یعنے جو شخص کہ بعد فریضۂ عشا اور دو رکعت سنت کے چار رکعت سنت پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی تین بار دوسری میں سورۂ اخلاص تین بار تیسری میں سورۂ فلق تین بار چوتھی میں سورۂ ناس تین بار اور جس وقت نماز سے فارغ ہو تو سجدہ کرے اور اپنے سجدے میں کہے یعنی دعائے مذکور پڑھے اور بیس بار یا رحیم سجدے ہی میں کہے تو اسکی حاجتیں پوری ہوں پس صحابہؓ نے کہا کہ ہم نے اس نماز پر مداومت کی ہماری حاجتیں پوری ہو گئیں اور اس نماز کو صلوٰۃ الحاجت بھی کہتے ہیں پھر اس فقیر پر

متوجہ ہوئے فرمایا فرزندمن تم اس نماز سنت حاجت کو ہمیشہ پڑھو اور لکھو تاکہ تمہارے یاروں کو بھی فائدہ ہووے خاص کر اُس شخص کو جوکہ شیخ کبیر قدس سرہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ذکر اول و آخر ہاتھ دھونے کا کھانے سے

اسی رات داماد و بھانجا و خلیفہ شیخ سعد چمیوش کا اور مولانا خضر مع فرزندان واسطے زیارت کے آئے اس فقیر نے گذارش و تعریف کی فرمایا فرزندمن لاؤ کہاں ہیں میں لایا اُنہوں نے قدمبوسی کی اور اپنے لڑکوں کو بیعت کا تعلق کرایا ان کو خرقہ پہنایا اسی اثنا میں دسترخوان لائے فرمایا کہ کھانے سے اول ہاتھ دہونا مستحب ہے اور آخر میں سنت ہے اور دعاگو کھانے سے اول ہاتھ نہیں دھوتا اُس طرف میں نے مشائخ کو دیکھا ہے کہ کھانے سے اول ہاتھ نہیں دھوتے ہیں میں نے پوچھا حکمت کیا ہے جواب پایا کہ حتی یبقی الفقر اور یہ مذہب فقرا کا ہے چونکہ درویشوں کو صدق افتقار ہے اسلیئے ہم نے اختیار نہ کیا بعد صرف دسترخوان کے یہ دعا اس طرح پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنَا فِیْ طَاعَتِکَ وَلَا تَسْتَعْمِلْنَا فِیْ مَعْصِیَتِکَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اٰکِلِیْہِ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہِ وَاٰتِ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ الْخَیْرَ وَالْبَرَکَۃَ فرمایا کہ لمن سعی فیہ کیوں کہتے ہیں یعنے جس نے اس کھانے میں سعی دیاری و مدد کی ہے وہ بھی آجائے بعد اسکے طشت و آفتابہ لائے ہاتھ دھوتے تھے اور ہاتھ ڈہلانے والے کو یہ

دعائے بعد طعام

دعا دیتے سکھے کہ طَهَّرَكَ اللّٰهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَبَرَّأَكَ مِنَ الْعُيُوبِ فرمایا کہ ہاتھ دھلانے والے کو یہ دعا دیں مروی ہے بعد اسکے راجہ حسن خادم سے کہا کہ کچھ شیرینی لاؤ اور سب یاروں کو بانٹ مجھے تنہا مت دے کہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام ملعون من اکل وحدہ وضرب عبدہ ومنع رفدہ ای عطاء الرفد العطاء یعنے ملعون ہے وہ شخص جو تنہا کھاوے اور اپنے غلام کو مارے اور اپنے عطا کو باز رکھے یعنے بخل کرے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ جو شخص اپنے غلام کو مارے وہ ملعون کیوں ہو فرمایا کہ غلام کا مارنا درست نہیں ہے مگر واسطے نماز یا اُس کام کے جو خیر ہے وہ اس میں تقصیر کرے ایک یکی مار دے۔ بعد اس کے فرمایا جو شخص کہ تونگر ہے اُس کو وسعت ہے وہ عطا منع کرے ملعون ہوگا بعد اس کے پوچھا کہ جب وہ مسلمان ہے تو لعنت اس کے حق میں کیونکر ہوگی۔ جواب فرمایا کہ ہم کو لعنت کرنا نہ چاہیے ولیکن شارع کو چاہیے والشارع ہو اللہ ورسولہ یعنے خدا اور اُس کا رسول شارع ہیں ان کو لائق ہے اور اس لعنت سے مراد لعنت محض نہیں ہے جو کہ حق میں کافر کے ہوتی ہے۔ لیکن مراد لعنت سے یہ ہے کہ اُس کو رحمت عام سے نصیب نہ ہوگا نہ یہ کہ اُس کو رحمت سے نصیب ہی نہیں ہے۔ طرد رحمت ہو۔

دوگانہ شکر طعام

بعد اسکے اُٹھے اور فرمایا کہ دوگانہ شکر طعام کا ادا کروں اور ہم پر متوجہ ہوکے فرمایا تم بھی ادا کرو کہ حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام من نام ولم یصل رکعتین

شکر النعمۃ اللّٰہ یقسو قلبہ یعنی جو شخص دوگانہ شکر طعام کا ادا نہیں کرتا ہے
اور سو رہتا ہے تو اُس کا دل سخت و سیاہ ہو جاتا ہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے
فرمایا فرزندمن یہ حدیث جو میں نے کہی اس کو لکھ لے میں نے لکھ لی پھر مخدوم
اپنے وثاق میں اور یہ فقیر اور یاران دیگر اپنے اپنے وثاق میں گئے الحمدللّٰہ علی ذلک

اکیسویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

پیر کے دن بعد اشراق کے بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ اس فقیر پر متوجہ ہوئے
فرمایا فرزندمن سبق پڑھ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی فان قیل ما معنی
قولہ تعالیٰ ما اصابک من حسنۃ فمن اللّٰہ وما اصابک من سیئۃ فمن
نفسک قلنا معناہ ان لا نضیف الشر الی اللّٰہ تعالیٰ بالانفراد مراعاۃ
للادب وان کان حصول ذلک من العبد بتخلیق اللّٰہ تعالیٰ ایاہ وھذا
ان الاضافۃ علی نوعین اضافۃ التحقیق واضافۃ الکرامۃ فاضافۃ
التحقیق مثل قولہ تعالیٰ وللّٰہ ملک السموات والارض واضافۃ الکرامۃ
مثل قولہ تعالیٰ رسول اللّٰہ ناقۃ اللّٰہ والطاعۃ والمعصیۃ خارجتان
عن اضافۃ التحقیق لان ذلک مذھب الجبریۃ فبقیت اضافۃ الکرامۃ
فالطاعۃ مکرمۃ مرضیۃ یجوز اضافتہ الی اللّٰہ تعالیٰ بالانفراد والمعصیۃ
لیست بمرضیۃ اللّٰہ تعالیٰ لا یجوز اضافتہ الی اللّٰہ تعالیٰ بالانفراد ولکنھا
تضاف عند الجملۃ قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللّٰہ فان اشکل علیکم
ھذا فاعتبروہ بالاعیان ای بالذوات فانہ لا یقال یا خالق الخنازیر

والحیات والعقارب مراعاۃ للادب واللہ تعالیٰ خالق کل شئی یعنے اگر کوئی سائل سوال کرے کہ معنی اس آیت کریمہ ما اصابک الایہ کے کیا ہیں۔ تو تم جواب دینگے کہ اس آیت شریفہ کی یہ معنی ہیں کہ نسبت شر کی تنہا طرف خدا کیطرف کے نہ کرے واسطے رعایت ادب کے اگرچہ حصول شر کا اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے اور یہ اسلئے ہے کہ اضافت دو طرح پر ہے۔ اضافت تحقیق اور اضافت کرامت سو اضافت تحقیق مثل اس قول الٰہی کے ہے وللہ ملک السموات والارض یعنے اللہ کے واسطے ہے ملک آسمانوں اور زمین کا اور اضافت کرامت کی جیسے رسول اللہ وناقۃ اللہ یعنے اللہ کے رسول اور اونٹنی اللہ کی یہ اونٹنی حضرت صالح علیہ السلام کی تھی رہی طاعت ومعصیت سو یہ دونو اضافت تحقیق سے خارج ہیں اسلئے کہ یہ مذہب جبریہ کا ہے پس رہی اس جگہ اضافت کرامت سو طاعت پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہے اس کی اضافت طرف اللہ سبحانہ کے درست ہے۔ اور معصیت پسندیدہ حضرت رب العزت نہیں ہے تنہا اضافت اُس کی طرف اللہ پاک کے روا نہیں ہے لیکن وقت جملے کے اضافت ہوسکتی ہے۔ اس طریق پر کہ ہر چیز نزدیک سے اللہ تعالیٰ کے ہے پھر اگر تم پر یہ بات مشکل ہو تو تم اُس کو اعتبار کرو ساتھ اعیان کے یعنے خوب غور کرو کیونکہ یوں نہیں کہتے ہیں کہ اسے پیدا کرنے والے سوئروں کے اور سانپوں کے اور بچھوؤں کے بپاس ادب۔ حال آنکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

سالک کو چاہیئے کہ تصحیح توبہ کرے

کل معاصی سے احتراز فرمائے یہ اول مرتبہ ہے اور آخر مرتبہ یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سے تزکیہ کرے یہ توبہ منتہی لوگوں کی ہے اور درمیان ان مرتبوں کے اور مرتبے ہیں کہ حالات یعنے وارد ہوتے ہیں طرف سے اللہ تعالیٰ کے اور یوں چاہیئے کہ اُن سے گزر جائے اُن پر ٹھہر نہ رہے اور یہ ایک وقت ہے مثل بجلی کوندنے کے کالبرق اللامع اور جو رہ جاتا ہے وہ حدیث نفس ہے آگے نہیں جاتا ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ آگے جاتے گزر جائے تاکہ اپنے مقصود کو پہونچے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرید تھا شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا اس مرید پر چار سال حال وارد ہوتا تھا۔ اس مرید نے کچھ نہ کھایا تھا اُس کو شوق یا ذوق آیا تھا اس مقام میں اُس سے بھوک قطع ہو گئی تھی۔ اُس کے پیر کو اس حال کی خبر ہوئی کہا بیچارہ ترقی سے رہ گیا ہے اُس وقت کھانا منگایا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے اُس مرید کے موہنہ میں دیا بھوک لگی اُس مقام سے بعد چار سال کے ترقی ہوئی۔ ایضاً فرمایا کہ شیخ معین الدینؒ گاذرونی کا بھانجا محمد متقی نزدیک میرے آیا کس قدر مستتر ہے خلق سے بھاگتا ہے جنگل میں رہتا ہے جمعہ کی راتوں کو دعا گو کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ وہ مقام ولایت کو پہونچا ہے اور طیر بھی رکھتا ہے۔ اس ولایت کی سعادت ہے کہ قدم اس کا یہاں پہونچا ہے۔ چند سال ہوئے ہیں اور خواجہ جنید ملتانی اور مولانا نظام الدینؒ مفتی نے اُس سے تعلق کیا ہے۔ فرمایا خوب آیا تو اور کوتوال خدمت میں حاضر تھا سب لئے

ف: [illegible] (الاحقر)

کہا کہ سعادت اس ولایت کی یہ ہے کہ مخدومؒ کا قدم مبارک پہنچا ہے۔ اور وہ نزدیک مخدوم کے آیا ہے ورنہ وہ کیوں آتا۔ ایضاً ایک سید خدمت میں حاضر تھا پوچھا قولہ علیہ السلام اکرموا اولادی الصالحون للہ والطالحون لی یعنے تم تعظیم کرو میرے فرزندوں کی نیکوں کی واسطے اللہ تعالیٰ کے اور بدوں کی واسطے میرے۔ فرمایا میں نے سنا ہے کہ حدیث صحیح ہے موضوع نہیں ہے

ذکر ٹوپی سے نماز پڑھنے کا

ایک عزیز نے پوچھا کہ ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے فرمایا روا ہے لیکن ننگے سر بعض نے مکروہ رکھا ہے۔ اور بعض نے مکروہ نہیں رکھا ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ با دستار نماز پڑھے مناسب اسکے حکایت مذکور بیان فرمائی یعنی حکایت امام یافعی رضی اللہ عنہ کی جو کہ پیشتر گزر چکی ہے بعد اسکے فرمایا کہ سنو سالک جب تک دنیا و آخرت کی لوث سے پاک نہ ہو دیں تب تک مقام وصال میں نہ پہنچیں بعد اس کے فرمایا قال المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ اسرارھم الطہارۃ فصل والصلوٰۃ وصل فمن لم ینفصل فی الوضوع عن الکونین لم یصل فی الصلوٰۃ الی صاحب الکونین پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ جب وہ ایسے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اسی دنیا میں عین ذات واللہ میں قسم کھاتا ہوں تاکہ تم استوار رکھو یعنے یقین کرو۔ اور سر کی آنکھ سے آخرت میں بہشت میں مناسب اس کے حکایت فرمائی کہ قال علی رضی اللہ عنہ لا اعبد ربی ما لم اراہ ای بعین القلب یعنے میں نہ پوجوں اپنے رب کو جب تک کہ میں

اُس کو نہ دیکھوں یعنے دل کی آنکھ سے اُن کی حضوری معلوم ہے جو کہ وہ نمازیں
حق تعالیٰ کے ساتھ رکھتے تھے۔ اسلیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ ارحنا یا بلالؓ بالاقامۃ یعنے اے بلالؓ تو ہم کو راحت پہونچا اقامت
کرنا تب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت تھی ہنجی کی دعاگو کے پاس
آئی اور کہا دعا کریں کچھ دیکھتی ہوں حجاب ہو جائے میں نے پوچھا تو کیا دیکھتی ہے
کہا عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ وغیرہ کا مجھ پر مکاشفہ ہوا ہے میں
کیا کرونگی میا واکہ ات راج ہوئیں تو خدا کی ذات کو چاہتی ہوں اُس نے شیعی
زبان میں کہا نہ ہے عالی ہمت یہ بیت پڑھا ہے

مرا ہمتے لیس بلند روزی کن   کہ من از تو ہمیں ترا میجو اہم

اور دعاگو یہ بیت بعد تہجد کے پڑھتا ہے اور اول آخر درود شریف کہتا ہے اسلیئے
کہ دعا ہے۔ بعد اسکے فرمایا کہ میں نے شیخ بہاؤالدین کو واقعی یعنے خواب میں دیکھا۔
کہا سید بیٹھ جا میں بیٹھ گیا کہا تو بعد تہجد کے صلوٰۃ الحاجۃ پڑھتا ہے اور کوئی
دعا مت کر مگر یہی دعا اور اول آخر درود بھیج اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِنَ
الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ وَاَنْ تُصَلِّیَنِیْ اِلَیْکَ اُس دن سے پھر دعاگو یہی دعا پڑھتا
ہے بعد اس کے اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من تم بھی بعد تہجد کے یہ دعا
اور یہ بیت پڑھو اور دیکھو کہ طلب عالی ہمتوں کی ہے میں نے قدمبوسی کی ایضاً
ایک عزیز واسطے زیارت کے آیا پوچھا تو کیا نام رکھتا ہے اُس نے کہا محمد فرمایا
حدیث صحاح ہے من سمی باسمی او حرف من حروف اسمی فھو مغفور یعنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا نام میرا ہو وے یا کوئی حرف

دعا بعد تہجد پڑھنا

فضیلت نام محمد

میرے نام کے حرفوں سے ہو دے یعنے میم یا حا یا دال تو وہ بخشا ہوا ہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ سب جو میں نے کہا یعنے رسالۂ ادعیہ تہجد اور یہ حدیث لکھ لے۔ غریب ہے میں نے لکھ لیا۔

ایضاً روز مذکور یعنی دوشنبہ اکیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کو بعد ادائے نماز ظہر کے یہ فقیر خدمت میں اُس امیرؒ کے حاضر تھا اس فقیر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا یہ مسئلہ تھا۔ ولا نتبرأ احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وھذا بیننا وبین الروافض لانھم یتبرؤن من اصحاب الصحابۃ الا من علی رضی اللہ عنہ فنرد علیھم بقولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم وان ابیتم غویتم فالاخبار فی فضائلھم کثیرۃ یطول ذکرھا ولا نوالی احدا من الصحابۃ دون احد وھذا بیننا وبین الشیعۃ لانھم والوا علیا علی جمیع الصحابۃ وھذہ اقریب من مذاھب الروافض ایضا وقد بینا فسادہ یعنے ہم بیزار نہیں ہوتے ہیں۔ کسی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے درمیان اہل سنت وجماعت اور درمیان رافضیوں کے کیونکہ وہ بیزار ہیں صحابہ سے۔ مگر سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ سو ہم ان پر رد کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے کہ آپ نے فرمایا میرے اصحاب مثل تاروں کے ہیں ان میں سے جس کسی کا تم اقتدا کروگے راہ پاؤگے اور اگر انکار کروگے تو گمراہ ہوگے جیسے کہ

ف۔ اختلاف اہل سنت و روافض [illegible]

رات کے چلنے والے قافلے تاروں سے راہ پاتے ہیں پس اخبار یعنے حدیث اُن کے فضائل میں بہت ہیں جن کے یہاں ذکر کرنے میں طول ہے۔ اور نہ دوست رکھتے ہیں ہم ایک کو صحابہؓ سے اور دشمن رکھتے ہیں دوسرے کو یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے درمیان اہل سنت وجماعت اور درمیان گروہ شیعہ کے اسلیئے کہ وہ دوست رکھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دشمن رکھتے ہیں دوسروں کو اور یہ مذہب قریب ہے رافضیوں کے مذہب سے اور ہم سارے صحابہؓ کو دوست رکھتے ہیں اور کسی ایک صحابی سے بیزار نہیں ہوتے ہیں اور اُن کا اقتدار کرتے ہیں یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی

عقل نور ہے

ایضًا ذکر عقل کا نکلا۔ فرمایا کتاب میں ہے کہ اَلْعَقْلُ نُوْرٌ فِیْ بَدَنِ الْاٰدَمِیِّ یُضِیْئُ بِهٖ طَرِیْقٌ یَبْتَدِأُ بِهٖ مِنْ حَیْثُ یَنْتَھِیْ اِلَیْهِ دَرْکُ الْحَوَاسِّ فَیَبْتَدِیْ اَیْ فَیَظْهَرُ الْمَطْلُوْبُ لِلْقَلْبِ فَیُدْرِکُ الْقَلْبُ بِتَاَمُّلِهٖ یعنے عقل ایک نور ہے آدمی کے بدن میں کہ روشن ہوتا ہے اُس سے ایک رستہ جس کی ابتدا ہوتی ہے اُس جگہ سے کہ جہاں دریافت حواس کا منتہی ہوتا ہے پس ظاہر ہوجاتا ہے مطلوب واسطے دل کے سو دل دریافت کرتا ہے اُس کو سوچتا ہے۔ مترجم عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ اصل کتاب میں اس کا ترجمہ یوں ہے عقل نوریست درتن آدمی روشن میکند بدان راہ از ابتدا و از انتہا یعنی از آغاز کار تا پایان کار اگر اینچنیں کنم اینچنیں شود۔ دریافت حواس شود و اگر ایں نباشد مجنون گویند مغلوب العقل

مرع عاقل کنایت ست کہ اندیشہ کند پایان ز اول پس ظاہر میشود بدان عقل مطلوب دل بیں در
می یابد آخر ز اول بتامل انتہیٰ بعد اس کے فرمایا کہ سالکوں کو خدا تعالیٰ نے مکاشفہ
دیا ہے وہ اُس نور کو سر کی آنکھ سے بھی دیکھتے ہیں کہ اُس نور کو عقل کہتے ہیں
پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرزند من یہ فائدہ عقل کا جو میں نے کہا لکھ لے غریب ہے

حفظِ زبان

ایضاً زبان کی نگاہ رکھنے کا ذکر نکلا مناسب اس کے یہ بیت عربی فرمایا
اِحْفَظْ لِسَانَکَ لَا تَقُوْلُ فَتُبْتَلٰی   اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ
یعنے تو اپنے زبان کو نگاہ رکھ نہ کہے تو کہ مبتلا ہو جائے کیونکہ بلا بولنے بات کرنے
کے ساتھ مقرر کی گئی ہے بعد اسکے فرمایا حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام
من حسن اسلام المرء ترک ما لا یعنیہ ای ما لا ینفعہ ولا یضرہ یعنی حسن اسلام
مرد سے چھوڑنا ہے مالایعنی کہنے کا یعنی جو چیز کہ اُس کا کہنا اس کو فائدہ نہ دے
اور زبان بھی نہ پہونچائے اگرچہ اُس کا کہنا مباح ہو تو اُسی قدر وہ چیز کیوں نہ کہے
کہ اُس پر اُس کو ثواب ملے یعنے ذکر و تسبیح و تلاوت قرآن و تعلیم و امر بالمعروف و نہی
از منکر اور مثل اس کے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ نگاہداشت
زبان کا اور حدیث مع بیت عربی کے لکھ لے غریب ہے میں نے لکھ لیا۔

صاحب شغل کو دستار و مصلی دیں تسبیح نہ دیں

ایضاً ذکر اس کا نکلا کہ صاحب شغل کو دستار و مصلی دیں لیکن تسبیح نہ دیں اسلئے کہ دینا

تسبیح کا عزلت ہے تسبیح مالک درویشان بے تعلق کے ہے کیونکہ وہ شغل دنیا کے تارک اور شغل آخرت کے عامل ہیں مناسب اسکے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن صاحب شغل نزدیک دعاگو کے آیا اور کہا کہ دعا کریں تاکہ شغل مجھ سے دور ہو جائے میں نے اس کو تسبیح دیدی وہ اُس شغل سے معزول ہو گیا یہ مجرب ہے اس درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر صاحب شغل صالح ہو تو اس کو تسبیح دیں یا نہیں جواب فرمایا کہ نہ دیں مگر اس وقت کہ وہ طلب کرے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لے کام آئے گا

دعائے شیرینی

ایضاً شیرینی لائے حسن خادم سے فرمایا کہ یاروں کو بانٹ دے بعد اسکے فرمایا کہ جس وقت شیرینی کھائیں تو یہ دعا پڑھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا حِلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ دعا ملفوظ میں لکھ۔ میں نے لکھ لی۔

ذکر نماز چاشت وظہریہ وتہجد وغیرہ

ذکر نماز چاشت کا نکلا فرمایا کہ نماز چاشت کی بارہ رکعت ہے اس باب میں حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ فی کل یوم بنی اللہ لہ فی کل یوم قصرا فی الجنۃ یعنی جو شخص پڑھے بارہ رکعت نماز چاشت کی ہر روز۔ تو بنا دے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ہر روز ایک محل جنت میں بعد اسکے

فرمایا مراد اس سے بارہ رکعت نماز چاشت کی ہیں نہ یہ کہ وہ سنت ہیں اگر مراد
سنت ہوتیں تو یوم و لیلۃ (رات دن) کی قید لگاتے کیونکہ بارہ رکعت سنت کی
رات دن میں ہیں بعد اس کے فرمایا یار و تم جانتے ہو کہ واسطے پڑھنے والے
اس نماز کے کتنے محل بنا ہوتے ہیں جب تک کہ وہ جیتا ہے اور چاہیے کہ
کھڑے ہو کر پڑھے مگر بہ عذر کیونکہ چھ رکعتیں ہونگی لقولہ علیہ السلام صلوٰۃ القاعد
نصف علی صلوٰۃ القائم یعنی نماز بیٹھے (ہوئے) کی آدھی ہے کھڑے (ہوئے)
کی نماز سے از روئے ثواب کے بعد اسکے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ چار ہزار
رکعت رات دن میں پڑھے اگر نہ پڑھ سکے تو دو ہزار رکعت رات دن میں ادا
کرے۔ یہ بھی اگر نہ بنے تو ہزار رات دن میں پڑھے اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو
دو سو رکعت رات دن میں پڑھے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سو رکعت رات دن
میں پڑھے کم نہ کرے کہ یہ اقل (تھوڑا) ہے ورنہ سالک نہ ہوگا۔ دعا گو اس
وقت پیرانہ سالی میں سو رکعت رات دن میں پڑھتا ہے خارج (علاوہ) سنت و تحیۃ
مسجد و شکر طہارت و شکر طعام سے بعد اسکے فرمایا تم شمار کرو تاکہ میں کہوں
دس رکعت اشراق کی بارہ رکعت چاشت کی چار رکعت زوال کی بارہ
رکعت بعد ظہر کے دوگانہ حفظ الایمان کا دس رکعت ظہر یہ چھبیس رکعت میان
مغرب و عشا دو رکعت بعد سنت مغرب کے ہدیہ رسول بیس رکعت نماز
اوابین چار رکعت بعد فراغ اوابین دو رکعت احیاء قلب دو رکعت صلوٰۃ
حرز آٹھ رکعت بعد عشا دو رکعت حفظ الایمان دو رکعت صلوٰۃ التوبہ چار رکعت
وتر سے پہلے ان کو سنت وتر کہتے ہیں چار رکعت اس طریق سے کہ تین رکعت

وتر اول رات میں واسطے کسی مصلحت کے پڑھتا ہوں از جہت فوت یا موت۔
اور دو رکعت بعد وتر کے بیٹھ کر پڑھتا ہوں ان کی تشفیعاً للوتر کی نیت کرتا ہوں
یہ شفعہ دو رکعت کا مع اُن تین رکعتوں کے چار رکعت ہو جاتا ہے لقولہ علیہ السلام
صلوٰۃ القاعد نصف علی صلوٰۃ القائم اور جب واسطے وتر کے اُٹھتا ہوں
تو بعد تہجد کے پڑھتا ہوں اور دو رکعت بعد اُسکے نہیں پڑھتا ہوں لقولہ علیہ السلام
اجعلوا الوتر اٰخر صلاتکم وتر آخرین نماز ہے پس اُس سے ختم کرنا چاہیے
اگر کوئی نماز بعد اس کے ادا کی جائے تو مسنون یہ ہے کہ اعادہ کرے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات میں تین بار وتر
پڑھا ہے ایک بعد عشا کے متصل دوسرا جب آپ گھر میں تشریف لاتے
تو کچھ نوافل پڑھتے پھر وتر ادا فرماتے۔ تیسرا جس وقت آپ تہجد کے واسطے
کھڑے ہوتے تو پھر وتر پڑھتے تاکہ وتر پر ختم ہو جائے اور بیس ۲۰ رکعت وقت
تہجد کے دو ۲ رکعت اول شکر احیاء لیل کی اور بارہ ۱۲ رکعت تہجد کی اور دو ۲ رکعت
صلوٰۃ السعادۃ کے اور دو ۲ رکعت سعادۃ الاولاد کے اُس آدمی کے واسطے
کہ جس کی اولاد ہو ورنہ بعوض اس کے صلوٰۃ الغنا پڑھے ہفت بار انّا
اعطیناک پڑھے دونوں رکعتوں میں اور دو ۲ رکعت صلوٰۃ الحاجۃ مجموع ہم
نے شمار کیا تو سو رکعتیں ہوتی ہیں بعد اس کے اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا
فرزند من چاہیے کہ ان سو رکعتوں پر مواظبت کرو اور ہمیشہ ادا کرو اور ملفوظ
میں لکھو تاکہ یاروں کے بھی کام آئے پس میں نے لکھا۔

ایضاً شب سہ شنبہ بائیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا مائدہ یعنی کھانے کا خوان لائے خرچ کیا
یعنی کھانا کھایا بعد خروج مائدے کے فرمایا کہ دوگانہ شکر نعمت کا پڑھو کہ حدیث
صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام من اکل الطعام ولم یصل رکعتین شکراً لنعمة
اللہ ثم ینام یقسو قلبہ یعنی جو شخص کھانا کھاتا ہے اور دو رکعت شکر نعمت اللہ
کی نہیں پڑھتا ہے پھر سو جاتا ہے تو اُس کا دل سیاہ و سخت ہو جاتا ہے۔ بعد
اس کے فرمایا کہ بعض محدثین نے اس کو عام تر رکھا ہے (یعنی) ہر بار کہ کھائیں دو
رکعت شکر نعمت کی پڑھیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بات رات میں ہے پس بہتر
یہ ہے کہ ہر بار کہ کھانا کھائے دو رکعت پڑھ لے تاکہ اتفاق ہو جائے پہلی رکعت
میں یہ آیت والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم اور دوسری میں
الم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم پڑھے اسلئے کہ ان دونوں آیتوں میں اسم
اعظم ہے اور اس دوگانہ شکر نعمت میں یہی دو آیتیں مروی ہیں لیکن اوراد شیخ
کبیر رضی اللہ عنہ میں دوسرا طریق ہے جیسا کہ ہے اور یہ معمول دعاگو کا ہے پھر
اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ شکر نعمت کا اور حدیث لکھ لے۔
غریب ہے۔ میں نے لکھ لیا۔

ف دوگانہ شکر طعام

بائیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

منگل کے دن اشراق کے وقت یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا لوگ نے دیا اس فقیر

کے طرف لائے فرمایا فرزند من سبق پڑھ میں نے شروع کیا کلام اس میں تھا ثم اختلفوا فی الایمان والاسلام قال بعضہم ہما واحد لقولہ تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وقولہ تعالیٰ فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین فاخرجنا من کان فیہا من المومنین قال بعضہم ہما متفاوتان لقولہ تعالیٰ ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات وقولہ تعالیٰ قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا الا ان الاصح ما قال ابو المنصور الماتریدی رحمہ اللہ رئیس اہل السنۃ والجماعۃ ان الاسلام معرفۃ التکالیف من الصلوۃ والصیام وغیرہما ومحلہ الصدر لقولہ تعالیٰ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ والایمان معرفۃ اللہ تعالیٰ بالآیات البینۃ ومحلہ القلب لقولہ تعالیٰ ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم واولئک کتب فی قلوبہم الایمان والقلب داخل الصدر وللمعرفۃ محلہ السر وہو داخل الفواد یعنی اہل سنت وجماعت نے اختلاف کیا ہے ایمان و اسلام میں بعض نے کہا ایمان و اسلام ایک ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے قصہ لوط علیہ السلام سے کہ ہم نے نہ پایا اُس شہر میں سوا ایک گھر کے مسلمانوں سے سو نکالا ہم نے اُس شخص کو جو کہ تھا اس میں مومنین سے یعنی خاندان لوط علیہ السلام پس ان کو اسلام کے ساتھ یاد کیا اور ایمان کے ساتھ بھی تو اسلام و ایمان دونوں ایک ہوئے اور بعض نے کہا ایمان و اسلام متفاوت ہیں ایک نہیں ہیں اسلئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات سو مسلمانوں کا علحدہ ذکر کیا۔

اور مومنوں کا علیحدہ اور درمیان دونوں کے واو عطف کا ذکر فرمایا یعنی جو کہ مغایرت
پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسلیئے کہ اللہ تعالے نے اعراب یعنے بدوی جنگلی لوگوں
سے یوں خبر دی ہے کہ وہ بولے کہ ہم ایمان لائے حکم ہوا کہ تم مت کہو کہ ہم
ایمان لائے ولیکن تم تو کہو کہ ہم اسلام لائے ایمان اُس کو کہتے ہیں جو کہ طوع
و رغبت سے ہو اور اسلام اُس کو کہتے ہیں کہ ڈر سے تلوار وغیرہ کے۔ اور اسکے مانند
کے ہو یعنے ہم نے گردن رکھ دی مطیع و منقاد ہو گئے۔ پس ایمان و اسلام
دو لو متفاوت ہوئے مگر صحیح تر وہ قول ہے جو کہ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالی
رئیس اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ اسلام پہچاننا ہے تکالیف کا یعنی
اوامر کا جیسے فرائض و واجبات نماز و روزہ وغیرہ اور محل اسلام کا سینہ ہے
اس واسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام
فھو علی نور من ربہ یعنے کیا پس وہ شخص کہ کھول دیا اللہ نے اُس کے سینے
کو واسطے اسلام کے سو وہ روشنی پر ہے طرف سے اپنے پروردگار کے۔ اور
ایمان پہچاننا ہے اللہ تعالی کا کھلی کھلی نشانیوں سے جیسے کہ بندہ اپنے
آپ میں دیکھے اور کہے کہ اُس نے مجھے پیدا کیا ہے اور یہ وہی قول ہے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنے جس نے
اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب و پروردگار کو پہچانا اور آسمان و زمین میں
نظر کرے اور اُن چیزوں میں جو کہ آسمان و زمین میں ہیں کہ ان کا کوئی صانع
بنانے والا ہے اور یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا ویتفکرون فی خلق السموات
والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا یعنے وہ فکر کرتے سوچتے ہیں خلق و پیدائش

آسمانوں اور زمین میں کہ اے رب ہمارے تو نے اس کو بیکار پیدا نہیں کیا ہے
اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الف سنۃ
یعنے ایک گھڑی کہ باری تعالیٰ کی صنع وکاریگری میں تفکر کریں بہتر ہے ہزار
برس کی عبادت سے کیونکہ یہ تفکر اس کے اعتقاد ویقین کا زیادہ کرنیوالا اور جگہ
ایمان کی دل ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولکن حبب الیکم الایمان
وزینہ فی قلوبکم یعنے ولیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب کردیا ہے طرف تمہارے
ایمان کو اور زینت دی اس کو تمہارے دلوں میں اور دل سینے کے اندر ہے
اور معرفت کا محل سِر ہے اور سِر فواد کے اندر ہے جس وقت سبق فقیر کا یہاں
پہنچا تو میں نے پوچھا کہ درمیان قلب وفواد کے کیا فرق ہے جواب فرمایا
کہ قلب نیچے اور فواد بالاتر ہے ولیکن ایک دوسرے کے ساتھ متصل
ہے۔ اور سِر ان سے بالاتر ہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزند من لکھ لے

بعض اولیا کامل اللہ سبحانہ کو اور عرش وغیرہ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں

ایضاً روز دوشنبہ کو میں یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا سبق رسالہ کا فرماتے
تھے بات اس میں تھی کہ بعض اولیا کامل وواصل اس کی ذات کو دل کی آنکھ سے
دیکھتے ہیں اور بہشت ودوزخ وعرش وکرسی ولوح وقلم وغیرہ ان کو نظر آتا ہے،
بعد اس کے فرمایا کہ ایک درویش واصل نے کہا ہے رایت اللہ قبل کل شیٔ
یعنے میں نے اللہ کو ہر چیز سے پہلے دیکھا ہے ایک عزیز نے پوچھا یہ کیونکر ہے
جواب فرمایا کہ غیرت در شک کرتا ہے اگرچہ اشیا نظر میں آتے ہیں وہ لوگ ترک النظر

الی الکل کرتے ہیں تاکہ ان اشیاء کے خالق سے وصال پائیں تو ان سب کو
بطفیل اس کے دیکھیں نہ یہ کہ اُس کو بطفیل ان اشیاء کے دیکھیں تو یہ
علو ہمت اس بات کا سر (راز) یہ ہے ۔ مثلاً اگر کوئی شیفتہ معشوق ہو جائے
تو وہ سب سے ترک نظر کر لیتا ہے ۔ یہاں تک کہ اُس سے مل جائے
اور مراد پا لے پھر سارا انبساط آراستہ اُس کی ملک ہو جاتا ہے جبکہ دوست ہاتھ آ گیا

آب حیات من ہست خاک در کوئے دوست
ور دو جہاں خرمی ست ما و می روئے دوست

جیسے اگر کوئی بادشاہ کو دیکھتا ہے تو سارے امراء و وزراء کی طرف نظر نہیں کرتا ہے

بعض اولیاء غیب کی آواز سنتے ہیں

حکایت حضرت شیخ جمال الدین اچوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

بعد اسکے فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ تعالیٰ کی آواز سنتے ہیں کہ یہ آواز پیدا ہو جاتی
ہے کہ ھذا افعل او لا تفعل یعنی ایسا کر ایسا مت کر اور وہ جواب بھی دیتے
ہیں کہ یہ کروں یا نہ کروں جیسا کہ شیخ جمال الدین اُچوی رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ رکھتے
تھے وہ آواز سنتے تھے اگر کوئی شخص ان کے واسطے فتوح لاتا وجہ شبہ سے
تو آواز سنتے کہ یہ حرام ہے لیکن میں نے تیرے واسطے حلال کر دی۔ اسی
درمیان میں اس فقیر و یاران دیگر پر متوجہ ہوئے پوچھا کوئی بیگانہ تو نہیں ہے
ہم نے جواب دیا کہ سب مخدوم کے غلام ہیں وقت خلوت کا تھا فرمایا کہ تم
میرے بھائی ہو سنو ایک دن دعا گو ہمراہ یاروں کے ملتان سے اُچہ کو جاتا تھا
ایک عزیز کھانا پکا ہوا خوان میں رکھا ہوا لایا یار لوگ بھوکے تھے خوش ہو گئے

میں نے آواز سنی کہ یا عبدی لا تا کل من ھذا الطعام فانہ حرام یعنے اے میرے بندے تو اس کھانے سے مت کھا کیونکہ وہ حرام ہے میں نے یقین کر لیا کہ کوئی چیز شبہہ کی ہے پس میں نے اُس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں طباخ یعنے باورچی ہوں میں نے کہا تو کس واسطے لایا ہے کہا میں التماس رکھتا ہوں میں نے کہا کیا ہے کہا آپ میرے واسطے منت[1] کریں تاکہ محصول دکان کا مجھ سے چھوڑ دیں میں نے کہا سبب حرام کا یہی ہے تھا میں نے اُس سے کہا کہ تو اپنا کھانا لے جا میں نے اُس کو پھیر دیا اور کہہ دیا کہ یہ رشوت ہے اور رشوت حرام ہے

بعض محبوبان الٰہی کو بہشت کا کھانا پینا لباس پہونچتا ہے

ایضاً ذکر اس کا نکلا کہ بعض محبوبان خدا تعالیٰ کو طعام و شراب و لباس بہشتی پہنچتا ہے تاکہ بفراغ خاطر مشغول ہوں مناسب اسکے یہ حکایت بیان فرمائی کہ اُن دنوں میں کہ دعاگو مکے میں مجاور تھا ایک عزیز جبل ابو قبیس میں حجرہ رکھتا اُس کا دروازہ بند کر کے اُسی جگہ مشغول ہوتا تھا دعاگو سے شیخ نامہ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو جا اس کو دیکھ اور اس کی زیارت کر میں پہاڑ پہ چڑھا اس کے حجرے میں گیا دستک دی اُس نے اندر سے کہا من علی الباب یعنے کون ہے دروازے پر میں نے کہا سیدی انا ولد رسول اللہ افتح علی الباب حتی ازورک یعنے اے میرے سید میں ہوں فرزند رسول کا تو دروازہ کھول تاکہ میں تیری زیارت کروں اُس نے اُسی وقت دروازہ کھول دیا دعاگو سے مصافحہ کیا اور کافور سے بھی زیادہ تر سفید قرص مجھ کو دیئے میں لے آیا میں نے

---

[1] شاید منت یہاں بمعنی سعی و سفارش ہے۔ ۹۲-۱۲

شیخ مکہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھاتے شیخ نے فرمایا یا سیدی ھذا خبز الجنۃ یعنے امام یافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے سید یہ جنت کی روٹی ہے اور کچھ واسطے مخدومؒ والد دامت برکاتہ کے اوچہ میں لایا یہ قرص نبات مصری سے بھی زیادہ تر شیریں تھے بعد اس کے فرمایا کہ وہ عزیز اُسی جگہ نماز شروع کرتا اور پڑھتا تھا کعبہ اُس جگہ سے دکھائی دیتا ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ تنہا پڑھتا تھا۔ جواب فرمایا کہ جماعت کے ساتھ جبکہ امام خانہ کعبہ میں شروع کرتا تو وہ بھی شروع کرتا پھر پوچھا کہ فاصلہ تھا اور تنہا اُس جگہ نماز جماعت کے ساتھ کیونکر ہوتی ہے۔ جواب فرمایا کہ میں نے اُس سے زبان عربی میں پوچھا وہ فارسی نہیں جانتا تھا یا سیدی کیف تصلی من ھنا وبینك وبین الکعبۃ فاصلۃ طویلۃ کبیرۃ قال انا فی مذھب المالك وذلك فی مذھبہ یجوز یعنے اے میرے سید تم یہاں سے کس طرح نماز پڑھتے ہو حالانکہ درمیان تمہارے اور کعبے کے فاصلہ دراز ہے کہا میں مذہب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہوں اور یہ انکے مذہب میں جائز ہے حکایت بعد اس کے فرمایا کہ ایک عورت بھی حجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشغول ہوتی تھی اُسکے واسطے بھی طعام و شراب و لباس بہشتی پہونچتا تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ مخدوم نے اس عورت کو دیکھا ہے جواب فرمایا کہ ہاں میں نے اس عورت کو دیکھا ہے۔ وہ طواف خانہ کعبہ میں آتی تھی ایضاً فرمایا کہ ایمان تین قسم ہے ایک تو ایمان استدلالی وہ یہ ہے کہ آسمان میں نظر کرے کہ یہ ایسا ہی معلق بے ستون اور جائے بلند اور نشیب بھی رکھتا ہے۔ اس کا کوئی خالق ہے پس ایمان لائے اور یقین کرے دوسرا ایمان تقلیدی ہے کہ اُس کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خبر پہونچی ہو پس ایمان لے آئے جیسا کہ قصیدہ میں ہے

وایمان المقلد ذو اعتبار بتحقیق واخبار عوال

یعنے ایمان مقلد کا نص واخبار عالیہ سے معتبر ہے تیسرا ایمان مشاہدتی ہے جبکہ نظر ولی کی بہشت ودوزخ وعرش وکرسی ولوح وقلم پر پڑتی ہے تو کہتا ہے کہ اس سب کا پیدا کرنے والا ہے جس وقت مرتبہ ایسا ہوجاتا ہے تو مجاہدے سے ذات خدا کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اے الذین جاہدوا فی طلب وصالنا لنھدینھم وصالنا یعنے جو لوگ ہمارے وصال کے طلب میں سعی وکوشش کرتے ہیں تو مقرر ہم انکو اپنے وصال کی راہیں بتا دیتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ عمل میں عجب کو دخل نہ ہو یوں جانے کہ جو میں کرتا ہوں اللہ تعالی کی توفیق سے ہے پھر اس فقیر کے طرف متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فوائد جو میں نے کہے ان کو لکھ لے غریب ہیں ایضاً فرمایا فرزند من سبق پڑھ قیلولے کا وقت نزدیک ہوتا ہے میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی قولہ تعالی اللہ نور السموات والارض ای منور ھما وقیل منور السموات بالنجوم وذلک قولہ تعالی وزینا السماء الدنیا بمصابیح وقولہ تعالی وزینا السماء الدنیا بزینة الکواکب ای النجوم والارضین بالھدایة وقیل نور السموات بالملائکة والارض بالانبیاء والاولیاء وقیل نورھما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل نورہ کمشکوة فیھا مصباح المصباح فی زجاجة الایة جعل الجسد بمنزلة مشکوة والمشکوة کوة فیز نافلة والقلب بمنزلة الزجاجة

[illegible]

در بیان اللہ نور السموات والارض

وهي القارورة والفوائد بمنزلة المصباح وهو السراج والسر بمنزلة الشجرة
داخل السر موضع خفي وهو موضع نور الهداية ولاصنع للعبد فيه شيئ اى
في موضع خفي ثم ان الله تعالى اذا اراد ان يهدى عبده يلقى نوره في الموضع
الخفي فيتلألأ اى يتلامع وهو نور التوحيد وذلك قوله تعالى يهدى الله
لنوره من يشاء ثم تلألأ النور الى السر فيقوم للعبد فعل التوحيد فيوحد
الله وتبرأ من الاصنام ثم لا يسكن ذلك النور حتى يتلالا الى الفواد
فيقوم له فعل المعرفة فيصير العبد عارفاً لله تعالى بجميع صفاته و
ذلك نور المعرفة ثم يتلألأ ذلك النور الى القلب فيقوم له فعل الايمان
وذلك نور الايمان ثم يتلألأ ذلك النور الى الصدر فيقوم له فعل الاسلام
وهو نور الاسلام ثم ينتشر ذلك النور الى الاعضاء فيتقاضى العبد
اى يتباعد بالاجتناب عن المعاصي والاثما ربالا واحل ذلك نور التقوى
فامر الله العبد فاجابه العبد لذلك فصار مؤمنا تقيا فدخل تحت
قوله تعالى ان اكرمكم عند الله اتقاكم فاذا صار ههنا امور اربعة التوحيد
والمعرفة والايمان والاسلام فاذا اجتمعت في ذاته ذلك الاربعة
صار دينا وذلك قوله تعالى ان الدين عند الله الاسلام يعني (ترجمہ)
اللہ تعالیٰ روشن کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روشن
کرنے والا آسمانوں کا ہے تاروں سے دلیل اس کی یہ قول ہے اللہ پاک
کا کہ زینت دی ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے اور قول اللہ پاک کا کہ
زینت دی ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے اللہ زینت دینے والا

زمین کا ہے سیدھی راہ بتانے والوں سے جیسے کہ رات کے قافلے والے ستاروں سے راہ پاتے ہیں ویسے ہی سبب سیدھی راہ بتانے والوں کے غرقاب ظلمات دنیا سے دین کی راہ پاتے ہیں بعض نے کہا کہ آسمانوں کو تو اُس نے فرشتوں سے روشن کیا اور زمین کو انبیاء و اولیاء سے اور بعض نے کہا۔ کہ آسمان و زمین دونوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روشن کیا مثل اُس کی روشنی کی ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اُس میں ایک چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے شیشے کی اور قندیل ایسا ہے جیسا ستارہ چمکتا روشن کیا جاتا ہے وہ ایک درخت برکت والے زیتون سے کہ نہ وہ شرق میں ہے نہ غرب میں مگر زمین مکہ اللہ تعالیٰ نے سینے کو مثل طاق کے اور دل کو مثل شیشے کے اور فواد کو مثل چراغ کے اور سر کو مثل درخت زیتون کے ٹھہرایا۔ اور اندر سر کے ایک چھپی جگہ ہے اور وہ نور ہدایت کا محل ہے اور اس چھپی جگہ میں بندے کیلئے کچھ صنعت و کاریگری نہیں ہے وہ اُسی کے دست قدرت میں ہے پھر جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندے گمراہ کو سیدھی راہ بتاتے تو اُس چھپی جگہ میں جو کہ سر کے اندر ہے۔ اپنا نور ڈالتا ہے پس وہ نور چمکنے لگتا ہے۔ یہ نور توحید کا ہے اور یہ وہ قول ہے اللہ پاک کا کہ ہدایت کرتا ہے اللہ اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے پھر وہ نور چمکتا ہے طرف سر کے تو قائم ہوتا ہے واسطے بندے کے فعل توحید کا پس وہ اللہ کی توحید کرتا ہے اللہ کو ایک کہتا ہے اور بتوں سے بیزار ہوتا ہے پھر وہ نور ساکن نہیں رہتا ہے یہاں تک کہ چمکتا ہے طرف فواد کے تو قائم ہوتا ہے واسطے بندے کے فعل معرفت کا پس بندہ عارف ہو جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ساتھ جمیع صفات اُس کے اور یہ نور ہے معرفت کا پھر وہ نور چمکتا ہے طرف دل کے تو قائم ہوتا ہے واسطے اُس کے فعل ایمان کا اور یہ نور ہے ایمان کا پھر چمکتا ہے طرف سینے کے تو قائم ہوتا ہے اس کے واسطے فعل اسلام کا اور یہ نور ہے اسلام کا پس بندہ واسطے اسکے گردن رکھتا ہے یعنے خدا کا مطیع منقاد ہوجاتا ہے پھر وہ نور طرف اعضا کے منتشر ہوتا ہے تو بندہ پرہیز کرتا ہے گناہوں سے اور احکام الہٰی کی فرمانبرداری کرتا ہے اور یہ نور ہے تقویٰ کا پس اللہ تعالیٰ بندے کو حکم کرتا ہے تو وہ قبول کرتا مانتا ہے بسبب اُس نور کے پھر وہ بندہ مومن متقی ہوجاتا ہے تو وہ اس قول الہٰی کے نیچے داخل ہوتا ہے کہ بزرگ تر تمہارا نزدیک اللہ کے متقی تر تمہارا ہے پس اب یہاں چار امور ہوگئے۔ توحید و معرفت والایمان والاسلام پس جب اسمیں یہ چار باتیں جمع ہوگئیں تو وہ دین ہوگیا مذہب اہل سنت وجماعت میں۔ اور یہ معنی ہیں اس قول الہٰی کے کہ دین جو ہے نزدیک اللہ کے سو وہ اسلام ہی ہے یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ذکر صوف یعنی کمبل کا

ایضاً ذکر صوف کی فضیلت کا ملکا فرمایا کہ اکثر پیغمبر علیہم السلام صوف پوش ہوتے ہیں اور صوف گلیم یعنے کمبل کو کہتے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صوف پہنا تھا اور گدھے پر بدول زین کے سوار ہوتے تھے۔ قولہ تعالیٰ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً یعنے اے محمد گلیم پوش تو کھڑا ہو رات میں مگر تھوڑا

اور اصحابؓ و اصحاب صفہؓ سب گلیم پوش ہوئے ہیں اسلئے کہ کوشش اُس وقت کے نیک بختوں کی یہی تھی اور اگر اصحاب صفہؓ واسطے کسی مصلحت کے باہر نکلتے تو کپڑے عاریتاً ایک دوسرے کے پہن لیتے تھے تاکہ نظر خلق میں تونگر دکھائی دیں خلق جانتی تھی کہ وہ تونگر ہیں لیکن وہ فقیر تھے قولہ علیہ السلام ان اللہ یحب الفقیر الغنی التقی النقی یعنے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے فقیر تونگر نما پرہیزگار پاک کو چنانچہ اللہ عزوجل نے انہیں اصحابؓ صفہؓ کی صفت کی اپنے کلام مجید میں پیغمبر علیہ السلام کو خبر دی ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبہم الجاھل اغنیاء من التعفف ای التلفف تعرفہم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا ای الحاجا بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اُس طرف عجب بات سنی کہ ہندوستان میں نہ سنی تھی الحافا اے حیاء من اللہ تعالیٰ یعنے نادان لوگ ان درویشوں اصحابؓ صفہ کو تونگر جانتے تھے اسلئے کہ وہ خود کو بتکلف خلق کی نظر میں تونگر دکھاتے تھے۔ اے محمدؐ تو ان کو پہچانتا ہے ماتھے سیاہ سے کہ وہ فقیر ہیں نہیں مانگتے ہیں لوگوں سے۔ اسلئے کہ شرم کرتے ہیں خدا سے مثلاً اگر اس وقت بادشاہ مجازی کا کوئی غلام ہو وہ ہرگز دوسرے سے جو کہ اس سے کم رتبہ ہے نہ مانگے گا۔ شرم کریگا اور فخر کریگا۔ اگرچہ وہ سب سے زیادہ تر فقیر ہو خاصکر وہ تو لوگ بندگان خاص بادشاہ حقیقی کے ہیں یعنے تو پھر وہ کیونکر سوال کریں گے جیسے کہ کسی قائل عربی نے خوب رباعی کہی ہے ؎

ولا تطلب من الدنیا نصیبا	سوی خبز الشعیر وکوز ماء
ولا تلبس لباسا دون صوف	لان الصوف لبس الانبیاء

بانانِ جویں بسازو یا پارۂ دلق، بار محنت خود بہ نہ بار منتِ خلق

بعد اسکے خوان لائے خروج کیلئے یعنے طعام تناول فرمایا دوگانہ شکر کا ادا کیا اور نماز
چاشت کی ادا کی متابعاً لرسول اللہ علیہ السلام نیت فرمائی باب میں نماز کے
ایک فائدہ بیان فرمایا۔ کہ نماز میں بعد سجدہ ثانیہ کے زانو پر ہاتھ رکھیں اور اٹھیں
لیکن جس وقت قعدہ سے اُٹھیں تو ہاتھ کی مٹھی باندھ کر اُٹھیں جیسا کہ دعا گو ہمیشہ
کرتا ہے تم دیکھتے ہو اور دعا گو نے یہ طریقہ محدثوں اور حنفی مذہبوں سے دیکھا ہے
میں نے پوچھا تو جواب فرمایا کہ یہ طریق مسنون ہے اسلئے کہ قعدہ سے زانو پر ہاتھ
رکھ کر اُٹھنا دشوار ہے اُس وقت سے میں ایسا کرتا ہوں اور یہ بات میں نے فقہ[1]
میں بھی پائی ہے۔ فاذا اطمأن ساجدا کبر واستوی قائما صدر وقدمیہ اور
نہ کہا اذا قام من القعدۃ الاولیٰ قام علی صدر وقدمیہ میں نے کسی جگہ نہیں پایا
بعض نہیں جانتے ہیں اسلئے پہلے قعدے سے ہاتھ زانو پر رکھ کر اُٹھتے ہیں
چاہیئے یوں کہ پہلے قعدے سے مٹھی باندھ کر اُٹھیں پھر اس فقیر اور یاران دیگر
پر متوجہ ہوئے فرمایا اے بھائیو تم بھی ایسا کرو جیسا کہ یہ دعا گو کرتا ہے اور اس فقیر
سے فرمایا فرزند مؤمن لکھ لے۔ پس میں نے لکھ لیا۔

ذکر واردات

ایضاً ذکر واردات کا نکلا۔ فرمایا کہ وارد حال کو کہتے ہیں بتشدید یا لام حلول سے جو کہ

[1] قال الفقہاء یعتمد کما یعتمد العاجن بالخمیرۃ ۱۲ شرح صحیح البخاری للکرمانی یعنے فقہاء نے کہا ہے
کہ اعتماد کرے جیسا کہ آٹے گوندھنے والا اعتماد کرتا ہے ۱۲

سالک میں پیدا ہوتا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ حال کا مالک ہو۔ مملوک حال کا
نہ ہو جائے لان السالک الکامل الذی یملک حالہ لا الحال یملکہ یعنے اسلیے
کہ کامل سالک وہی ہے جو کہ اپنے حال کا مالک ہوتا ہے۔ نہ حال اس کا مالک ہوتا
ہے۔ یعنی کمال یہی ہے کہ حال کو اپنے قبضے میں رکھے۔ حال کا تابع نہ ہو جائے
اس جگہ اس فقیر نے پوچھا کہ جو شخص رقص کرے یہ بھی حال ہے جواب فرمایا کہ رقص
حال کا باعث ہے چاہیے کہ تحمل کرے۔ حال کا مالک رہا کرے اور اگر تحمل نہ
کریگا تو مملوک حال کا ہو جائیگا۔ مناسب اسکے حکایت شیخ منصور حلاج کی بیان
فرمائی کہ ان کو اللہ کی طرف سے حال وارد ہوا۔ ایک دن وہ وعظ کہتے تھے اثنائے
وعظ میں آواز سنی کہ من یفدی لنا روحہ فقال الحلاج انا الحق ای انا الثابت
بفداء روحی مشائخ عصر جنہوں نے ان کے مار ڈالنے کا فتویٰ دیا اس کا مرتبہ تھا
اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون لے لن تنالوا لقاء
اللہ حتی تہدوا اروا حکم الی اللہ تعالیٰ یعنی تم ہرگز نہ پہنچو گے دیدار خدا کو یہاں تک
کہ ہدیہ کرو اپنے روحوں کو طرف اللہ تعالیٰ کے۔ وہ اپنے قول پر جمے رہے کہ انا الثابت
بفداء روحی اور ایک قول یہ منصور اللہ کی طرف سے حکایت کرنے والے تھے
اللہ کا نام لیتے تھے اور یہ درست ہے اور ایک قول یہ وہ اپنے وجود سے فانی
ہو گئے تھے۔ اور ساتھ وجود ذات محبوب کے باقی۔ جیسے کہ مجنوں مثل المجنون
الرفاعی ما اسمک قال لیلیٰ یعنے کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا

لہ یعنی کون فدا کرتا ہے واسطے ہمارے اپنے روح کو تو حلاج نے کہا کہ میں حق ہوں یعنے ثابت
ہوں اپنے روح کے قربان کرنے پر۔ سہ ازیں معنی گرش پیدا کردند فنائے عاشقاں عین بقا بود

لیلیٰ۔ خود کی خبر نہ تھی۔ اُسکے تمام اعضا کو لیا تھا یہ بیت عربی پڑھی[۵]

انا من اھوی و من اھوی انا نحن روحان حللنا بدنا[۵]

یعنے میں وہ ہوں کہ جس کو چاہتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں وہ میں ہوں ہم دو جانیں ہیں کہ ہم نے ایک بدن میں حلول کیا ہے۔ بعد اسکے فرمایا کہ منصور حلاج نے جو کہ انا الحق کہا۔ سکر سے نہ تھا۔ بلکہ وہ تو مانک حال کے ہو گئے تھے۔ اگر سکر ہوتا تو ایک کلمے پر نہ رہتے بلکہ کلمات سے تشتے یعنے متفرق پریشان باتیں کہتے جیسے دیوانے بکتے ہیں۔ اُنکے قتل کا یہی بھید تھا کہ وہ ایک چیز پر مستقیم رہے یہاں تک کہ جان دے دی جبکہ امام ہمام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پوچھا من انت قال انا الحق یعنے تو کون ہے کہا میں حق ہوں۔ ہر چند اُن سے پوچھا تو وہ انا الحق ہی کہتے تھے۔ پس امام ابو یوسفؒ اور سارے اماموں نے اُن کے قتل کا فتویٰ لکھا۔ اس جگہ اس فقیرؔ نے پوچھا کہ مارنا منصور کا صواب پر تھا یا غلط پر۔ جواب فرمایا دونو قولوں پر صواب تھا۔ علمائے ظاہر کے قول پر اسلئے کہ علما نے اس کی تکفیر کی اور کہا کہ وہ کفر کا کلمہ کہتا تھا۔ اور اُسی پر جما ہوا تھا۔ اور قول مشائخ پر اس واسطے دعویٰ کیا۔ انا الحق کہا۔ یعنے انا الثابت لفظ اردو جی پس دونو قول پر قتل اس کا بر صواب تھا۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرزند من پیر فوائد والارادت کے اور تینوں قول باب میں منصور کے۔ اور بیان آیت مذکور کا۔ اور نظم عربی جو ہیں نے بیان کی سب کو لکھ لے میں نے لکھ لیا۔ ایضاً در ذمذکور ہیں

---

[۵] من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ظہر کے وقت اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من سبق پڑھ ہو ترتیب اس میں تھی
ینبغی للمؤمن ان لا یشک فی ایمانہ ولا یقول انا مؤمن ان شاء اللہ تعالے
قال اللہ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا ای لم یشکوا
قال اللہ تعالیٰ اولئک ہم المؤمنون حقا ومن قال انا مؤمن ان شاء اللہ
تعالیٰ فانظر لای حال استثنی للحالۃ الماضیۃ وھو ان یقول کنت مؤمنا
ان شاء اللہ امس ام استثنی للحالۃ التی ھو فیھا فیقول انا مومن ان شاء
اللہ تعالیٰ الساعۃ فقد کفر بھاتین اللفظتین وان استثنی للحالۃ المستقبلۃ
وقال اکون غدا مؤمنا ان شاء اللہ جاز ذلک ولکن ذلک القول منہ
بدعۃ لان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال من لم یکن مؤمنا حقا
کان کافرا حقا (ترجمہ) یعنے مومن کو چاہیئے کہ اپنے ایمان میں شک نہ کرے
اور یوں نہ کہے کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے مومن وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اُسکے رسول کے
پھر شک نہ کیا وہی لوگ ہیں مومن سچے پکے اور جو شخص کہے کہ میں مومن ہوں
انشاء اللہ تعالیٰ تو تو دیکھ کہ اُس نے کونسی حالت کا استثنا کیا ہے۔ اگر گذری
حالت کے واسطے استثنا کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں مومن تھا۔
انشاء اللہ کل کو یا اُس نے استثنا کیا ہے واسطے اُس حالت کے کہ جس میں وہ
ہے۔ پس کہتا ہے کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ اس گھڑی میں تو وہ مقرر ان دونوں
حال میں ان دو لفظوں کے سبب سے کافر ہو گیا۔ بعد اسکے فرمایا کہ امام شافعی
رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر جائز ہے کیونکہ ان کے مذہب میں ان شاء اللہ واسطے

شک کے نہیں ہے بلکہ واسطے تبرک کے ہے اور اگر استثنا کیا ہے واسطے آئندہ
حالت کے اور کہا کہ میں ہونگا کل مومن انشاء اللہ تو یہ جائز ہے اور یہ ہمارے
مذہب پر بھی روا ہے ولیکن کہنا اس کلمے کا اس سے باعث ہے کیونکہ کسی
صحابی نے عہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں کہا اور نہ تابعین میں
سے کسی نے کہا اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مومن
استوار پکا نہ ہوگا تو وہ پکا کافر ہوگا۔ یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں
اس کے تھی۔

ذکر اسم اعظم

ایضاً اس فقیر پر اور یاران دیگر پر متوجہ ہوئے فرمایا بارش کیسی ہے ہم نے عرض
کیا کہ بارش سخت ہے گھر گرتے ہیں حوض اور تالاب ٹوٹ گئے۔ اور بند فتح خاں
کا اور بند نائب باریک کا اور ایک دوسرا بند تالنول ایک ہو گئے اور بند نائب باریک
کا ٹوٹ گیا۔ رستہ لبیاب کا چلتا ہے۔ اور پانی حوض خاص علائی کا چشمے کے
راہ سے جاتا ہے کہ کبھی نہ گیا تھا فرمایا کہ آج منگل کا دن ہے ورد یا حی یا قیوم
کا ہزار بار ہے اور یہ اسم اعظم ہے اس کو ہزار بار کہیں ہزار بار کہا اور دعا بارش
روکنے کی فرمائی۔ اس طرح اور اول و آخر درود شریف پڑھا اِلٰهنَا تَوَسَّلْنَا بِهٰذَيْنِ
الِاسْمَيْنِ الْأَعْظَمَيْنِ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا یعنے اے معبود ہمارے ہم نے توسل
کیا ہے ساتھ ان دونوں ناموں بڑے کے تو ہمارے گرداگرد برسا اور ہمارے
اوپر مت برسا بعد اسکے فرمایا کہ جس وقت بارش بہت ہوتی اور رکتی نہیں تو رسول اللہ

دعا بارش روکنے کی بابت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے اِلٰهی حَوَالَیْنَا لَا عَلَیْنَا۔

ذکر قیلولہ کا

ایضاً: ذکر قیلولہ کا نکلا فرمایا حدیث صحاح سے ہے قولہ علیہ السلام قیلوا فان الشیطان لا یقیل یعنے تم قیلولہ کرو یعنے دوپہر کو سوؤ اسلئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا ہے اس درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیطان کو نیند ہے جواب فرمایا کہ شیطان کو نیند ہے فرشتے کو نیند نہیں ہے اسلئے کہ شیطان فرشتوں سے نہیں ہے جن سے ہے لقولہ تعالیٰ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ اور خلقت جن کی آگ سے ہے جیسے کہ شیطان نے کہا ہے قولہ تعالیٰ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین وقال تعالیٰ خلق الجان من مارج من نار و الجان خلقناہ من نار السموم بعد اس کے فرمایا کہ جن مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی اور اولیاء بھی ہوتے ہیں۔ اور فاسق بھی جیسے آدمی ایک عزیز نے پوچھا کہ درمیان جن کے اولیاء بھی ہوتے ہیں جو کہ ارشاد کریں جواب فرمایا کہ میں نے مکہ مبارکہ میں طواف خانہ کعبہ میں جن سے ایک ولی مرشد کو پایا اور اس سے مصافحہ کیا بعد اس کے فرمایا کہ میں نے مسلمان جنوں کو دیکھا ہے۔ شیخ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس سبق پڑھتے تھے۔ دن میں تو آدمیوں کو سبق دیتے تھے اور رات میں جنوں کو پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزندمن میں نے جو یہ فوائد لکھے ہیں ان کو لکھ لے میں نے لکھ لئے۔

ف۔ فقیہ جن بھی آگ سے ہے حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ سلطان جعفر الحسنی کے[illegible]

ذکر سلام کا

ایضاً فرمایا کہ جس وقت گھر میں آئیں تو سلام کریں قولہ تعالیٰ فاذا دخلتم
بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ وقولہ علیہ السلام
السلام قبل الکلام قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم
حتے تستانسوا وتسلموا علے اھلھا ای اھل البیت اور جب مسجد میں آئیں
تو بھی سلام کریں کیونکہ مسجد بھی گھر ہے قول ہے اللہ تعالیٰ کا کہ یا ابراھیم طہر بیتی
اور قول ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ المسجد بیت اللہ والمسجد بیت کل تقی
اسلئے کہ گھر مولیٰ اور بندے کا ایک ہے اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ و پاک ہے لیکن
اضافت واسطے کرامت مکان کے ہے جیسا کہ لامیہ میں کہا ہے ع وذاتا
عن جہات الست خالی اور اگر گھر میں یا مسجد میں کوئی نہ ہو اور خالی ہو تو روایت
کیا گیا ہے کہ اس طرح کہیں السلام علینا عباد اللہ الصالحین بعد اس کے
فرمایا اگر لونڈی ہو تو بھی سلام کریں اس محل میں تبسم کیا کہ بیبیوں کے ڈر سے لونڈی
کو سلام نہیں کر سکتے اسلئے کہ وہ یوں کہیں کہ تو خاطرداری کرتا ہے جب تو لونڈی
کو سلام کرتا ہے لیکن دعاگو نے مکے کی بیبیوں کو دیکھا ہے کہ وہ خاوندوں کو حکم
دیتی ہیں کہ تم جوان لونڈی سے خلوت کرو تاکہ وہ دوسری جگہ حرام نہ کریں کیونکہ
زنا ساری کتب منزلہ میں اور ساری امت انبیاء ورسل میں حرام ہے زنا قریب
مرتبہ شرک کے ہے قولہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ
لاینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المؤمنین یعنے بدکار نکاح نہ کریگا
مگر بدکار عورت یا مشرک عورت سے اور بدکار عورت نہ نکاح کریگی اُس سے مگر

ف: ذکر سلام گھر میں

ف: حکم زنا

بدکار مرد یا مشرک سے اور حرام ہے یہ ایمان والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا قول ہے کہ الزنا یخرب البنیان یعنی زنا خراب کرتا ہے بنائے اسلام کو اور قول
ہے آپ کا کہ زنی واحد یحبط عمل سبعین سنۃ یعنی ایک زنا ستر برس کے
عمل کو ناچیز کر دیتا ہے۔ خبر میں آیا ہے کہ ان الزنا تؤثر الی اربعین بیتا یعنی
شومی زنا کی چالیس گھر تک اثر کرتی ہے۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند
من ۔ فوائد زنا و سلام کے جو میں سنے کیسے لکھ لے میں نے لکھ لئے زنا بالف مقصورہ
ہے مہموزہ نہیں ہے جیسے کہ سَنا یعنی روشنی یہ بھی مثل زنا کے بالف مقصورہ ہے

۹۔ زنا مقصورہ ہے ہموزہ نہیں

فضیلت سنت عصر

ایضاً سنت عصر کی فضیلت کا ذکر نکلا۔ فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام
من صلی اربعا قبل العصر لن یلج فی النار یعنی جو شخص چار رکعتیں فرض عصر
سے پہلے پڑھے وہ ہرگز دوزخ کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔ بعد اس کے تعین
قرأت سنت عصر کا بیان فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے من صلی اربعا
قبل العصر وقرأ فی تلک الاربع سورۃ العصر غفر لہ ومن قرأ فی الرکعۃ
الاولی سورۃ اذا زلزلت الارض وفی الثانیۃ والعادیات وفی الثالثۃ
القارعۃ وفی الرابعۃ التکاثر صار محبوبا ورأی ربہ جل وعلا یعنی جو
جو شخص کہ پڑھے چار رکعتیں سنت عصر کی پہلے فرض عصر سے اور پڑھے
چاروں رکعتوں میں سورۂ عصر تو وہ بخشا جائیگا۔ اور جو شخص پڑھے پہلی رکعت
میں اذا زلزلت اور دوسری میں والعادیات اور تیسری میں القارعہ اور چوتھی میں

سورۃ تکاثر تو محبوب خدا ہو جائیگا۔ اور اپنے رب کو دیکھے گا۔ اس جگہ اس فقیر نے پوچھا کہ اس بندے نے شرف الدین سے سنا ہے کہ جو شخص ان سورتوں کو وقت عصر میں پڑھے تو وہ لقائے خدا تعالے کو دیکھے جواب فرمایا۔ صحیح ہے۔ اور اختیار شیخ کبیر کا اور اداہیں اسی طرح ہے اولیٰ بہتر ہے۔ اگر وقت تنگ ہو تو سنت کی دو رکعتیں بھی آئی ہیں بعد اسکے فرمایا یعنی فریضہ عصر کے بیٹھے اور ذکر کرے بہت فضیلت ہے اور حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام من صلے صلوۃ العصر ومکث فی مصلاہ حتی تغرب الشمس فکانما حج حجتین تامتین وکانما اعتق ثمانی رقاب من ولد اسماعیل علیہ السلام ومن صلی الفجر ومکث فی مصلاہ حتی تطلع الشمس وصلی رکعتین فکانما حج حجۃ تامۃ واعتق اربع رقاب من ولد اسماعیل علیہ السلام یہاں اس فقیر نے پوچھا اول النہار للدنیا واخرہ للاٰخرۃ جواب فرمایا کہ جزا میں کریگا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عصر کی نماز پڑھے اور اپنی نمازگاہ میں ٹھیرا رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے تو گویا اُس نے دو حج پورے کئے اور گویا آزاد کئے اُس نے آٹھ بردے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے اور جو شخص صبح کی نماز پڑھے اور اپنے مصلے میں ٹھیرا رہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو اور دو رکعتیں پڑھے تو گویا اُس نے ایک پورا حج کیا اور چار بردے آزاد کئے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے۔ ایک عزیز نے پوچھا اس سے کیا مراد ہے جواب فرمایا کہ اگر اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد قید میں گرفتار ہو جائیں پس وہ ان کو چھڑائے۔

....

.... یہ مراد نہیں ہے کہ اسمعیل علیہ السلام
غلام تھے اگرچہ وہ لونڈی سے تھے کیونکہ کنیزک زادہ غلام نہیں ہوتا جبکہ
وہ لونڈی اپنے میاں سے اس کو جنے یہ بات فقہ میں ظاہر ہے اذا ولدت
الامۃ ولدا من مولاھا صارت ام ولدہ و عتقت وحرم بیعھا ولا تخرج
من ملک المولی حتی یجوز وطیھا واستخدامھا یعنے جس وقت لونڈی اپنے
میاں سے بچہ جنے تو وہ میاں کی ام ولد ہو جاتی ہے۔ یعنے اس کے بیٹے کی
ماں اور آزاد ہو جاتی ہے۔ اور اُس کا بیچنا حرام ہوتا ہے۔ اور وہ میاں کی ملک
سے نہیں نکل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس سے وطی کرنا اور اُس سے خدمت
لینا درست ہے۔ جس جگہ کہ بطفیل بچے کے لونڈی ام ولد ہو جائے تو پھر
بطریق اولیٰ حضرت اسمعیل علیہ السلام کہ اُن کی ماں ہاجرہ رضی اللہ عنہا لونڈی
تھیں کسی کی ملک نہ ہوں گی یہ قصہ دراز ہے ایک بادشاہ تھا اُس نے بی بی
سارہ رضی اللہ عنہا کو بظلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ
نے اُن کو محفوظ رکھا تو اُس بادشاہ نے اُن کو بی بی ہاجرہ دی اور کہتے ہیں
کہ بی بی ہاجرہ حضرت صالح علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں ان کو بظلم لے لیا
تھا۔ یہ لونڈی نہ تھیں بلکہ خاص پیغمبر کی بیٹی تھیں۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
حق میں یہ اعتقاد نہ کرنا چاہیئے کہ وہ غلام تھے وہ تو خود پیغمبر مرسل تھے۔ پیغمبر
غلام نہیں ہوتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب اسمعیل انہ کان صادق
الوعد وکان رسولا نبیا وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ
مرضیا جیسا کہ قصیدہ لامیہ میں کہا ہے ؎

فائدہ۔ عورت اور غلام اور بدکار آدمی پیغمبر نہیں ہوتے

وما کانت نبیا قط انثی   ولا عبد وشخص ذو افتعال

یعنے تین آدمی ہرگز رتبہ نبوت کو نہیں پہنچتے ہیں ایک تو عورت کیونکہ مستورہ پردہ دار ہے اور نبوت میں اظہار شرط ہے تاکہ خلق کو خبر دے اور اسی سلئے بادشاہی عورت کی جائز نہیں ہے لایجوز الملک للمرأۃ ولا للعبد سیما النبوۃ یعنے عورت وغلام کی بادشاہی درست نہیں ہے خاصکر پیغمبری یعنے وہ تو نہایت عالی مرتبہ ہے وہ کیونکر جائز ہونے لگا۔ اور غلام بھی پیغمبر نہیں ہوتا ہے اور نہ بدکار پیغمبر ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے فاسق ہوا ہو بلکہ نبوت سے پہلے سارے پیغمبر نیک مرد ہوئے ہیں بعد اس کے اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا فرزند من یہ حدیثیں اور فضیلات سنت عصر مع فوائد کے جو میں نے کہے لکھ لے پس میں نے لکھ لئے۔ ایضاً فرمایا فرزند من سبق پڑھ پس میں نے شروع کیا

فائدہ۔ مجھ سے ایمان پوچھے تو انا مؤمن حقا کہے انشاء اللہ کہنا جائز نہیں

ترتیب اس میں تھی۔ روی عن الامام الضحاک رحمۃ اللہ علیہ انہ قال جاء رجل الی ابن عباس رضی اللہ عنہما وقال یا ابن عباس اقول انا مؤمن من اللہ ان شاء اللہ فقال ابن عباس صارت بلا ولد املک۔ اتؤمن باللہ ورسولہ وبما جاء من اللہ قال نعم۔ فقال ابن عباس قل انا مؤمن حقا۔ ثم قرأ ھذہ الآیۃ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا اولئک ھم المؤمنون حقا ای لم یشکوا فی اللہ ولا فی رسولہ ولا فی شئ جاء من اللہ علی ان الاستثناء یبطل الایمان۔ انہ لو قال ھو اللہ ان شاء اللہ وھل تقوم الساعۃ ان شاء اللہ فانہ یصیر کافرا بلا خلاف قلنا ما لا یجوز بالعربیۃ۔ فکذلک لا یجوز بالفارسیۃ

الا ترى انه لو قال لامراته انت طالق ان شاء الله او قال لعبدهٖ انت حر ان شاء الله او قال على كذا لفلان ان شاء الله او قال بعت او اشتریت ان شاء الله لا یکون علیه شیٔ ویبطل بالاستثناء جمیع الکلام فکذا هنا یبطل به الایمان یعنے (ترجمہ) امام ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف آیا اور کہا اے ابن عباسؓ میں کہوں کہ میں مومن ہوں انشاءاللہ پس حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بے بچے ہو جائے تیری ماں کیا تو ایمان لایا ہے ساتھ اللہ کے اور اُس کے رسول کے اور ساتھ اُس چیز کے جو آئی ہے طرف سے اللہ تعالےٰ کے اُس آدمی نے کہا ہاں۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تو یوں کہہ کہ میں مومن ہوں۔ استوا یعنے سچا پکا۔ انشاءاللہ مت کہہ کہ یہ شک ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن وہی ہیں کہ جو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اُس کے رسول کے پھر شک نہ کیا وہی لوگ ہیں مومن سچے پکے یعنے شک نہ کیا اللہ میں اور نہ اُس کے رسول میں اور نہ اُس چیز میں جو اللہ کی طرف سے آئی یعنے کتابیں اور فرشتے۔ یہ اس بنا پر ہے کہ استثناء یعنے انشاءاللہ کہنا ایمان کو باطل کر دیتا ہے۔ اگر اُس نے کہا کہ اللہ ہے انشاءاللہ اور قیامت قائم ہو گی انشاءاللہ اور کتابیں ہیں انشاءاللہ اور پیغمبر ہیں انشاءاللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پیغمبر ہیں انشاءاللہ تو وہ بلا خلاف کافر ہو جائے گا ہم کہتے ہیں کہ جو چیز عربی میں جائز نہیں ہے تو وہ اسی طرح فارسی میں بھی جائز نہیں ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر اُس نے اپنی عورت کو کہا کہ تو طالق ہے انشاءاللہ یا اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے انشاءاللہ یا کہا کہ مجھ پر

اس قدر ہے واسطے فلاں کے انشاء اللہ یا کہا میں نے بیچا یا خریدا انشاء اللہ تو اس پر کوئی شے نہ ہو گی۔ یعنے نہ تو عورت پر طلاق پڑیگی نہ غلام آزاد ہو گا نہ اقرار ہو گا نہ بیچنا ہو گا نہ خریدنا ہو گا یہ سب کلام حشو بیکار ٹھیر یگا اور استثناء سے سارا کلام باطل ہوجائیگا۔ پس یہاں بھی اسی طرح بسبب استثنا کے ایمان باطل ہو گا۔ بعد اس کے فرمایا وقال الشافعی قدس سرہ لو قال رجل انا مؤمن انشاء اللہ للشک یکفر و لو قال للتبرک یجوز ولا یکفر یعنے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص انا مومن انشاء اللہ شک کے واسطے کہے تو کافر ہوجائیگا۔ اور اگر واسطے تبرک کے کہے گا تو جائز ہے اور کافر نہ ہو گا۔ یہ ترتیب ساری آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔ ایضاً فرمایا کہ جس جگہ جو کوئی بیٹھ جائے اس کو وہاں سے نہ اُٹھائیں اور اگر وہ بزرگ ہو تو صدر اُسی جگہ ہوجائیگا مناسب اس کے

حکایت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی کہ جب وہ کسی جگہ جاتے تو صف نعال میں بیٹھتے میں نے دیکھا ہے کہ صدر اُسی جگہ ہوجاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ ایسا ہی کرتے اور جس جگہ جو کوئی بیٹھتا اسی جگہ رہتا اُس کو اُٹھاتے نہ تھے اور یہ تین قسم ہے فقرا کے یہاں حلقہ کہتے ہیں چھوٹا بڑا فقیر غنی بوڑھا جوان جس جگہ بیٹھے اُسی جگہ بیٹھا رہے۔ اور یہ مسنون ہے مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی طرح تھی۔ کیونکہ آپ فقیر تھے اور فقرا متابعت اختیار کرتے ہیں حلقہ کرتے ہیں اور علماء کے یہاں محفل ہے کہ معرف ہر ایک کو بتا دیج

صدر پر بٹھاوے اور امرا و اغنیا کے یہاں مجلس سے یہاں بھی بسبب مجلس کے تبدیل سیج ہے شغل یا مال کے انداز سے پر صدر پاوے ان سب سے درویشوں کا حلقہ بہتر ہے بلا تکلف۔

ایضاً بدھ کی رات تیئسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیرؒ کے حاضر تھا ایک عزیز نے پوچھا۔ اگر کسی سوار پر سجدہ تلاوت کا واجب ہو جائے تو وہ کیا کرے جواب فرمایا کہ اُتر پڑے اور سجدہ کے لیے کیونکہ وہ واجب ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ نفل میں نہ اُترے اور سوار کے واسطے قبلے کی طرف منہ کرنا بھی شرط نہیں ہے۔ فقہ میں مذکور ہے ومن کان خارج المصر یتنفل علی دابتہ یجوز الی ای جہۃ توجہت دابتہ یومی ایماءً وھذا قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وعلیہ الفتوی وقال محمدؒ یجوز ویکرہ ان کان فی المصر وقال ابو یوسفؒ یجوز ولا یکرہ وان کان فی المصر ویقول ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رکب الحمار فی المدینۃ وصلی النوافل بالایماء یعنے جو شخص شہر کے باہر ہو اپنی سواری پر نفل نماز پڑھے تو جائز ہے کسی طرف اُس کی سواری منہ کرے یعنے جس طرف اُس کی سواری منہ کرے اشارہ کرکے نماز پڑھی جائے یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن نزدیک امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اگر سوار اندر شہر کے نماز نفل اشارے سے پڑھے تو جائز ہے مگر مکروہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بغیر کراہت کے

تو آپ کو تو چاہیے کہ آگ بجھا دو جواب فرمایا کہ محبوب کے اشتیاق کی آگ نے مجھ کو ایسا مست کیا کہ دنیا کی آگ سے خبر نہ تھی اور حضرت مخدوم نے یہ دو بیتیں عربی کی مناسب اس معنی کے فرمائیں ؎

ان محبۃ الرحمن اسکرتنی وھل رایت محبا غیر سکران

النار خوفنی قوم فقلت لھم النار ترحم من قلبہ نار

یعنے رحمن کی محبت نے مجھ کو مست کر دیا اور آیا تو نے دیکھا ہے کسی دوست کو کہ وہ محبوب سے مست نہ ہوا ایک گروہ نے مجھ کو آگ سے ڈرایا تو میں نے اُن سے کہا کہ آگ رحم کرتی ہے اُس شخص پر کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے۔ بندہ محب جبکہ مشاہدہ و مناجات باری تعالیٰ میں ہوتا ہے تو اُس وقت اگر اُس کا ہاتھ آگ میں گر جائے تو اُس کو کچھ درد و الم نہیں ہوتا ہے جیسے کہ ایک عاشق گرفتار کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عاشق اپنے معشوقہ کے زیر بام تھا کہ اُس معشوقہ نے دریچہ بام سے طلوع کیا اُس جگہ سے ایک اینٹ عاشق صادق کے سر پر گری سر پھوٹ گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ اُس کو کچھ درد نہ ہوا بلکہ اپنی خبر نہ رہی۔ جس وقت وہ معشوقہ اُس کے دیکھنے سے غائب ہو گئی نظر سے اوجھل ہو گئی، تو وہ عاشق گھر میں آیا اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تیرا سر پھٹ گیا اور خون بہہ رہا ہے اور تیرا سارا بدن بھرا ہوا ہے اُس عاشق نے قسم کھائی کہ واللہ مجھ کو اس حال سے خبر نہیں ہے کیونکہ اندھیری رات عاشقوں کے نزدیک مثل دن کے ہے اور روز مثل نوروز کے جہاں کہ عشق مجازی ایسا ہو تو پھر خاص کر عشق حقیقی کا کیا کہنا ہے بعد اس کے فرمایا لا وجد لمن لا درد لہ فرمایا

۹ لا وجد لمن لا درد لہ ۱۲

کہ وجد اندوہ و عشق ہے لغت میں دعا گو نے اُس طرف عرب میں سُنا ہے۔ یعنے
اندوہ عشق نہیں ہے واسطے اُس شخص کے کہ جس کے واسطے درد نہیں ہے کیونکہ
درد باعث وجد کا ہے اور یہ شعر پڑھا ؎

ذَهَبَ الَّذِينَ يُعَاشُ فِي أَكْنَافِهِمْ   وَبَقِيتُ فِي خَلْقٍ كَجِلْدِ الْأَجْرَبِ

یعنے وہ لوگ چل دیئے کہ جن کے اطراف و اکناف و حمایت میں زندگی بسر کی جاتی
تھی اور میں رہ گیا ایک خلق میں کہ وہ مثل کھال خارش والے اونٹ کے ہے

تیئیسویں ماہ جمادی الاولیٰ بدھ کے دن اشراق کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا رسالے کا سبق فرماتے تھے بات اس
میں تھی کہ سالک کو چاہیئے کہ مغرور نہ ہو کیونکہ یہ عُجب ہے اپنے وقت کو کبھی درمیان
میں نہ دیکھے آگے وجود موجود سے فانی ہو جائے اور وجود موجود محبوب باقی جبکہ
یہ مرتبہ ہو جاتا ہے تو واللہ ذات خدا کو دل کی آنکھ سے دنیا میں عیاں دیکھتا
ہے اور آخرت میں اُس کے دل کی آنکھ سر کے آنکھ کے ساتھ یکساں ہو جائیگی
ظاہر و باطن دونو مساوی ہو جائیں گے جیسا کہ قائل نے کہا ہے ؎

فانی ز خود و بہ دوست باقی   ایں طرفہ کہ نیستند و ہستند

بعد اسکے فرمایا کہ ایسے مرد کم ہیں ان پر شیطان راہ نہیں پا سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ
ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الا من اتبعک من الغاوین الآیہ
ای لیس لک علیہم حجۃ و لا سبیل الا من الغاوین یعنے اللہ تعالےٰ نے
فرمایا کہ اے ابلیس مقرر تو میرے مخلص بندوں پر راہ نہ پاسکے گا مگر تو اس شخص پر

وا پاسکے گا جو تیری پیروی کریگا گمراہ ہونے سے اور بیشک دوزخ جائے وعدہ ہے تیرے پیرووں کی عاصی بھی شیطان کے پیرو ہیں اور کفر بھی معصیت ہے اور دوزخ کے سات دروازے ہیں کہ ہر دروازے میں سے ایک جزو قسمت کیا ہوا اور منافق نیچے سے نیچے درکے میں رہیں گے۔ قولہ تعالیٰ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار جس وقت شیطان نے اللہ تعالیٰ سے اس آیت کی ندا سُنی تو کہا کہ میں سب کو گمراہ کرونگا اور قسم کھائی مگر تیرے مخلص بندوں کو میں اُن کے نزدیک کیا وقت ضائع کروں اسلئے کہ وہ تو ثابت قدم ہیں قولہ تعالیٰ کانھم بنیان مرصوص یعنے گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی اور دوسری جگہ اپنے طرف اضافت کی ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار حرف استفہام بمعنی نفی کے ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نہ کریں گے مومن صالح بندوں کو مثل مفسدوں کے اور نہ کریں گے ہم متقیوں کو مثل بدکاروں کے اور دوسری جگہ بھی اپنی طرف اضافت کی اور اپنی عنایت وحمایت میں گردانا ہے جس کسی کو کہ خداوند اپنے طرف اضافت کرے اور اپنی حمایت وعنایت اُس پر ڈالے تو شیطان وغیرہ کب اُس پر غالب ہوسکیں گے۔ قولہ تعالیٰ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنے ثابت رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ساتھ قول ثابت کے زندگی دنیا میں اور آخرت میں اور شیطان کا مکر تو ضعیف وکمزور ہے قولہ تعالیٰ ان کید الشیطان کان ضعیفا جب شیطان لعین نے یہ سب سُنا تو قسم عرض کی تعالیٰ فبعزتک لاغوینھم اجمعین الا عبادک

منهم المخلصین قال فالحق والحق اقول لاملأن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعین یعنے شیطان نے کہا قسم ہے تیری عزت کی اے خدا ہر آئینہ (آئندہ) میں سارے آدمیوں کو گمراہ کرونگا مگر ان میں سے تیرے مخلص بندوں کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا اور میں سچ کہتا ہوں ہر آئینہ بھر دونگا دوزخ کو تجھ سے اور تیرے سارے پیروں سے۔ الاغواء الاضلال لغۃً یعنی لغت میں اغوا بمعنی اضلال ہے یعنے گمراہ کرنا پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزندمن اس فائدے کو لکھ لے جو میں نے کہا غریب ہے۔ ایضاً میں نے سبق شروع کیا ترتیب اہمیں تھی کہ فینبغی ان لا یخالف الجماعۃ لان النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال لا یجتمع امتی علے الضلالۃ وعلیکم بالسواد الاعظم ای الزموا ومن یفارق جماعۃ المسلمین ولم یرها حقا فھو ضال مبتدع لان حفظ الجماعۃ من سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وحفظ سنۃ فریضۃ بدلیل قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لئے اطیعوا اللہ فی الفرائض واطیعوا الرسول فی السنن وقال تعالیٰ فی موضع اخر ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا وعلم ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حفظ الصلوۃ بالجماعۃ ورأھا واجبۃ فمن لم یر حفظ الصلوۃ بالجماعۃ واجبۃ فھو مبتدع حقا بھذہ الآیۃ وبھذہ الحجۃ فھذہ کفایۃ لمن کان لہ ادنی عقل ودرایۃ (ترجمہ) یعنے چاہیئے کہ جماعت کی مخالفت نہ کرے اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمع نہ ہوگی امت میری ضلالت وگمراہی پر اور فرمایا لازم پکڑو تم بڑے شہر کو اور قریوں گاؤں میں ساکن مت ہو کیونکہ

یکم ۱۱ رمضان ۱۳۱۰ھ

شہر میں بنیان اسلام کا ہے۔ اور جو شخص جدا ہووے مسلمانوں کی جماعت سے اور اُسکو
واجب نہ جانے اور اُس کا اعتقاد نہ کرے کہ جماعت واجب ہے تو وہ گمراہ و
بدعتی ہے اور بدعت اُس نئی چیز کو کہتے ہیں کہ صحابہ و تابعین میں سے کسی نے
اُس کو نہ کیا ہو۔ اور اُس کو کرین صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین جماعت کے
ملازم رہے ہیں۔ اسلئے حفظ جماعت کا ایک سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سنتوں سے۔ اور آپ کی سنتوں کا نگاہ رکھنا فریضہ قطعی ہے
اسلئے کہ اللہ تعالی نے امر فرمایا ہے کہ تم فرمانبرداری کرو اللہ کی اُسکے فرائض میں
جو کہ اُس نے فرض کئے ہیں جیسے ایمان و نماز و زکوۃ و روزہ و حج و جہاد و غسل
جنابت وغیرہ اور اطاعت و فرمانبرداری کرو رسول کی اُس کی سنتوں میں جیسے
نماز با جماعت و داڑھی و نکاح و غسل جمعہ و عید و احرام وغیرہ اور جو چیز دیوے
تم کو رسول تو تم اس کو لو اقوال و احوال و افعال سے یعنے گفتار و کردار و رفتار
اور جس چیز سے تم کو منع کیا پس اُس سے باز رہو منہیات و مکروہات و بدعات
و محرمات وغیرہ سے اور تو جان لے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ
رکھا ہے نماز کو ساتھ جماعت کے اور اُس کو واجب سمجھا ہے پس جو شخص کہ حفظ
نماز جماعت کو واجب اعتقاد نہ کرے تو وہ پکا بدعتی ہے۔ اس آیت اور اس
حجت سے پس یہ کفایت ہے اُس شخص کے لیئے کہ جس کو ادنیٰ عقل و درایت
ہے۔ یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔
ایضاً فرمایا کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دیدار کی درخواست
کی۔ تو ندا آئی کہ تو دنیا میں نہ دیکھے گا۔ لیکن میں پہاڑ پہ تجلی کرتا ہوں تو دیکھ جب

دیکھا۔ تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جیسے کہ اللہ سبحانہ کلام مجید میں اپنے پیغمبر کو خبر دیتا ہے ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلے ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحانک انی تبت الیک وانا اول المؤمنین کتاب میں ایک سوال ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام پیغمبر برحق تھے اور اُن کو معلوم تھا کہ دنیا میں سر کی آنکھ سے رؤیت نہیں ہے۔ مگر دل کی آنکھ سے تو انہوں نے کیوں درخواست کی؟ اس کا جواب دو طرح دیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ انہوں نے جانا کہ اللہ سبحانہ نے جبکہ اپنے کلام سے مشرف فرمایا ہے تو شاید دیدار بھی روزی کرے دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ حق تعالےٰ کے ساتھ کلام کرنے میں ایسے مستغرق ہوئے اور دل کی آنکھ سے دیکھتے تھے اور وقت اُن کا خوش ہوا تو اُس استغراق میں جانا کہ یہ خوشی دنیا میں نہیں ہے شاید میں بہشت میں گیا ہوں (کلام کرنے کی خوشی میں انتہائی محو ہو گئے اور اپنے تئیں بہشت میں موجود سمجھا) اسلئے درخواست کی اور یہ ندا سُنی کہ اے موسیٰ تو مجھے دار دنیا میں نہ دیکھے گا سر کی آنکھ سے۔ تو وہ استغراق و بیہوشی سے ہوش میں آئے اور سوچے کہ میں دنیا میں ہوں کہا میں نے توبہ کی اور یہ وہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا کہ فلما افاق قال سبحانک انی تبت الیک وانا اول المؤمنین اور اس سر میں ایک غریب نکتہ ہے اُس کو کم کوئی جانتا ہے کہ تبت الیک کہا تبت عنک نہ کہا یعنے میں نے بازگشت کی طرف تیرے نہ تجھ سے بعد اس کے فرمایا

فرزندا من حکمت سیر کی یہ تھی کہ جب تک ہمارے پیغمبر محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دیکھیں تب تک کوئی نہ دیکھے جبکہ خداوند تعالٰے نے ہمارے پیغمبر کو معراج عنایت فرمائی تو وہ رات میں تھی اللہ تعالٰی فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام رسم دوستوں کی یہ ہے کہ راز دوستوں سے رات کو کہتے ہیں جس وقت کہ اغیار نہ ہوں جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے

شب و شاہد و شمع و شراب و شیرینی — غنیمت است چنیں شب کہ دوستاں بینی

شاہد بمعنی حاضر ہے فرمایا اللہ پاک نے فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ اور آپ کو واسطے دیدار کے بلایا اللہ تعالٰی فرماتا ہے وھو بالافق الاعلٰی ثم دنی فتدلٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفؤاد ما رأی افتمارونہ علٰی ما یرٰی ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی عند سدرۃ المنتہٰی عندھا جنۃ الماوٰی اذ یغشی السدرۃ ما یغشٰی ما زاغ البصر وما طغٰی لقد رأی من اٰیات ربہ الکبرٰی وھو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم دنا ای قرب یعنے جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوپر لے گئے تو آپ نے قرب پایا درمیان ذات باریتعالٰی اور درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدار گوشہ کمان بلکہ گوشہ کمان سے بھی نزدیک تر تھا اور جس وقت آپ اوپر جاتے تھے تو کسی چیز کی طرف نظر نہ کی نہ طرف بہشت کے نہ دوزخ کے نہ اُن کے سوا اور کی طرف نہ بائیں دیکھا نہ دائیں اور اس سے پہلے دل کی آنکھ سے دیکھا جیسا کہ خبر میں ہے کہ سبق البصیرۃ علی البصر بصیرت دل کی بینائی کو کہتے ہیں یعنے سبقت کی دل کی آنکھ نے سر کی آنکھ پر اللہ تعالٰی

نے فرمایا ہے قل هذه سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین اور بصر آنکھ کی بینائی کو کہتے ہیں۔ اور یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا ما زاغ البصر وما طغیٰ مانفی کا ہے ای لم یسبق البصر علی البصیرة یعنے سابق نہ ہوئی بینائی چشم سر کی دل کی بینائی پر سر کی آنکھ کو نیچے ڈالا اور دل کی بینائی سے دیکھتے تھے جب خداوند تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ادب دیکھا تو دوسرے بار بھی دکھایا اور یہ معنی ہیں اس قول الٰہی کے کہ ولقد راٰہ نزلة اخری ای تارة اخری یعنے البتہ مقرر دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دوبارہ پھر اس کے فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا کوئی بیگانہ ہے میں نے جواب دیا کہ سب مخدومؒ کے غلام ہیں جو کہ خدمت میں رہتے ہیں۔ فرمایا تم میرے بھائی ہو کہ صحبت میں عاکف رہتے ہو تم جان لو کہ جو کوئی ایسا ادب نگاہ رکھتا ہے تو واللہ وہ دنیا میں خداوند کو دل کی آنکھ سے عیاں دیکھتا ہے نماز وغیرہ میں اور ہمیشہ مستغرق رہتا ہے یہ بات کئی وقت اس فقیر پر مشکل ہوئی تھی۔ اس دن حل ہو گئی۔ میں نے نماز میں مخدومؒ کو دیکھا ہے کہ یاد دلاتے تھے ایک رکعت دو رکعت اور خود بھی جب فارغ ہوتے تو پوچھتے کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور یاروں سے فرماتے کہ تم یاد دلاؤ نماز میں یہی بھید تھا کہ جو اوپر مذکور ہوا۔ زبان دُرر بار گہر نثار سے حل ہو گیا۔ ورنہ اتنے پیران کہن سال تیاک بیرت نماز پڑھتے ہیں اور کچھ بھی نہیں بھولتے ؛

ذکر عقبات سالک

ایضاً فرمایا کہ ایک عقبہ یعنے گھاٹی یہی بے ادبی ہے کہ المصلے بصلوته یصیر صالحا و بحفظ الادب یکون مقربا و محبوبا یعنے مومن نماز سے صالح ہوجاتا ہے اور ادب نگاہ رکھے تو مقرب و محبوب بن جاتا ہے اور یہ وہی قول ہے آپ کا کہ المصلے یناجی ربہ یعنے نماز گزار مناجات و سرگوشی کرتا ہے اپنے پروردگار سے وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لو علم المصلے مع من یناجی ما التفت فی غیرہ یعنے آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا راز رکھتا ہے۔ اپنے خداوند سے اگر وہ جانے کہ کس سے راز رکھتا ہے تو ہرگز التفات نہ کرے طرف دنیا کے نہ آخرت کے اور نہ طرف اُس چیز کے جو اُن دونوں میں ہے

؎ تن درونِ نماز و دل بیرون — گشتہا مے کند بہمانی
این چنیں حالت پریشاں را — شرم ناید نماز میخوانی

قولہ علیہ السلام لاصلوٰۃ الا بحضور القلب عندنا ھذا نفی فضیلۃ لانفی الفریضۃ وعند الشافعی رحمہ اللہ تعالی نفی الفریضۃ وعندنا حضور القلب مقدار ما شرع فی الصلوٰۃ وقال اللہ اکبر یعنی حضور القلب وعند الشافعی رحمہ اللہ تعالی علیہ تمام الصلوٰۃ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے نماز مگر بحضور دل با خداوند ہمارے نزدیک یہ نفی فضیلت کی ہے اور نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی کے نفی فریضہ کی ہے۔ انکے نزدیک حضور دل کا پورا نیت سے سلام تک فرض ہے اور ہمارے نزدیک اُس وقت

ہے کہ نیت کرے تکبیر کہے نماز میں داخل ہو جائے بعد اسکے فرمایا کہ عقبات سالک
کے مثل عقبات مسافر کے ہیں جب تک اُن سے نہ گزر جائے مقصود کو نہ پہنچے
چنانچہ دعا گو ایک دن سفر میں ایک عقبہ یعنے گھاٹی پر پہونچا دو روز دراز پہاڑ تھا
دو دن میں اوپر چڑھا اور دو دن میں نیچے اترا اس سفر مجاز میں بھی عجب گھاٹیاں
ہیں معنے عقبہ کے بیان فرمائے کہ العقبۃ بڑا مشکل یعنی بدرباز عربی کو
کم کوئی جانتا ہے اُس معنی کو بھی عقبہ کہتے ہیں جب تک کہ ان گھاٹیوں کو
گزر نہ کر جائے تب تک اپنے مقصود کو نہ پہونچے نہایت۔ یہی وصال ہے اور
یہ وہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا وان الی ربک المنتہیٰ یعنے مقرر تیرے رب
کی طرف منتہیٰ ہے یعنے اُسی تک پہونچنا ہے اور شروع گھاٹی دنیا ہے کہ
آگے آتی ہے سالک سے کہتی ہے اور اُس کو فریب دیتی ہے کہ اے فلاں
تجھ کو مجھ میں پیدا کیا ہے اور تو مجھ میں رہتا ہے تو کہاں جاتا ہے تو لوٹ آ تو
خوب غور کر کہ کھانے پینے لطیف میوے زیبا جامے پیرائے اور سیم تن عورتیں
مجھ میں موجود ہیں۔ تو کھا پی۔ کہاں جاتا ہے ع غم فردا مخور خوش باش حالے
اور یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا کہ فلا یغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم
باللہ الغرور اور قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ الدنیا اسحر من ھاروت
وماروت[1] یعنے اے بندو مغرور و فریفتہ نہ کرے تم کو دنیا و شیطان اور ہماری
درگاہ سے تم کو دور ڈال دے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی
کہ دنیا ساحرہ یعنے جادو گرنی ہے باز گرد و خراب شو اور اگر اللہ تعالے کی

---

[1] یعنے دنیا ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادو کرنے والی ہے ۱۲

عنایت بنانے میں آجائے تو بزبان حال اُس کو یوں جواب دے کہ اے دنیا تیرے کھانوں اور میووں کی لذت منہ ہی میں ہے جس وقت نیچے اُتر گئی تو معلوم ہے کہ وہ نجاست غلیظ ہو جاتی ہیں اگر وہ کپڑے یا بدن پر پہونچ جائے تو دھونا واجب ہوا اور تیرا لباس چند روز معدود ہے اور تیری شرابیں فضیحت و رسوا کرنے والی ہیں اور تیری سیم تن عورتیں فانی ہیں بلکہ ساری دنیا فانی اور بندہ بھی فانی ہے اور یہ آیت کریمہ بزبان حال پڑھی واضرب لھم مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریاح اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا ہے کہ انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان ای فی الاخرۃ عذاب شدید لمن اختار الدنیا ومال الیھا واحبھا واطمأن بھا ومغفرۃ ورضوان من اللہ لمن ترک الدنیا وطلقھا ولا ینظر الیھا لان الدنیا مطلقۃ الانبیاء ومطلقتھم حرام علےٰ غیرھم قال وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ وجدت فیما انزل اللہ تعالیٰ علی الکلیم موسیٰ علیہ السلام من احب الدنیا ابغضہ اللہ ومن ابغضھا احبہ اللہ۔ ومن اکرم الدنیا اھانہ اللہ ومن اھانھا فقد کرم اللہ۔ یعنے تو بیان کر واسطے اُنکے مثل زندگی دنیا کی جیسے پانی کا اوتارا ہم نے اُس کو آسمان سے پس مل گئی اُس سے روئیدگی زمین کی پھر وہ ہو گئی ریزہ ریزہ کہ اُڑاتی ہیں اُس کو ہوائیں نہیں ہے زندگی دنیا کی مگر لعب ولہو یعنے بازیچہ

اور زینت و تفاخر درمیان تمہارے اور فخر ایک دوسرے پر کا زیادتی مال و اولاد میں
جیسے بارش کا پانی کہ اُس سے روئیدگی اُگے تعجب میں ڈالے اُسکی روئیدگی
لوگوں کو کہ کیا سبز ہے بعد چند روز کے پک جائے زرد پڑ جائے بعد اُس کے
خشک ہو جائے ناپید ہو جائے۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔ اُس شخص
کو کہ جو دنیا کو اختیار کرے۔ اور طرف اُسکے میل کرے۔ اور اُسکو دوست رکھے
اور اُس سے چین پکڑے اور مغفرت و رضوان اُس شخص کیلئے ہے کہ جو اُس کو چھوڑ
دے اور اُس کو طلاق دیوے اور طرف اُس کے نظر نہ کرے کیونکہ وہ پیغمبروں کی
طلاق دی ہوئی ہے اور وہ اُس میں رہے ہیں اور اُس کو خوب دریافت کیا ہے
پھر اُس کو ترک کر دیا ہے اور شریعت میں حکم ہے کہ پیغمبر کی مطلقہ غیر کو ہمیشہ
حرام ہے وہبؓ بن منبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے اُس چیز میں پایا
ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم علیہ السلام پر اُتارا ہے کہ جو شخص دوست رکھے
دنیا کو تو دشمن رکھے اُس کو اللہ تعالیٰ اور جو شخص دشمن رکھے دنیا کو تو دوست رکھے
اُس کو اللہ اور جو شخص کہ تعظیم کرے دنیا کی تو ذلیل کرے اُس کو اللہ اور جو
شخص ذلیل کرے دنیا کو تو تعظیم کرے اُس کی اللہ تعالیٰ نزدیک اُسکے دنیا
کا کچھ وزن و قدر نہیں ہے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے ؎

زاں زرو مالی را گر عزتے بودے فرستادے ۔۔۔ بسوی عیسےٰ و موسےٰ بقارون نہ فرستادے

خداوند تعالیٰ نے مذمت دنیا کی اور اُسکے طلب کرنے والوں کی اپنے کلام
میں بہت کچھ فرمائی ہے فرمایا اللہ پاک نے فمن الناس من یقول ربنا
اٰتنا فی الدنیا وما لہ فی الاٰخرۃ من خلاق یعنے بعض لوگ جو دنیا چاہتے ہیں

تو ہم ان کو دنیا دیتے ہیں لیکن آخرت میں اُن کے واسطے کچھ حصہ نہیں ہے۔
اور فرمایا ومن یرد ثواب الدنیا نؤته منها ومن یرد ثواب الآخرة نؤته منها
وسنجزی الشاکرین یعنے اور جو شخص چاہے ثواب دنیا کا تو ہم اُس کو دینگے
اُس سے اور جو شخص چاہے ثواب آخرت کا تو ہم اُس کو دیں گے اُس
سے اور عنقریب جزا دیں گے ہم شکر کرنے والوں کو اور فرمایا منکم من یرید
الدنیا ومنکم من یرید الآخرة یعنے بعض تم سے دنیا چاہتے ہیں۔ اور
بعض تم میں سے آخرت چاہتے ہیں۔ اور فرمایا استحبوا الحیوة الدنیا
علی الآخرة یعنے دوست رکھا انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت پر اور فرمایا
من کان یرید العاجلة عجلنا له فیها ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا له جهنم
یصلاها مذموما مدحورا ومن اراد الآخرة وسعی لها سعیها وهو مؤمن
فاولئك کان سعیهم مشکورا یعنے جو شخص کہ چاہتا ہے دنیائے عاجلہ
کو (دنیا کو عاجلہ اسلیئے کہتے ہیں کہ گزرنے والی ہے) تو ہم جلدی کرتے ہیں
واسطے اسکے۔ دنیا میں جو چاہتے ہیں واسطے اُس شخص کے کہ ہم ارادہ
کرتے ہیں پھر کرتے ہیں واسطے اُس کے جہنم کہ وہ اس میں بیٹھے گا مذمت
کیا ہوا دھکیلا ہوا اور جو شخص آخرت چاہتا ہے اور اُس کے لیئے سعی کرتا
ہے جو سعی اُس کی ہے اور وہ مومن ہے تو وہی لوگ ہیں کہ ان کی سعی پسندیدہ
ہے یہاں اگر کوئی سائل سوال کرے کہ سالک کے واسطے تو آخرت کی طلب
قصور ہمت ہے تو جواب دینگے کہ قصور ہمت نہیں ہے کیونکہ وعدہ لقا کا آخرت
میں ہے۔ چنانچہ کسی قائل نے کہا ہے سه

نماند در گلخن دنیا سوئے گلشن گذر یکدم　　اگر بوئے گلت باید سوئے گلزار فنوا آخر

جب تک کہ باغ میں نہ جائیں بوئے گل نہ پائیں پس آخرت گلزار ہے اور رویت بمنزلہ گل کے ہے اور یہ وہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ یعنے کتنے مونھہ اُس دن تروتازہ ہونگے۔ اپنے رب کی طرف دیکھتے یعنے مومنین۔ اور لفظ وجہ بمعنی ذات کے بھی آیا ہے جیسے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کل شئ ھالک الا وجہہ ای ذاتہ یعنے ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر اُس کی ذات۔ مراد یہ ہے کہ مومن اُس دن بہشت سے دیدار لایزال حق تعالیٰ کا دیکھیں گے۔ احادیث صحاح میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے انکم سترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر لا تضامون برؤیتہ یعنے بیشک تم دیکھو گے اپنے رب کو دن قیامت کے بہشت سے یوں نہ کہیں کہ بہشت میں کیونکہ یہ کہنا خطا ہے یعنے اسلیے کہ یہ مکان چاہتا ہے حالانکہ اللہ سبحانہ مکان سے متعالی و منزہ و پاک ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو چاند کو چودھویں رات میں کہ ازدحام نہیں کرتے ہو اُسکے دیکھنے میں یہ تشبیہ تمثیل نہیں ہے۔ لانہ لیس کمثلہ شئ وھو السمیع العلیم لیکن یہ تمثیل ہے عیان میں جیسا کہ تم اس چاند کو عیان دیکھتے ہو ویسا ہی اللہ تعالیٰ کو عیان دیکھو گے یعنے تم اُس کو بلا کلفت دیکھو گے کسی طرح کی زحمت و کشاکش نہ ہو گی جیسے چودھویں رات کا چاند کہ بلا تکلف ہر شخص اس کو اپنی اپنی جگہہ دیکھتا ہے۔ ایضاً فی صحیح مسلم عن صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا دخل اھل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تبارک

وتعالی اتریدون شیئا ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوھنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجینا من النار فیکشف الحجاب فما اعطے شیئا احب الیھم من النظر الی ربھم یعنے صحیح مسلم میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت جنت والے جنت میں داخل ہوچکیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیگا کیا تم چاہتے ہو کوئی چیز کہ میں تم کو زیادہ دوں۔ تو وہ عرض کریں گے کیا تو نے ہمارے چہروں کو نورانی نہیں کردیا کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کردیا اور ہم کو آگ سے نجات نہیں دیدی پس وہ پردہ اٹھا دیگا تو نہیں دی گئی کوئی چیز کہ محبوب تر ہو ان کو دیکھنے سے طرف اپنے رب کے ایضا وفی کفایۃ الشعبی قال علیہ السلام اذا دخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار یکون لاھل الجنۃ کل جمعۃ ضیافۃ من اللہ تعالی وفی اٰخر تلک الضیافۃ یکرمھم اللہ تعالی بالنظر الیہ کما یشاء یعنے کتاب کفایت شعبی میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت بہشت والے بہشت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جاچکیں گے تو مقدار ہر جمعہ میں واسطے جنت والوں کے ایک ضیافت وجہانی ہوگی طرف سے اللہ تعالیٰ کے اور آخر میں اس ضیافت کے مکرم ومشرف کریگا ان کو اللہ ساتھ دیکھنے کے طرف اپنے جیسا کہ چاہے گا۔ یعنے اپنے دیدار فائض الانوار سے اُن کا اکرام فرمائے گا۔ قصیدہ لامیہ میں مذکور ہے ؎

یراہ المؤمنون بغیر کیف وادراک وضرب من مثال
فینسون النعیم اذا راٰوہ فیا خسران اھل الاعتزال

یعنے جس وقت اُس کے جمال جلال کو دیکھ لیں گے تو نعیم بہشت عنبر سرشت کو فراموش کر دینگے اور متحیر ہو جائیں گے اور یہ شعر پڑھنے لگیں گے۔ جو کہ کسی قائل نے کہے ہیں ؎

منم یا رب دریں دوراں کہ روئے یار مے بینم
فراشش سرو سیمینش گل بہ یار مے بینم

چہ کارے کردہ ام یارب کہ ایں پاداش مے بینم
چہ از من در وجود آمد کہ ایں مقدار مے بینم

چہ خلوت در میان آمد نخواہم شمع و کاشانہ
تمنائے بہشتم نیست چوں دیدار مے بینم

عجب می آیدم از خود کہ ہر شب در گماں اُفتم
کہ مستم یا نخوابم یا رخ دلدار مے بینم

اور فرمایا اللہ پاک نے من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاٰخرۃ اعمی واضل سبیلا ؀ یعنے جو شخص کہ اس ہیں یعنے دنیا میں اندھا (غور و فکر سے عاری) ہے تو وہ آخرت میں اندھا ہے اور زیادہ تر گمراہ ہے اندھے سے۔ اور جگہہ (ایضاً) دنیا طلب کرنے والوں کی یوں مذمت فرمائی قال الذین یریدون الحیوۃ الدنیا یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن اٰمن وعمل صالحا ولا یلقٰھا الا الصابرون یعنے کہا اُن لوگوں نے کہ جو چاہتے ہیں زندگی دنیا کو اے کاش واسطے ہمارے ہوتا مثل اُس چیز کے کہ جس کو قارون دیا گیا وہ تو البتہ بڑے حظ والا ہے۔

حدیث صحاح میں ہے کہ لوکان لبنی آدم وادیان ذهبا لتمنیٰ الثالث یعنے
اگر ہوں واسطے بعض بنی آدم کے جو کہ طالب دنیا ہیں دو خزانے سونے کے
تو ہر آئینہ وہ تیسرے کی تمنا کریں اور کہا ان لوگوں نے جو کہ علم دیے گئے یعنے
اہل دانش نے دنیا کی طلب کرنے والوں سے کہ خرابی ہو تمہاری ثواب اللہ
کا یعنے ثواب لقار کا بہتر ہے واسطے اُس شخص کے جو ایمان لایا اور نیک کام
کیا یعنے اللہ تعالیٰ کی ملاقات و دیدار کا ثواب مومن صالح کے واسطے بہتر ہے
اور دوسری جگہ محبین دنیا کی یوں مذمت فرمائی کہ الذین یستحبون الحیوٰۃ الدنیا
علی الاٰخرۃ ویصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا اولٰئک فی ضلال
بعید یعنے جو لوگ کہ دوست رکھتے ہیں زندگی دنیا کو آخرت پر اور باز رکھتے ہیں
اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اُس کو ٹیڑھا وہی لوگ ہیں دور گمراہی میں۔
اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم محبین دنیا کے مال و
اولاد سے تعجب نہ کرو فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ
لیعذبھم بھا فی الحیوٰۃ الدنیا یعنے تم کو تعجب میں نہ ڈالیں اُن کے مال اور
نہ اُن کی اولاد۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ ان کو اُن سے عذاب کرے زندگی
دنیا میں کیونکہ دوزخ جگہ ہے عذاب کی۔ اور دنیا کا طالب سب وقت عین
عذاب میں ہے اور دوسری جگہ ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو کہ وصال و لقار
الٰہی کو طلب نہیں کرتے ہیں ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوٰۃ الدنیا
واطمأنوا بھا والذین ھم عن اٰیٰتنا غافلون اولٰئک مأوٰھم النار بما کانوا یکسبون
یعنے بیشک وہ لوگ کہ امید نہیں رکھتے ہیں ہمارے لقار کی اور راضی ہوئے زندگی

دنیا سے اور چین پکڑا اُس سے اور وہ لوگ کہ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں وہی لوگ ہیں کہ ان کی جگہ دوزخ ہے بسبب اُسکے کہ وہ کرتے تھے اس باب میں ایک حدیث صحاح کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب کرام کے کسی راہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں ایک بکری مردار پڑی ہوئی تھی۔ چہرۂ مبارک اصحاب کی طرف کیا اور فرمایا والذی نفسی بیدہ الدنیا اھون علی اللہ من ھذہ الشاۃ علے اھلھا ولو کانت الدنیا تزن عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقے کافرا منھا شربۃ ماء یعنے قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے دست قدرت میں جان محمد کی ہے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ دنیا خوارتر ہے نزدیک اللہ کے اس مردار بکری سے نزدیک اُسکے مالکوں کے اور اگر ہوتی دنیا نزدیک اللہ تعالیٰ کے برابر پر مچھر کے تو نہ پاتا کسی کافر کو اُس سے گھونٹ بھر پانی سرد۔ دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر یعنے دنیا قید خانہ ہے مومن کا اور جنت ہے کافر کی حضرت ابوموسے اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ من احب دنیاہ اضر بآخرتہ ومن احب آخرتہ اضر بدنیاہ یعنے جس شخص نے دوست رکھا اپنی دنیا کو تو نقصان پہنچایا اُس نے اپنی آخرت کو اور جس نے دوست رکھا اپنی آخرت کو تو ضرر پہنچایا اس نے اپنی دنیا کو فاثروا ما یبقے علے ما یفنے سو تم اختیار کرو اُس چیز کو جو باقی رہے گی اُس چیز پہ جو فنا ہو گی جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ لو کانت الدنیا مثل الجنۃ بنعیمھا لکن مع الفناء والجنۃ مثل الدنیا بحطامھا لکن مع

البقاء فالعاقل الذی یختار البقاء لاسیما الامر علی العکس یعنے اگر دنیا
مثل جنت کے ہو مع اُس کے نعیم کے لیکن نقش فنا کا اس پر لکھا ہو۔ اور اگر
بہشت مثل دنیا کے ہو مع اُس کے ٹھیکرے ڈھیلے کے لیکن نقش بقا کا اس پر لکھا
ہو تو عاقل وہی ہے جو کہ بقا کا اختیار کرے گو ٹھیکرے ڈھیلا ہی کیوں نہ ہو خصوصاً
جبکہ کام برعکس ہو یعنے ساری دنیا سنگ وکلوخ وفانی ہے اور بہشت سب کا
سب تنعم ونعمت بالبقا ہے اور یہ بیت پڑھے جو کہ کسی قائل نے کہے ہے بیت

طلب منصب فانی نکند صاحب عقل ۔ عاقل آنست کہ اندیشہ کند پاپا یار

الا یا طالب الدنیا الدنیہ ۔ فلا تتعب فما خلقت ہنیئہ

فاولہا لطالبہا منام ۔ واخرہا لراغبہا منیہ

دعوا الدنیا الدنیة واتقوہا ۔ حدود اللہ راعوہا رعوہا

فان متاع دنیاکم قلیل ۔ نصحت لکم الیہا لا تمیلوا

یعنے ہوشیار رہو اے طلب کرنے والے دنیائے ذلیل وخوار کے تو اُس کے
طلب میں مت تھک کیونکہ وہ گوارا اور اچھی پیدا نہیں کی گئی ہے پس
اول اُس کا تو واسطے اُس کے طالب کے ایک نیند ہے سر میں اور آخر
دنیا کا واسطے اُس کے رغبت کرنے والے کے موت ہے تم دنیائے خوار
کو چھوڑ دو اور اس سے بچو اور اللہ تعالے کے حدوں کی رعایت کرو اور انکو
نگاہ رکھو یعنے اُس کے اوامر کو بجا لاؤ اور اُس کے نواہی سے باز رہو پس بیشک
برتنا تمہاری دنیا کا قلیل ہے میں نے تم کو نصیحت و پند کی کہ تم طرف اُس کے
میل مت کرو اور فرمایا اللہ پاک نے یا قوم انما ھذہ الحیوۃ الدنیا متاع وان

الآخرۃ ھی دار القرار یعنے اللہ پاک نے کسی نبی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میرے لوگو یہ زندگی دنیا کی تو ایک برتنا ہے اور بیشک گھر قرار کا وہ آخرت ہی ہے اور فرمایا من کان یرید حرث الآخرۃ نزد لہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب یعنے جو شخص کہ چاہتا ہے آخرت کی کھیتی تو ہم زیادہ کرتے ہیں اس کی کھیتی ہیں اور جو شخص چاہتا ہے کھیتی دنیا کی تو ہم دیتے ہیں اُس کو اُس سے اور نہیں ہے واسطے اُس کے آخرت میں کوئی حصہ اور دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے یوں ارشاد فرمایا۔ فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا ذلک مبلغھم من العلم یعنے اے نبی تم اعراض کرو اس شخص سے کہ جس نے منہ پھیرا ہمارے ذکر سے اور نہیں ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا یہ ہے مبلغ اُن کا علم سے یعنے ان کا انتہائے علم یہی ٹھیرا کہ انہوں نے دنیا کے سوا اور کچھ نہ چاہا، آخرت سے کچھ کام نہ رکھا سو تم اُس سے منہ موڑو دور گزر کرو اور جگہ یوں فرمایا کلا بل تحبون العاجلۃ وتذرون الآخرۃ یعنے ہرگز یوں نہیں بلکہ تم دوست رکھتے ہو دنیا کو اور چھوڑتے ہو تم آخرت کو پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من یہ فوائد مذمت دنیا اور احادیث و اشعار جو ہیں تم نے سب کو لکھ لے۔

ذکر صلوٰۃ اوّابین وغیرہ

ایضاً اس فقیر اور یاران دیگر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا اے میرے بھائیو تم ایک

چیز غریب سنو اور لو بارہ[۱۲] رکعت اوابین کے بعد نماز مغرب کے اُن میں لمبی قرأت ہو جو کہ اوراد میں مذکور ہے۔ لیکن میں نے اُس طرف مشائخ سے عجیب بات سُنی ہے کہ اگر کوئی شخص بوڑھا کمزور ہو۔ تو وہ آیتیں جو کہ تہجد میں مروی ہیں ان بارہ رکعتوں میں وہی پڑھے اور ظہر یہ دس رکعت ہیں۔ بعد ظہر کے بھی انہیں آیتوں کی قرأت مروی ہے اور یہ دعا گو کا معمول ہے اس طریق سے کہ دو رکعت صلوٰۃ الفردوس کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اور دوسری رکعت میں رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور دو رکعت صلوٰۃ النور کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ اور دوسری رکعت میں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اور دو رکعت صلوٰۃ الاستجاب کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا تا آخر سورۃ بقر اور دوسری میں رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ اور دو رکعت شکر اللیل کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور دوسری رکعت میں رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ تا ابرار اور دو رکعت سراج القبر کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اور دوسری میں رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اور دو رکعت حفظ الایمان کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا

فِی اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ اور دوسری میں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ یہ ہے بیان بارہ رکعت تہجد کا کہ اوابین میں آیا ہے اور ظہریہ کی دس رکعتوں میں بھی وہی دس آیتیں پڑھے۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند میں یہ فائدے لکھ لے غریب ہیں

بیان نماز چاشت

ایضاً نماز چاشت ادا کرتے اور فرماتے تھے کہ نماز چاشت کی سنت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں یہ آپکا فعل ہے۔ اور قول بارہ رکعت کا ہے آپ نے فرمایا ہے من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ فی کل یوم بنی اللہ لہ بکل یوم قصراً فی الجنۃ یعنی جو شخص پڑھے بارہ رکعت ہر دن میں تو بنائے اللہ تعالے واسطے اُس کے ہر دن ایک محل جنت میں جتنی اُس کی عمر ہو اور ہر روز پڑھے تو اتنے ہی محل پائے گا فرمایا یعنے حضرت مخدوم قدس سرہ نے کہ آٹھ رکعت میں نیت سنت کی کرے متابعاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چار رکعت اخیر میں نیت نفل کی کرے تکمیلاً للفرائض۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اُس طرف دیکھا ہے کہ آٹھ رکعت پڑھتے ہیں یاروں نے پوچھا کہ بارہ رکعت کیوں نہیں پڑھتے جواب فرمایا کہ مطلوب ان کا پاداش یعنے اجر نہیں ہے وہ تو واسطے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھ رکعت پڑھتے ہیں

پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ فرزند میں اس فائدے کو لکھ لے غریب ہے۔

نماز ہر نیک و بد کے پیچھے جائز ہے

ایضاً فرمایا سبق پڑھو تو ترتیب یہ تھی کہ اعلم ان الصلوٰۃ جائزۃ خلف کل بر و فاجر خلافا للروافض فانہم لا یصلون خلف الفاجر وانما تجوز الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر اذا لم یکن مبتدعا لان الصلوٰۃ خلف المبتدع لا تجوز ومن لم یر الصلوٰۃ جائزۃ خلف کل بر و فاجر فھو مبتدع قال حدثنا ابو الحسن قال حدثنا ابو محمد قال حدثنا ابو القاسم قال حدثنا ابو یعقوب قال حدثنا یحییٰ بن عبد الغفار قال حدثنا خلف بن ایوب قال حدثنا منذر بن علی عن حامد عن عبد الرحمن عن محمد بن بن عبد اللہ عن مکحول الشامی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہ قال لاصحابہ فی مرض موتہ اربع لم احدث کم بھا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاحدثکم الیوم فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تکفروا اھل قبلتکم وصلوا علی کل میت اھل قبلتکم وصلوا خلف کل بر و فاجر وجاھدوا مع کل امیر یعنی تو جان لے کہ نماز جائز ہے پیچھے ہر نیک و بد کے برخلاف روافض کے کہ وہ پیچھے بدکار کے نماز نہیں پڑھتے ہیں اور سوا اس کے نہیں کہ نماز جائز ہے پیچھے ہر نیک و بد کے جبکہ وہ بدعتی نہ ہو کیونکہ نماز پیچھے بدعتی کے جائز نہیں ہے۔ لیکن فاسق کے پیچھے مکروہ ہے وقال مالک رحمہ اللہ تعالیٰ لا یجوز تقدیم الفاسق یعنی نزدیک امام

مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے امامت فاسق کی جائز نہیں ہے اور جو شخص کہ نہ دیکھے اور اعتقاد نہ کرے کہ نماز جائز ہے پیچھے ہر نیک و بد کے۔ تو وہ مبتدع ہے اور جیسے روافض و خوارج و معتزلہ و قدریہ و جبریہ و جہمیہ و دہریہ سو انکا اقتدار کرنا بھی درست نہیں ہے۔ یہ لوگ بد مذہب ہیں اور مکحول شامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے مرض موت میں اپنے یاروں سے کہا کہ چار باتیں ہیں کہ میں نے تم کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی حدیث نہیں کی سو میں آج تم کو حدیث (بیان) کرتا ہوں پس کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم تکفیر مت کرو اپنے اہل قبلہ کی یعنے اُن کو کافر مت کہو۔ اگرچہ وہ بڑے بڑے گناہ کریں۔ اور نماز پڑھو اوپر ہر مُردے اہل قبلہ اپنے کے۔ گو وہ بڑے بڑے گناہ کریں اور نماز پڑھو پیچھے ہر نیک و بد کے اور لڑو دشمنوں سے ہمراہ ہر امیر کے۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیرؒ کے تھی۔

ایضاً دعائے بارش و امساک آں

ایک خلق (مخلوق) شہر سے آئی اور کہا کہ بارش کی کثرت سے گھر ویران ہو گئے اور فتح خاں کے حوض کا بند۔ اور نائب بار بک کا بند۔ اور ایک اور بند۔ تینوں ایک ہو گئے۔ نائب باربک کا بند ٹوٹ گیا۔ پانی مثل لب آب کے جاتا تھا اور حوض خاص علائی طرف چشمہ آب کے جاتا تھا کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ فرمایا کہ جس وقت پانی نہیں برستا تھا تو دعا گو کے مزاحم ہوتے تھے کہ پانی برسنے کی دعا

کرو۔ اور اب جبکہ بارش ہوئی تو دعا کرتے ہیں پانی روکنا طلب کرتے ہیں۔ حوصلہ کم رکھتے ہیں۔ صبر نہیں ہے۔ بندے کو تو چاہیے کہ سب وقت مثل خاموشوں کے رہے۔ اور یہ آیت کریمہ پڑھی یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید یعنی کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے اور مخدومؒ نے پانی روکنے کی دعا کی۔ جب کہ یہ فقیر ہمراہ یاران دیگر کے استقبال کو گیا۔ تو ایک خلق (مخلوق) نے فریاد کی کہ ایک مہینہ برسات کا گزر چکا ہے۔ گاؤں میں منزل دو منزل شہر سے ایک قطرہ تک نہیں برسا پانی برسنے کی دعا اس طریق سے فرمائی اور اول و آخر درود پڑھا کہ اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْنَا عَلٰی اَھْلِ ھٰذَا الْبَلَدِ وَبِلَادِ الْمُسْلِمِیْنَ غَیْثًا نَافِعًا مخدومؒ دام برکاتہ کی برکت سے اسی دن پانی برسا۔ پانی بامراد ہوا۔

بدھ کے دن بائیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کو ایک خلق (مخلوق) نے بارش روکنے کی دعا کا التماس کیا۔ فرمایا آج بدھ کا دن ہے ہزار بار اسم اعظم کا ورد ہے یاذوالجلال والاکرام جب تمام کیا تو پانی روکنے کی دعا اس طریق سے کی کہ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْقَطَعَتْ یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی روکنے کی دعا اس طرح فرماتے۔ کہ اے اللہ تو ہمارے گرداگرد پانی برسا نہ ہم پر اے اللہ ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر اور ندیوں پر اور درختوں کی جڑوں پر پس پانی ٹھیر گیا۔ اس میں قصہ ہے

روی ابن مالک رضی اللہ عنہ رجل دخل فی الجمعۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قائم یخطب وقال یا نبی اللہ ھلکت المواشی وانقطعت السبیل فادع اللہ ان یمسکھا عنا فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدیہ فقال اللھم حوالینا ولا علینا الی آخر الحدیث اور اول وآخر درود شریف پڑھا اور فرمایا کہ یہ دعا مروی ہے۔ جب بارش بہت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے۔ پس آں امیر روئے منبر بریں فقیر آوردند۔ فرمودند فرزندمن دعائے نزول باران واماسک باران بنویس غریب است ایضاً فرمایا کہ بدھ جمعرات جمعہ کو روزہ رکھنا چاہیئے اور واسطے قضائے حوائج کے معتکف ہونا چاہیئے آج میں چاہتا تھا کہ روزہ رکھوں۔ رات کو میں نے کچھ سحری نہیں کی ورنہ روزہ رکھ لیتا بعد اس کے فرمایا آج بدھ کا دن ہے نماز احزاب روایت کی گئی ہے اس کو واسطے رفع مہمات کی پڑھوں کیونکہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ بطریق نماز تسبیح پھر فرمایا کہ مولانا سراج الدین امام۔ شہر میں گئے ہیں۔ دو تین دن ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ آتے ہیں۔ آج کھلا ہوا ہے (مطلع صاف ہے) امامت طریقے پر کرتے ہیں۔ اور اوراد شیخ کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ کو نگاہ رکھتے ہیں۔ درویش آدمی ہیں۔ اسی ذکر میں تھے کہ مولانا سراج الدین امام پہنچے۔ سلام کیا۔ سلام کا جواب دیا۔ فرمایا اسی وقت میں تم کو یاد کرتا تھا۔ عرض کیا کہ میں پانی کی جہت (وجہ) سے رہ گیا۔ آج ٹھہر (یعنی پانی۔ بارش) گیا تو خدمت میں حاضر ہوا۔

ذکر داڑھی میں کنگھی کرنیکا اٹھائیسویں ماہ جمادی الاولیٰ پیر کے دن

یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا ریش مبارک میں کنگھی کرتے تھے۔ اس اثنا میں ایک فائدہ بیان فرمایا کہ جب داڑھی میں کنگھی کرے تو بھوؤں سے شروع کرے بعدہ موچھوں اور داڑھی میں کرے۔ کیونکہ بھویں سابق اور اصل ہیں اور داڑھی و مونچھ بعد بلوغ مرد کے ہے والاصل مقدام علے الفرع یعنے اصل فرع پر مقدم ہے بسبب تعظیم کا یہ ہے کہ بھویں شکم مادر میں ہوتی ہیں۔ اسی جہت سے بوڑھوں کی حرمت و تعظیم واجب ہے۔ کیونکہ وہ مقدم ہیں قال علیہ الصلوٰۃ والسلام البرکۃ مع الاکابر یعنے آپ نے فرمایا ہے کہ برکت بڑوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منا ای لیس من متابعینا: یعنے آپ نے فرمایا کہ جو شخص بزرگی نہ رکھے بزرگوں کی۔ اور مہربانی نہ کرے چھوٹوں پر پس وہ نہیں ہے ہم سے یعنے وہ ہماری پیروی کرنے والوں سے نہیں ہے

ذکر مقامات سالک

ایضاً فرمایا کہ سالک کے دو مقام ہیں ایک ابتدا دوسرا انتہا مقام ابتدا صحیح کرنا توبہ کا ہے۔ اور یہ دو طرح ہے۔ ایک تو شریعت و طریقت کے معاصی سے توبہ کرے جیسے حرام و مکروہ ما لا یعنی یعنے بے فائدہ امور اور بے ادبی و اخلاقِ

ان سب سے توبہ کرے دوسرے ماسوی اللہ سے توبہ کرے۔ اور مقام انتہا تمکین مع اللہ ہے اور وہ وصول مقصود ہے۔ اور درمیان ان دونو مقام کے چند مقام اور ہیں۔ وہ آدمی ان کو جانتا ہے کہ جس میں یہ معنی موجود ہے۔ اسی درمیان میں فرمایا کہ کسی چیز کی طرف ملتفت نہ ہونا چاہیئے نہ طرف دنیا کے۔ نہ عقبے کے۔ کیونکہ عاقل کو یہ تقاضا یعنے لائق نہیں ہے کہ وہ محدث میں مشغول ہو۔ اور محدث وہ چیز ہے کہ اُس کا اول عدم میں ہو اُس کو وجود میں لائیں دنیا و آخرت محدث ہے

. . . .

. . . . خداوند قدیم اُن کو وجود میں لایا ہے اور قدیم مراد اُس چیز سے ہے کہ اُس کا اول و آخر نہ ہو یعنے وہ ہمیشہ موجود ہو۔ ذات باری تعالیٰ کی ہمیشہ موجود ہے

وینبغی للعاقل ان یختار القدیم ویذر الحادث ولیس العاقل من یشتغل بالنعیم ویغفل عن المنعم وقیل فی قوله تعالیٰ ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه ای شغلنا هم بما لایعنیهم حتے اشتغلوا بالنعمة وغفلوا عن شهود المنعم نهے الله تعالیٰ نبیه صلے الله علیه وآله وسلم عن صحبة الذین اشتغلوا بالنعمة وغفلوا عن المنعم فاهم ضعیف الهمم اشتغلوا بالنعمة عن شهود المنعم یعنے عاقل کو یہ لائق ہے کہ قدیم کو اختیار کرے اور اقبال بالوجہ فرمائے یعنے اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔ اور محدث کو چھوڑ دے جو کہ غیر قدیم ہے۔ اور وہ شخص عاقل نہیں ہے۔ جو کہ نعمت میں مشغول ہو اور نعمت کے دینے والے یعنی باری تعالیٰ سے غافل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی صحبت سے اپنے پیغمبر کو منع فرمایا ہے۔ کہ اُن کے ساتھ صحبت نہ رکھیں اسلئے کہ وہ سست ہمت ہیں کہ وہ

نعمت کے ساتھ مشغول ہوگئے۔ اور نعمت دینے والے سے جو کہ صاحب نعمت ہے
غافل ہوگئے یہ ویسی بات ہے کہ صاحب نعمت طرح طرح کی نعمت ایک شخص
کے آگے مہیا کرے اگر وہ شخص غافل ہے تو وہ سر نیچا کرکے نعمت کے ساتھ مشغول
ہوگا۔ سر نہ اٹھائیگا اور صاحب نعمت کی طرف منہ نہ کریگا۔ وہ صاحب نعمت کہیگا
کہ یہ شخص کم عقل ہے کہ اُس نے کچھ بھی طرف میرے التفات نہ کیا۔ کیونکہ صاحب
اس نعمت کا تو میں ہوں جیساکہ کسی قائل نے کہا ہے۔ رباعی

اہل نظر کہ عالم تحقیق دیدہ اند
عشق ترا بملک دو عالم خریدہ اند
چندیں ہزار دلبر زیبا ست در جہاں
ترک ہمہ گرفتہ ترا برگزیدہ اند

صاحب بصیرت کا کام نہیں ہے کہ ہم سے بیگانہ ہونا اور ہوئی وخواہشات سے
آشنا پس بروئے مبارک بریں فقیر آوردہ فرمودند۔ فرزند من ایں نامہ کہ گفتم نیویس
مایہ اصل سالک است

اُنتیسویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ منگل کے دن اشراق کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا شیخ خضر نے عرضداشت خدمت میں بھیجی
اور اس فقیر نے پیش کی کیفیت یہ تھی کہ اس فقیر کو بادلقوہ زحمت دیتی ہے۔ بسبب
اُسکے خدمت سعادت میں آنا نہیں ہوتا ہے۔ پوچھا۔ فرزند من وہ شیخ خضر جو کہ
شیخ رکن الدین کے مرید ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں دعا کی اور تعویذ دیا اور
اُس عرضداشت میں ذکر اس فقیر کا اور اس فقیر کے بھائیوں کا بھی تھا تو پوچھا
کہ شیخ خضر سے تیری ملاقات ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ ایضاً فرمایا فرزند

فائدہ: حفاظت نماز با جماعت واجب ہے

من سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی کہ اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حفظ الصلوٰۃ بالجماعۃ وراٰھا واجبۃ فمن لم یر حفظ الصلوٰۃ بالجماعۃ واجبۃ فھو مبتدع یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ رکھتے نماز کو ساتھ جماعت کے اور اُس کو واجب دیکھتے پس جو شخص نہ دیکھے حفظ نماز بجماعت کو واجب۔ تو وہ اہل بدعت سے یعنے بدعتی ہے بعد اسکے فرمایا کتاب فقہ میں ہے کہ جماعت میں چار قول ہیں۔ قیل فرض عین وقیل فرض کفایۃ وقیل واجبۃ وقیل سنۃ مؤکدۃ والاصح ذلك اور یہ نظم کتاب متفق کی پڑھی ؎

وبالجماعۃ الصلوٰۃ جیدہ واجبۃ او سنۃ موکدہ

اوفرض عین اوکفایۃ علے حسب اختلاف اوردوہ فاعقلا

اور ایک قول پر (کے مطابق) فرض ہے اس فقیر نے عرض کیا کہ قول پر امام داؤد طائی قدس سرہ کی جماعت فرض ہے۔ فرمایا کہ اُنکے قول پر فریضہ ہے وتمسك بھذہ الاٰیۃ قولہ تعالیٰ وارکعوا مع الراکعین یعنے امام داؤدؒ نے اس آیت سے جماعت کے فرض ہونے پر تمسک کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم نماز پڑھو ساتھ نماز پڑھنے والوں کے۔ امام داؤد طائی منجملہ میرے پیروںؒ کے ہیں ہمارا خرقہ طرف ان کے پہنچتا ہے اور یہ پیر ہیں امام معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے اور مرید ہیں امام حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے ان کا قول ہم کو الیق یعنے لائق تر ہے فرمایا کہ اگر کوئی تارک جماعت ہو جائے اور گوشے میں بیٹھ رہے تو ہرگز ایسا آدمی کوئی چیز نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا و آخرت میں معاقب ہوگا۔ نعوذ باللہ منہ اس باب میں بہت سی حدیثیں وعید کی ہیں ایضاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

تارک الجماعۃ ملعون یعنے جماعت کا تارک ملعون ہے یہ ساری ترتیب فروع
سبق سے لے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی الفقا روز مذکور کی نماز ظہر میں یہ فقیر
خدمت میں حاضر تھا۔ ایک فائدہ بیان فرمایا کہ ظہر سے دس رکعت ہیں جو کہ بعد
ادائے ظہر کے مروی ہے مشائخ اُس طرف کے یہ آیتیں جو تجھ میں آئی ہیں
پڑھتے ہیں اور میں بھی پڑھتا ہوں اور دو رکعت استحباب میں یہ دو سورتیں
بھی مروی ہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ قدر اور دوسری میں سورہ کوثر یہ بہت آسان
ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر و یاران دیگر آوردند فرمودند فرزند من ہزلیس
الفقا فرمایا کہ مشائخ کو مکاشفہ ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ کہ ایک لحظہ ہو دیکھی
ہوئی کو بن دیکھا کر لے ہیں (ایک ساعت نامعلوم امور سے آگاہی حاصل کرنا)
بلکہ اول حال دیگر میشود یعنے پہلا حال دوسرا ہو جاتا ہے اگر دیکھا ہوا رہ جائے
تو وہ حال ہوتا ہے۔ ان کو اس پر مبتلا نہ ہونا چاہیئے اسلیئے کہ وہ شاغل پڑجاتا
ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم منبر پر وعظ فرماتے تھے کہ اس درمیان میں مکاشفہ ہوا۔ چہرہ مبارک
یاروں کے طرف کیا اور فرمایا سلونی اخبرکم مادمت فی مقامی یہ حدیث
صحیح مشارق میں ہے۔ یعنے تم مجھ سے پوچھو جو چاہو میں تم کو اس کی خبر دونگا
جب تک کہ میں اس مقام یعنے منبر پر ہوں۔ ایک صحابی اپنے پاؤں پر کھڑے
ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ (جو) قافلہ دمشق کو گیا ہے وہ کب آئے گا،
آپ نے فرمایا۔ یہ ہے۔ وہ قافلہ روانہ مدینہ پر پہنچا ہے ابھی دروازے پر آئیگا
میں دیکھ رہا ہوں واقعہ اُسی طرح تھا بعد اُسکے فرمایا کہ اُس طرف دعاگو آیا

مکاشفہ نے وہ جگہ دکھائی کہ جہاں شیخ جمال الدینؒ اچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ دریا
میں وضو کرتے اور عدن میں فقیہ بصال کی ملاقات کرتے تھے۔ اپنے عہد میں
بڑے بزرگ تھے۔ **ایضاً** فرمایا پانچ چیزیں ہیں عالم غیب سے کہ سوا خدائے
تعالیٰ کے اور کوئی ان کو نہیں جانتا ہے۔ جیسا کہ خود اُس نے اپنے کلام
مجید میں اُن کو بیان فرمایا ہے قولہ تعالےٰ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ
وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا
وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر یعنے بیشک نزدیک اللہ
کے ہے علم قیامت کا کب آتے سبب قیامت کے پوشیدہ رکھنے کا یہ تھا
کہ اپنے کلام میں فرمایا ہے ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیہا لتجزی کل نفس
بما تسعیٰ یعنے بیشک قیامت آنے والی ہے میں اُس کو پوشیدہ رکھتا ہوں
تاکہ بدلا دیا جائے ہر نفس ساتھ اُس چیز کے جو وہ سعی کرتا ہے جلد۔ یعنے اگر
میں علم قیامت کا ظاہر کر دیتا۔ تو سب لوگ بیدار ہو جاتے اور اُس دن کے
منتظر رہتے۔ اور عمل زیادہ کرتے۔ مخلص کی قدر نہ بڑھتی مخلص وہ ہے کہ قیامت
واحوال قیامت سے بالغیب خائف ہو اور یقین کرے۔ قیامت کے
علم کو ہمارے پیغمبر علیہ السلام اور کوئی پیغمبر علیہ السلام نہیں جانتا تھا اللہ
سبحانہٗ فرماتا ہے یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا قل انما علمہا
عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ہو ثقلت فی السمٰوٰت والارض لا تاتیکم
الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنہا قل انما علمہا عند اللہ ولکن اکثر الناس
لا یعلمون یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمہا عند اللہ وما یدریک

فائدہ ذکر شیخ جمال الدین اچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بیان علم غیب

لعل الساعۃ تکون قریبا اور فرمایا یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا
فیم انت من ذکرٰھا الی ربک منتھٰھا اور جگہ فرمایا ہے قل ان ادری
اقریب ام بعید ما توعدون ان انا الا نذیر مبین وعندہ علم الساعۃ
دوسری چیز علم غیب کی یہ ہے کہ وہ اوتارتا ہے مینہ کو۔ کوئی نہیں جانتا ہے
کہ پانی کب برسے گا۔ تیسری چیز یہ ہے کہ جانتا ہے اُس چیز کو جو کہ رحموں
میں ہے۔ نر ہے یا مادہ۔ نیک ہے یا بد۔ مرد ہے یا نامرد۔ بدبخت ہے یا
نیک بخت۔ صالح ہے یا فاسق۔ ایک ہے یا دو۔ وہی جانتا ہے۔ اگر
دوسرا جانے اور اُس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس کو دوست نہ رکھے پیٹ
سے دور کر ڈالے۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ نہیں جانتا ہے کوئی نفس کہ کل کیا
کریگا۔ اور اگر کہے کہ کل ایسا کرونگا تو انشاء اللہ کہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے ولا تقولن لشیء انی فاعل
ذلک غدا الا ان یشاء اللہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مت کہو
کسی چیز کو بیشک میں کل ایسا کروں گا۔ مگر انشاء اللہ کہو۔ پانچویں چیز یہ ہے
کہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ کون زمین میں مریگا اور کہاں دفن ہوگا۔ یہ پانچ
چیزیں علم غیب ہیں۔ ان کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اگر تو کسی کو
دیکھے کہ وہ کوئی چیز کہتا ہے یا کوئی دکھاتا ہے۔ تو اُس کو غیب تصور مت
کر۔ اُس کو کشف کہتے ہیں اگر تیرا وہ مرتبہ ہو جائیگا۔ تو تو بھی دیکھے گا۔ لیکن تو
کب دیکھ سکتا ہے۔ تو تو دنیا میں ملوث ہو گیا ہے اور جس چیز کو کہ مخلوق جانتی ہے
وہ غیب نہیں ہے۔ اگرچہ بظاہر غیب معلوم ہوتی ہے فکل ما یعلم المخلوقات

لیس بغیب لقولہ تعالیٰ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور خود اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہو کہ میں نہیں کہتا ہوں تم سے۔ کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو اُسی چیز کا اتباع کرتا ہوں جو میرے طرف وحی کی جاتی ہے۔ میں دعویٰ نہیں کرتا ہوں کہ کذب ہو۔ قولہ تعالیٰ وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو وقولہ تعالیٰ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ۔ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون یعنے جس چیز کو کہ مخلوق جانتی ہے وہ غیب نہیں ہے۔ اُس کو کشف کہتے ہیں۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں جانتا ہے غیب کو کوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ۔ یعنے آسمان والے فرشتے نہیں جانتے ہیں اور زمین والے آدمی وجن وپری نہیں جانتے ہیں۔ اور جو کوئی زبان سے کہے کہ میں غیب جانتا ہوں۔ تو وہ کافر ہو جاتے جن وپری کے غیب نہ جاننے کی یہ آیت کریمہ دلیل ہے۔ قولہ تعالیٰ فلما قضینا علیہ الموت ما دلہم علی موتہ الا دابۃ الارض تاکل منسأتہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین یعنے جس وقت کہ ہم نے حکم کیا سلیمان پہ موت کا تو وہ مر گئے اور وہ عصا پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

اُن کی ہیبت سے دلیری و جوش و خروش سب کام میں لگے تھے کسی کو قدرت
نہ تھی کہ ان کے پاس جائے دیکھے کہ مردہ ہیں یا زندہ آگاہ نہیں کیا اُن کو انکے
مرنے پر مگر زمین کے کیڑے نے کہ وہ اُن کے عصا کو کھاتا تھا یعنی اس
کیڑے نے اُن کے عصای مبارک کو کھا لیا اور سودہ کر دیا۔ تو وہ گر پڑے۔
پھر جب وہ گر پڑے تو جنوں نے یہ بات جان لی کہ وہ اگر غیب دان ہوتے
تو عذاب خوار کرنے والے میں نہ ٹھیرتے جو کہ ان کو سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ
سے پہنچتا تھا اور کوئی پیغمبر غیب نہیں جانتا ہے اللہ ہی کے نزدیک ہیں خیال
غیب کی ہیں نہیں جانتا ہے اُن کو مگر وہی۔ اور آپ کو خطاب فرمایا کہ
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو کہ میں مالک نہیں ہوں واسطے اپنی
جان کے سود کا نہ زیان کا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو
بہت خیر جمع کر لیتا۔ اور مجھ کو برائی نہ لگتی۔ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا اور
خوشخبری دینے والا۔ واسطے ان لوگوں کے جو ایمان لاتے ہیں۔ پس روزے
مبارک برین فقیر آوردند و فرمودند۔ فرزند من این بیان علم غیب بنویس عجیب
است ایضاً ذکر کشف قبور کا نکلا۔ فرمایا۔ اُن دنوں میں کہ دعا گو مکہ مبارک
میں تھا۔ تو شیخ عبداللہ یافعی قدس اللہ سرہ نے دعا گو کو قبریں دکھائیں اور
فرمایا ھذا ملتانی وھذا اوچی من بلادک وھذا خراسانی وھذا ھندی
وھذا مصری وھذا شامی وھذا عراقی وھذا بغدادی ومثلہ یعنی
قبروں کی طرف اشارہ کیا (اور کہا) کہ یہ شخص ملتان کا ہے اور یہ اوچھ کا ہے
تیرے بلاد کا اور یہ خراسان کا ہے اور یہ ہندوستان کا ہے۔ اور یہ مصر کا ہے

اور یہ شام کا ہے اور یہ عراق کا ہے۔ اور یہ بغداد کا ہے۔ اور مثل اسکے دمکا شفہ
سے کہتے تھے۔ اُس جگہ لاتے ہیں کہ جو آدمی اس کے لائق ہے۔ مناسب
اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ
سرہ پیر کے دن واسطے زیارت اپنی والدہ کے جاتے۔ اور ان کی والدہ کا
دفن ملتان میں اُس جگہ ہوا تھا کہ جس کو پیران تیتری کہتے ہیں تیتری خطاب ہے
متواتری کو کہتے ہیں۔ غرضکہ روز سہ شنبہ کو خانقاہ سے باہر آئے۔ دعاگو اور
دعاگو کے استاد مولانا نور الدین دونوں ہمراہ رکاب چلے۔ مقام مذکور میں والدہ
کی زیارت کی۔ اُس جگہ سے ذرا پیچھے آئے۔ چار تکبیریں نماز جنازے کی کہیں
ہم نے بھی اقتدا کیا۔ میں نے اپنے اُستاد سے کہا کہ آپ شیخ سے پوچھو کہ
یہ چار تکبیریں کیا تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میری حد نہیں ہے یعنی میرا منصب
نہیں ہے کہ میں پوچھوں۔ ہم اس میں تھے کہ شیخ ہماری طرف اپنا مونہہ لائے
اور فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ اس جگہ مولانا شمس الدین کو دفن کیا ہے۔ پاتنتی
میری والدہ کے۔ اُس جگہ ایک نشان بھی کیا۔ آخر چند زمانے کے بعد جس
جگہ کہ اُن کو ان کے لڑکوں نے دفن کیا تھا وہاں سیلاب پہنچا تو انہوں
نے چاہا کہ اُن کو قبر سے باہر نکالیں۔ دوسری جگہ دفن کریں۔ دعاگو نے منع
کیا کہ اُن کی قبر کو مت کھودو۔ انہوں نے دعاگو کا کہنا نہ سنا۔ قبر کھولی تو دیکھا
کہ وہ قبر میں نہ تھی۔ مناسب اُسکے دوسری حکایت بیان فرمائی کہ خادم
دعاگو اخی علی بدر حسن اُس وقت میں کہ اُس نے انتقال کیا۔ دفن اُس کا مدینہ
مبارک میں تھا۔ روضہ حضور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد کے پیچھے دفن

کیا۔ دعا گو نے نشان بھی کیا اور زیارت بھی کی۔ پھر میں اُس کی قبر کے پاس نہ گیا۔ اسلیئے کہ اُس کو تو اوچہ سے مدینے میں لے گئے۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے یہ بات حدیث صحاح میں پائی قولہ علیہ السلام اِنَّ للّٰہِ تعالیٰ ملائکۃ یقال لہم نقلۃ ینقلون المیت من مکان الی مکان یعنے آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ کے کئی فرشتے ہیں کہ اُن کو نقلہ کہتے ہیں۔ وہ نقل کرتے ہیں مُردے کو ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کے۔ پس بعضے مبارک برین فقیر آوردند وفرمودند فرزند من ایں حدیث بنویس صحبت تمام ست

ایضاً بدھ کی رات غرہ ماہ جمادی الآخرہ

کہ یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ فائدہ استقبال قبلہ کا بیان فرمایا کہ کتاب میں ہے القبلۃ بین المغربین والنجم القطب یکون علی اذن الیمنی ویکون یمین المصلی حصتان وفی یسارہ حصۃ واحدۃ یعنے قبلہ درمیان دو مغرب کے ہے مغرب اقصے گرمی کے اور مغرب اقصے سردی کے پس دو حصوں کو دائیں طرف چھوڑے اور ایک حصے کو بائیں جانب اور ستارہ قطب بنا گوش پر ہے۔ ایضاً فرمایا ینبغی للمصلی فی الصلوۃ ان یفعل ثلثۃ افعال علی طریق الاستحباب احدہا اذا بلغہ السُّعال یضع یدہ علی فمہ والثانی اذا دخل التثویب فی المقعد یخرجہ والثالث اذا عری رجلہ

لہ اصل نسخے میں اسی طرح ہے اور ترجمہ اسکا فازہ کیا ہے فازہ کہتے ہیں جمائی کو اور سعال بمعنی کھانسی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سعال سہو کاتب ہو کر بجائے تثاؤب کے سعال لکھدیا واللہ اعلم ۱۲

سترہ وھذا اذا کان اخوہ المسلم فی عقبہ یعنے نماز پڑھنے والے کو نماز میں تین چیزیں مستحب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جس وقت جمائی آئے تو ہاتھ منہ پر رکھے۔ تاکہ شیطان اندر نہ جائے۔ جمائی نماز میں مکروہ ہے۔ اگر منہ کو کھلا ہوا رکھے۔ دوسرے یہ ہے کہ اگر کیڑا دیر میں چلا جائے تو اس کو نکال لے۔ تیسرے یہ ہے کہ وقت قعدے کے آگے پاؤں برہنہ ہو جائے تو اُس کو کرتے کے دامن سے ڈھانپ لے اور یہ اُس وقت ہے کہ برادر مومن پیچھے بیٹھا ہو تاکہ وہ کف پا کو برہنہ نہ دیکھے۔ جیسا کہ دعا گو کرتا ہے۔ اور یہ معمول مخدوم ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند و فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس و بگیر مد مثاب باشد ایضاً تفسیر اس آیت کریمہ کی بیان فرمائی رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ای اٰتِنَا فِی الدُّنیا سَلَامَۃَ الْاِیْمَانِ وَفِی الْاٰخِرَۃِ لِقَاءَ الرَّحْمٰنِ وَقِنَا عَذَابَ الْفُرْقَانِ وَالْھِجْرَانِ وَھُوَ اَشَدُّ مِن عَذَابِ النِّیْرَانِ یعنے دے ہم کو دنیا میں سلامتی ایمان کی اور آخرت میں دیدار رحمٰن کا اور نگاہ رکھ ہم کو عذاب ہجران سے یعنے فراق و جدائی سے پھر فرمایا کہ عجیب معنی ہیں کسی تفسیر میں نہیں ہیں پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند و فرمودند فرزند من تفسیر ایں آیہ و سہ چیز کہ مصلی را مستحب ست و تقریر ازاں قبلہ کہ گفتم جملہ بنویس ایضاً شب مذکور میں تہجد کے وقت یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا بات ذکر میں تھی فرمایا کہ ذکر علانیہ بہتر ہے۔ یا خفیہ بہتر ہے دونو حدیث صحاح میں ثابت ہیں قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل الذکر الخفی اور ذکر خفی

لہ خلل انداز۔ الاحقر

فائدہ: جس وقت یہ ملفوظ لکھا گیا اس وقت حضرت ...

اس کو کہتے ہیں کہ زبان بند کرے اور دل سے کہے نہ یہ کہ آہستہ کہے لفظ خفی کا اضداد سے ہے یعنی سرّ و جہر دونوں کے آیا ہے سماع اس کا مراد نہیں ہے۔ میں اس بات کا سماع رکھتا ہوں اور خفیہ میں عدم علم ہے اور علانیہ متعدیہ ہے۔ دوسرے کو پہنچائے۔ مذاکرہ ہوتا ہے جیسے کہ حدیث صحاح نے کلمات قدسی میں ہے من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو کوئی یاد کرے مجھ کو آہستہ وتنہا تو میں بھی اس کو یاد کروں آہستہ وتنہا اور جو کوئی یاد کرے مجھ کو مجمع میں تو میں بھی اس کو یاد کروں مجمع میں عرش سے تحت ثرےٰ تک ساتھ مقرب فرشتوں کے[1] بہتر اس سے کہ اس کو خفیہ میں یاد کروں۔ بعد اسکے فرمایا کہ علانیہ میں بھگانا شیطان کا ہے کہ جہاں تک ذکر کی آواز سنی جائے وہاں تک شیطان کی ولایت وحکومت نہووے کہ وہ نزدیک ہو جیسے کہ اذان ہے کہ جہاں تک سنی جاتی ہے وہاں تک شیطان نہیں آسکتا۔ اور وہ بھی (ایک قسم کا) ذکر ہے ذکر جہر مکروہ نہیں ہے۔ اگر مکروہ ہوتا تو اس مدح پر ممدوح نہ ہوتا۔ اور ذاکر مثاب نہ ہوتا مخدوم ادام اللہ برکاتہ نے اس نص سے مسئلہ ذکر لیے ادائے مکتوبات کے باجتہاد استنباط کیا ہے۔ اسی درمیان میں فرمایا کہ پانچوں وقت بعد ادائے

---

[1] اس ترجمے سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر منہ کی طرف ذکر خفی کی راجع ہے ورنہ ظاہر یہ ہے کہ طرف لفظ ملاء کے راجع ہو یعنے میں اُسکے مجمع سے بہتر مجمع میں یاد کرونگا وہ مجمع فرشتوں کا ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ بشر سے افضل ہیں شاید یہ معنی اسلئے رکھے ہوں کہ تفضیل ملائکہ کی بشر پر لازم نہ آئے واللہ اعلم ۱۲ الکاتبہ عفا اللہ عنہ

فرائض حلقے میں کھڑے اور بیٹھے ذکر کریں لقولہ تعالیٰ فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً ای ادیتم الصلوٰۃ یہاں قضا بمعنی ادا ہے لان الاداء تسلیم عین الواجب والقضاء تسلیم الواجب ویستعمل احدہما مکان الاخر استعارۃً یعنے اسلیے کہ ادا سپرد کرنا عین واجب کا ہے۔ اور قضا سونپنا ہے واجب کا۔ اور ہر ایک اُن دونوں سے بجائے دوسرے کے مستعمل ہوتا ہے بطور استعارے کے۔ اور الصلوٰۃ میں الف ولام عہد کا ہے یعنے جس وقت تم نماز فرائض ادا کرچکو تو ذکر کرو۔ خدا تعالےٰ کا کھڑے اور بیٹھے اول قیام فرمایا پھر قعود کا ذکر کیا۔ تو اول کھڑے ہوکر ذکر کریں۔ بعد اُس کے بیٹھ جائیں روایت کیا گیا ہے کہ ۳۳ بار کلمہ لا الٰہ الا اللہ مد سے کہیں جیسا کہ میں نے یادوں کو تلقین کیا ہے۔ نفی کو بائیں جانب سیدھی جانب پر ماریں جب تک کہ بسا نفی یاری دے پھر اثبات بائیں جانب کو کریں اور دو صفیں کریں ۳۳ بار اُس طرف اور ۳۳ بار اِس طرف۔ بعد فراغ کے صاحب صدر ہاتھ دعا کے واسطے اٹھاوے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مَعَ الَّذِیْنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالْوَاصِلِیْنَ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ مَعَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اور آخر درود شریف پڑھے بعد ازاں روئے مبارک بریں فقیر آوردند و فرمودند فرزند من۔ ایں طریق ذکر و ہر دو حدیث در باب ذکر و بیان آیہ کہ گفتم بگیر یاد و بنویسید حجت تمام است۔ بعد اسکے فرمایا کہ اُس طرف کا زدوں میں کیا خوب رسم ہے کہ پانچوں وقت بعد پانچوں نمازوں کے ذکر بلند کہتے ہیں اور حلقہ کرتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اور صبح کی نماز میں بعد اشراق

کے دعا گو بھی اوچھ میں چند زمانہ کہتا تھا پانچوں وقت جب میں اُس طرف سے
آیا تو مخدوم والد قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ تو کثرت ذکر سے والہ ہو جائیگا۔ اور
پہاڑ و صحرا میں رہے گا۔ بعد اس کے میں نے اپنی طرف سے وکیل کر دیا اب
تک اوچھ کی خانقاہ مخدوم میں وہی ذکر کرتا ہے۔ فرمایا کہ چند زمانے سے میرے
دل میں ہے کہ یہاں بھی کسی کو وکیل کر دوں تا کہ پانچوں وقت حلقوں میں
یاروں کے ساتھ ذکر کیا کرے۔ سید صدر الدین محمد کو وکیل کر دیا۔ اس اثنا میں
فرمایا کہ حدیث صحاح ہے افضل الاشیاء لسان ذاکر و قلب خاشع و زوجۃ
تعینہ علی ایمانہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین چیزوں
کی تین چیزیں ہیں۔ زبان خدا کی یاد کرنے والی اور دل خدا سے ڈرنے والا
اور بی بی کہ مدد کرے مرد کی اُس کے ایمان پر یاروں نے پوچھا کہ بی بی کا
مدد کرنا کیا ہے جواب فرمایا کہ ایمان کی یہ ہے کہ عورت واسطے مرد کے صلاحیت
میں کوشش کرے۔ اور اسباب صلاحیت کے واسطے اُسکے موجود رکھے
جیسے سردی میں گرم پانی تا کہ سردی مرد کو کاہلی میں نہ لاوے۔ اور اگر مرد سو جائے
تو اُس کو وقت پر جگاوے اور کہے کہ نماز پڑھ مناسب اس کے حکایت
بیان فرمائی کہ لڑکوں کی ماں تہجد کے وقت مجھ سے پہلے اُٹھتیں جس وقت
کہ وہ تہجد تمام کر چکتیں تو بعد اُس کے دعا گو کو بھی بیدار کر دیتیں۔ بی بی ایسی
چاہیئے۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرزند من لکھ لے سبق پڑھ میں نے
شروع کیا۔ ترتیب اسمیں تھی واعلم ان المومن لا یکفر بالذنب ولا یخرج
من الایمان والدلیل علیہ قولہ تعالی یا ایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ

توبۃً نصوحًا سماھم مومنین وان صدر منھم الزنا و شرب الخمر و غیر ذلک وکذا انما نھی اللہ علیہ آدم عن اکل الشجرۃ و قربا بھا فلما اکل الشجرۃ قال وعصی آدم ربہ فغوی ولم یقل وکفر آدم وکذا لما شرب ھاروت وماروت الخمر وھما بالزنا اختار اعذاب الدنیا علی عذاب الآخرۃ ولم یکفرا فکذلک لم یکفر احدٌ بالذنب یعنی جان تو کہ مومن گناہ سے کافر نہیں ہوتا ہے اور ایمان سے نہیں نکلتا ہے۔ و لیکن فاسق ہو جاتا ہے جیسے کہ کافر اگر ساری نیکیاں کر ڈالے تو وہ کفر سے باہر نہیں آتا ہے۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مومنو تم توبہ کرو طرف اللہ کے توبہ نصوح۔۔۔۔۔ اُن کا نام مومن رکھا۔ اگرچہ اُن سے زنا و شراب پینا وغیرہ صادر ہووے اور اسی طرح جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے آدم علیہ السلام کو درخت کے کھانے اور اُس کے پاس جانے سے منع فرمایا۔ تو جس وقت آدمؑ نے اس درخت کو کھا لیا۔ تو فرمایا کہ نافرمانی کی آدمؑ نے اپنے رب کی سو وہ بہک گیا۔ اور یوں نہیں فرمایا کہ آدمؑ کافر ہو گئے۔ اور اسی طرح جس وقت ہاروت و ماروت نے شراب پی لی۔ اور زنا کا قصد کیا۔ تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو آخرت کے عذاب پر اختیار کیا۔ اور وہ کافر نہ ہوتے سو اسی طرح گناہ سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا ہے۔ جب سبق اس فقیر کا اس آیت میں پہنچا کہ توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا تو فرمایا کہ نصوح بروزن فعول ہے۔ واسطے مبالغے کے اُس کی وجہ اشتقاق کی تین طریقے ہیں جو میں نے سنے ہیں نصوح من النصح ای الخلوص او من النصح وھو الوعظ او من المنصاحۃ

وھی الخیاطۃ یعنے نصوح مشتق ہے نصوح سے۔ جو بمعنی خلوص ہے یا نصح بمعنی وعظ سے یا نصاحت بمعنی خیاطت سے۔ یعنے سینا پس معنی توبۃ نصوح کے یہ ہوئے کہ تم توبہ خالص کرو یا توبہ وعظ و نصیحت کرنے والی اور گناہ سے باز رکھنے والی کرو۔ یا توبہ دین کی پارہ دیگیوں کے سینے والی کرو معنی یہ ہیں اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ نصوح نام ایک مرد کا تھا ایسا ایسا تو یہ کفر ہے اسلئے کہ اگر اس جگہ یہ معنی ہوتے تو نصوح مضاف الیہ مجرور اور توبہ مضاف ہوتی عبارت یوں ہوتی کہ توبوا الی اللہ توبۃ نصوحٍ اور یہ کسی قرآت شاذ میں بھی نہیں آیا ہے تو واللہ یہ حق کی کہی ہوئی کو بدلنا ہے اور میل ڈالنے میں اللہ تعالی نے یوں فرمایا ہے فمن بدلہ بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ اور یہاں نصوحا توبہ کی صفت ہے۔ اور توبہ موصوف ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ میں ایک دن مجلس وعظ میں تھا واعظ نے اس آیت کا بیان کیا اور کہا کہ نصوح نام ایک مرد کا تھا ایسا ایسا قصہ شروع کیا میں نے اس واعظ سے کہا کہ تو کافر ہو گیا۔ تو کلمہ شہادت کہہ۔ اس نے ایسا ہی کیا اور وہی تین معنی جو میں نے بیان کئے اس سے کہے پھر یاروں کے طرف متوجہ ہوتے فرمایا۔ تم نے بھی یہ معنی کسی واعظ سے سنے ہیں بعض نے کہا کہ میں نے سنے ہیں فرمایا کفر ہے۔ واعظوں کو یہ معنی تلقین کرنے چاہئیں جو میں نے کہے بہتر ہوگا۔ ورنہ وہ غلط کرتے ہیں توبۃ نصوحا فعول من المبالغۃ للناصح وقیل واثقۃ وقیل صادقۃ وقیل خالصۃ من تفسیر الامام النسفی والتوبۃ النصوح للمبالغۃ فی النصح التی لا یکون التائب معہا

معاودۃً للمعصیۃ وقال الامام الحسن البصری رضی اللہ عنہ توبۃ نصوح هی ندامة بالقلب والاستغفار باللسان والترک بالجوارح واضمار ان لا یعود۔ نصوح فعول ہے نصح سے بعض کہتے ہیں توبہ نصوح توبہ عہد کی ہوتی کو کہتے ہیں کہ کوئی معصیت نہ کرے اور بعض کہتے ہیں توبہ نصوح توبہ صادق ہے عکس کاذب۔ اور بعض نے کہا کہ توبہ نصوح توبہ خالص ہے خلاف نفاق کے اور توبہ نصوح مبالغہ ہے نصیحت میں یعنے وہ توبہ کہ اس کا تائب معصیت کی طرف پھرنے کی نیت نہ کرے۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ توبہ نصوح پشیمانی ہے دل سے اور بخشش مانگنا ہے زبان سے اور چھوڑنا معصیت کا ہے اعضا سے۔ یعنے اپنے وجود کو معصیت و نافرمانی سے نگاہ رکھے اور پوشیدہ رکھنا ہے دل میں کہ معصیت کی طرف عود نہ کرے اور یہ عربی رباعی پڑھی

الٰهی کم رکبت علی الخطایا فهب لی توبة قبل المنایا
ندمت ندامةً ارجو الیکا سیعفی زلتی رب البرایا

پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا۔ فرزندمن یہ بیان توبہ نصوح کا جو میں نے بیان کیا غریب ہے۔ اس کو ملفوظ میں لکھ لے۔ تاکہ دوسروں کو فائدہ حاصل ہو۔ چشم مبارک میں آنسو بھر آئے اور یاروں نے بھی موافقت کی (رو دئے) یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

دعائے بردہ گریختہ

ایضاً فرمایا کہ جس وقت کسی کا غلام بھاگ جائے تو مروی ہے کہ یہ دعا پڑھے

ن الیك

اول و آخر درود کہے یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اجمع علیہ ابقہ
اور اگر لونڈی ہو تو بتا رتا بنت ابقتہ کہیں اور اگر بہت سے غلام بھاگ گئے
ہوں تو اوابقہ نجمع کہیں جیسا کہ دعا گو کہتا ہے یہ دعا معمول مخدوم ہے پس
روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویس ایں دعا را۔ ایضاً
ایک سید عربی پہنچا۔ اس نے ساٹھ حج کئے تھے اور ایک سو بیس برس
کی عمر تھی۔ کعبہ مکرمہ کا مجاور تھا۔ زبان عربی میں کہا فارسی نہیں جانتا تھا
انی اجئ الیک من الحرب لاشتیاقک یا اجل ویا شیخ قطب العالم
حضرت مخدومؒ نے فرمایا تقبل اللہ منک انا اخ لکم وکم من رجل جاؤا
معک سید نے کہا جاء معی ثلاثۃ نفرانا والغلام والجاریۃ والمرکب عین
لی الحجرۃ والعلوفۃ مادمت معک حضرت مخدومؒ نے فرمایا میں نے قبول
کیا اور مزاح یعنی خوش طبعی فرمائی یا سید جاریتک شابۃ سیدؒ نے کہا نعم
فرمایا نحن نشتری الجاریۃ انت شیخ وھی شابۃ سید نے کہا لا یا سیدی تقضی
الحاجۃ وقتلیۃ یعنے سید عربی نے کہا کہ میں آتا ہوں طرف تمہارے عرب مجاورت
کعبہ سے واسطے تمہارے اشتیاق کے۔ اے سید بزرگ! اور اے قطب عالم
مخدوم نے فرمایا۔ اللہ تم سے قبول کرے میں تمہارا بھائی ہوں تمہارے
ساتھ کتنے آدمی آئے ہیں کہا میں ہوں اور لڑکا ہے اور لونڈی ہے
اور سواری ہے تم میرے واسطے حجرہ و وظیفہ مقرر کرو جب تک کہ میں تمہارے
ساتھ ہوں۔ مخدوم نے فرمایا۔ میں نے قبول کیا۔ حسن خادم کو طلب کیا۔
علوفہ و حجرہ معین کر دیا۔ اور مطائبہ کیا کہ تمہاری لونڈی جوان ہے۔ کہا ہاں۔

فرمایا ہم تمہاری لونڈی کو خرید لیں گے۔ تم تو بوڑھے ضعیف ہو گئے ہو اور وہ جوان ہے کیونکر رہے گی؟ کہا نہیں۔ وقت حاجت کے کام آتی ہے

تیسری جمادی الآخرہ جمعہ کے دن

بعد نماز کے یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ مخدوم کو پیٹ کی تکلیف تھی طبیب نک سے فرمایا کہ تم اچھے آئے کوتوال نے کچھ دوا بھیجی یہ طبیب ہندو تھا اس سے کہا ھدیک اللہ یعنے اللہ تجھے راہ راست دکھائے اور مسلمانی روزی کرے فرمایا فتاوی میں ہے سوال المریض للطبیب جائز وان کان کافرا یعنے پوچھنا بیمار کا طبیب سے درست ہے گو وہ کافر ہو۔ پس لڑکے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں مسئلہ بنویس۔

نماز حفظ ایمان

ایضاً فرمایا حدیث صحاح میں ہے من صلی یوم الجمعۃ اربع رکعات علی الدوام ویقرأ فی کل رکعۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ مقیما کان او مسافرا سواء کان فی اول ذلک الیوم او فی اخرہ فاذا فرغ یقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مائۃ مرۃ حفظ اللہ ایمانہ یعنے جو شخص پڑھے جمعہ کے دن چار رکعتیں ہمیشہ۔ اور پڑھے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار۔ مقیم ہو یا مسافر یہ شرط نہیں ہے کہ وہی آدمی پڑھے جس پر جمعہ واجب ہے برابر ہے کہ اول دن میں ہو یا آخر دن میں پھر جب فارغ ہو جائے تو لاحول ولا قوۃ

اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم سو بار لکھے اللہ تعالیٰ اُس کے ایمان کو نگاہ رکھے گا۔

نماز تسبیح بجماعت

ایضاً فرمایا کہ شب جمعہ کو نماز تسبیح بجماعت سنت ہے، لا غیر۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب جمعہ کو نماز تسبیح ہمراہ اصحاب کے جماعت پڑھی ہے۔ پس شب جمعہ کو سنت کی نیت کرے۔ متابعاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غیر میں نیت نفل کی کرے تکمیلاً للفرائض۔

نیت نماز

ایضاً فرمایا کہ نیت نماز کی یوں کریں کہ متوجھاً الی جھة عین جھة الکعبة اس واسطے کہ میں نے کتاب میں پایا ہے ینبغی للمصلی ان ینوی جھة عین جھة الکعبة لان الکعبة تحول لزیارة الاولیاء یعنی اسلئے کہ کعبہ کو واسطے زیارت بعض اولیاء کے لے جاتے ہیں۔ پس روئے مبارک بدین فقیر آورد و فرمود اے فرزند من این فوائد بنویس غریب است۔ ایضاً فرمایا بحر میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو لڑکین میں حبشیوں کا تماشہ دکھاتے تھے آپ نے اسلئے منع نہیں کیا کہ وہ بالغ نہ تھیں وابست سے کہ مردوں کو دیکھیں اس جگہ فرمایا کہ اگر کوئی عورت یا لڑکی کپڑے کی صورت سے کھیلے جو کہ لڑکیاں بصورت آدمی کپڑے سے بناتے ہیں۔ تو ان کو منع نہ کریں۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کو منع نہیں فرماتے تھے بلکہ عورتیں اور لڑکیاں پڑوسیوں کی آتیں
اور گڑیوں سے کھیلتی تھیں فرمایا اگر کوئی اس جگہ سوال کرے کہ جس گھر میں
صورت ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے اور فرشتے نہ آئیں پس آپ کیوں منع
نہ کرتے تھے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ مراد اس صورت سے صورت معبودہ
مراد ہے اور کپڑے کی صورت کو کوئی نہیں پوجتا ہے۔ ہندوستان کے کفار
بھی نہیں پوجتے ہیں۔ اسلئے منع نہ کریں اور اُن کو دور کرنا نہ چاہیئے اور نماز
اُن کے برابر میں مکروہ نہیں ہوگی۔ پس روئے مبارک بربن فقیر آوردند
فرمودند فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویس غریب ست ایضاً فرمایا کہ عرب
میں حافظ عورتیں ہیں۔ دو رکعت تراویح ماہ رمضان میں ختم کر دیتی ہیں وہاں
ایک ہندوستانی کے لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ وہ حافظ ہوگئی ہے میں نے
اُس کو دیکھا ہے۔ اُس نے ختم شروع کیا۔ اُس کی ماں اور ایک اور عورت
نے اُس کا اقتدا کیا میں نے سنا کہ اُس نے اول رات تو شروع کیا جب
آخر رات ہوئی تو میں نے سنا کہ وہ سورۂ عم پڑھ رہی ہے ایضاً ذکر اس
آیت کا کہ ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض
الا ما شاء اللہ یعنے جب صور میں پھونکیں گے تو ہلاک ہو جاویں گے جو
لوگ کہ آسمانوں میں ہیں اور جو لوگ کہ زمین میں ہیں۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ
باقی رکھے اور وہ چھ چیزیں ہیں جیسا کہ خبر میں ہے یبقی اللہ تعالیٰ یوم
اھلک الخلائق ستہ وھی العرش والکرسی واللوح والقلم والجنان والمیزان
یعنے باقی رکھے گا اللہ تعالیٰ جس دن کہ خلائق کو ہلاک کریگا چھ چیزوں کو اور وہ

عرش و کرسی و لوح و قلم و جنت و دوزخ میں اعتقاد اہل سنت و جماعت کا یہی ہے کہ وہ چھ چیزوں کو فانی نہیں جانتے ہیں خلافاً للمعتزلہ بامذہب کہتے ہیں کہ یہ چیزیں بھی فنا ہو جائیں گی یہ قول اس آیت و خبر سے باطل ہے پس روئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزندمن بیان این آیہ کہ تقریر کردم بنویس حجت تمام ست ایضاً تحصیل صرف و نحو و لغت کی فضیلت کا ذکر نکلا فرمایا حدیث صحاح ہے۔ قولہ علیہ الصلوۃ والسلام من تعلم العربیۃ لیسہل علیہ علم الشریعۃ فکانما عبد اللہ ما تہ عام لم یعصہ طرفۃ عین یعنی جو شخص کہ علم عربیت یعنی صرف و نحو سیکھے تاکہ علم شریعت یعنی علم فقہ واصول فقہ اس پر آسان ہو جائے۔ گویا اس نے سو برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی کہ طرفۃ العین اس کی نافرمانی نہ کی ہو۔ پس کون عبادت اس سے بہتر ہوگی کہ وہ علم عربیت کو حاصل کرے۔ ورنہ وہ ماضی و مستقبل و امر و نہی و فاعل و مفعول و مبتدا یا خبر بلیت اگیا جانے تو وہ معنی فقہ کے غلط کریگا۔ اور خطا کہے گا۔ پس خطائے عظیم ہوگی قولہ علیہ السلام عَلِّموا صبیانکم النحو فان النصاری قد کفروا بترک تشدید واحد علّموا دو مفعول چاہتا ہے مفعول اول تو صبیان ہے اور مفعول ثانی نحو ہے یعنی آپ نے صحابہ و تابعینؓ کو فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو علم نحو سکھاؤ اسلئے کہ ترسا ایک تشدید کے ترک سے کافر ہو گئے وہ ترک تشدید یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انجیل شریف میں فرمایا انا اللہ الذی ولّدت عیسٰے بتشدید لام معنی کہ میں نے عیسٰے کو پیدا کیا اور بغیر تشدید کے معنی یہ ہوں گے کہ میں نے جنا عیسٰے کو تعالیٰ

کو لازم کرتے ہیں اور یہ کفر ہے کیونکہ اللہ سبحانہ بی بی بچوں سے منزہ و پاک ہے۔ قولہ تعالیٰ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد یعنے تم کہہ دو اے محمدؐ کہ وہ خدا ایک ہے۔ خدا بے نیاز ہے نہ جنا اُس نے کسی کو اور نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ تھا اور نہ ہوئے اُس کا ہمسر کوئی۔

معنی توفیق

ایضاً توفیق کے معنے فرمائے کہ التوفیق جعل فعل العبد مُوافقاً لرضاء الرَّب یعنے توفیق کرنا ہے فعل بندے کو موافق رضا خداوندی کے۔ پس توفیق خیر میں ہے اسلیے کہ رضا اُس کی خیر میں ہے شر میں نہیں ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند۔ فرزند من ایں فائدہ بنویس۔

ایضاً تواضع و محبت صلحا

فرمایا کہ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین قدس اللہ سرہ ڈولی پہ سوار جاتے تو دونوں ہاتھ باہر کھینچ کر فرماتے کہ شاید کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ میرے ہاتھ سے لگ جائے تو میں بھی بخشا ہوا ہو جاؤں۔ لیکن میں نہیں کر سکتا ہوں کمزور ہو گیا ہوں۔ میرا ہاتھ سخت پکڑتے ہیں تو ایذا پہونچتی ہے۔ باوجود اس کے بھی تحمل کرتا ہوں اسلیے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ؎

احب الصالحین ولست منھم　　لعل اللہ یرزقنی صلاحا

یعنے میں صالحوں نیک مردوں کو دوست رکھتا ہوں اور میں اُن میں سے نہیں

ہوں شاید اللہ تعالیٰ صالحوں کی برکت سے مجھے بھی صلاحیت روزی کرے

ذکر خفی

ایضاً فرمایا ذکر خفی دل وجان سے ہے نہ زبان سے اور عکس اس کا ذکر جہر ہے اور ذکر دل سے واصل تر ہے۔

بیان بحق فلاں کا

ایک عزیز نے پوچھا کہ بحق فلاں کہیں جواب فرمایا کہ باین معنی کہیں کرمًا وعدلًا لا وجوبًا لان الالوھیۃ تنافی الوجوب جیسا کہ قصیدہ لامیہ میں کہا ہے ؎

وما ان فعل اصلح ذوافتراض　　　علی الھادی المقدس ذی الفعال

یعنے کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے مگر بطریق کرم وعدل جیسا کہ اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا یعنے نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے رزق اُس کا اسلئے کہ حرف علی وجوب کا تقاضا کرتا ہے جیسے کہ کہتے ہیں علی کذا الفلان یعنے مجھ پر واجب ہے کہ میں فلاں کا کام ایسا کرونگا۔ فقہ میں بحق کہنا عوام کے واسطے منع ہے کیونکہ وہ جانیں گے کہ ایسا واجب ہے وہ نہ سمجھیں گے۔ لیے ہے خواص یسوان کو معنی مذکور کہنا درست ہے اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ بطریق کرم ہے نہ بطریق واجب دعا گو کو واقعہ میں کہا ہے کہ تو توسل کر بحق المشیم الکبیران تفعلی کذا وکذا پس

روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویس ایضاً فرمایا سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں لکھی روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال سبعۃ من الھدی وفیھن الجماعۃ فمن خرج منھن فقد خرج من الجماعۃ لا تشھدوا اھل القبلۃ ویا لکفر ولا با لشرک ولا بالنفاق وذروا سرائرھم الی اللہ تعالیٰ وصلوا علی من مات من اھل القبلۃ واشھدوا الصلوات الخمس والجمعۃ والجماعۃ مع کل امام برّ او فاجر وجاھدوا عدوکم مع کل خلیفۃ ولا تخرجوا علی ائمتکم بالسیف وان جاروا وادعوا لھم بالصلاح والعافیۃ ولا تدعوا علیھم بالھلاک والعقوبۃ وخالفوا الاھواء فان اولھا واٰخرھا باطل وھذہ الکفایۃ لمن کان لہ ادنی عقل ودرایۃ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا سات چیزیں راہ راست سے ہیں اور ان میں سنت جماعت ہے۔ پس جو شخص ان سے نکلا تو وہ نکل گیا سنت وجماعت سے، اول یہ ہے کہ تم گواہی مت دو اہل قبلہ پر کفر کی۔ اور نہ شرک کی۔ اور نہ نفاق کی اور چھوڑ دو اُن کی پوشیدہ باتوں کو طرف اللہ تعالیٰ کے دوسرے یہ ہے کہ نماز پڑھو اُس شخص پر جو مر جاوے اہل قبلہ سے تیسرے یہ ہے حاضر ہو پانچوں نمازوں میں اور جمعہ وجماعت میں تنہا مت پڑھو ساتھ ہر امام نیک وبد کے چوتھے یہ ہے کہ لڑو اپنے دشمن سے ساتھ ہر خلیفہ کے۔ اور اپنے اماموں پیشروں پر تلوار مت نکالو اور اس سے والیان ومقطعان ہیں اگرچہ وہ جور وستم کریں۔ پانچویں یہ ہے کہ صلاح وعافیت کے واسطے ان کی دعا کرو اور ہلاک وعقوبت

کی بد دعا اُن پر مت کرو۔ چھٹے یہ ہے کہ علیحدہ دور ہو جاوے ہوا وں خواہشوں نفس سے۔ کیونکہ پوجنا ہوا (خواہشات) کا بمنزلہ پوجنے معبود کے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ یہ ہوا شرک ہے یعنے اللہ تعالیٰ تو خیر و نیکی کا حکم کرتا ہے اور ہوائے نفس شر و بدی کا حکم دیتی ہے۔ جو شخص ہوائے نفس سے باز رہتا ہے تو اُس کی جگہ بہشت ہوتی ہے۔ اسلئے کہ شریک کا مخالف ہوا اور جو شخص برعکس اس کے ہوا تو اُس کی جگہ دوزخ ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ اور اللہ پاک نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرمایا کہ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃً فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب یعنے اے داؤد مقرر ہم نے تجھ کو خلیفہ کیا زمین میں سو تو حکم کر درمیان لوگوں کے ساتھ حق و راستی کے اور پیروی مت کر ہوی کی کہ وہ گمراہ کر دے تجھ کو اللہ کی راہ سے۔ اور دور ڈال دے بیشک وہ لوگ جو گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے اور پیروی ہوا کی کرتے ہیں ان کے واسطے ہے سخت عقوبت بسبب اسکے کہ بھول گئے وہ روز حساب کو۔ یعنے روز قیامت کو مناسب اس کے یہ بیت فرمائی ہے

من ملک النفس حُرٌ مساھو والعبد من یملکہ ھواہ

یعنے جو شخص مالک نفس کا ہے آزاد وہی ہے اور غلام وہی شخص ہے کہ جسکی

مالک اُس کی ہوا ہوتی ہے ؎

حرص و ہوا دو بندہ دارم ۔ من بر سرِ ہر دو بادشاہم
تو بندۂ بندگان مائی ۔ از بندۂ بندگان چہ خواہم

ساتویں چیز یہ ہے کہ بدلوں کی مخالفت کریں اور نیکیاں اختیار فرمائیں۔ اسلیئے کہ اول و آخر بدلین کا باطل ہے۔ اور یہ بات کافی ہے اُس شخص کو کہ جو ادنیٰ عقل و دانش رکھتا ہے۔ پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتم بنویس غریب ست۔

ذکر تحمل و برداشت

ایضاً ذکر تحمل کا نکالا فرمایا ان یوما جاء فقیر سائل الی امیر المؤمنین حسین ابن علی رضی اللہ عنھما وتوقع منہ شیئا فوقف الحسین رضی اللہ عنہ فشتم الفقیر لامیر المؤمنین فقال الحسین یا فقیر قد مللت من فقرك فمشاھرتی فی بیت المال لك فانشد ؎

نحن الجبال الراسخات ۔ الا تزجیھا الریاح العاصفات

یعنے ایک دن کوئی فقیر سائل نزدیک امیر المومنین حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے آیا اور اُن سے کسی چیز کی توقع کی تو حضرت حسین نے کہا کہ تو توقف کر یہاں تک کہ کوئی چیز پیدا ہو۔ فقیر نے ان کو گالی دی حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اے فقیر تو اپنے فقر سے آشفتہ و پریشان ہو گیا ہے۔ میری ماہوار جو بیت المال میں ہے وہ میں نے تجھے بخشی وہ فقیر شرمندہ ہو گیا۔ پھر حضرت امیر المومنین حضرت

حسین رضی اللہ عنہ نے بیت مذکور پڑھا۔ یعنے ہم بڑے جمے ہوئے پہاڑ ہیں ہم
کو سخت چلنے والی ہوائیں نہیں ہلاتی ہیں۔ ترجمہ اِی تحرک لا زجاء الحرک
یعنے تحمل و برداشت ہمارا وظیفہ ہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ سادات
کو اپنے دادا کی پیروی کرنی چاہیئے۔ غصہ نہ کرنا چاہیئے۔ پھر یاران بزرگ کی
طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ جیسا میرا فرزند سید علاء الدین مرد حلیم ہے اور ساکت
با ادب۔ اور دعا گو کی صحبت کا ملازم رہتا ہے اور دو اعتکاف اربعین ہمارے
ساتھ کیے اپنے دادا کا متابع یعنے پیرو ہے فرمایا کہ سادات کا مزاج مختلف
کہاں سے ہے میں نے اُس طرف کے محدثوں سے پوچھا تو یہ جواب سنا
کہ مزاج مختلف اس سبب سے ہے کہ بعض سادات غیر کفو کی عورتوں سے
نکاح کرتے ہیں۔ گاؤں کی لڑکیوں اور لونڈیوں سے بچے جناتے ہیں انکے
رگ جنبش میں آتی ہے۔ مزاج مختلف اس سبب سے ہے مناسب تحمل کے

حکایت شیخ جمال الدین اوچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی۔ کہ وہ
بنہایت متحمل تھے ایک دن اُن بزرگوار کے پاس سیاح قلندر آئے
وہ اُن کے واسطے نان روغن لائے قلندر لوگ خفا ہوئے اور سیخیں
کھینچیں اور کہا کہ تو ہمارے واسطے بکری کا گوشت اور یخنی و قرص و سالن
نہیں لاتا ہے۔ نان روغن لاتا ہے شیخ بمعذرت پیش آئے کہ اے
درویشو جو کچھ موجود تھا وہ میں تمہارے آگے لایا انہوں نے نہ سنا شیخ نے
اُسی وقت پگڑی اتار لی اور سر اُن کے آگے رکھ دیا اور کہا تم مارو جب
انہوں نے ایسا تحمل دیکھا تو لوہے کی سیخیں اُنکے ہاتھوں سے گر پڑیں۔

در بیان تحمل و بردباری سادات

در بیان غضب سادات

سب کے سب پاؤں پر گر پڑے پس روئے مبارک بریں فقیر آورد و فرمود فرزند
من ایں فائدہ کمل امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ و شعر عربی بنویسید کہ سارات
عفو بات و نصیحت باشد ایضاً ایک عزیز نے خدمت میں قصیدہ لامیہ
پڑھا بیت اس باب میں لکھی ہے

مُرِیدُ الخیرِ والشرِ القبیحِ ولکن لیس یرضی بالمحالِ

ای بالشر وھو الکفر والمعاصی سمی الشر بالمحال لانہ محال الشرع لا العقل
قولہ تعالیٰ ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا
یرضہ لکم و قولہ لا اخر ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم
وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان حاصل یہ ہے کہ رضا اللہ تعالیٰ
کی خیر میں ہے شر میں نہیں ہے قولہ تعالیٰ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
یعنے ..... برا نام ہے فسق بعد ایمان لانے کے۔

ذکر ابدال

ایضاً ذکر ابدال کا نکلا فرمایا البُدَلاء جمع البدیل کالحکماء جمع الحکیم
سمے بدیلا لانہ یُبدّل مقامہ بعد وفاتہ غیرہ الی یوم القیامۃ ولیس
ھذا المعنی فی الشیخ لانہ مرشد یعنے ابدال کو ابدال اسلئے کہتے ہیں کہ
بدل کیا جاتا ہے اُسکے مقام میں دوسرا اور اسکی وفات کے قیامت تک
ابدال صوفیہ ہیں دلوا سلئے نہیں ہیں ولیکن خلق سے گریزاں و پنہاں رہتے

ہیں اور یہ معنی صحیح ہیں نہیں ہیں اسلئے کہ وہ مرفد ہے درمیان خلق کے اِفساد
کرتا ہے۔ وہ قائم مقام پیغمبروں کے ہے کہ وہ خلق کے درمیان میں رہتے
ہیں اور راہ حق دکھاتے تھے قولہ تعالیٰ قل ہذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ
بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہو کہ یہ میری
راہ ہے میں بلاتا ہوں طرف اللہ کے بینائی دل پر ہوں میں اور میرے پیرو آپ
کے پیرو مشائخ ہیں کہ علم وعمل کے ساتھ خلق کی تربیت کرتے ہیں ایضاً
ذکر اس بات کا نکلا کہ اگر کوئی روزہ دار کسی مجلس میں جا پڑے اور نہ کھائے
تو اس کو ثواب ہے حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام الصائم اذا اکل
عندہ استغفر لہ الملائکۃ ما داموا یاکلون اُکل فعل ماضی مجہول ہے
یعنے جس وقت کہ نزدیک روزہ دار کے کھانا کھائیں بخشش مانگتے ہیں
اُس کے واسطے فرشتے جب تک کہ نزدیک اُسکے کھائیں۔ اس لئے کہ
اُس کا دل تو کھانا کھانے کی طرف میل کرتا ہے اور وہ اُس کو باز رکھتا ہے
ایضاً یہ حدیث شریف فرمائی کہ من اشتغل بما لا یعنیہ فاتہ ما یعنیہ
ای من اشتغل بما لا ینفعہ فاتہ ما ینفعہ یعنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مشغول ہوئے ساتھ ایسی چیز کے کہ نفع
نہ کرے اُس کو تو فوت ہو جائے گی اُس سے وہ چیز کہ اُس کو نفع کرے
مراد اس سے یہ ہے کہ مباح کے کرنے میں نہ ثواب ہے نہ عقاب بلکہ رخصت
ہے پس اُس چیز میں مشغول ہو کہ جس میں ثواب ہے تا کہ یہ اُسکے سبب سے فوت نہ ہو جائے
اور یہ مسنون و مستحب کا کرنا ہے یعنی مباح کے عوض مسنون و مستحب کیوں نہ کرے کہ ثواب پائے

فائدہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ المَلِکُ الحَقُّ المُبِین

ایضاً فرمایا حدیث صحاح ہے من قال لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ المَلِکُ الحَقُّ المُبِین مائۃ مرۃ کل یوم استغنیٰ بھا ودخل الجنۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کلمہ مذکور ہر روز سو بار کہے تو وہ تونگر ہو جائے اور جنت میں داخل ہوئے یہ معمول دعاگو کا ہے میں ہر روز پڑھتا ہوں اس فقیر کو فرمایا کہ تم بھی ہر روز سو بار پڑھو۔

سی وسہ آیہ

ایضاً فرمایا کہ سی وسہ آیہ کو رات میں پڑھے اسلئے کہ شیخ کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوراد میں ہے اور حدیث صحاح ہے کہ من قرأ ثلثۃ وثلاثین اٰیۃ من القرآن فی منزلۃ ادنی او فی قافلۃ امر اللہ الملائکۃ ان یحفظوہ من قطاع الطریق والسارق یعنے جو کوئی پڑھے تینتیس آیتیں قرآن کی اپنے گھر میں اگر چور آئے تو اندھا ہو جائے اور جو کوئی قافلے میں پڑھے تو حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے کہ وہ اُس کو اس سے نگاہ رکھیں کہ راہ زن وجو مضرت کا ارادہ کریں لوہے کا قلعہ انکے گرد بنادیں ایسا کہ وہ معاینہ کریں پس نسخہ مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من شما ہم سی وسہ آیت را ملازمت کنید۔

ثواب پرورش یتیم

ایضاً یہ حدیث شریف فرمائی کہ قولہ علیہ السلام انا وکافل الیتیم فی الجنۃ کھاتین معی

والمشار الی السبابۃ والوسطیٰ یعنے آپ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا کفالت کرنے والا
کا کہ دیانت سے نگاہ رکھے بہشت میں ایک جگہ ہوں گے اور دو انگلیوں سے
اشارہ فرمایا یعنی کلمے کی اور بیچ کی انگلی۔

نگاہداشت حیوانات

ایضاً ایک بکری چلاتی تھی یاروں نے پوچھا کہ شاید یہ بیچاری بکری بھوکی ہے
یا پیاسی دہن بستہ ہے۔ یعنے بات نہیں کرتی ہے کہ اپنے حاجت کا اظہار
کرے۔ فرمایا حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام ظلامۃ الانسان یعنے ظلم کرنا
دابہ کا جیسے گھوڑا وجانور واونٹ وخچر وگدھا وغیرہ سخت تر ہے آدمیوں کے
ظلم کرنے سے آدمی اگر بھوکا یا پیاسا ہو یا کوئی حاجت رکھتا ہو یا کسی نے اُس
پر ظلم کیا ہو تو وہ کہہ سکتا ہے بیچارے حیوان دہن بستہ ہیں۔ کوئی نہیں جانتا
ہے کہ بھوکے ہیں یا پیاسے یا کوئی درد رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اسی جہت سے
اپنے پاس سواری نہیں رکھتا ہوں اگرچہ سواری پر نماز جائز ہے اور ڈولی
میں درست نہیں ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ ڈولی میں سوار ہونا آیا ہے
فرمایا نہ آیا ہے پس لبِ مبارک بریں فقیر آوردہ فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس

ڈولی میں سوار ہونا درست ہے

سلوک وسیر وطیر

ایضاً فرمایا کہ سلوک ہے اور سیر ہے اور طیر ہے سلوک تو عبادت بدنی ہے اور
سیر صفا اور پاک ہونا دل کا ہے اور طیر صفت ہے روح کی اگر اُس کو حق کے ساتھ

محب ہوجائے ایں فقیر را فرمودند فرزندمن ایں فائدہ بنویس کہ مایۂ سالک ست

مجتہدین

ایضاً فرمایا کہ مجتہدین میں حق ایک سے اور وہ نزدیک اللہ کے ہے قیامت کو ظاہر ہوگا۔ اگرچہ خطا ہو مواخذہ نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اجتہاد سے تھا۔ اس باب میں ایک حدیث صحاح سے ہے قولہ علیہ السلام المجتہد یخطی ویصیب فان اصاب فلہ کفلان من الاجروان اخطأ فلہ کفل من الاجر یعنے مجتہد اگر دین میں خطا کرے۔ تو بھی صواب پر جائے۔ اگر وہ برصواب تھا تو اُسکے مسائل اجتہاد کے دو ثواب ہونگے۔ ایک تو اجتہاد کا دوسرا برصواب ہونے کا اور اگر مسئلے میں خطا کی۔ تو اس کا ایک اجر ہوگا۔ جہت اجتہاد سے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے۔ فرمایا فرزندمن اس میں کوشش کرو کہ چاروں مذہب پر باتفاق عمل کرو۔ فرائض وسنن میں جہاں کہ ممکن ہو جیسا کہ تم نے فقہ میں پڑھا ہے میں نے عرض کیا کہ کچھ اُس سے بیان فرمایئے تاکہ دل میں مستحکم بیٹھ جائے۔ فرمایا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول پر فاتحہ فرض ہے امام ومقتدی دونوں پر اور امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر فاتحہ مع ختم سورت واجب ہے اور وہ اس حدیث شریف سے تمسک کرتے ہیں قولہ علیہ السلام لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب وضم سورۃ معھا یعنے نہیں ہے نماز مگر ساتھ الحمد کے اور ساتھ ملانے ایک سورت کے ہمراہ اُس کے اسی جہت سے دعاگو نے امام کو کہہ دیا ہے کہ نماز جہریہ میں درمیان فاتحہ وسورت کے وہ دعا پڑھا کرے جو کہ عوارف میں مروی ہے،

فاتحہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول پر فرض ہے مقتدی پر۔ اور دعا گو کبھی اُس کو خوب پڑھ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ امام دعا پڑھتا ہے اور ان سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے اور استماع و انصات بھی ہو جاتا ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول پر مسح سر کی نیت شرط ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ کے قول پر مسح تمام سر کا فرض ہے لاطلاق قولہ تعالیٰ وامسحوا برؤسکم اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول پر دو چیزیں وضو توڑنے والی ہمارے قول سے زیادہ ہیں ایک چیز یہ ہے کہ ہاتھ یا بدن اپنی بستر مگاہ کو پہنچ جائے برابر ہے کہ شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے اور اسی طرح اگر ذکر کو کف دست سے پکڑے تو وضو ٹوٹ جائے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول پر اگر وہ دو چیزیں شہوت سے ہوں تو وضو ٹوٹ جائے۔ اور ہمارے قول پر نہ ٹوٹے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من اس میں کوشش کرو کہ فرائض میں باتفاق چاروں مذہب کے عمل کرو تاکہ جس مذہب کا آدمی آئے اقتدا کر سکے وکیف یقبل تطوع امرء حتی لا یکمل ویتم فرائضہ اتفاقا یعنی کیونکر قبول ہو نفل آدمی کی یہاں تک کہ تمام نہ ہو جائیں فرائض اُس کے باتفاق چاروں مذہب کے فرزند من این فائدہ بگیر۔

سماع ودف وطبل

ایضاً فرمایا کہ سماع میں اختلاف ہے لیکن ضرب دف چاروں مذہب میں حرام

ہے مگر نکاح میں قولہ علیہ السلام اَعلِنُوا النکاحَ ولو بالدف یعنے تم ظاہر کرو نکاح کو اگرچہ ساتھ دف کے ہو اور یہ ہمارے بعض اصحاب کا اختیار ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی اختیار ہے اور طبل بجانا درست نہیں ہے مگر لڑائی کے وقت درست رکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قافلے کے چلنے میں بھی درست ہے تاکہ راہ بھولا ہوا طبل کی آواز پر آجائے اور پہنچ جائے پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بترس ایضاً فرمایا الحزَن بالفتح اندوہگیں کردن من باب نصر یسمع و بالسکون اندوہگیں شدن من باب حسن یحسُنُ ایضاً فرمایا کہ درمیان دفع و رفع کے فرق ہے۔ دفع تو اُس چیز کا ہوتا ہے کہ جس میں عدم ہو اور رفع اُس چیز کا ہوتا ہے کہ اُس کا وجود ہوا ہو۔ این فقیر را فرمودند بگیر ایضاً فرمایا کہ اگر کھانے میں عبادت کی نیت ہو تو حجاب نورانی خالص ہوتا ہے اور اگر اُس کے ساتھ اور کوئی نیت ہو تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دھواں ہو ایضاً فرمایا گل طرۃ ابریشم کا دعا گو نے اُس طرف رافضیوں سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ پارہ ریشمی کپڑا پہننا زمانہ قلیل میں درست ہے اُن کا یہ قول باطل ہے۔ اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ اعتبار لُبس پہنے کا ہے نہ زمانے کا یعنے اصل پہننا محض حرام ہے خواہ زمانہ قلیل ہو یا کثیر اسلئے کہ حدیث صحاح میں ہے قال علیہ السلام ھٰذان مُحرّمان لذکور امتی وحِلٌّ لاناثھم یعنے آپ نے فرمایا کہ یہ دونو حرام

ف فاتحہ خواندن باسرار ... ... (حاشیہ ناخوانا)

لہ ذا الامر حزنا بالضم اندوہناک گردانید او را کار ازتصر حزن حزنا بالضم و بحرکت اندوہگیں شدن از سمع منتہی الادب۔

کیے گئے ہیں میری امت کے مردوں کو اور حلال کیے گئے ہیں ان کی عورتوں کو اور اشارہ فرمایا طرف سونے اور ریشم کے پس یہ دونوں محض حرام ہیں یعنی مردوں پر این فقیر را فرمود تا این فائدہ نویس۔

ذکر سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایضاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت یعنے چال چلن برتاؤ کا ذکر نکلا کہ آپ اچھی چیز کو اختیار نہ فرماتے تھے۔ یعنے اگر دو کپڑے یا اور کوئی سامان اسباب لاتے ایک قیمتی ہوتا اور دوسرا سہل یعنے غیر قیمتی تو آپ سہل کو اختیار فرماتے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن یعنے اچھے کو قبول فرماتے تو امت کہتی کہ ہمارے پیغمبر نے تو اچھا اختیار کیا ہے ہم بھی ان کی متابعت و پیروی کرتے ہیں مناسب اس کے یہ بھی فرمایا کہ جن چیزیں دنیا و آخرت کی خیر ہوتی اس سے احتراز فرماتے۔ یعنے وہ کام کہ اس میں دنیا و آخرت کی مشارکت ہوتی تو جس کام میں کہ محض خیر آخرت کی ہوتی اسی کو اختیار فرماتے پس درویش کو اسی طرح چاہیئے تاکہ اپنے پیغمبر کی پیروی کرے جو چیز کہ محض آخرت کی ہو اسی کو اختیار کرے۔ اس جگہ چشم پر آب فرمائی مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال اوچھوی قدس اللہ سرہ ایک تنکہ بازار میں واسطے کپڑے کے بھیجتے اس کی چادر لاتے پگڑی کرتا تہمد تب بھی اس سے پہنتے اگر لوگ کہتے کہ آپ کچھ چاندی اور دو تاکہ مہین کپڑا یعنے اچھا لے آئیں تو فرماتے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ایسا ہی پہنا ہے ایضاً فرمایا کہ اس طرف جو شخص پیوند کرتا ہے
یعنے مرید ہوتا ہے توحید۔ روز ذکر کا حکم دیتے ہیں اور حجرے دیتے ہیں مشائخ
کبار اُسی شخص کو دیتے ہیں کہ جو اُس کے لائق ہوتا ہے اور جو ویسا نہیں ہوتا
ہے تو اوراد کا حکم کرتے ہیں تا کہ بیکار نہ رہے۔ جیسے کہ دعا گو حکم کرتا ہے
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن نزدیک قطب عالم
رکن الحق والدین قدس اللہ سرہ کے ایک امیر واسطے پیوند کے آیا اور توبہ
کی۔ شیخ نے اُس کو ٹوپی دی۔ ایک درویش اُس جگہ حاضر تھا۔ کہا کہ ایسے
آدمی کو ٹوپی دیتے ہیں۔ وہ تو دنیا کے کام میں مشغول ہے۔ شیخ نے جواب
فرمایا کہ اے عزیز اگر وہ بسبب ایک ٹوپی کے گناہ سے باز آوے اور اس
کی جہت سے بخشا جائے تو کس لیے میں اُس کو ٹوپی نہ دوں ایضاً فرمایا کہ
کہ جب متراح یعنے پاخانے میں جائے تو مرد کو ہے کہ یہ دعا پڑھے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ وقال علیہ السلام اذا دخل
الخلاء اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے جن مردوں اور جن عورتوں
سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلموں کو فرماتے جبکہ پاخانے میں داخل
ہوتے یہ لوگ اس جگہ میں واسطے ایذا دینے آدمی کے حاضر ہوتے ہیں
جب وہ یہ کلمے کہہ لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُن کے شر سے اُس کو محفوظ
رکھتا ہے اور وہ کوئی نکبت و تکلیف اُس کو نہیں پہونچا سکتے اور یہ کلمے پاخانے
کے دروازے کے آگے کہیں اور پاخانے میں چلے جاویں اور چاہیے کہ
منہ اور پیٹھ قبلے کی طرف نہ کریں۔ اسلیے کہ حدیث صحاح میں ہے۔ قولہ علیہ السلام

[illegible]

لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها فی الخلاء ولکن شرقوا او غربوا انما قال ذالک فی المدینة الاخیر یعنے تم قبلے کی طرف مونہہ مت کرو اور نہ پیٹھ کرو پاخانے میں ولیکن مشرق و مغرب کی طرف کرو۔ آپ نے یہ حدیث مدینہ شریف میں فرمائی ہے۔ اسلئے کہ مدینے میں قبلہ بائیں جانب ہے مقصود اس حدیث شریف سے یہ ہے کہ قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اُس طرف مونہہ اور پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ جیسے کہ کتاب منتقی کی نظم ہے ؎

یکرہ نحو القبلة التخلی ۔۔۔ ھکذا البول ومد الرجل

یعنے قبلے کی طرف پاخانہ پھرنا مکروہ ہے۔ اور اسی طرح پیشاب کرنا اور پاؤں دراز کرنا یعنی یہ دونوں بھی مکروہ ہیں۔ فقہ میں ذکر کیا ہے؛ یکرہ الاستقبال والاستدبار الی القبلة فی الخلاء وقیل لا یکرہ الاستدبار یعنے مکروہ ہے منہ کرنا اور پیٹھ کرنا طرف قبلے کے پاخانے میں اور بعض نے کہا کہ پیٹھ کرنا مکروہ نہیں ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ جب پاخانے میں جائیں تو بایاں ہاتھ بائیں گال پر مثل غم زدوں کے رکھیں بایں خیال کہ طعام ایسا پاک و عزیز تھا گناہ کی شومی سے انجاست مغلظہ ایسا پلید ہو گیا کہ اگر کپڑے یا بدن سے لگ جائے تو اُس کا دھونا واجب ہو جائے پھر فرمایا کہ انبیاء و اولیاء کے فضلے سے بدبو نہیں آتی ہے بلکہ خوشبو آتی ہے دعا گو کے یہ بات تحقیق و یقین کی ہے چنانچہ مروی ہے کہ پس آگندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی کرس تک خوشبو آتی تھی پس ازو سے مبارک برین فقیر آورد ند فرمودند فرزند من این دعا سے درآمدن مستراح بنویس غریب است۔

ایضاً سر منڈانا

ایک عزیز نے سر منڈانے کا التماس کیا فرمایا جس وقت کوئی چاہے کہ سر منڈائے تو جورو سے اجازت لے اسلئے کہ بعض عورتیں گاؤں وغیرہ کی ہوتی ہیں اُن کو اچھا نہیں لگتا ہے اور اگر جورو نہیں رکھتا ہے تو اُس وقت ماں سے اجازت لے اسلئے کہ شاید کوئی بیٹی نہ دے مسکراتے جاتے تھے ایضاً فرمایا کہ خاندان سہروردیہ میں عورتوں کو چار گز کی دامنی دیتے ہیں۔ جیسے کہ عورتوں کی رسم ہے اور خانوادہ چشت میں ایک گز کی دیتے ہیں اس سبب سے کہ جامہ طاقیہ ہے۔ پس چاہیے کہ سر میں (پر) بھی ہووے اور دامنی کتف یعنے مونڈھے میں (پر) پڑتی ہے۔ اور جب سر میں ڈالیں۔ تو اُسی ایک کپڑے کو منہ کے نیچے لاکر باندھ دیں ایضاً فرمایا کہ ایک دن امیرالمومنین حضرت حسینؓ بن علی رضی اللہ عنہما نے بارانی مبارک ایک درویش کو دی تھی۔ ایک عزیز نے اُس سے خرید لی اور خدمت میں لایا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ جو چیز ہم نے واسطے رضائے خدا کے اتار ڈالی تو پھر ہم اُس کو نہیں پہنتے ہیں۔ ایضاً قدس اللہ سرہ کے معنے بیان فرماتے ای اسکنہ فی حظیرۃ القدس وھو اعظم منازل فی الفردوس یعنے اللہ اس کو حظیرۂ قدس میں بسائے اور وہ بڑی منزل ہے فردوس میں ایضاً۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ ضریح کے کیا معنے ہیں جواب فرمایا الضریح القبر یعنے ضریح قبر کو کہتے ہیں ؎

ان الطریق الی الحبیب لعامر   خاب الجبان وفازت الابطال

ما معنی ضریح   ما معنی [illegible]

یعنے مقررہ رستہ طرف دوست کے ہر آئینہ (آن) آباد ہے کا اہل دوست رہ گئے اور مرد پہنچ گئے کہ انہوں نے آبادی کا رستہ لیا فرمایا کہ دعا گو اس بیت کو شجروں میں لکھوا تا ہے۔ ایضاً فرمایا ان فقیرا جاء یوما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی احبک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فقیر استعد للموت یعنے ایک فقیر ایک دن خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور کہا یا رسول اللہ بیشک میں آپ کو دوست رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا اے فقیر! تو جا موت کے واسطے تیاری کر ایضاً فرمایا فرزند من سبق پڑھ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی کہ ینبغے للمومن ان یعلم ان التوفیق مع الفعل مستویان لا من قبلہ ولا من بعدہ فمن قال قبل الفعل فهو جبری ومن قال بعدہ[1] فهو قدری واعلم ان العبد قد اُعطے قوۃ العمل فکلف بذلک حتی یلزم علیہ ولم یُعط قوۃ التوفیق لانہ صفة الرب عز وجل فالقدری یقول الخیر والشر منی ولیس من اللہ تعالی فیہ فعل والجبری یقول الخیر والشر من اللہ تعالی ولیس لہ فیہ فعل فالقدری اضاف الربوبیة الی نفسہ والجبری اضاف العبودیة الی اللہ تعالی واعلم ان من کان غرضہ وقصدہ وعزمہ ومرادہ الطاعة وطلب رضاء اللہ تعالی یجد التوفیق ومن کان غرضہ وقصدہ وعزمہ ومرادہ المعصیة وما فیہ غضب اللہ تعالی لا یجدہ ذلک قولہ تعالی والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین یعنے مومن کو چاہیے کہ جانے کہ توفیق ساتھ عمل کے برابر ہے نہ آگے نہ پیچھے اور معنی توفیق کے ساز واد

محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] ہندسے اظہار عطف کے لیے ہیں۔ احقر

یعنے موافق کرنا ہے لغت میں و فی الاصطلاح جعل فعل العبد موافقا لرضاء الرب یعنے معنی توفیق کے اصطلاح میں کرنا بندے کے فعل کا سے موافق رضائے خداوند تعالےٰ لئے کئے اور جو شخص کہتا ہے کہ توفیق بندے کی فعل سے آگے ہے، اُس کو جبری کہتے ہیں، اور وہ ایک گروہ ہے بد مذہبوں کا۔ عرب میں اور جو شخص کہتا ہے کہ توفیق بندے کی فعل سے پیچھے ہے۔ وہ قدری ہے۔ یہ گروہ بھی بدمذہب ہے۔ پس قدریہ اضافت نسبت ربوبیت کی طرف اپنے نفس کے کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ بھلائی برائی ہم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی کام نہیں ہے۔ یعنے وہ خدا کے طرف سے نہیں ہے اور اس نے پیدا نہیں کیا ہے اور جبریہ کہتے ہیں کہ خیر و شر یعنے بھلائی برائی خدا سے ہے اور اس میں ہمارا کوئی کام نہیں ہے۔ یعنے منکر ہیں۔ بندے کو فاعل مختار نہیں جانتے ہیں یہ گروہ جبریہ کا اضافت یعنی نسبت عبودیت کی طرف اللہ تعالیٰ کے کرتا ہے اُن دونو گروہ کا قول عقلاً و نقلاً باطل ہے جان کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ جس شخص کے غرض و مقصود و ارادہ و مراد حق کی طاعت و فرمانبرداری اور خداوند تعالیٰ کی طلب رضا ہے تو وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق پاتا ہے۔ اور جس کی غرض و مقصود و ارادہ و مراد معصیت و نافرمانی حق کی ہے اور وہ چیز جس میں اللہ تعالیٰ کا غصہ ہے تو وہ توفیق کو نہیں پاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ مجاہدہ کرتے ہیں واسطے ہمارے تو ہم اُن کو اپنی راہیں بتا دیتے ہیں۔ اور بیشک اللہ ہر آئینہ ساتھ ہے نیکوں کے یہ ساری ترتیب تر ع

سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

اظہار کرامت کا اپنے مرید سے درست ہے غیر سے نادرست

ایضاً فرمایا کہ جس وقت کسی سالک کو کچھ کرامت ظاہر ہو تو جن لوگوں نے اُس سے تعلق و بیعت کی ہے اگر ان سے کہے تو درست ہے اور غیر سے نہ کہے، اور اگر کسی مصلحت سے کہے تو یوں کہے کہ ایک درویش کو ایسا ظاہر ہوا ہے اپنا نام نہ لے اپنے سر پر حمل نہ کرے۔ اسلئے کہ کتاب علم کلام عقیدۂ نسفی میں مذکور ہے۔ لو یقول الشیخ للذی تعلقه وتابعه من کرامته شیئاً یجوز یعنی شیخ اگر اُس شخص سے جس نے اُس سے تعلق کیا ہے۔ اور اُس کا تابع ہوا ہے اپنی کرامت سے کچھ کہے تو جائز ہے ایضاً فرمایا کہ جو مومن کہ قصد گناہ کا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے خوف سے باز رہتا ہے اور حیا بی خالق کی جہت سے اُس کو نہیں کرتا ہے تو قیامت میں اُس بندۂ نیک بخت کو ہمراہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے اُٹھائیں گے اور اُن کے ساتھ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اس لئے کہ حضرت یوسف صلوات اللہ علیہ نے قصد زلیخا کا کیا اور وہ گناہ تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ کے خوف سے خود کو کھینچا اور گرد گناہ کے نہ پھرے وذلك قوله تعالیٰ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا یعنی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصد کیا اور اُنہوں نے زلیخا کا قصد کیا جس وقت اللہ تعالےٰ کی عنایت آگئی تو وہ قصد سے باز رہ گئے وذلك قوله تعالیٰ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ

إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ إِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا ہوں بیشک نفس البتہ بہت حکم کرنے والا ہے برائی کا۔ مگر میرے رب نے مہربانی کی تو میں اُس قصد سے باز آیا۔ یہ قصہ دراز ہے۔ یہاں تک کہ نوبت زلیخاؔ کے عشق کی حضرت یوسف علیہ السلام سے وہاں تک پہنچی کہ جوالٰہ سبحانہ نے بیان فرمائی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یعنے حضرت یوسف علیہ السلام کی حُبّ زلیخا کے پردہ دل میں پہنچ گئی۔ زلیخا بولی کہ اگر یوسف میرا کہنا نہ سنے گا۔ اور میری مراد اچھی طرح سے حاصل نہ کرے گا۔ تو میں کہہ کر اُس کو قید کرادوں گی۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدخانہ اختیار فرمایا۔ اور گناہ سے کے گرد نہ پھٹکے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ تقریر یوسف علیہ السلام سے خبر دیتا ہے۔ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصَّاغِرِيْنَ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ تَا جَاهِلِيْنَ یعنی زلیخا نے کہا اگر نہ کرے گا یوسفؑ جو میں اُس کو حکم دیتی ہوں۔ تو ہر آئینہ وہ قید کیا جائیگا اور ذلیلوں سے ہوگا۔ حضرت یوسف نے کہا یارب قیدخانہ دوست تر ہے طرف میرے اُس چیز سے جس کی طرف وہ مجھ کو بلاتی ہیں۔ اور اگر تو نہ پھیرے گا مجھ سے مکر اُنکا تو طرف اُن کے مائل ہو جاؤں گا۔ اور ہو جاؤں گا جاہل نادانوں سے بعد اسکے فرمایا اُس طرف میں نے بعض درویشوں سے سنا ہے کہ آخر شب میں یہ رباعی پڑھتے ہیں ؎

إِلٰهِيْ كَمْ رَكِبْتُ عَلَى الْخَطَايَا ‏ ‏ ‏ فَهَبْ لِيْ تَوْبَةً قَبْلَ الْمَنَايَا

ندامت ندامۃً ارجوا لیکا سیغفر زلتی رب البرایا

فرمایا کہ المنایا میں الف ولام جنس کا ہے معنی جمعیت کا مبطل ہے مراد اُس سے ایک ہے یعنی یہی ایک موت نہ بہت سی موتیں سین اور سوف واسطے استقبال کے ہیں لیکن سین تو واسطے تعجیل کے اور سوف واسطے تاخیر کے آتا ہے معنی رباعی کے یہ ہوئے کہ الٰہی میں کتنا گناہوں پر سوار ہوا ہوں یعنی میں کس قدر گناہوں کا مرتکب ہوا ہوں سو تو موت سے پہلے مجھ کو توبہ عنایت کر میں پشیمان ہوا ہوں پشیمان ہونے کر انتہائی پشیمان ہوں، میں تجھ سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب خداوند مخلوق کا میری لغزش کو بخش دیگا پس روئے مبارک بریں فقیر آورد ند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس۔

دو رکعت بعد وتر

ایضاً فرمایا کہ بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور نیت تشفیعا للوتر کی کرتے ہیں تاکہ یہ دو رکعت بجائے چوتھی رکعت کے ہو جائیں اسلئے کہ نماز بیٹھے کی از روئے ثواب کے آدھی ہے نماز کھڑے ہوئے سے کیونکہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام صلوٰۃ القاعد نصف صلوٰۃ القائم فرمایا کہ یہ دو رکعت بعد وتر کے وہ شخص پڑھے کہ جو وتر کے بعد تہجد پڑھے گا تو پہلا وتر نفل ہو جائے گا وہ چار رکعتیں ہو جائیں گی۔ اور جو شخص کہ تہجد نہ پڑھے وہ یہ دو رکعت بعد وتر کے نہ پڑھے ایں فقیر را فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس دعا گو میکند۔

صلوۃ الاحزاب

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے من صلی اربعا صلوۃ الاحزاب بعد اداء الظہر قہرا عدائہ لاسیما اعداء الدین الشیطان وجنودہ یعنی جو شخص کہ پڑھے چار رکعتیں نماز احزاب کے بعد نماز ظہر کے تو مقہور ہو جائیں گے۔ دشمن اس کے خاص کر دین کے دشمن شیطان اور اس کا لشکر۔ این فقیر را فرمودند فرزند من بگیرید۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ایضًا فرمایا کہ جس وقت کوئی نفقہ یعنے خرچ بوجہ محتاجی سے عاجز ہو جائے تو وہ سو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہر روز لازم کرے کسی کا محتاج نہ ہوگا مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اوچہ میں ایک درویش تھا عیالدار نفقے کے سبب سے عاجز ہو گیا تھا۔ نزدیک شیخ جمال الدین اوچی رحمہ اللہ تعالیٰ کے آیا اور احوال اپنا بیان کیا کہ میں عیالدار ہوں۔ اور کچھ کسب نہیں کر سکتا ہوں، نفقے کی جہت سے عاجز ہو گیا ہوں۔ شیخ نے اس سے فرمایا کہ تو ہر روز بے ناغہ صد بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وظیفہ کر رزق تیرا فراخ ہو جائے گا۔ اور ایک سپاہی بھی ایسا ہی تھا اسکو بھی آپ نے اسی طرح فرمایا وہ غنی ہو گیا۔ فرمایا حدیث صحاح میں ہے۔ قولہ علیہ السلام لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کنز من کنوز اللہ تعالیٰ

فی الارض یعنے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک خزانہ ہے اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے لٹوئے زمین پر این فقیر را فرمودند فرزند من شما ہم بگیرید۔

یا بدیع العجائب

ایضاً واسطے کفایت مہمات کے من قال یا بدیع العجائب اثنی عشر الف مرۃ وان لم یستطع فالفا ومائتین مرۃ کفیت مہماتہٗ یعنے جو شخص یا بدیع العجائب بارہ ہزار بار کہے اور اگر نہ کہہ سکے تو بارہ سو بار کہے اُسکے ہر مہم بر آئیگی مجرب ہے

عقبات طالب

ایضاً فرمایا طالب حق کو گھاٹیاں (نشیب و فراز) پیش آتی ہیں وہ اُس طلب سے باز رہتا ہے اور دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ترقی نہیں ہوتی ہے پس طالب کو چاہیے کہ حق سے التجا کرے تاکہ وہ اُس کو ان گھاٹیوں سے پار کر دے۔ قولہ تعالیٰ ان لا ملجأ من اللہ الا الیہ ایضاً فرمایا کہ گازرون میں شیخ امین الدین کے خانقاہ میں چند فقیر ملتانی تھے۔ دوسرے یار پہنچے تو اُن سے کہا کہ تم ہم میں نظر کرو۔ انہوں نے کہا کہ تم تو اب تک حجاب ظلمانی میں رہے ہوئے ہو جب اُن کو مکاشفہ ہوا تو انہوں نے جان لیا قبول کیا کہ ہاں ہم حجاب میں رہے ہوئے ہیں جب دعا گو گازرون میں پہنچا تو شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جس وقت دعا گو کا حلیہ دیکھا تو کہا کہ سجادہ وجبہ وعصا ومقراض سید جلال الدین کو دیں۔ وہ

اُس جگہ پہنچیگا امانت رکھی تھی دعاگو کو دے دی پھر میں نے کہا کہ تم مجھ پر نظر[1] کرو۔ کہا ہم تم پر نظر نہیں کرسکتے ہیں۔ قسم کھائی واللہ۔ پھر پوچھ کہ دعاگو نے شیخ رکن الدین اور شیخ نصیر الدین دامت برکاتہما سے سنا ہے اُس کو کوئی نہیں جانتا ہے۔ دہلی کی خلق اُن کی قدر نہیں جانتی ہے اور اُس طرف مکہ مبارک خانہ کعبہ میں مصلا شیخ رکن الدین کا متصل مصلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور مصلا شیخ نصیر الدین کا بمقدار چار گز کے پیچھے ہے دعاگو نے شیخ مکہ عبداللہ یافعی سے پوچھا کہ مصلا شیخ نصیر الدین کا پیچھے کیوں ہے۔ جواب دیا کہ مرتبہ شیخ رکن الدین کا قریب ہے اور دعاگو دونو مصلوں سے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ یہ ادب شیخ مکہ نے مجھ سے پسند کیا۔ دعائیں کیں اور مدینہ مبارک میں بھی اُن کا مقام ہے۔ طرف پائنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، اور زیارت کرنے والوں میں سے ہر ایک سینے کی طرف سلام کرتا ہے **ایضاً** فرمایا کہ جس وقت چھینکے اور ڈکار لے تو الحمد للہ علیٰ کل حال کہے عوارف میں ہے کہ یہ مروی ہے۔

نَے بجانا

ایضاً۔ ایک شخص نَے بجانے لگا۔ فرمایا منع کرو درست نہیں ہے۔ لا یجوز عندنا خلافاً للشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جس وقت سرود گو یعنی گانے والے پہنچے تو اُن کو بھی منع کیا اور کبھی نہیں سنتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ گانے لگے تو ہمارے طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ ذکر کرتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ ذکر نہیں

---
[1] توجہ فقرا۔ یعنی اہل اللہ۔ احقر

کرتے ہیں گاتے ہیں ایسے مستغرق تھے فرمایا کہ گانا سننا درست نہیں ہے جیسا کہ
خود گانا روا نہیں ہے اسلئے کہ انقاری والسامع سواء کیونکہ سننے والے کو بھی
منکر واجب آئے گی پس تم منع کرو منع کرنے والا اکبر ہونے گا ایضاً فرمایا قراءۃ
الفاتحۃ بعد اداء المکتوبات بدعۃ وقراءۃ القرآن جہرا عند القبر بدعۃ
یعنی فاتحہ کا پڑھنا بعد ادائے فرائض کے بدعت ہے۔ اور بآواز بلند قبر پر قرآن
پڑھنا بھی بدعت ہے اور شرح اوراد میں جو کہتا ہے کہ روا ہے۔ خطا ہے۔
غلطی کی ہے۔ میں نے اس طرف سنا ہے۔ پس لڑتے مبارک بریں فقیر آوردہ۔
فرمودند فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویس غریب ست ایضاً ذکر عقص یعنے
جوڑہ باندھنے کا نکالا فرمایا صورۃ العقص ستۃ احدہا الجعد والثانی ان
یشد شعرہ الی قفاہ او الی وسط الراس او الی جبہتہ او الی اذنہ الیمنی
او الی اذنہ الیسرے کل ذلک مکروہ اتفاقا فی الصلوۃ وغیرہا لمخالفۃ
السنۃ لان السنۃ الحلق او الفرق وکل ماسوی الحلق او الفرق عقص
والعقص مکروہ یعنے صورتیں عقص کی چھ ہیں اور معنی عقص کے بال باندھنے
کے ہیں ایک تو جعد دوسرے یہ ہے کہ بالوں کو گدی کے پیچھے باندھے
یا درمیان سر کے یا طرف پیشانی کے یا طرف سیدھے کان کے یا طرف
بائیں کان کے اور یہ سب صورتیں عقص کی ہیں۔ چاروں مذہب میں
مکروہ ہے۔ واسطے مخالفت سنت کے اسلئے کہ سنت منڈانا ہے یا مانگ
نکالنا اور جو ان دو کے سوا ہے وہ عقص ہے اور عقص مکروہ ہے حدیث
صحاح سے ہے قال علیہ السلام دع شعرک حتی تسحل معک یعنے تو اپنے

ذکر عقص یعنی جوڑہ باندھنے کا مسئلہ

بالوں کو چھوڑ دے تاکہ وہ بھی تیرے ساتھ سجدہ کریں۔ اور یہ باتفاق نماز وغیر نماز میں مکروہ ہے جیسے کہ فقہ میں ہے صاحب نظم متفق نے ذکر کیا ہے

ﮦمن غیر تفریج وبین الفرق　　وخیر الرجال بین الحلق

تفریج درمیان سر کے منڈانے کو کہتے ہیں یعنے سوائے اس کے مردوں کو اختیار ہے درمیان منڈانے کے اور مانگ نکالنے کے یعنے چاہے تمام سر منڈائے بغیر اس کے کہ درمیان سر کا یا بعض سر کا منڈائے یا فرق کرے لیکن اس زمانے میں بہتر یہ ہے کہ حلق کرے اسلئے کہ ہندوستانی سب وقت ساتھ فرق کے نہیں رہ سکتے ہیں۔ اور اُس طرف جو آدمی سر منڈا ہوا نہیں ہے تو وہ ساتھ فرق کے رہتا ہے۔ پس لوئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فوائد عقص بنویس تا دیگراں را حاصل آید و شمارا جزا باشد۔ جزاک اللہ خیرا عقص کی تقریر میں لکھتے کہ ایک عزیز نے پوچھا کہ سادات کے جعد کس طرح ہیں۔ جواب فرمایا کہ مکروہ نہیں ہیں۔ اس لئے کہ فرق ہے اور اُن کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔ اچھا طریقہ رکھتے ہیں سب وقت فرق کے ساتھ رہتے ہیں نماز میں اور غیر نماز میں اور یہ جعد یں اُن کی نشانیاں ہیں پھر اس کے فرمایا کہ عرب میں ایک گروہ ہے اُس کو روافض کہتے ہیں یہ لوگ فاجر یعنے بدکار کا اقتدا نہیں کرتے ہیں اس کو جائز نہیں جانتے ہیں اور صالح کا اقتدار کرتے ہیں۔ اور اُس کو روا رکھتے ہیں اور گروہ روافض کے بعض جن کو امامیہ کہتے ہیں سوائے اقتدائے شریف ﷺ کے نماز درست نہیں جانتے ہیں۔ وہ اپنی جماعت علحدہ کرتے ہیں جس وقت کہ سُنی پڑھ کر

ﮦ ناظم مراد ہے۔ احقر

چلے جاتے ہیں یا اُن سے پہلے پڑھ لیتے ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جن دنوں میں دعاگو اس طرف مدینہ مبارک میں تھا۔ ایک وقت مسجد کا امام حاضر نہ ہوا تو شیخ عبداللہ مطری شیخ مدینہ نے دعاگو کو حکم امامت کا فرمایا اور کہا یا سیدی نقدم حتی یصلے الناس خلفک وتعد وا بلک یعنے اسے سید تو امامت کر تا کہ یہ سب شریف تیرا اقتدا کریں۔ ورنہ اور کا نہ کریں گے جس وقت دعاگو نے تکبیر تحریمہ کہی تو سارے شریفوں نے میرا اقتدا کیا ایک صف دراز ہو گئی جب میں نے نماز کا سلام کیا تو میں نے دیکھا کہ سب شریفوں نے میرا اقتدا کیا تھا۔ شیخ مدینہ نے فرمایا لو لم تتقدم لا یصلون ویذہبون ویصلون موضعًا اخر او بعد ما صلینا یعنے اگر تو امامت نہ کرتا تو وہ نماز نہ پڑھتے چلے جاتے اور دوسری جگہ نماز پڑھتے یا بعد اس کے کہ ہم پڑھ چکتے وہ جانتے ہیں کہ تو شریف ہے سوائے دنیا ان شریف کے نماز روا نہیں رکھتے ہیں عجب گروہ ہیں ایضًا فرمایا فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں کتی ینبغی ان یعلم ان الذی کتب فی المصاحف ھو القران بالحقیقۃ ومن قال بان المکتوب فی المصاحف لیس بقران فقد انکر التنزیل قولہ تعالیٰ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا والم ذلک الکتاب لاریب فیہ وانا نحن نزلنا علیک القران تنزیلا وطہ ما انزلنا علیک القران لتشقی ونزل بہ الروح الامین فمن زعم ان ما فی المصاحف لیس بقران فقد انکر التنزیل ومن انکر التنزیل فقد کفر بھذہ الایات لان اسم

الکتاب یقع علیہا قد دل علیہ ان اللہ تعالیٰ امر لعبادہ بقراءۃ القرآن فاقرأوا ما تیسر من القرآن فلو لم یکن قرآنا فای شی یقرأ الا تری ان اللہ امر عبادہ باستماع القرآن والانصات عند قراءتہ وقال واذا قُرِی القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا واذا لم یکن قرأتا فای شی یُسمع ولذالک من اللہ علی نبینا علیہ السلام فقال ولقد اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم فلو لم یکن فاتحۃ الکتاب قرآنا فائی شئی مَنَّ علی نبیہ ودل علیہ ان اللہ تعالیٰ نھی عن مس المصحف من غیر طھارۃ قولہ تعالیٰ انہ القرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطھرون تنزیل من رب العالمین یعنے چاہیئے کہ جان لے اس بات کو کہ جو چیز لکھی گئی ہے مصحفوں میں وہ حقیقتہً قرآن ہے نہ مجازاً اور فرمایا کہ مصاحف جمع ہے مصحف کی بفتح میم جیسے مکارم جمع ہے کرم کی جب سبق اس جگہ پہنچا تو ایک عزیز نے پوچھا کہ قرآن بحقیقت کیا ہے جواب فرمایا ھو القرآن بالحقیقۃ لغۃً اعنی من حیث اللغۃ یعنے وہ قرآن ہے بحقیقت از روے لغت کے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ قائم بذات اللہ ہے۔ جیسے کہ گفتار شاعر کا کہتے ہیں کہ یہ قرآن جس کو پڑھتے ہیں عین گفتار اُس کا ہے اور جو شخص کہتا ہے کہ مصحف میں لکھا ہوا قرآن نہیں ہے تو وہ تنزیل کا منکر ہے اللہ تعالےٰ نے تنزیل کو بہت جگہ اپنی کتاب میں قرآن فرمایا ہے۔ اے محمد ہم نے تجھ پر قرآن اوتارا ہے اور جو کوئی گمان کرے کہ جو کچھ مصحفوں میں لکھتے ہیں وہ قرآن نہیں ہے تو وہ تنزیل سے منکر ہوگا۔ اور جو کوئی تنزیل

کا منکر ہے وہ کافر ہے ان آیات مذکورہ کا کیونکہ نام کتاب کا اُن پر واقع ہوتا ہے۔ اُس پر دلالت کرتی ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بندوں کو قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے کہ تم پڑھو جو آسان ہو قرآن سے سو جو مصحف میں ہے۔ اگر وہ قرآن نہ ہو تو کون چیز پڑھی جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وقت قرأت قرآن کے قرآن سننے اور خاموش رہنے کا امر فرمایا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم اُس کو سنو اور خاموش رہو اور جبکہ مصحف میں قرآن نہ ہو تو کون چیز سُنی جائے اور کس کے لیے خاموش رہیں اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منت رکھی پس فرمایا کہ مقرر ہم نے تجھ کو سات آیتیں مثانی دیں اور بڑا قرآن سو اگر سورہ فاتحہ قرآن نہ ہو تو کون چیز کی اپنے نبی پر منت رکھی اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو مصحف میں ہے وہ قرآن ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے بدون طہارت کے مصحف کے چھونے سے منع فرمایا ہے پس اگر مصحف میں قرآن نہیں ہے۔ تو کیوں مصحف کے بے وضو لینے سے نہی کی ہے یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایک لاکھ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا واسطے میت کے

ذکر اموات یعنی مُردوں کا نکلا فرمایا حدیث صحاح ہے من قال لا الٰہ الا اللہ مائۃ الف مرۃ وجعل الثواب للمیت عتق اللہ لذلک المیت وان

کان موجبا للعقوبۃ یعنے جو شخص لا الٰہ الا اللہ ایک لاکھ بار کہے اور اُس کا ثواب مُردے کو بخشے تو اللہ تعالےٰ اُس مُردے کو بخش دے اگرچہ وہ عقوبت کا مستحق ہو۔ اس فقیر نے پوچھا کہ ایک مجلس میں کہا ہو؟ جواب فرمایا کہ مجلس واحد شرط نہیں ہے اتنے بار کہنا چاہیئے اور میں نے یہ بھی پوچھا کہ محمد رسول اللہ بھی کہیں جواب فرمایا کہ حدیث میں یہی لا الٰہ الا اللہ ہے۔ فرمایا کہ میت والوں پر واجب ہے کہ مزدور کریں ایک لاکھ بار یہ کلمہ کہیں اور اُس طرف رسم ہے کہ جو کوئی مرتا ہے اُس کے واسطے کہتے ہیں۔ مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ عہد دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک صحابیؓ نے وفات پائی۔ آپ اُن کے جنازے پر حاضر ہوئے اور اُس پر نماز پڑھی اور قبر میں اُن کو اتارا عذاب کے فرشتے اُترے۔ آپ باہر آگئے۔ اُن کی بی بی سے پوچھا کہ یہ میرا یار تیرے ساتھ کیا معاملہ رکھتا تھا۔ اُس نے کہا کہ نیک تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو البتہ یاد تو کر۔ اُس نے کہا کہ ایک دن اُس نے عورت کو گالی دی تھی یعنے قذف کیا تھا آپ نے فرمایا تو اُس سے عفو کر تا کہ عذاب اُس سے دُور ہو۔ وہ بولی کہ میں نے عفو کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی اُس سے عقوبت باز رہی ہیں دیکھ رہا ہوں۔ اس جگہ حضرت مخدوم نے چشم پُر آب کی اور فرمایا کہ جہاں خود پیغمبرؐ اُس کے سر پر ہوں بسبب ایک قذف یعنے بہتان کے عقوبت اوترپڑی دوسروں کا حال کہ اپنے عورتوں کو مارتے ہیں اور افترا وبہتان رکھتے ہیں خود معلوم ہے کہ کس قدر عقوبت ہوگی اُس نے تو حضرت

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے خلاصی پائی ورنہ کون جانتا اس باب
میں ایک آیت ہے ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات
لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولہم عذاب عظیم یوم تشہد علیہم السنتہم
وایدیہم وارجلہم بما کانوا یعملون یعنے بیشک وہ لوگ کہ بہتان رکھتے
ہیں اور قذف کرتے ہیں اُن بیبیوں کو جو پارسا غافل مومن ہیں اپنے بدیا
کی کچھ خبر نہیں رکھتے ہیں۔ ایسی بیبیوں کے بدگو لعنت کئے گئے ہیں دنیا
وآخرت میں اُن کے واسطے ہے بڑا عذاب جس دن کہ گواہی دیں گی اُن
پر زبانیں ان کی اور ہاتھ اُن کے اور پاؤں اُن کے اُس چیز کے جو اُنہوں
نے کی ہیں وہ اپنے اعضا سے کہیں گے لے میری زبان اور ہاتھ پاؤں
تم کیوں مجھ پر گواہی دیتے ہو۔ تم میرے ساتھ عذاب میں شریک ہوؤ گے
وہ جواب دیں گے کہ انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ یعنے ہم کیا کریں
ہم کو بلایا[1] اللہ نے جس نے بلایا ہر چیز کو بعد اس کے فرمایا کہ دعاگو نے
واسطے برادرم حاجی دین محمد کے ایک لاکھ بار لا الہ الا اللہ کہا میرا ایک
یار ہے اوچہ سے برابر آیا ہے اور مجھ سے تعلق بیعت رکھتا ہے۔ اور
اور اوچ شیخ کبیر کو نگاہ رکھتا ہے اُس نے دعاگو سے کہا کہ میں نے محمد حاجی کے
قبر کو دیکھا کہ اُس کو روشن و فراخ کر دیا مخدوم کے پوتے سید حامد نے پوچھا وہ
کون ہے فرمایا کہ اُس نے دعاگو کو منع کر دیا ہے کہ کسی سے میرا نام مت لو
وہ ایسی جگہ ہے بعد اس کے فرمایا کہ اس جگہ اگر کوئی رشتہ دار حاجی محمد کا
حاضر ہو تو میں یہ بشارت اُس کو دوں ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا

[1] طاقت بولنے کی دی۔ احقر

کہ اُس کا بھتیجا اس جگہ ہے۔ وہ پائے مبارک پر گر پڑا۔ اُس کو نزدیک بلایا اور فرمایا کہ تیرے چچا سے درگزر کی۔ اور اُس کے قبر کو روشن و فراخ کر دیا۔ میں یہ بشارت دیتا ہوں ایضاً فرمایا کہ ایک دن مردان دولت کا بیٹا نزدیک دعاگو کے آیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ پر بادشاہ کی خفگی سُنی ہے تم دعا کرو تاکہ وہ مرحمت کرے۔ میں نے دعا کر دی۔ ایک عزیز ہے دعاگو سے تعلق رکھتا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میں نے ابھی اسی وقت دیکھا کہ اس نے صحنات خاص بادشاہ سے پائی ہے۔ اُس پر کچھ خفگی نہیں ہے مرحمت ہے۔ میں نے یہ بشارت مردان کے لڑکے کو دی۔ اُس نے اُسی وقت تاریخ و وقت و ساعت لکھ لی واقعہ اُسی طرح تھا۔ وہ شخص تو راجپوت ہیں اور مردان دہلی میں۔ اس فقیر نے اپنے جی میں کہا کہ جہاں مریدوں کی یہ صفت ہو معلوم ہے کہ پیر کی صفت کیا کچھ ہو گی۔ اُن کی نظر اس سے اعلیٰ تھی اسلئے کہ الادنیٰ یُتبرّک بالاعلےٰ ایضاً سبق مصابیح کا تھا۔ اور حدیث شریف یہ تھی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من علامات الساعۃ اَن تلِدَ الاَمَۃُ رَبَّتَہَا حرف من واسطے تبعیض کے ہے۔ یعنے قیامت کی بعض نشانیوں سے یہ ہے کہ جنے ماں اپنے خود کا یعنے صاحب کو فرمایا کہ میں نے اُس طرف محدثوں سے اس حدیث کے دو طریق سنے ہیں ایک طریق یہ ہے کہ اَمۃ اللہ مراد ہے اور ربتہا میں حرف تا واسطے مبالغے کے ہے تا تانیث نہیں ہے یعنی جنے اللہ کی لونڈی خوندگار یعنے صاحب اپنے کو۔ یعنی وہ لڑکا اُس کو بطریق صاحب و مالک کے کام کا حکم دے اور ماں کے حقوق

[illegible]

نہ بیچا نے دوسری وجہ یہ ہے کہ آخر زمانے میں لوگ لونڈیوں سے بچے
جنائیں گے اور اُن لڑکوں کی ماؤں کو بیچ ڈالیں گے۔ جب یہ لڑکا بڑا ہو
جائیگا تو اپنی ماں کو خریدے گا پس یہ لڑکا اُس کا صاحب و مالک ہو گا۔
مناسب اس کے یہ حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو نے اس کا تجربہ کیا ہے
کہ کسی گاؤں میں ایک شخص نے ام ولد یعنے اپنے بچے کی ماں کو بیچ ڈالا
پھر چند مدت کے بعد اُس کا لڑکا بڑا ہو گیا۔ اُس نے جورو کی۔ ایک دن وہ
لڑکا بازار کو گیا اور لونڈی خریدی تاکہ اُس کی جورو کے آگے کام کاج کرے
جب وہ اُس لونڈی کو گھر میں لایا تو اُس کے باپ نے پہچان لیا کہ یہ تو
تیری ماں ہے پس وہ لڑکا اپنی ماں کے قدموں پر گرا پس ظاہر وہ لڑکا اس
کا صاحب ہو گا بعد اس کے فرمایا لایجوز بیع ام الولد عندنا وعند
الشافعی رحمہ اللہ تعالی فی روایۃ یجوز وفی روایۃ رجع عن ھذا
القول وفی روایۃ ھذا افتراء علیہ یعنے ام ولد کا بیچنا درست نہیں ہے
نزدیک ہمارے یعنے مذہب حنفی میں اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے
مذہب میں تین روایتیں ہیں ایک روایت میں تو درست ہے اور ایک
روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اس قول سے رجوع کیا ہے اور ایک
روایت میں یہ ہے کہ یہ اُن پر افترا کیا ہے بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے
اُس طرف عرب میں مشائخ و محدثوں و محققوں و فقہاء و علماء و استادوں سے
جو کہ ارشاد رکھتے ہیں یہ سُنا ہے کہ دو چیزوں کا دو صاحب مذہب پر افترا کیا ہے
بیع ام الولد علی الشافعی رحمہ اللہ تعالی و دخول الغلام المملوک افتراء

علی المالک رحمہ اللہ تعالیٰ وھذا اتفاق یعنے ام ولد کا بیچنا افترا ہے
امام شافعیؒ پر اور امام مالکؒ پر یہ افترا ہے کہ انہوں نے غلام مملوک پر دخول
کو جائز رکھا ہے اور یہ افترا امام مالکؒ پر باتفاق ہے لیکن ہے امام شافعیؒ
سوا ایک روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے اس قول سے رجوع کیا
ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اُن پر افترا ہے میں نے اُس طرف
مالکیوں سے سنا ہے کہ لوگوں نے اس بات کا ان پر افترا کیا ہے قولہ تعالےٰ
ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ
وھو الد الخصام واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویھلک الحرث
والنسل واللہ لا یحب الفساد واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ
بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المہاد یعنے بعض لوگوں میں سے وہ آدمی ہے
کہ تعجب میں ڈالتی ہے تجھ کو بات اُس کی زندگی دنیا میں۔ اور گواہ کرتا ہے
اللہ کو اُس چیز پر جو اُس کے دل میں ہے۔ حال آنکہ وہ بڑا جھگڑالو ہے۔
اور جس وقت والی ہو جائے تو سعی کرے زمین میں تاکہ فساد کرے اُس
میں اور ہلاک کرے حرث و نسل کو یعنے جانے زراعت کو کہ اُس سے
نسل ہوئے یعنے عورتوں کو چھوڑے اور مردوں کو اختیار کرے اور اللہ دوست
نہیں رکھتا ہے۔ فساد کو۔ حرث عورتوں کو کہتے ہیں اس لئے کہ اُن سے
کھیتی بنتے اور توالد و تناسل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نساؤکم
حرث لکم یعنے عورتیں تمہاری کھیتی ہیں واسطے تمہارے اور جس وقت کہا جاوے
اُس سے کہ ڈر اللہ سے۔ تو کھینچے اُس کو عزت گناہ میں اور فخر اپنا گمان

کرے۔ سو کافی ہے اس کو دوزخ اور بُرا آئینہ بُری جگہ ہے دوزخ اور نزول اس آیت کریمہ کا بھی اسی میں ہے۔ کہ ایک کافر تھا وہ یہ کام کیا کرتا تھا اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی نے یہ فعل ہرگز نہیں کیا ہے تو پھر کہاں سے روا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون یعنے سوا اس کے نہیں کہ مومنین سب بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں سے اچھا معاملہ کرو اور اللہ سے ڈرو شاید تم رحم کئے جاؤ۔ پس جبکہ سارے مومنین بھائی ہوئے تو ایک بھائی دوسرے بھائی سے کیونکر یہ قول کریگا۔ جو اہل ایمان ہے وہ بھائی ہے غلام و مولیٰ زادہ ہو یا ان کا غیر جو شخص یہ کام کریگا وہ قیامت کو روبرو انکے شرمندہ ہوگا اور دو تو عقوبت میں رہیں گے۔ حدیث صحاح ہے من نظر الی غلام بشهوة فكانما قتل سبعين نبيا ومن قتل نبيا واحد افقد كفر یعنے جو شخص کہ نظر کرے طرف امرد بے ریش کے شہوت سے تو گویا اس نے ستر نبیوں کو قتل کیا اور جس نے ایک نبی کو قتل کیا تو مقرر وہ کافر ہو گیا۔ عیاذاً باللہ منہا۔ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو عقوبت ستر پیغمبروں کو قتل کرنے والے کی ہے۔ اُسی قدر عقوبت امرد کی طرف شہوت سے دیکھنے والے کی ہوگی۔ نظر میں تو یہ وعید ہے تو فعل میں بھی اسی پر قیاس کریں۔ وقولہ علیہ السلام لو اغتسل اللوطی بماء البحار لم یأت یوم القیامۃ الا جنبا یعنے اگر لوطی دریاؤں کے پانی سے غسل کرے تو نہ آئیگا وہ قیامت کے دن مگر پلید اور پلید دوزخ میں ہوگا۔ اسی طرح اور آیات و اخبار و احادیث وعید

وطی میں بہت ہیں پس لٹے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد ہا
کہ تقریر کردم جملہ بنویس غریب ست ایدنا اللہ والمومنین عن رقدۃ الغافلین
آمین الہٰی۔ سنیچر کے دن چاشت کے وقت مولانا شرف الدین محتسب خدمت
میں آئے اور شرف پائبوسی حاصل کی۔ اور عرض کیا کہ اس بندے کو ایک
حدیث شریف مشکل ہوئی ہے بہ کرم آپ بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ کہو۔ انہوں
نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاطع الشجر وذابح البقر و
بائع البشر ملعون فرمایا کہ ساتوں کتابوں صحاح میں نہیں ہے شاید اجزا میں
ہو اور موضوع بھی نہیں ہے بعد اس کے معنی فرمائے بائع البشر اذا باع
الحر او باع ام ولد او فرق بین الوالدۃ وولدھا ثم باع وقاطع الشجر
اذا قطع شجر غیرہ ولا ملک لہ فیہ وذابح البقر اذا ذبح فی اللیل او ذبح
جنبا فرمایا فتاوی میں ہے کہ صحیح بخاری میں منقول ہے روی ابو ھریرۃ
رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکایۃ عن اللہ تعالی
ثلثۃ انا خصمھم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حرا فا
کل ثمنہ ورجل استاجر اجیرا فاستوفی منہ ولم یعط اجرہ الذبح
فی اللیل مکروہ یعنے بیچنے والا بشر یعنے آدمی کا جبکہ بیچے آزاد کو یا بیچے
ام ولد کو یا جدائی ڈالے درمیان ماں کے جو کہ لونڈی ہے اور درمیان اس
کے بچے کے پھر بیچے اور کاٹنے والا درخت کا جبکہ اپنے غیر کے درخت کو
کاٹے اور اس کی کوئی ملک اس میں نہیں ہے۔ اور ذبح کرنے والا گائے کا
جبکہ ذبح کرے رات میں ذبح کرے حالت جنابت میں یہ تینوں شخص ملعون ہیں

مسئلہ ہے کہ رات کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ پس بروے مبارک بریں فقیر آوردہ فرمود فرزند من فائدہ بیان حدیث کہ تقریر کردم بنویس غریب ست

دسویں تاریخ ماہ جمادی الآخرہ روز جمعہ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیر جہانگیر کے حاضر تھا۔ شب پنجشنبہ کو فرمایا کہ دعاگو کی چادر کسی آدمی نے چرالی نہیں ملتی ہے۔ شیخ شمس الدین مسعود عراقی نے کہا کہ آپ بددعا کریں۔ ہر بار کچھ چیز چوری کیا کرتے ہیں فرمایا میں ہرگز دعائے بد نہ کرونگا بلکہ میں نے تحمل کیا اور معاف کردیا اگر وہ آجائے تو کہہ دیں کہ میں نے تجھ کو بخش دیا اور بارہا دعاگو کی چیزیں چرائی ہیں۔ متکا و مصحف وغیرہ کسی وقت میں نے بددعا نہیں کی ہے۔ مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک درویش تھا کوئی چور اُس کے گھر میں آیا کچھ سامان اُس کا لے بھاگا یہ درویش اُس کے پیچھے ہو کر دوڑتے اور کہتے جاتے تھے کہ یا ایھا الرجل وھبت لک ھذا اقبل قبلت یعنے اے مرد میں نے تجھ کو یہ بخش دیا۔ تو کہہ کہ میں نے قبول کیا اُس چور نے یہ جانا کہ وہ میرے پکڑنے کو آتا ہے اوباے بر گردو از پیش نا پید اشت پس وہ درویش پھر آئے اُن سے پوچھا کہ تم اتنے کیوں دوڑے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسی جگہ بخش دوں تاکہ میں قیامت کو اُس کے کھینچا کھانچی کا سبب نہ ہوں سب دنیا ہی میں فارغ کر دینا بعض بندے خدا کے ایسے بھی ہیں اس اتنا میں خادم خوان لایا فرمایا اگر کھانا تھوڑا ہو تو یہ دعا کریں اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اول و آخر درود شریف پڑھیں

برکت ہو جائے گی۔ این فقیر را فرمودند فرزند من این فائدہ بنویس ایضاً مخدوم کو زحمت یعنی تکالیف مرض کی تھی تیمم کا مسئلہ بیان فرمایا لوکان المریض لایستطیع القیام للتیمم لو تیمم بلحافہ یجوز لان الرمل یشدہ یعنی اگر کوئی بیمار ہو اور آلہ تیمم کا اس سے دور ہو اور وہ اٹھ نہیں سکتا ہے۔ تو اگر جامہ خواب میں ہاتھ مارے اور تیمم کر لے تو درست ہے۔ اسلئے کہ اس کو ریت لگی ہوگی پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این مسئلہ بنویس ایضاً فرمایا فرزند من سبق پڑھ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی فان قیل القرآن هو الذی قال الله تعالیٰ والذی سمع جبریل اوالذی اتی به جبریل الی محمد علیه السلام اوالذی کتب فی المصاحف اوالذی تقرأه قلنا الله تعالیٰ قال بلا حرف وصوت وهجاء واسمع الله تعالیٰ جبریل بحرف وصوت و هجاء وقرأ جبریل علی محمد علیه السلام وقرأ محمد صلی الله علیه واٰله وسلم علی الصحابة فبعد ما سمعوا منه اجتمعوا علیه وجمع منهم عبدالله بن مسعود وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنهم علی ان یکتبوا فی المصاحف ولیس بین الذی اسمع الله تعالیٰ وبین ما سمع جبریل وبین الذی اتی به جبریل الی محمد صلی الله علیه واٰله وسلم وبین ما سمعوا من النبی وبین ما کتبوا فی المصاحف فرق والقرآن کله واحد فان قال هل الله تعالیٰ قال قل نعم فان قال متی قال قل بلا متی فان قال این قال قل بلا این فان قال کیف قال قل بلا کیف فان قال لم قال قل بلا لم فان قال بصوت قال او بغیر صوت قل بلا صوت ومن

قال فيه هذا فهو مبتدع فاجتنبوه - یعنے اگر کہا جائے کہ قرآن وہی ہے
جس کو اللہ تعالیٰ نے کہا یا جس کو جبریل علیہ السلام نے سنا یا وہ ہے کہ جس
کو جبریل علیہ السلام طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے یا وہ ہے۔ جو
مصاحف میں لکھا گیا ہے یا وہ ہے جس کو تو پڑھتا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ اللہ
تعالیٰ نے کہا قرآن کو بغیر حرف و آواز و ہجا کے اور سنایا اللہ تعالیٰ نے
جبریل علیہ السلام کو ساتھ حرف و آواز و ہجا کے۔ یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے آواز کو پیدا کیا۔ اس آواز کو جبریل علیہ السلام نے پڑھا۔ اور اس آواز
سے قرآن کو سنا اور جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
پڑھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ پر پڑھا۔ اور صحابہؓ نے ان
سے سنا۔ پس بعد اس کے کہ صحابہ نے آپ سے سنا جمع ہوئے اس پر
اس کو آیت آیت سورت سورت قصہ قصہ نجم نجم یعنے ٹکڑے ٹکڑے جمع کیا
جیسا کہ منزل ہوا صحابہؓ میں سے تین شخص نے جمع کیا اور مصحف لکھا۔ ایک
تو حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ دوسرے حضرت عثمانؓ بن عفانؓ تیسرے
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور نہیں ہے فرق درمیان
اس کے کہ سنوایا اللہ تعالیٰ نے اور درمیان اس کے کہ سنا جبریلؑ نے
اور درمیان اس کے کہ لائے اس کو جبریل علیہ السلام طرف محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور درمیان اس کے کہ سنا اس کو صحابہ نے نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور درمیان اس کے کہ لکھا انہوں نے مصحفوں میں
قرآن سب ایک ہے۔ پس اگر کوئی کہے کہ کیا قرآن کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے

تو تو کہہ کہ ہاں۔ پھر اگر کہے کہ کب کہا ہے۔ تو تو کہہ کہ بغیر کب کے۔ پھر اگر کہے
کہ کہاں کہا ہے۔ تو تو کہہ کہ بغیر کہاں کے۔ پھر اگر کہے کہ کیونکر کہا ہے۔ تو تو کہہ
کہ بغیر کیونکر کے۔ پھر اگر کہے کہ کیوں کہا ہے۔ تو تو کہہ کہ بغیر کیوں کے۔ پھر اگر
کہے کہ آواز سے کہا ہے یا بغیر آواز کے۔ تو تو کہہ کہ بغیر آواز کے اور جو شخص کہ
سوا اس کے کہے تو وہ اہل بدعت و بدمذہب ہے پس تم اس سے بچو۔ علیحدہ
رہو۔ پرہیز کرو۔ بھاگو یہ ترتیب ساری آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس
فقیر کے تھی۔

گیارہویں تاریخ ماہ جمادی الآخرہ روز شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں اس امیر کبیرؒ کے حاضر تھا۔ چند عزیز واسطے تعلق و توبہ کے
آئے وہ لوگ جعد یعنی جوڑے باندھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ ایک جعد
سے نماز مکروہ ہے۔ فرض و نفل پھر پڑھو انہوں نے پھر پڑھی۔ ان کو توبہ کی
تلقین کی۔ اور یہ بیت کتاب منتقی کے پڑھے۔

وخیر الرجال بین الحلق　　من غیر تفریج وبین الفرق

قید رجال کی لگائی تاکہ عورتیں نکل جائیں اور تفریج درمیان سر کی ہوتی ہے
یا بعض سر میں۔ معنی نظم کے یہ ہیں کہ مردوں کو اختیار دیا گیا ہے درمیان حلق
و فرق کے یا حلق کریں یا فرق باب فرق میں فرمایا کہ حدیث صحاح ہے۔
قولہ علیہ السلام دع شعرک لیسجد معک یعنی تو اپنے بالوں کو آگے چھوڑ دے
تاکہ وہ تیرے ساتھ سجدہ کریں پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند

من ایں نظم متفق وحدیث کہ خواندم نویس تا دیگراں را فائدہ حاصل آید ایضاً
نماز چاشت کی پڑھتے تھے فرمایا کہ وقت ضحیٰ یعنے چاشت کا اشراق سے
زوال تک ہے۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو وقت چاشت کا جاتا رہا۔ اور
اگر کوئی متصل اشراق کے چاشت پڑھ لے تو درست ہے۔ اس طرف بعض
لوگ اشراق وچاشت متصل پڑھتے ہیں۔ لیکن چوتھائی دن میں مستحب ہے
اس فقیر سے فرمایا فرزند من تو فرمایا کہ اس طرف مشائخ مریدوں کو خلوت کا
حکم نہیں دیتے ہیں۔ جب تک کہ عالم نہ ہو دمکہ ومدینہ میں چار مدرسے ہیں
چار مدرسے ہیں۔ مدرسہ حنفی ومدرسہ شافعی ومدرسہ مالکی ومدرسہ حنبلی جس
وقت آنے والا آتا ہے۔ تو پوچھتے ہیں۔ کون مذہب رکھتا ہے۔ جس
مذہب کا ہوتا ہے تو اس کو اسی مدرسے میں بھیجتے ہیں۔ تاکہ علم پڑھے
جب علم پڑھ لیا۔ تو اس کو حجرہ دیتے ہیں۔ اور خلوت کا حکم کرتے ہیں۔ اور اگر
آنے والا عالم ہے تو اسی وقت حجرہ وخلوت کا حکم فرما دیتے ہیں۔ قال
المشائخ الصوفیۃ لا تکن من جہال الصوفیۃ فانہم لصوص الدین
قطاع الطریق علی المسلمین یعنے مشائخ صوفیہ نے فرمایا ہے کہ تو جاہل
نادان صوفیوں سے مت ہو اس لئے کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے
رہزن ہیں ایضاً روز مذکور گیارہویں ماہ جمادی الآخرہ کو یہ فقیر خدمت میں
اس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ سید شمس الدین مسعود عراقی وظیفے کی کچھ شکایت
کرتے تھے کہ آج نہیں پہونچا ہے۔ حسن خادم کو بلایا فرمایا۔ سید کا وظیفہ
دو۔ کہا کچھ فتوح آئے تو دوں گا۔ سے فرمایا کہ تو بقال سے قرض کر جب

۵ وقت نماز چاشت

۶ خلوت کا حکم عالم کو

تک کہ فتوح پہونچے یار نے کہا کہ میں مسلمان سے تو قرض لیتا نہیں ہوں
کافر سے تو کروہ ہی ہے فرمایا یجوز اخذ القرض من مسلم وکافر عند
الحاجۃ یعنی حاجت کے وقت مسلمان وکافر سے قرض لینا درست ہے۔ ایضاً
مخدوم کو زحمت (تکلیف) تھی۔ حسنؔ خادم سے فرمایا۔ آب زمزم لا کہ صحت
کلی ہو جائے۔ لائے۔ آب زمزم پیا کہ ویسے ہی اُٹھے بعد اس کے فرمایا حدیث
صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماء زمزم لما شرب لہ یعنی آب زمزم
جس نیت وحاجت کے واسطے پئیں وہ بر آئے ایضاً ایک یار نے چند مسئلے
کاغذ پر لکھ کر بھیجے۔ ایک یہ ہے کہ نماز تسبیح کی کیا نیت کرے۔ جواب
فرمایا کہ نماز تسبیح کی شب جمعہ میں نیت سنت کی کرے۔ متابعۃً لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کہ دعا گو کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہمراہ صحابہ کے نماز تسبیح شب جمعہ میں بجماعت پڑھتے اور غیر شب جمعہ
میں تکمیلاً للفرائض نفل کی نیت کرتے یہ بھی پوچھا کہ اول رات میں یا آخر
میں فرمایا۔ اول رات میں اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد عشا
کے متصل پڑھتے تھے۔ جیسے کہ دعا گو کرتا ہے اور یہ بھی پوچھا کہ جو
فضیلت کہ شب جمعہ کو ہے وہ اُس کے غیر کو بھی ہے۔ جواب فرمایا کہ شب
جمعہ میں بہت فضیلت ہے یہ بھی پوچھا کہ یہ تسبیحات کہ ہزار بار یا سو بار ہر روز
ہفتے کی روایت کی گئی ہیں مخدوم فرمائیں کہ شروع کون دن سے کرے اور
کس دن ختم کرے جواب فرمایا کہ دو روایتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ روز پنجشنبہ
سے شروع کرے اور روز جمعہ کو ختم کرے۔ دوسرے یہ ہے کہ روز جمعہ میں

شروع کرے۔ اور پنجشنبہ کو ختم کرے۔ لیکن اول صحیح ہے اور معمول دعا گو کا ہے
اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ فوائد جو میں نے کہے لو اور جو تسبیحات کہ دعا گو کہتا
ہے۔ وہ کہو۔ تسبیح پانچ وقتوں کی کہنا چاہیے۔ ثواب بہت ہے جو نیت
کہ دل میں رکھے وہ روا ہو جائے۔

تسبیح پنج وقتہ

بعد نماز فجر کے ستر بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَحَقِّ اَغِثْنِیْ
یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ بعد نماز ظہر ستر بار درود شریف بعد نماز عصر
ستر بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ بعد نماز مغرب
ستر بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بعد نماز عشا ستر بار
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ورد ہفتہ از اوراد شیخ الشیوخ رضی اللہ عنہ

ہر روز سو بار کہے سنیچر لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
اتوار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پیر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَزِیْزٌ حَمِیْدٌ
یَا عَزِیْزُ یَا جَمِیْلُ منگل اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ بدھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مُخْلِصًا جمعرات لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جمعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر دو رکعت پڑھے جو پڑھ سکے پڑھے بعد سلام کے سر سجدے میں رکھے۔ حاجت مانگے۔ حق تعالیٰ اس کی حاجت روا کردیگا۔ اور دعا گو ان دو رکعت سے پہلی رکعت میں وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اور دوسری میں الم اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھتا ہے اور نیت صلوٰۃ الحاجت کی کرتا ہے **دعا دیگر** ہر روز ان میں سے ایک کو ہزار بار کہے **جمعہ** یَا ھُوَ یَا اَللّٰہُ **سنیچر** یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ **اتوار** یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ **پیر** یَا حَمِیْدُ یَا فَرْدُ **منگل** یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ **بدھ** یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ **جمعرات** یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

دعا دیگر شیخ شیوخ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک کو ان میں سے ہزار بار کہے واسطے بر آنے حاجات کے ایک ہفتہ تو وہ کہے اور دوسرے ہفتے میں یہ کہے **سنیچر** لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ **اتوار** یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ **پیر** درود شریف **منگل** لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ **بدھ** اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ **جمعرات** یَا اَللّٰہُ **جمعہ** سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ بعد ازاں روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند من ایں تسبیحات مدام بگویید کہ دعا گو میگویید۔

ایضاً شب یکشنبہ بارہویں ماہ جمادی الآخرہ

کہ یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کبیر کے حاضر تھا فرمایا الحمد للہ صحت ہو گئی ہیں

ایک ساعت بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ دیر ہوئی کہ آج رات میں نے ساری اوابین پڑھ لی بعد اس کے فرمایا کہ دوگانہ ہدیہ رسول بھی پڑھ لیا۔ ان دو رکعتوں میں مروی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ والضحیٰ اور دوسری میں الم نشرح پڑھی۔ اور بعد فراغ کے یہ دعا پڑھی اور ہاتھ اٹھائے اول و آخر درود شریف کہے اَللّٰھُمَّ صَلَّیْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ وَقَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَھَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اجْزِ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَمُسْتَحِقُّہٗ وَبَلِّغْ مِنَّا رُوْحَ مُحَمَّدٍ تَحِیَّۃً وَسَلَامًا بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا مَوْلَانَا وَسَیِّدَنَا اور نیت یوں کرے اُدِّیْ رَکْعَتَیْنِ ھَدِیَّۃً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور درمیان مغرب و عشا کے پڑھیں۔ ثواب بہت ہے۔ ایں فقیر را فرمودند، فرزند من ایں دوگانہ مدام بگزار و ید و دعا گوہم میگزار۔ اور ایضاً فرمایا کہ بعد ادائے وتر کے مناجات با این دعا پڑھے مروی ہے اور اول و آخر میں درود شریف پڑھے یَا اِلٰھِیْ اِلَیْکَ مُنْتَھٰی طَلَبِیْ یَا رَبِّ عَجِّلْ فَرَجِیْ بِحَقِّ مُحَمَّدِنِ الْعَرَبِیِّ اَللّٰھُمَّ سَھِّلْ خُرُوْجَ اَمْرِیْ ایں فقیر را فرمودند فرزند من بگیر ید دعا گومے گویا۔ ایضاً شب مذکور میں وقت تہجد کے یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ بعد فراغ کے تہجد سے فرمایا کہ تہجد کے بعد سونا درست ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعض وقت بعد تہجد کے سو جاتے تھے۔ نیت یہ کرے کہ بعد نماز صبح کے اونگھنا تکلیف نہ دے کہ اوراد کو نگاہ نہ رکھ سکے۔ یہ بات واقعی ہے۔ اسی اثنا میں ایک عزیز نے پوچھا التہجد ھو القیام بعد النوم او بین نومین جواب فرمایا

کہ بعد تہجد کے سونا درست ہے یہاں تک کہ صبح اُگے پھر اُٹھ کھڑے ہوں
وضو کی تیاری کریں کتاب میں ہے کہ یکرہ النوم فی الصبح ونوم الصبح یورث
ثلثۃ اشیاء احدھا ضیق العیش والثانی قصر فی العمر والثالث منع
الرزق وعکس ذلک علی عکس ذلک ومن احیی الصبح بسط عیشہ وزاد
عمرہ ووسع رزقہ یعنے صبح میں سونا مکروہ ہے اور صبح کا سونا تین چیزیں
پیدا کرتا ہے ایک تو تنگی عیش کی دوسرے کوتاہی عمر میں تیسرے منع روزی
اور عکس اُس کا عکس ہے اُس کا یعنے صبح میں بیدار رہنا تین چیزیں پیدا
کرتا ہے فراخی عیش کی، زیادتی عمر کی، کشادگی رزق کی اور جو شخص صبح کو
زندہ رکھتا ہے یعنے بیدار رہتا ہے تو عیش اُس کا فراخ ہوتا ہے اور عمر
اُس کی زیادہ ہوتی ہے اور روزی اُس کی فراخ ہوتی ہے۔ حدیث صحاح
ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نوم الصبح یمنع الرزق یعنے صبح کا سونا باز رکھتا
ہے روزی کو بعد اِس کے فرمایا انما الاعمال بالنیات یہ حصر ہے یعنے
نہیں ہیں اعمال مگر ساتھ نیتوں کے۔ اصل عمل میں نیت ہے۔ اور نزدیک
بعض کے فرض ہے۔ یہ قول امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان کے نزدیک
سب چیزوں میں نیت فرض ہے پس روئے مبارک بریں فقیر آورد فرمودند
فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویس ایضاً

بارہویں ماہ جمادی الآخرہ روز یک شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا اشراق کے وقت اس فقیر سے فرمایا

فرزند من سبق پڑھو، میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی اعلم ان الایمان علی الجارحتین علی القلب واللسان لان من عرف اللہ تعالیٰ بالقلب بانہ واحد ولم یقر باللسان فہو کافر ومن اقر باللسان ولم یعرف بالقلب فہو منافق ومن قال ان الایمان علی القلب دون الاقرار باللسان فہو کرامی وقد اختلف الناس فی الایمان قال بعضہم الایمان ہو الاقرار باللسان والمعرفۃ بالقلب وھذا قول المبتدعین وقال بعضہم الایمان ہو المعرفۃ بالقلب بغیر اقرار اللسان فہو جہمیۃ ومرجئۃ والصواب فی ذلک ان الاقرار باللسان من غیر معرفۃ القلب نفاق وعلی العکس کفر ومعرفۃ القلب مع الاقرار باللسان ایمان کمثل الفرس الابلق فان الفرس اذا کان ابیض یسمی الاشہب واذا کان اسود یسمی الادھم واذا کان فیہ سواد وبیاض یسمی ابلق وھہنا ایضاً کذلک علی ما بینا وتمام الایمان ان یعرف اللہ وحدہ لا شریک لہ بلا کیفیۃ کما قال اللہ تعالیٰ لموسیٰ بن عمران فی مناجاتہ یا موسیٰ اعلم اثنین ولا تعلم اثنین اعلم انی الہ واحد ولا تعلم کیفیتی واعلم انی رازق ولا تعلم انی ارزق یعنے تو جان کہ ایمان دو عضو پر ہے دل و زبان پر۔ اس لیے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو دل سے پہچانا کہ وہ ایک ہے۔ اور زبان سے اقرار نہ کیا تو وہ کافر ہے اور جس نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے نہ جانا تو وہ منافق ہے۔ اور جس نے کہا کہ ایمان دل پر ہے بغیر اقرار زبان کے وہ کرامی ہے یہ ایک گروہ بدمذہبوں کا ہے عرب میں، اور ان کا قول عقلاً نقلاً

باطل ہے۔ لوگوں نے ایمان میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور پہچاننا ہے دل سے، اور کام کرنا ہے جوارح یعنے اعضا سے یہ قول اہل بدعت کا ہے۔ صحابہؓ و تابعینؒ میں سے کسی نے اس کو نہیں کہا ہے۔ انہوں نے اپنے طرف سے کہا ہے۔ جس وقت سبق فقیر کا اس جگہ پہونچا تو عرض کیا کہ یہ قول تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، وہ کیوں بدمذہب ہوں گے۔ وہ تو سنت وجماعت کا مذہب رکھتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ یہ کتاب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ اُس وقت امام شافعی کہاں تھے۔ اُن کا تو قول بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ تو شاگرد کے شاگرد ہیں امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسنؒ شیبانی سے پڑھا۔ اور امام محمدؒ[1] نے ابو یوسف قاضی سے پڑھا۔ اور امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان پہچاننا ہے دل سے سوا اقرار زبان کے یہ قول جہمیہ و مجسمہ کا ہے یہ دو گروہ ہیں بدمذہبوں کے عرب ہیں، مجسمہ کو مجسمہ اسلیے کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نسبت طرف جسم کے کی ہے، التجسیم نسبت بجسم کردن یہ گروہ اور اُن کا قول عقلاً ونقلاً باطل ہے یہ سب قول غلط ہیں صواب قول یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرنا بدوں پہچاننے دل کے نفاق ہے۔ اور عکس اس کا کفر ہے۔ یعنے دل سے پہچاننا بدوں اقرار زبان کے کفر ہے اور پہچاننا دل سے اور اقرار کرنا زبان سے ایمان ہے۔ جیسے ابلق گھوڑا کیونکہ جس وقت گھوڑا سپید ہوتا ہے تو اس کو اشہب یعنے سپید خنگ کہتے ہیں۔ اور جب سیاہ ہوتا ہے تو

---

[1] امام محمدؒ امام اعظمؒ کے بلا واسطہ بھی شاگرد ہیں۔ احقر

اُس کو ادہم یعنے حرمز کہتے ہیں۔ اور جب گھوڑے میں سیاہی و سپیدی ہوتی ہے۔ تو اُس کو ابلق کہتے ہیں۔ پس یہاں بھی اسی طرح ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ جب تک دونوں رنگ نہ ہوں تو اُس کو ابلق نہیں کہتے ہیں۔ اسی طرح جب تک کہ اقرار زبان کا اور پہچاننا دل کا نہ ہو ایمان نہیں ہوتا ہے اور پورا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے کہ وہ ایک ہے اُس کا کوئی مثل و شریک نہیں ہے، بے چون و بے چگون ہے اور معنی ایمان کے لغت میں گرویدن ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام ابن عمران سے مناجات میں کہا۔ مناجات کہتے ہیں باہم راز کہنے کو کہ اے موسیٰ تو جان دو باتوں کو، اور نہ جانے تو دو کو، تو جان کہ بیشک میں ایک معبود ہوں اور نہ جانے تو میری کیفیت کو کہ میں کیسا ہوں اور تو جان کہ بیشک میں روزی دینے والا ہوں اور نہ جانے تو کہ میں کہاں سے روزی دیتا ہوں۔ ترتیب تمام آغاز سبق سے نزاع تک حق میں اس فقیر کے بھی ایضاً خبر میت غائب کی پہنچی فرمایا من صلی رکعتین بنیۃ المیت الغائب یقرأ فی الرکعۃ الاولیٰ بعد الفاتحۃ سورۃ الفیل ثلاث مرات وفی الثانیۃ سورۃ الاخلاص ثلاث مرات فاذا فرغ من الصلوٰۃ یدعو بھذا الدعاء ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاً واخراً اللھم صلیت ھذہ الصلوٰۃ وجعلت ثوابھا لفلان یارب اغفرہ وارحمہ وتجاوز عما تعلم فانک انت العلی العظیم یعنے جو شخص کہ پڑھے دو رکعت نماز بہ نیت میت غائب کے تو پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے تین بار الم ترکیف، اور دوسری میں قل ہو اللہ تین بار پڑھے، پھر جب فارغ ہو تو دعائے مذکور پڑھے، اور اول و آخر میں درود

(نماز بر میت غائب)

ف حکایت عرب متضمن تحمل و خلق حضرت مخدوم قدس سرہ

تشریف پڑھے آیں فقیر را فرمودند فرزند من بگیرید ایضاً خدمت میں ایک
عرب آیا اور عربی زبان میں کہا یا مخدومؒ اریدان اسافر فی الہند الی
لکنوتی فاعط لی الزاد و ثوابک یعنے اے مخدومؒ میں چاہتا ہوں کہ ہند
میں طرف لکنوتی[لہ] کے جاؤں تم مجھے زاد راہ اور کپڑے دو۔ ایک عزیز
طباق بھر مصری فتوح لایا تھا عرب سے فرمایا خذ یا سیدی یعنے اے
سید لے لے، اُس نے لے لیا اور کپڑوں کی توقع کرنے لگا، خادموں سے
فرمایا کہ قسم کھائیں کہ عاریتی کپڑے لوگوں کے واسطے تبرک کے پہنے
ہیں، جس وقت ایک آدمی اپنا کپڑا لے جاتا ہے تو دوسرا آدمی واسطے
تبرک کے کپڑے لاتا ہے کہ ملبوس کرکے یعنے پہن کر استعمال کرکے
دیا۔ اور اکثر وقت عاریتی کپڑے ہوتے ہیں، سو میں کیونکر تجھے دوں اگر
میرے ملک ہوتے تو میں تجھے دیتا، وہ نہیں سنتا تھا۔ خادموں نے اُس
پر غصہ کیا اُس نے کہنا شروع کیا یا مخدوم خدامک یکادون یضربوننی
یعنے اے مخدوم تمہارے خادم چاہتے ہیں کہ مجھے ماریں فرمایا یا سیدی
لو یضربونک فانت تضربنی او تقتلنی فابیح لک دمی یعنے اگر وہ تجھے
ماریں تو تو مجھے مارنا یا مجھے مار ڈالنا، میں نے اپنا خون تجھے معاف کردیا
اور گردن مبارک بلند کردی جب عرب نے یہ خُلق مخدومؒ سے دیکھا، تو
آیا اور پاؤں مبارک پر گر پڑا اور معذرت کی۔ پس آپ نے اپنی ٹوپی اُسکو
پہنائی اور بغل میں لیا اور بایں طریق رخصت کیا کہ استودع اللہ نفسک
ودینک وخواتیم عملک زودک اللہ التقوی وصانک عن البلاء و بلغک

[لہ] لکھنوتی مراد ہے۔ احقر

الی مقصدک سالماً غانماً ظافراً بالمراد اور جس کے واسطے دعا کرتے تو
یہی دعا کرتے اور چار قُل مع فاتحہ کے پڑھتے اور فرماتے کہ روایت کیا گیا ہے
قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیکم بالقلاقل ای الزموھا یعنے تم لازم پکڑو چار
قلوں[1] کو ایضاً فرمایا کہ شیطان لعنہ اللہ اعلیٰ سے طرف ادنیٰ کے لے
جاتا ہے۔ اگر وہ سالک ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ
ملتان میں خانقاہ شیخ کبیرؒ میں ایک مرید شیخ رکن الدینؒ کا حجرہ خانقاہ میں
مشغول تھا۔ اس نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ تو حج کو
جا۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو خدمت میں شیخ رکن الدین کے
آیا۔ پہلے اس سے کہ وہ یہ خواب بیان کرے، شیخ نے شروع کیا کہ یہ
خواب تجھ کو شیطان نے دکھایا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تجھ کو مشغولی سے
تلف کردے اور تجھ پر حج فرض نہیں ہے۔ تو تو ایک فقیر آدمی ہے تو ہرگز
مت جا۔ حضرت مخدوم نے اس جگہ فرمایا کہ پیر و مرشد ایسا چاہیئے کہ کیا
دریافت کر لیا اس درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیطان نیک کاموں
کا بھی رستہ بتاتا ہے؟ جواب فرمایا کہ وہ تو اس بات پر دشمن ہے دیکھ نہیں
سکتا ہے اعلیٰ سے طرف ادنیٰ کے لے جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ حق
کے ساتھ مشغولی کلی رکھتا ہے اس کو اس سے تلف کرے اور غیر کو جو کہ
ادنیٰ بھی نہیں جانتے تو اس کو فسق کا رستہ بتاتا ہے نعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا یعنے بیشک شیطان تمہارا
دشمن ہے پس تم بھی اس کو دشمن ٹھیراؤ ایضاً فرمایا کہ اگر کوئی توبہ کرنے والا

ف شیطان اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف لے جاتا ہے

[1] قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس

صحیح توبہ کرے تو وہ اگر مٹی ہاتھ پر لیوے تو سونا ہو جائے اور یہ بیت زبان پر لائے

ع گر مژہ رخ تو تر گردد ٭ خاک اندر کف تو زر گردد

مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے اُس سے قطاع الطریق تھے۔ رہزنی کیا کرتے تھے لیکن جو سامان کہ چراتے نام اُس سامان والے کا لکھ لیتے تھے۔ غرضکہ ایک دن اس راہ میں قافلہ گزر رہا تھا۔ جب اُس جگہ پہنچا تو قافلے والوں نے فضیل سے خوف کیا کہ مبادا راہ ماریں وہ اس کام میں نہایت معروف و مشہور تھے اُس قافلے میں ایک عزیز حافظ تھا۔ اس نے اہل قافلہ سے کہا کہ ہم یہ آیت بلند آواز سے پڑھیں گے۔ اور تم بھاگو شاید یہ آیت اُس کے دل میں اثر کر جائے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم جس وقت اس آیت شریف کی آواز فضیل کے کان میں پہنچی تو دل اُن کا نرم پڑ گیا۔ سلسلہ ازلی جنبش میں آیا اور باعتذار واسطہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ نزدیک اُس حافظ بزرگوار کے آئے کہا کہ وہ مجھ سے آدمی کو چھوڑ دیگا۔ حافظ نے کہا کہ جب تک زندگی ہے جگہ صلح کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیھم وکان اللہ علیما حکیما جبکہ توبہ کو لفظ علی کے ساتھ متعدی کرتے ہیں تو متعدی ہو جاتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ توبہ دیتا ہے اُن لوگوں کو کہ جو نادانی سے برائی کرتے ہیں پھر وہ نزدیک سے توبہ کر لیتے ہیں پھر آتے ہیں تو وہی لوگ ہیں کہ

رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن پر اور ہے اللہ تعالےٰ دانا اور استوار کار یعنے وہ
خوب جاننے والا اور بوجھنے والا پختہ کار ہے پس حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے
اُس حافظ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اُس نے توبہ کی تلقین کی حضرت فضیل ان
لوگوں کے پاس جاتے کہ جن کا سامان اسباب چرایا اور اُس پر مالکوں کا نام
لکھ رکھا تھا۔ اُن میں سے ہر ایک کے پاس جاتے اور اُس کو خوش کرتے
تھے۔ سب کو پہنچا دیا۔ چنانچہ چند دینار ایک یہودی کے رہ گئے تھے موجود
نہ تھے۔ اُس کے پاس گئے اور خوشنودی چاہی وہ خوش نہیں ہوتا تھا یہ
الحاح وزاری کرتے تھے اُس یہودی نے حضرت فضیلؒ سے کہا کہ میں نے
توریت میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی تائب امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ہاتھ خاک پر مارے تو سونا ہو جائے یہودی نے ایک ہمیانی ٹھیکریوں
سے بھری اور حضرت فضیلؒ کے ہاتھ میں دی پھر انہوں نے اُس یہودی کے
ہاتھ میں دے دی دیکھا تو ساری ٹھیکریاں سونا ہو گئی ہیں یہودی مع اپنے
خاندان کے ایمان لے آیا اور کلمہ محمدی پیش کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا
دین رکھتا تھا۔ حضرت مخدوم قدس سرہ نے بیت مذکور پڑھی پس روئے
مبارک بدیں فقیر آورد و فرمود فرزند من بنویس

پیر کی رات تیرہویں ماہ جمادی الآخرہ

لہذا فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا اُس رات اس فقیر کو مسبحہ تسبیح عنایت
کی فرمایا فرزند من لے میں نے استعمال کی ہے اسی اثنا میں سید شمس الدین مسعود

نے ایک لونڈی خریدی کے خدمت میں عرض کیا کہ میں کیا کروں فرمایا استبرا کر ایک حیض اُس کے گرد نہ پھٹکو پھر اُن سے مطایبہ و خوش طبعی کی فرمایا میں تجھے ایک اور حیلہ سکھاتا ہوں کہ استبرا ساقط ہو جائے تو جا اس لونڈی کو مکاتب کرا اور اُس پر مال مقرر کر پھر تو دوسرے سے اُس کا نکاح کر دے اور اُس کہہ کہ قبل الدخول طلاق دیدے۔ پھر تو اُس لونڈی سے مال طلب کر جب وہ مال کی ادا کرنے سے عاجز ہو گی تو بندہ ہو جائے گی جا مجامعت کر اور تبسم کیا اور فرمایا کہ اس حیلے کو کوئی نہیں جانتا ہے۔ پس روئے مبارک بسوئے فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں مسئلہ بنویس۔

ایضاً شرائط مشیخت

ف۔ شرائط مشیخت

فرمایا شرائط المشیخۃ ثلٰثۃ ان لم تکن لا تصح المشیخۃ احدھا ان یکون الشیخ عالما بالعلوم الثلٰثۃ علم الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والثانی یقبلونہ بعض علماء زمانہ ویتعلقونہ ویعتقدونہ ویریدونہ والثالث ان لا یکون لہ من المطالب من الدنیا والاٰخرۃ ما سوی اللّٰہ تعالیٰ یعنی مشیخت کی شرطیں تین چیزیں ہیں اگر وہ تینوں نہ ہوں تو مشیخت درست نہ ہو ایک شرط یہ ہے کہ تین علم کا عالم ہو علم شریعت و طریقت و حقیقت دوسری شرط یہ ہے کہ بعض دانشمند[ف۱] اُس کے زمانے کے اُس کو قبول کریں اور اُس سے پیوند کریں اور معتقد ہوں اور اُس کے مرید ہوں تیسری شرط ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے اُس کو اور کوئی طلب نہ ہو اور یہ بیت فرمائی سہ

ف ۱۔ اہل علم

مرا ہمتے بس بلند روزی کن ـ کہ من از تو ہمیں ترا مے خواہم

یاران بزرگ نے فرمایا کہ یہ تینوں چیزیں ذات عالی صفات مخدوم میں موجود ہیں بعد اس کے فرمایا لاتکن من جہال الصوفیۃ فانہم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین یعنے تو نادان صوفیوں سے مت ہو کیونکہ وہ چور ہیں دین کے اور رہزن ہیں مسلمانوں کے اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ شرائط شیخ کے جو میں نے بیان کئے لکھ لے غریب ہیں بعد اس کے فرمایا کہ زمانہ برا ہو گیا ہے پہاڑ میں رہنا چاہیے خصوصاً اس زمانے میں بعد اس کے فرمایا کہ شیخ زادہ محمد متقی گازرونی بیابانی اس شہر میں آیا ہے اوچہ میں آیا تھا۔ دعاگو کو نہ پایا سنا کہ میں یہاں ہوں تو قصد کر کے نزدیک دعاگو کے آیا اس جگہ وہ میرے پاس بسبب انبوہ خلق کے نہیں رہ سکتا ہے اور وہ خلق سے گریزاں ہے۔ حظیرہ صدر الدین میں کہ جس کو نہمان کہتے ہیں رہتا ہے وہاں سے بیابان نزدیک ہے بیابان میں پھرتا ہے وہ محدث ہے اور علم سلوک بھی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ قوت دے کہ درمیان خلق کے رہ سکے کیونکہ کمال یہ ہے یہ مرتبہ پیغمبروں کا ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اس طرف جن لوگوں نے پہاڑ اختیار کیا ہے وہ سب اہل علم و محدث ہیں میں نے پوچھا کہ تم کیوں شہر میں نہیں رہتے ہوتا کہ خلق کو تم سے نفع ہو جواب فرمایا کہ ہر ایک کتنا کتا رہتے ہیں ہم نے اس کو قید کیا ہے تا کہ کسی کو کاٹ نہ کھائے وہ نفس ہے کہ برادر مومن کے ساتھ بدگمانی اور اس کی غیبت و سخن چینی کرتا ہے اور مثل اس کے پس خلق

کو رنج پہنچتا ہے۔ ہم نے اس جہت سے یہ پہاڑ اختیار کیا ہے تا کہ ان اوصاف ذمیمہ سے پاک ہو جائے اور ہم شہر میں نہ جائیں گے جب صفات حمیدہ اختیار کرلے گا تو بعد اُس کے جائیں گے بعد اس کے فرمایا کہ ٹھٹھا مسخرا پن کرنا گناہ کبیرہ ہے اور حرام ہے اور قرآن شریف میں اس سے نہی کی ہے یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ٹھٹھا نہ کرے یہ نہی غائب ہے ایک گروہ ایک گروہ سے شاید کہ وہ مومن ہوں اور بہتر ہوں اُن سے اور نہ مومن عورتیں مومن عورتوں سے ٹھٹھا کریں ساتھ زنا کے شاید کہ جن سے ٹھٹھا کرتے ہیں وہ بہتر ہوں اُن سے اور بدگمانی بھی حرام ہے قرآن شریف میں اس سے نہی فرمائی ہے یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچو بہت سے گمان سے بیشک بعض گمان گناہ ہے اس باب میں یہ حدیث صحیح ہے قولہ علیہ الصلوۃ والسلام ظنوا المومنین خیرا یعنے تم مومنین کے ساتھ نیک گمان کرو اور غیبت بھی حرام و گناہ کبیرہ ہے اور قرآن شریف میں اس سے نہی کی ہے قولہ تعالیٰ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم لا یغتب

نہی غائب ہے یعنے غیبت نہ کرے بعض تمہارا بعض سے کیا دوست رکھتا ہے ایک تمہارا کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا درانحال کہ وہ مردہ ہو پس تم اسکو دشوار رکھوگے اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے بیشک اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ غیبت کو گوشت برادر مردہ کا کہا اسلیئے کہ وہ حاضر نہیں ہے۔ گویا وہ مردہ ہے اور جو شخص غیبت کرتا ہے وہ اپنے برادر مردہ کا گوشت کھاتا ہے جو گناہ کہ آدمی کے کھانے والے کا ہے اُسی قدر گناہ غیبت کرنے والے کا ہے غیبت بکسر غین معجمہ بد گوئی کو کہتے ہیں اور بفتح غین معجمہ نیک گوئی کو بولتے ہیں استعمال عرب کے جہت سے فرق ہے بعد اسکے فرمایا حدیث صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الغیبۃ اشد من الزنا یعنے غیبت زنا سے بھی زیادہ تر سخت ہے پھر فرمایا کہ اُس طرف دعا گو نے ایک حدیث درست نزیں صحاح سے سُنی ہے کہ ہرگز ہندوستان میں نہیں سنی تھی قولہ علیہ السلام الغیبۃ اشد من ثلثین زنیۃ فی الاسلام یعنے غیبت سخت تر ہے تیس زنا سے اسلام میں ای عقوبۃ الغیبۃ اشد من عقوبۃ ثلاثین زنیۃ فی الاسلام یعنے عقوبت غیبت کی زیادہ تر سخت ہے عقوبت تیس زنا سے اسلام میں پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ حدیث صحاح ہے لکھ لو اور ظاہر کرو خبر میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونو بیٹھے تھے کہ ایک عورت چادر اوڑھے ہوئے جاتی تھی۔ حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ آپ دیکھو کہ یہ عورت چادر دراز اوڑھے ہوئے ہے آپنے فرمایا اے عائشہ تونے اُس کا

گوشت کھایا انہوں نے کہا کہ میں نے نہیں کھایا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنا تھوک باہر ڈال ڈالا تو دیکھا کہ ایک ٹکڑا گوشت کا مع خون کے حضرت عائشہ کے موہنہ سے باہر آپڑا فرمایا اے عائشہؓ اسی طرح ایک دوسرے کا گوشت غیبت سے کھاتے ہیں دل جو تاریک وسیاہ ہو جاتے ہیں سبب اس کا یہی ہے اور یہ آیت پڑھی ولا یغتب بعضکم بعضا الآیہ اور ہم کو جو ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ سو ہماری نتوحی ہے ورنہ در معنی غیبت سے برادر مردہ کا گوشت کھاتے ہیں۔

ایضاً ذکر مدح

فرمایا مبتدیوں کو چاہیئے کہ مدح پر فخر نہ کریں لیکن جب منتہی ہو گیا تو وہ کامل ہے اب اگر کوئی اس کی مدح کرے تو نقصان نہیں ہے اس لیئے کہ نفس نہ رہا بلکہ مدح وشتم ارا العلوم ہوتی ہے جیسا کہ مشائخ صوفیہ نے فرمایا ہے ینبغی ان یکون عندك المدح والقدح فی قلبك سواء یعنے چاہیئے کہ نزدیک تیرے مدح وقدح یعنے تعریف ومذمت دونو تیرے دل میں برابر ہوں

ایضاً ذکر میزرلہ

حسن خادمؒ سے فرمایا کہ واسطے دعا گو کے میزرلاد ہوا سرو ہے میزرلانے سے پوچھا ابریشمی ہے تو جائز نہیں ہے حسن خادم نے کہا کہ ایک انگل بھی اس میں ریشمی

لہ میزر دستارہ وازہ وامانند آں ۱۲ صراح

نہیں ہے بلکہ ایک تار بھی اور یہ بیت کتاب منتقی کی پڑھی ؎

وان قلت الاعلام فی العمائم　　اصابعا اربعۃ لم تحرم

فرمایا ہے کہ مسئلہ ہے ان کان الابریسم فی ثوب مقدار اربعۃ اصابع یجوز وان کان طویلا لان الاعتبار للعرض لا للطول یعنے اگر ابریشم کپڑے میں بقدر چار انگل کے ہو تو درست ہے اگرچہ لمبا ہو اسلئے کہ اعتبار چوڑائی کا ہے نہ لمبائی کا پس روئے مبارک برین فقیر آوردہ فرمودند فرزند من این فوائد کہ تقریر کردم بنویس بلملفوظ۔

غرہ ماہ شعبان عمت میامنہ روز شنبہ

کو مخدوم دامت برکاتہ واسطے مبارکبادی کی شیخ الاسلام کے آئے اور یہ فقیر ہمراہ رکاب سعادت کے تھا سلام کیا ایک نے دوسرے کو بغل میں لیا پھر بیٹھے فرمایا کہ دعا گو کو راہ میں نیند آ گئی تھی اور تازہ وضو کیا اسلئے کہ بندگی یعنے جناب شیخ الاسلام کو بے وضو کیونکر دیکھوں شیخ الاسلام نے کہا کہ آپ لوگ زندہ دل ہو کہا ان عینی تنامان ولا ینام قلبی آپ فرزند شیخ ہو تو کو اس کا نکلو کہ شیخ الاسلام نے پوچھا کہ مخدوم کے وجود مبارک کو زحمت تھی اب تخفیف ہے فرمایا شکر ہے لیکن اب تک کچھ اثر ہے شیخ الاسلام نے کہا کہ میں نے ملک علی طبیب کو بھیجا تھا فرمایا کہ طبیب کیا کرے پھر شیخ الاسلام سے التماس کیا کہ اگر تمہارا حکم ہو تو جو خانقاہ کہ شہر میں واسطے شیخ کبیر کے بنا کی ہے اس میں واسطے اربعین اعتکاف رمضان کے معتکف ہو جاؤں اور

میں آرزو رکھتا ہوں کہ ہر روز دست بستہ خدمت کروں واللہ اس خانقاہ
سے ہم یکجا نماز پڑھیں شیخ الاسلام نے کہا کہ آپ اوچہ میں مسجد جمعہ کے اندر
معتکف ہوتے ہو اس جگہ بھی مسجد جامع میں اعتکاف کرو اس درمیان میں ایک
عزیز درویش آیا اور سلام کیا اور ہاتھ طرف مخدوم کے اٹھایا۔ حضرت مخدوم
نے دست مبارک سے طرف شیخ الاسلام کے اشارہ کیا کہ اول ان کا
ہاتھ لے غرضیکہ اس درویش نے اول شیخ الاسلام کے ہاتھ کا مصافحہ
کیا۔ پھر مخدوم کا دست مبارک زور سے پکڑا کہ تکلیف پہونچے شیخ الاسلام
اس درویش پر گرم ہوئے کہا کہ بڈھا ہوں سے آسان مصافحہ کرنا چاہیے
حضرت مخدوم نے فرمایا کہ تم کچھ مت کہو اس نے اعتقاد درست سے پکڑا ہے
نہ اس قصد سے کہ تکلیف پہنچے پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور رخصت کیا

پانچویں تاریخ ماہ شعبان بدھ کے دن

یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا جمعرات کی رات کو فرمایا کہ چراغ
آگے نہیں ہے لاؤ تاکہ نماز مکروہ نہ ہووے اور خادموں کو اس باب میں بہت
تاکید کی انہوں نے ویسا ہی کیا۔ جب نماز فرض عشا کی پڑھ چکے واسطے
سنت کے اٹھے فرمایا کہ واسطے مقتدی و مقتدی کے یعنے امام و ماموم کے
سنت یہ ہے کہ مقام فرض سے وقت سنت کے عدول کریں یعنے جگہ
بدل لیں فرض کی جگہ سنت نہ پڑھیں اور اگر سجدہ پھر یا قدم پھر عدول کر لیں
تو درست ہے۔ مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے لیکن واسطے مقتدی کے اولے

کہلے ہے کہ فرض کی جگہ سے تجاوز کرے اور واسطے مقتدی کے سنت اور یہ بیت کتاب متفق کی پڑھی ہے

یکرہ للامام لا للماموم نقل مکان فریضۃ المحتوم
وافضل النقل لاجل النفل للمقتدی والمقتدی بالنفل

ای النقل عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ایعجز احدکم اذا صلے ان یتقدم او یتاخر یعنے کیا عاجز ہوتا ہے ایک تمہارا جس وقت کہ نماز پڑھ چکے اس سے کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے تب اس کے فرمایا کہ ارسال جامہ یعنے کپڑے کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے فرض و نفل میں اور اگر مونڈھے پر ڈالے بطریق چادر کے تو مکروہ نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

فقہ میں مذکور ہے ولا یرسل المصلے ثوبہ ایضاً شب مذکور میں دو آدمیوں نے پیوند کیا ایک تو متعلم یعنے طالب علم نے اور دوسرے حافظ نے حافظ سے فرمایا کہ تو علم فقہ پڑھ اسلیئے کہ فرض و واجب ہے کہ حامل قرآن یعنے حافظ عالم ہوتا کہ احکام شرع کے اس پر کھل جائیں ورنہ کیا جانے۔

ارسال جامہ در نماز فرض و نفل مکروہ است

ساتویں تاریخ ماہ مذکور شب جمعہ کو تہجد کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ سحری کا کھانا ہریسہ لائے اس فقیر سے اور یاران دیگر سے فرمایا کہ کھاؤ کھایئے تم روزہ رکھتے ہو اسی اثنا میں فرمایا کہ مومن کو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسرے پیغمبروں کے متابعت و پیروی کرے کبھی تو روزہ رکھے اور کبھی افطار کرے اسلیئے کہ

حدیث صحاح میں ہے قال علیہ السلام من صام الدھر فلا صام ولا افطر یعنی جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا نقصان کرتا ہے طاعت نہیں کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو خطاب کیا ہے یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم یعنی اے پیغمبرو تم کھاؤ پاک چیزوں سے اور عمل صالح کرو بیشک میں خوب جانتا ہوں جو تم عمل کرتے ہو اور کفار نے پیغمبر علیہ السلام سے یوں کہا قالوا ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یعنی کیا ہے اس پیغمبر کو کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے جب صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو منغص آئے آپ نے فرمایا اے میرے یارو تم کیوں منغص معلوم ہوتے ہو عرض کیا کہ کفار یہ بات کہتے ہیں۔ یعنی بات مذکورہ تو آپ کا دل بھی منغص ہو گیا حق تعالیٰ نے واسطے تسلی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت شریف بھیجی وما ارسلناک قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنی نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں پر مگر بیشک وہ البتہ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل فیض منزل ساکن ہو گیا پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ بنویس۔

ذکر اس کا تنزل از بندہ بہمہ

ایضاً تقویٰ شرط ہے واسطے علم من لدنی کے

ذکر اس کا کہ واسطے علم

من لدنی کے تقویٰ شرط ہے جیسے کہ وضو واسطے نماز کے شرط ہے علم
من لدنی وہ معانی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء خدا کے دلوں
میں وارد ہوتے ہیں قولہ تعالیٰ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنے تم تقویٰ اختیار
کرو تاکہ تعلیم کرے تم کو اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک سے علم اور فرمایا التقوی
علی ثلثۃ انواع احدھا تقوی العام وھو ان یتقوا عن الکفر والمعاصی
والبدع والثانی تقوی الخاص وھو ان یتقوا عما لا یعنیہ ای ما لا ینفعہ
ولا یضرہ اعنی المباحات والثالث تقوی اخص الخاص وھو ان یتقوا
عما سوی اللہ تعالیٰ وھذہ التقوی بسببھا یجد الاولیاء المعانی من اللہ
تعالیٰ یعنے پرہیزگاری تین طرح پر ہے ایک تو پرہیزگاری عام کی ہے وہ یہ
ہے کہ کفر و گناہوں اور بدعتوں سے پرہیز کریں۔ دوسرا تقویٰ خاص کا
وہ یہ ہے کہ مالایعنی سے پرہیز کریں یعنے جو چیز کہ نہ نفع دے نہ نقصان
پہونچائے مباحات میں سے تو اس سے بچیں تیسرا تقویٰ خاص الخاص
کا ہے وہ یہ ہے کہ ماسوا اللہ تعالیٰ سے پرہیز کریں یہ وہی تقویٰ ہے
کہ جس کے سبب سے اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ سے معانی پاتے ہیں یعنے وہ
ان کے دلوں پر وارد ہوتے ہیں پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ فرزند
من یہ تین وجہیں تقویٰ کی جو میں نے بیان کیں ان کو لو اور ملفوظ میں لکھو
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جن دنوں میں دعاگو مکہ مبارک
میں مجاور تھا ایک بزرگ محدث تھے سات برس ہر روز فاتحہ کا وعظ
کہتے تھے اسی پر پورے سات برس گذر گئے تفسیر سورۂ فاتحہ کی تمام نہیں

کہہ چکے تھے ویں دیسا ہی اُن کو چھوڑ آیا تھا دیکھئے کئی سال اور کہیں گے اس علم کو علم لدنی کہتے ہیں یعنے طرف سے اللہ تعالیٰ کے ہے کہ کسی تفسیر میں نہیں ہے ایک اور حکایت اس کے مناسب بیان فرمائی کہ ایک بزرگ محدث تھے اوچہ میں چند مدت مقیم ہو گئے تھے انہوں نے سات جلدیں معانی الہام سے تفسیر کی لکھی اور اور بھی کرتے تھے ایک دن دعاگو نے حکایت شیخ صدرالدین عارف قدس اللہ سرہ کی بیان کی کہ ایک روز وہ بزرگوار شیخ کبیر بہارالحق والدین اپنے والد کے پاس آئے اور کہا بابا مجھ کو فاتحہ میں ہر بار معانی من اللہ اور ظاہر ہوتے ہیں اگر حکم ہو تو میں لکھوں شیخ نے منع کیا کہ مت لکھ اسلئے کہ بعض لوگ نہ سمجھیں گے۔ اور انکار کریں گے اور وہ معانی من اللہ ہوں گے تو وہ منکر ہو جائیں گے اور گمراہی میں پڑیں گے جب اُس بزرگوار نے یہ حکایت دعاگو سے سنی اپنا اس تصنیف کو چھوڑ دیا اور وہ ساتوں جلدیں مجھ کو بخش دیں اور مسافر ہو گئے۔ وہ جلدیں لڑکوں کی والدہ کے پاس رکھی ہیں دعاگو نے مصابیح اُن سے سُنی ہے قاری شیخ جمال الدین کے بیٹے تھے ایضاً فرمایا کہ جو لوگ سیر رکھیں جس وقت اوپر سے نیچے آئیں اور لوگوں کے حال پہ مطلع ہوں کہ اُن میں سے ہر ایک کس چیز میں مشغول ہے تو چاہیئے کہ ان فرومانذگان دنیا پر لعنت نہ کریں بلکہ ترحم کریں کہ بیچاروں نے دنیا میں غوطہ مارا ہے اور باہر نہیں نکلے ہیں اس جہاں سے خبر نہیں رکھتے ہیں کاش وہ بھی مثل ہمارے ہو جائیں اگر دنیا کو ترک کر دیں اور اگر ترک نہ کریں گے تو موت تو ترک کرا ہی دے گی۔

قولہ تعالیٰ کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثناہا قوما اٰخرین فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین یعنے کتنے چھوڑے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور اچھے اچھے مکان مجلسیں اور عیش آرام کہ جس میں کھاتے تھے۔ اسی طرح اور ہم نے وارث کر دیا انکا اور لوگوں کو اور اُن سے دوسروں کو۔ اور اسی طرح قیامت تک سو نہ رویا اُن پر آسمان و زمین یعنے اُسکے لوگ اور نہ تھے وہ مہلت دیئے گئے۔ ان شمسکم ھذہ ھی شمس قارون وفرعون وھامان ونمرود طلعت علی قصورھم ثم طلعت علی قبورھم یعنے یہ تمہارا سورج جس کو تم دیکھتے ہو یہ وہی سورج ہے جو کہ قارون وہامان وفرعون ونمرود کے محلوں جھروکوں پر طلوع ہوا اور یہ وہی ہے کہ اب ان کی قبروں پر طلوع کرتا ہے اور یہی آفتاب ہے کہ انبیاء ومرسلین کے مکانوں پر نکلا اب ان کی قبروں پر نکلتا ہے یہی معنی کسی قائل عربی نے نظم کئے ہیں ؎

رایتُ الدھر مختلفا یدور ۔۔۔ ولا حزنٌ یدوم ولا سرور

وشیدت الملوک بہا قصورا ۔۔۔ فما بقی الملوک ولا قصور

یعنے میں نے زمانے کو دیکھا کہ گوناگون گردش کرتا ہے نہ غم ہمیشہ رہتا ہے نہ خوشی دوام رہتی ہے کبھی غم ہے تو کبھی خوشی بادشاہوں نے دنیا میں پکے مضبوط محل بنائے پھر نہ بادشاہ رہے نہ محل۔ پس زبان مبارک بزبان فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فوائد کہ گفتم بنویس ایضًا فرمایا سبق پڑھ

میں نے شروع کیا ترتیب تفسیر اس آیت میں تھی قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء
ویثبت یعنی یمحو اللہ المعاصی عند التوبۃ ویثبت التوبۃ وقد اجمع
المفسرون علیہ فان قیل القول بالتبدیل یؤدی الی تجویز التبدیل
علی اللہ تعالیٰ واللہ متعالٍ عن ذلک قلنا المکتوب فی اللوح المحفوظ
صفۃ العبد شقاوۃً وسعادۃً ولیس صفۃ اللہ والعبد یجوز علیہ التغییر
والتبدیل من حال الی حال فقضی علی صفۃ واما قضاؤ اللہ تعالیٰ
وقدرتہ لا تغیر فیہ والقضاء صفۃ الرب والرب ھو القاضی والمکتوب
فی اللوح المحفوظ مقضی وصفۃ الرب وقدرتہ غیر محدیث والمقضی
محدث والحکم والقضاء غیر محدث والمقضی محدث وتغییر المقضی
لا یکون تغییر القضاء فالناس علی اربعۃ فرق فریق منہم قضی علیہم
بالسعادۃ ابتداء وانتہاءً مثل علی وولدیہ الحسن والحسین رضی اللہ
عنہم اجمعین وفریق قضی علیہم بالشقاوۃ ابتداءً وبالسعادۃ
انتہاءً مثل ابی بکر وعمر وسحرۃ فرعون رضوان اللہ علیہم وفریق منہم
قضی علیہم بالشقاوۃ ابتداء وانتہاء مثل فرعون وھامان ونمرود
لعنہم اللہ تعالیٰ وفریق منہم قضی علیہم بالسعادۃ ابتداءً وبالشقاوۃ
انتہاء مثل ابلیس وبلعم لعنہم اللہ تعالیٰ فینفذ قضاؤہ فالتغییر
للمقضی علیہ لا للقضاء یعنی یمحو اللہ ما یشاء ویثبت یعنی اللہ تعالیٰ
گناہوں کو مٹا دیتا ہے وقت توبہ کے اور مضبوط کرتا ہے توبہ کو مفسرین
نے اس پر اجماع کیا ہے مذہب اہل سنت وجماعت میں اس قول کے

خلاف اور کوئی قول نہیں ہے اگر کوئی شخص سوال کرے کہ یہ قول تبدیل
کا پہونچاتا ہے طرف روا رکھنے تبدیل کے اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالے
اس سے منزہ ہے تو ہم اس کا یوں جواب دیں گے کہ جو چیز لوح محفوظ میں
لکھی گئی ہے وہ بندے کی صفت ہے بدبختی و نیک بختی اور وہ اللہ تعالے
کی صفت نہیں ہے اور بندے پر تغیر و تبدیل ایک حال سے طرف
دوسرے حال کے جائز ہے سو بندے ہی کی صفت پر تغیر روا ہے
رہا علم اللہ تعالیٰ کا اور اس کی قدرت یعنے تقدیرات سو اس میں
کسی طرح کا تغیر نہیں ہے اور علم صفت ہے رب کی اور رب حکم کرنے
والا اور لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے وہ مقضی یعنے حکم کردہ شدہ ہے اور
رب کی صفت اور اس کی قدرت محدث نہیں ہے اور مقضی محدث ہے
اور حکم و قضا محدث نہیں ہے اور مقضی محدث ہے اور تغیر کرنا مقضی
کا تغیر کرنا قضا کا نہیں ہے۔ پس لوگ چار گروہ پر ہیں ایک گروہ تو وہ
ہے کہ اول و آخر دونو میں اس پر نیک بختی کا حکم کیا ہے جیسے حضرت
علیؓ اور ان کے دونو صاحبزادے حضرت حسنؓ و حسینؓ رضی اللہ عنہم اجمعین
اور ایک گروہ ان میں سے وہ ہے کہ اس پر اول میں تو بدبختی کا اور آخر
میں نیک بختی کا حکم کیا گیا ہے کہ وہ ایمان سے پہلے کافر تھے۔ بت
پوجتے تھے اللہ تعالے نے ان کو ایمان دیا۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ
اور فرعون کے جادوگر رضی اللہ عنہم اور ایک گروہ ان میں سے وہ ہے کہ
اول و آخر اس پر بدبختی کا حکم کیا گیا ہے جیسے فرعون و ہامان و نمرود

نعیم اللہ تعالیٰ اور ایک گروہ اُن میں سے وہ ہے کہ اول تو نیک بختی کا
اور آخر کو بدبختی کا اس پر حکم کیا گیا ہے جیسے ابلیس و بلعم لعنہما اللہ تعالیٰ
کہ وہ دونوں معصیت سے پہلے مومن تھے پس حق تعالیٰ کی قضا جاری ہوتی
ہے۔ سو تغییر واسطے مقضی علیہ کے ہے نہ واسطے قضا کے۔ یہ سب
کلام اہل سنت وجماعت کا ہے اس پر اعتقاد کرنا چاہیئے اس لیئے
کہ یہ سب حق ہے اور ضد اس کی باطل ہے پس فرمود فرزند من بگیر یہ
یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق ہیں اس فقیر کے تھی
ایضاً سبق مصابیح کا پڑھاتے تھے حدیث یہ تھی۔ قولہ علیہ السلام
اذا اراد اللہ بعبد خیرا یفقھہ فی الدین یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ساتھ بندے
کے بھلائی تو دین میں اس کو فقیہ کرتا ہے فائدہ بیان فرمایا کہ فَقُہَ بضم
العین فی الماضی علما لطبیعی ویکسر العین علما لکسبی اور فقیہ اُس شخص
کو کہتے ہیں کہ اُس کے وجود میں تین معنی موجود ہوں ورنہ وہ فقیہ نہ ہوگا العلم
والدلیل علیہ والعمل بہ یعنے فقیہ وہ ہے کہ علم جانے اور اُس علم
پر دلیل رکھے اور اُس علم پر عمل کرے اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من
بیان فقہ کا جو میں نے تقریر کیا لکھ لے ایضاً ذکر علو ہمت کا نکلا فرمایا
سالک کو چاہیئے کہ عالی ہمت ہو سوا خدا کے اور کوئی چیز نہ چاہیئے
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت اوچہ میں ہے
وہ واسطے زیارت دعا گو کے آتی ہے ایک دن آئی تو کہا اے مخدوم

نظر میں عرش و کرسی و بہشت و دوزخ وغیرہ کا مکاشفہ ہے۔ تم دعا کرو میں کیا کروں گی تا کہ حجاب ہو جائے زبان سندھی میں کہا کہ میں تو تیرے جمال لایزال کی شیفتہ ہوں تو مجھے یہ تماشا کیا دکھاتا ہے اور کہا کہ نماز فردوس تیرے واسطے پڑھتی ہوں مجھ کو فردوس مطلوب نہیں ہے دعا گو نے اُس عورت سے کہا نماز فردوس کو اس نیت سے پڑھ کہ وعدہ لقا یعنے دیدار فنا فی اللہ کا بہشت میں ہے عجب عالی ہمت ہے ایضاً فرمایا طالب کو چاہیئے کہ خلوت اختیار کرے تا کہ تفرقہ اس کا جمع جائے۔ پس این کہ حاصل شود مخالطہ باشد اور یہ شعر بھی پڑھے جو کہ کسی قائل نے کہے ہیں ؎

كَانَتْ لِقَلْبِي أَهْوَاءٌ مُفَرَّقَةٌ فَاستجمعت إِذْ رَأَتْكَ الْعَيْنُ أَهْوَائِي

فصار يحسدني من كنت أحسده وصرت مولى الورى اذ صرت مولائي

تركت للناس دنيا هم ودينهم شغلا بحبك يا ديني ودنيائي

العين عين القلب أهوائي

فاعل فاستجمعت یعنے میرے دل کی خواہشیں پراگندہ و پریشان تھیں پس وہ ساری خواہشیں ایک ہو گئیں جبکہ میرے دل کی آنکھ نے تجھ کو دیکھ لیا اُس جگہ حسد بمعنی رشک ہے سو رشک کرتا ہے میرا وہ شخص کہ جس کا میں حسد کرتا تھا۔ یعنی رشک اُدھر ہو گیا میں خداوند سارے خلق کا جبکہ تو میرا خداوند ہو گیا اُس جگہ صار بمعنی کان ہے ورنہ باری تعالیٰ صیرورت سے منزہ و پاک ہے میں نے لوگوں کے لیے چھوڑ دیا اُن کے دین و

دنیا کو واسطے شغل تیری دوستی کے اے میرے دین و دنیا اس فقیر سے
فرمایا فرزند من یہ اشعار عربی کے جو میں نے پڑھے لکھ لے تب اس کے
فرمایا النبوۃ کانت کامنۃ فی وجود النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کما قال کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد وفی روایۃ بین الماء
والطین وظہر النبوۃ بالخلوۃ والعزلۃ کما ہو مروی فی جبل حراء
وکذلک الولایۃ لا تظہر الا بالخلوۃ فینبغی للسالک ان یختار الخلوۃ
ولا یعجب فلو کان یظاہرہ مع الخلق وکان باطنہ مع الحق ھذا ھو الکمال
کما ورد فی الحدیث الصحاح قولہ علیہ السلام المؤمن الذی یخالط الناس
ویتحمل اذاھم خیر من الذی لا یخالط ولا یتحمل علی اذاھم اس فقیر
سے فرمایا فرزند من یہ تقریر جو میں نے کی مع احادیث صحاح کے لکھ لے
ترجمہ عربی یہ ہے یعنے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک
میں پوشیدہ تھی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نبی تھا اور آدم
میان جان و تن کے تھے اور ایک روایت میں درمیان آب و گل
کے تھے۔ پھر آپ کی نبوت بسبب خلوت و عزلت و تنہائی کے کوہ حرا
میں ظاہر ہوئی جیسا کہ روایت کیا گیا ہے اور یہی حکم ولایت کا ہے کہ وہ
ظاہر نہیں ہوتی ہے مگر بخلوت سو سالک کو چاہئے کہ کسب حال میں خلوت
وتنہائی اختیار کرے اور عجب نہ کرے کہ میں خلوتی ہوں پس اگر وہ اپنے
ظاہر سے خلق کے ساتھ ہو اور باطن اس کا حق کے ساتھ تو کمال یہی ہے

از درون شو آشنا و از بروں بیگانہ وش — اینچنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

کم کرنی ایسا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث صحاح میں آیا ہے کہ مومن کامل وہی ہے کہ ساتھ لوگوں کے میل جول رکھے اور اُن کے ایذا دینے کی برداشت کرے وہ اُس آدمی سے بہتر ہے جو کہ اُن سے خلط ملط نہ رکھے اور انکی ایذا دہی کا تحمل نہ کرے اس جگہ صفت محذوف ہے یعنے المومن الکامل ایضاً فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثل میری مانند اُس آدمی کے ہے کہ چراغ کے سر پر کھڑا ہے اور پروانے کو جلنے سے نگاہ رکھے۔ پس وہ کہاں تک نگاہ رکھے کہ وہ تو بہت اور وہ ایک وہ دوڑ کر گرتے ہیں میں ایسا ہی ہوں کہ تم دوزخ میں گرتے ہو بسبب افعال قبیحہ کے اور میں وعظ و نصیحت تم کو نگاہ رکھتا ہوں۔ پس میں کہاں تک نگاہ رکھوں تم تو دوڑ کر گرتے ہو اور یہ بھی فرمایا کہ مثل میری مانند اُس مرد برہنہ کے ہے کہ کسی گاؤں میں دوڑتا ہوا آئے خبر کرے کہ صبح کو لشکر پڑیگا۔ اور تم کو لوٹے گا اور غنیمت کریگا پس بعض تو اُس کی بات سنیں اور بھاگ جائیں اور بعض اُس کی بات کو سخریہ پر حمل کریں اور کہیں کہ مجنون و کاذب ہے اُس کا کہا نہ سنیں صبح کو لشکر آتے اور سب کو لوٹ لے اور غنیمت کرے اور وہ کہیں یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یعنے آرزو کریں کہ کاش میں ساتھ رسول اللہ کے راہ لیتا۔ رسول علیہ السلام اُس دنیا میں درمیان امت کے ایسے ہی تھے کہ جس نے ان کا کہا سنا اس نے نجات پائی رستگار دل سے ہو گیا اور جس نے نہ سنا وہ ہلاک ہوا اور عاقبت کو عقوبت میں مبتلا ہوگا۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قل یا ایہا الناس قد جاءکم الحق من ربکم
فمن اہتدی فانما یہتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیہا وما
انا علیکم بوکیل یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ اے لوگو حق
آئی راستی ودرستی تمہارے پاس طرف سے تمہارے خداوند کے سو
جس شخص نے راہ پائی تو وہ راہ نہیں پاتا ہے مگر واسطے اپنے نفس کے
اور جس شخص نے راہ نہ پائی گمراہ ولے راہ ہوا تو ولے راہ نہیں ہوتا ہے
مگر اپنے نفس پر اور نہیں ہوں میں تم پر وکیل یعنے کاردار قولہ تعالےٰ
افانت تنقذ من فی النار یعنے پس تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیتے باہر لائے گا آگ سے جو کہ گئے ہیں پس لٹے مبارک برین فقیر
آوردند فرمودند فرزند من بنویس ایضاً پوچھا کہ صبح دوگی ہے ایک عزیز نے
کہا کہ صبح کاذب ہے ایک یار نے پوچھا کہ صبح صادق وکاذب سے کیا
مراد ہے جواب فرمایا میں نے سنا ہے الصبح الصادق ای الصادق
مخبرہ والصبح الکاذب ای الکاذب مخبرہ یعنے صبح صادق کیا ہے
صادق ہے اُس کا خبر دینے والا اور صبح کاذب کاذب ہے اس کا خبر
دینے والا اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ فائدہ لکھ لے کم کوئی جانتا ہے
ایضاً ایک عزیز نے خدمت میں عرضداشت بھیجی اُس میں یہ بات تھی
کہ فلاں قریشی فرمایا کہ قریشی بیا گالی ہے قریش نام ایک دریائی مچھلی
کا ہے یہ مچھلی غلیظ ترین مچھلیوں کی ہے عرب والے اگر کسی کو گالی دیتے
ہیں تو قریشی کہتے ہیں اور قریش ایک گروہ بھی ہے عرب میں کہ جن کی

(بیان صبح صادق وکاذب)

(بیان معنی قریشی)

نسل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس وقت کسی شخص کو طائفہ قریش کی طرف نسبت کریں تو حرف یا کو حذف کردیں قرشی کہیں جیسے مدنی بحذف یا کہیں جبکہ مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کریں اور جس وقت کہ سوا اس مدینہ کے کوئی اور شہر مراد ہو کیونکہ مدینہ شہر کو کہتے ہیں اور طرف اُس کے کسی کی نسبت کریں تو مدینی باثبات حرف یا کہیں پس قریشی بیا خطا ہے اور قرشی بغیر یا صواب۔ این فقیر را فرمودند این وجہ کہ تقریر کردم بگیرید ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ چہار ترک طاقیہ سے کیا مراد ہے۔ جواب فرمایا کہ چھ ترک اور آٹھ ترک بھی آئے ہیں اور یہ آیت کریمہ پڑھی زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوٰۃ الدنیا واللّٰہ عندہٗ حسن المآب یعنے زینت دی گئی واسطے لوگوں کے دوستی خواہشوں کی عورتوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں اور گھوڑے داغ دئے ہوئے پایگاہ میں اور چارپایوں اور کھیتی سے یہ سب برتنا ہے زندگی دنیا کا اور اللہ کے نزدیک حسن مآب ہے ان سب کو ترک کرنا چاہیئے اُس وقت طاقیہ یعنے ٹوپی پہننا مسلّم ہوگا اور طاقیہ چار ترک سے ان چار چیزوں کا ترک کرنا بھی مراد ہے الاول ترک الدنیا مع اہلہا الثانی طہارۃ القلب من حب الدنیا الثالث ترک ذکر کل شیٔ الا ذکر اللّٰہ تعالیٰ الرابع ترک النظر الی غیر اللّٰہ تعالےٰ

[illegible] چہار ترک

کما ورد فی الخبر حاکیا عن اللہ تعالیٰ من ترک بصرہ عن غیری اکرمتہ بنظری یعنے اول ترک کرنا دنیا کا ہے مع اُس کے اہل کے، دوسرے پاک کرنا دل کا ہے دنیا کی دوستی سے، اور جو اُس میں ہے تیسرے چھوڑنا ہر چیز کے ذکر کا ہے مگر ذکر اللہ تعالیٰ کا چوتھے ترک نظر ہے طرف ہر چیز کے جو غیر خدا ہے جیسے کہ خبر میں اللہ تعالیٰ سے حکایۃً وارد ہوا ہے کہ جو شخص ترک کرے اپنی بینائی کو میرے غیر سے تو میں اُس کو مکرم و مشرف کروں اپنے جمال و جلال کی طرف نظر کرنے سے پس ان سب کو ترک کرنا چاہیئے اُس وقت طاقیہ چہار ترک پہننا مسلّم ہوگا پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزندمن چہار ترک طاقیہ کہ تقریر کردم بنویس ایضاً اس آیت کریمہ کا بیان فرمایا قولہ تعالیٰ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا فی ھذہ ای فی الدنیا فرمایا کہ اعمیٰ اول کو با مالہ کسر میم اور دوسرے کو بفتح میم یا دونوں امالہ کے پڑھیں واللہ میں نے اس طرف سنا ہے یعنے جو شخص کہ دنیا میں دل اُس کا طالب حق سے تاریک ہے تو آخرت میں زیادہ تر تاریک اور گمراہ تر ہوگا طلب راہ حق سے ایضاً اس آیت شریف کا بیان فرمایا قولہ تعالیٰ و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ای و من یعرض عن ذکر الرحمن العشو الاعراض نقیض لہ ای نسلط لہ شیطانا من الشیاطین فھو قرینہ یعنے جو شخص مونہہ پھیرے اللہ کی یاد سے تو ہم مسلط کریں واسطے اس کے ایک شیطان شیطانوں سے

پس وہ اُس کا یار رہا اور اُس کے ساتھ ہمیشہ ہے اور جس شخص کا کام برعکس اس کے ہو یعنے ذکر کی طرف متوجہ ہو تو یار و قرین اس کا اللہ تعالی ہووے کما ورد فی الخبر من الصحاح حکایۃً عن اللہ تعالی انا جلیس من ذکرنی یعنے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں ہمنشین ہوں اُس کا جو مجھے یاد کرتا ہے، ذکر سے مراد طلب مذکور کی ہے روی ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم حکایۃً عن اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا مع عبدی اذا ذکرنی نقل من البخاری پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بیان این ہر دو آیہ بنویس ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ خلوت دیا اربعین غیر مسجد میں روا ہے جواب فرمایا کہ اربعین یعنے چلہ خلوت ہے غیر مسجد میں بھی روا ہے رہا اعتکاف سو وہ سوائے مسجد کے اور جگہ درست نہیں ہے اللہ تعالے فرماتا ہے وانتم عاکفون فی المساجد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ لا اعتکاف الا فی المسجد یعنے اعتکاف نہیں ہے مگر مسجد میں

ایضاً ذکر قطب

فرمایا قطب اُس آدمی کو کہتے ہیں کہ اُس کو تصرف اقلیمی و رکنی ہو جیسے کہ ولایت شیخ کبیر بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ کی اودسے پورے کیچ مکران تک ہے اور ہرلو تک بھی اور ولایت شیخ فرید الدین کی قدس اللہ سرہ اودسے پورے ہندوستان تک ایضاً ذکر اس کا نکاح کہ زیارت مکہ معظمہ کے

پہنچنے کو کہتے ہیں اور یہ عربی اشعار پڑھے ؎

سألتها حین زارت برز برقعها | القانی وإملاء غم سمعی أطیب السمر
فزحزحت شفقا غشی سنا قمر | وساقطت لؤلؤا من خاتم عطر

حین زارت حصر ہے سوال کی ازروے لغت کے دو معنی ہیں ایک تو پوچھنا دوسرے مانگنا اور یہاں مانگنا چاہنا مراد ہے اور شفق سرخ برقع کو کہا یعنے میں نے چاہا معشوقہ سے جبکہ وہ حاضر ہوئی دور کرنا اُس کے سرخ برقع کا چہرے پر سے اور پہونچانا میرے کان میں پاکیزہ تر کھانے کا سو اُس نے دور کر دیا شفق یعنے لعل برقع کو کہ جس نے چاند کی روشنی کو ڈہانک دیا تھا مراد قمر سے اُس کا چہرہ ہے اور برسائے موتی اپنے معطر لب سے خاتم سے مراد لب ہیں یعنی جس وقت اُس نے اپنے چہرے پر سے سرخ برقع اُٹھایا تو ایسا معلوم ہوا کہ چاند کی روشنی کو شفق چھپائے ہوئے تھا سو وہ دور ہو گیا اور جس وقت اُس نے باتیں کیں تو یوں دکھائی دیا کہ انگشتری معطر خوشبودار سے موتی بکھر رہے برس رہے ہیں اس جگہ فرمایا کہ دعاگو نے اس رباعی کو مکہ مبارک میں پڑھا تو مشائخ و فقہا و محدثین نے دعاگو سے کہا اقول ههنا حکایة الطرب یعنے کیا تو اس جگہ حکایت طرب آور کہتا ہے اور اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند من اس رباعی کو لکھ لے اس میں بہت لغت سے بھی چند فائدے ہیں فرمایا کہ زحزحہ دور کیے کو کہتے ہیں اللہ سبحانہ فرماتا ہے فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز یعنے جو شخص کہ دوزخ سے دور کیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے پس تحقیق اس نے خلاصی

پائی بعد اس کے فرمایا شفق عرب میں سرخی کو کہتے ہیں جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عرب سے سُنا جیسے کہ یہ دباغی ہے تو اپنے قول سے کہ شفق بیاض وسپیدی کو کہتے تھے رجع الی قولہما وھو الاصح وعلیہ الفتویٰ یعنے طرف قول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے رجوع کیا اور یہی قول صحیح تر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ان دونوں کے قول پر اور امام شافعی رحمہ اللہ کے قول پر شفق سرخی ہے وقال وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وھو قول الشافعی الشفق ھو الحمرۃ نقل من الکافی قولہ علیہ السلام الشفق ھو الحمرۃ پس باتفاق شفق سرخی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ شفق کیا ہے تو آپ نے جواب فرمایا کہ شفق سرخی ہے اور اس طرف بمجرد سرخی غائب ہونے کے نماز عشا کی پڑھ لیتے ہیں اسلیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی ہے اور سپیدی کو کہا ہے کہ وہ غیبوبت نہیں ہے نقل من الکافی تاخیر العشاء الی الثلث مستحب والی نصف اللیل مباح والی نصف الاخیر یکرہ قولہ علیہ السلام لولا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث اللیل نقل من الکافی یعنے تاخیر کرنا عشا کا رات کے تیسرے حصے تک مستحب ہے اور اس وقت پڑھنے میں ثواب ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی ہے اور آدھی رات تک مباح ہے کہ اس میں ثواب وعقاب نہیں ہے اور تاخیر کرنا نصف اخیر تک یعنے نصف ثانی میں بغیر عذر کے مکروہ ہے کچھ ثواب نہیں ہے بلکہ قبول نہ کرے اور عقوبت ہو لیکن

اگر بعذر تاخیر ہو گئی تو روا ہے تاخیر عشا کی تہائی رات تک مستحب اس لئے ہے کہ حدیث صحاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مشقت ڈالوں اپنی امت پر، تو ہر آئینہ میں تاخیر کرتا عشا کو ثلث لیل، یعنے تیسرے حصے رات تک، یعنی میں تاخیر نہیں کرتا ہوں بلکہ تعجیل کرتا ہوں مجرد اس کے کہ شفق یعنی سرخی غائب ہو جائے قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی یستحب التعجیل فی کل صلوۃ لقولہ علیہ السلام عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت وعجلوا بالتوبۃ قبل الموت یعنے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تعجیل ہر نماز میں مستحب ہے۔ اسلئے کہ صحاح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جلدی کرو نماز کی پہلے فوت ہونے سے اور جلدی کرو توبہ کی پہلے موت سے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی قال الامام ابویزید البسطامی رضی اللہ عنہ لولا اختلاف علمائنا لبقیت من العمل یعنے اگر ہمارے علماء کا اختلاف نہ ہوتا ہر آئینہ میں کام سے رہ جاتا یعنی اگر عذر ہو گیا تو کسی روایت پر عمل کر لے کام سے نہ رہیگا۔ مثلاً اگر کسی شخص کو نیند آگئی یا اس پر غشی طاری ہو گئی۔ نماز ظہر کی ایک مثل پر نہ پائی دو مثل میں جاگا یا بے ہوشی سے ہوش میں آیا تو اس وقت ادا کر لے۔ کام سے نہ رہے گا۔ اسلئے کہ ایک روایت میں درست ہے بعد اس کے فرمایا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے تین روایتیں ہیں اصح یہ ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہو جائے تو وقت ظہر کا نکل جاتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک ہے۔ پس دو روایتیں

قول امام ابو یزید بسطامی

وقت ظہر میں امام اعظم کی تین روایتیں

راجح ہیں ایک روایت سے، اور تینوں روایتوں سے اصح یہ ہے روی الحسن عن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما اذا صار ظل کل شیئ مثلہ خرج وقت الظھر ولم یدخل وقت العصر حتی صار ظل کل شیئ مثلیہ فعلی ھذہ الروایۃ یکون بینھما وقت مھمل وروی اسد بن عمر رحمہ اللہ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ اذا صار ظل کل شیئ مثلہ خرج وقت الظھر ولم یدخل وقت العصر حتی صار الظل مثلین وقال ابو الحسن ھذہ الروایۃ اصح فعلی ھاتین الروایتین یکون بین الوقتین وقت مھمل لامن الظھر ولامن العصر وھو الوقت الذی یسمیہ الناس بین الصلوتین نقل من المحیط قال الامام ابو حنیفۃ وابو یوسف ومحمد رحمھم اللہ تعالی وھو قول الشافعی رحمہ اللہ تعالی وقت الظھر الی بلوغ الظل مثلہ

پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے فرمایا۔ فرزندمن اصح روایات کو لو، اور ملفوظ میں لکھو اور اس پر کام کرو اور ظاہر کرو اور اس بات میں کوشش کرو کہ مذاہب کا اتفاق ہو جائے تاکہ جس مذہب کا ہو اقتدا کر سکے اور عاجز نہ رہ جائے مخدوم نے عربی تقریر فرمائی اس فقیر نے اُن روایتوں کا ترجمہ کر دیا تاکہ عام خلق سمجھیں یعنی حسن بن زیاد نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ جس وقت سایہ ہر چیز کا مثل اس چیز کے ہو جائے تو وقت ظہر کا نکل جائے اور وقت عصر کا نہ آئے یہاں تک کہ سایہ ہر چیز کا دو چند اس چیز کے ہو جائے سو اس روایت کی بنا پر درمیان ایک چند کے دو چند تک ایک وقت مہمل بیکار ہوگا۔ کہ وہ نہ ظہر کا ہے نہ عصر کا اور امام اسد بن عمرؒ نے

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت کیا ہے کہ جب سایہ ہر
ایک چیز کا مثل اس چیز کے ہو جائے تو وقت ظہر کا نکل جاتے اور عصر
کا وقت نہ آئے یہاں تک کہ سایہ ہر چیز کا دو مثل اس چیز کے ہو جائے
ابو الحسن بن زیاد نے کہا کہ یہ روایت اصح ہے پس ان روایتوں کی بنا
پر درمیان دو وقتوں کے ایک وقت مہمل بیکار ہوگا کہ نہ تو وہ ظہر سے
نہ عصر سے، اور یہ وہ وقت ہے جس کو لوگ درمیان دو نماز کا کہتے ہیں۔ اور
اسی سبب کا اختیار ہے امام ابو حنیفہ اور امام قاضی ابو یوسف اور امام محمدؒ
شیبانی اور امام ادریس شافعی مطلبی رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ روایت مصفی و محیط سے
منقول ہے یہ دونوں کتابیں معتبر ہیں پس ان روایتوں کے طریق پر اصح ما
باجماع، اتفاق وقت ظہر ایک مثل میں روا نہیں ہے۔ علم اصول میں
ایک اصل یعنے قاعدہ ہے کہ درمیان اصح و صحیح کے فرق کیا ہے اصول
کے امام صحیح تو درست کو کہتے ہیں اور اصح درست تر کو بولتے ہیں اور اصح
راجح تر ہے صحیح سے اور اصح بمنزلہ اعلےٰ ہے اور صحیح بمنزلہ ادنیٰ فالاسفلے
متروک بالاعلے الغیاثا ایک دیوانے کو لائے اور اس کے بائیں کان میں یہ
نام باواز بلند کہا شیخ عبد القادر جیلانی اور فرمایا اگر کسی شخص کو دیوانگی ہو یا
جن کا گرفتار ہو تو چاہیے کہ اس کے بائیں کان میں یہ نام بلند کہہ دیں
جیسے کہ دعا کرتا ہے شیخ عبد القادر جیلانی اور فارسی میں گیلانی کہتے ہیں
الغیاثا ذکر اس کا نکلا کہ بعض اولیاء اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ کسی مصلحت سے
ایک لحظہ و مجلس واحد میں آسمانوں پر جاتے اور آتے ہیں اور ان کی آنکھیں

ف۔ ذکر نام مبارک حضرت غوث الاعظم درگوش دیوانہ وغیرہ

آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں دعا گو پوچھتا تھا کہ حضرت آپ کیوں نے
تو وہ جواب دیتے کہ میں خلق خدا پر براہ شفقت روتا کہ وہ دنیا میں اور اُس کے
کام میں مبتلا ہیں کاش وہ ترک دنیا کریں مثل ہمارے ہو جائیں۔ قولہ
علیہ السلام تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ
خَطِيْئَةٍ یعنے دنیا کا چھوڑنا سر ہے سب عبادتوں کا اور دوستی دنیا کی
سر ہے سب گناہوں کا ایضاً فرمایا تشبہ معنوی شرط ہے نہ صوری جیسے
کہ حدیث صحاح ہے قولہ علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم یعنے
جو شخص کسی گروہ کے ساتھ تشبہ کرے تو وہ اُس گروہ سے ہے دعا گو نے
اس طرف محدثوں سے سنا ہے کہ اس تشبہ سے تشبہ معنوی مراد ہے
تشبہ صوری یعنے ظاہری مراد نہیں ہے مثلاً اگر کوئی ظاہری لباس مسلمانی
کا کرے اور باطن اس کے برعکس ہو تو وہ منافق ہوگا مسلمان نہ ہوگا جب
تک کہ ظاہر و باطن اُس کا یکساں نہ ہو آں فقیر را فرمودند فرزند من این
احادیث نبویہ ایضاً فرمایا مومن کو واجب ہے کہ پہلے علم طلب کرے
بعد اس کے عمل میں مشغول ہو راہ پُرخطر ہے اسلئے کہ اگر عالم نہ ہو تو عمل
کس چیز سے کرے اور نہ جانے گا تو غلط کریگا مناسب اسکے حکایت
بیان فرمائی کہ اُن دنوں میں کہ دعا گو مکہ معظمہ سے اوچہ میں آیا تو لوگوں
نے کہا کہ ایک شخص باہر یعنے شہر کے باہر ایک غار میں مشغول ہوا ہے
میں اس کے پاس گیا اُس نے مجھ سے کہا کہ سید میرے پاس جبرئیل آتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ تو مقرب ہو گیا ہے تجھ سے نماز موقوف کردی تجھے حاجت

نہیں ہے اور بہشت کا کھانا لاتے ہیں دعا گو نے اس سے کہا کہ اے نادان
وہ تو شیطان ہے اور یہ کھانا جو وہ لاتا ہے نجاست ہے وہ پیغمبر جو کہ سارے
پیغمبروں سے مقرب تر ہیں ان سے تو نماز موقوف ہی نہیں کی اے جاہل
تجھ سے کیونکر موقوف کریں گے میں نے اُس کو وصیت کی کہ جس وقت
وہ تیرے پاس آئے تو تو کلمہ تعجب کہنا یعنی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ
الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اُس نے اس بات کو قبول کیا جس وقت وہ آیا تو اُس نے
میری وصیت کو یاد رکھا لاحول کہا شیطان اُس کے پاس سے غائب ہو گیا
اور وہ کھانا نجاست بن گیا۔ اُس کے سارے کپڑے پلید ہو گئے دوسرے
دن میں اُس کے پاس گیا اُس نے قصہ کہا دعا گو کے ہاتھ پہ توبہ کی میں
نے اُس کو توبہ کی تلقین کی اور اُس غار سے اُس کو باہر لایا میں نے کہا تو
شہر میں رہ اور علم سیکھ اور مجلس علم جیسے وعظ و درس میں جا اور جو نماز تو نے
فوت کی ہے اُس کی قضا کر چند ماہ نہ گزرے تھے کہ اس نے قضا کر لی
اور عورت کی اور کسب حیاکت یعنی بننے تننے میں مشغول ہوا عثمانؓ نام تھا
بلے چار ہندوستانی تھا اب با این عالت مرا ہے الحمد للہ کہ با توبہ گیا یاران
بزرگ نے کہا برکت مخدومؒ کی تھی کہ بر سر وقت اُس کے پہونچ گئی وہ نیک
بخت تھا بعد اس کے فرمایا کہ پیغمبروں سے صلوات اللہ علیہم تکالیف موقوف
نہیں کیں کیونکہ جتنے مقرب ہوتے ہیں اتنے ہی طاعت کا شوق زیادہ ہوتا
جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَرِحْنَا یَا بِلَالُ
بِالْاِقَامَةِ یعنی اے بلال ہم کو راحت پہنچا اقامت نماز سے ایں فقیر را فرمودند

فرزند من بنویس ایضاً فرمایا سبق پڑھو میں نے شروع کیا ترتیب اس میں یہی

مبنی الاسلام علی اثنتین وستین خصلة ان لا یشك فی الایمان ولا
یخالف الجماعة ویصلی خلف کل بر وفاجر ولا یکفر اهل القبلة بالکبیرة
ویصلی علی جنازة کل مسلم ومسلمة صغیر وکبیر ولا یخرج علی المسلمین
بالسیف ویصلی صلوة الجمعة والعیدین خلف کل امیر ویمسح علی الخفین
فی الحضر والسفر ونقر بان الایمان عطاء الله تعالی وافعال العباد
مخلوقة والقرآن کلام الله تعالی غیر مخلوق وعذاب القبر وسوال
منکر ونکیر حق ودعاء الاحیاء ینفع الاموات وشفاعة النبی صلی الله
علیه واله وسلم لاهل الکبائر حق والمعراج وقراءة الکتاب والمیزان
والصراط حق والجنة والنار مخلوقتان لا تفنیان ابدا والله تعالی
یحاسبنا بلا ترجمان واصحاب الشجرة عشرة مبشرة من اهل الجنة وهم
ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة وزبیر وسعد وسعید وعبد الرحمن بن
عوف وابوعبیدة بن الجراح رضی الله تعالی عنهم وافضل الناس بعد
النبی صلی الله علیه واله وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله
الله تعالی عنهم ولا نقع فی الاصحاب ونقر بان لله تعالی الرضا والغضب
ولا نقول بالجنة رضاه والنار غضبه ونقر بالرؤیة ومنزلة الانبیاء
قبل منزلة الاولیاء ولا تساوی عقل الانبیاء وعقل الکفار والله تعالی
یسعد الشقی بفضله ویشقی السعید بعدله والله تعالی عالم قبل
خلق العالم والله تعالی عالم وله علم وقدرة ویعذب لاهل الکبائر

علےقدر ذنوبهم یفعل الله مایشاء و یحکم مایرید والقرآن هو المکتوب فی المصاحف و ما یقرأ والایمان حقیقة لامجاز ومن له خصم تدفعه حسنا ته الیه لیرضی والاستطاعة والتوفیق مع الفعل والایمان باللسان والقلب عندنا وعند الجهمیة بالقلب وعند الکرامیة باللسان ونفی التشبیه والمکان واجب والکسب فریضة عند الحاجة وعند بعض الفقهاء سنة ونفیه بدعة ورؤیة الرزق من الکسب کفر وایمان الانبیاء والملائکة سواء والعمل غیر الایمان والایمان هو الطاعة ولیس کل طاعة ایمانا کما ان الکفر معصیة ولیس کل معصیة کفرا ونقر بالموت والنشور والقیامة وان الوتر ثلث رکعات بتسلیمة واحدة وحدث الامام لیس حدث الماموم والامام ضامن القوم والایمان لایزید ولاینقص وابلیس لعنه الله کان من قبل الخطیئة مومنا وابوبکر وعمر کانا فی الجاهلیة کافرین عند الله وعند الملائکة وفی اللوح المحفوظ ونخاف العاقبة ولا نامن مکر الله تعالی والامر لایرفع عن المحب بالمحبة والیاس من روح الله کفر پس ایں فقیر را فرمودند فرزند من بگیر ایں ہمہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق ہیں اس فقیر کے لئے۔ ترجمہ عبارت مذکور کا یہ ہے کہ اسلام بنا کیا گیا ہے باسٹھ خصلتوں پر (۱) شک نہ کرے ایمان میں (۲) سنت وجماعت سے مخالفت نہ کرے (۳) نماز پڑھے پیچھے ہر نیک وبد کے (۴) کافر نہ کہے اہل قبلہ کو بسبب گناہ کبیرہ کے (۵) نماز پڑھے جنازے پر ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت

چھوٹی بڑے سے کے (۶) تلوار نہ نکالے مسلمانوں پر (۷) نماز پڑھے جمعے کی (۸) اور دونوں عید کی پیچھے ہر امیر کے (۹) مسح کرے موزوں پر حضر و سفر میں جب سبق کا اس جگہ پہنچا تو ایک عزیز نے پوچھا کہ قال مالک رحمہ اللہ تعالیٰ لا یجوز المسح للمقیم یعنی امام مالکؒ کے قول پر مقیم واسطے مسح موزے کا جائز نہیں ہے اور وہ سنت وجماعت کے مذہب پر ہیں جواب فرمایا کہ دعا گو نے اس طرف سنا ہے فی روایۃ منہ یجوز المسح للمقیم یعنی ایک روایت میں امام مالک سے مروی ہے کہ مقیم کے واسطے بھی موزے کا مسح جائز ہے (۱۰) اقرار کرے اس بات کا کہ بیشک ایمان اللہ کی عطا ہے (۱۱) افعال بندوں کے پیدا کئے گئے ہیں (۱۲) قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے یعنے پیدا کیا گیا نہیں ہے (۱۳) عذاب قبر کا (۱۴) اور سوال منکر ونکیر کا حق ہے (۱۵) زندوں کی دعا مردوں کو نفع دیتی ہے (۱۶) شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کبیرہ گناہ والوں کے حق ہے (۱۷) معراج (۱۸) اور نامہ اعمال کا پڑھنا (۱۹) اور میزان یعنے ترازو جس میں اعمال تلیں گے (۲۰) اور پل صراط جس پر سے گزر کر جنت میں جائیں گے حق ہے (۲۱) جنت یعنے بہشت (۲۲) اور دوزخ دونوں پیدا کی گئی ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی ہمیشہ رہیں گی (۲۳) اللہ تعالیٰ ہم سے حساب لے گا بغیر ترجمان کے (۲۴) اصحاب شجرہ عشرہ مبشرہ اہل جنت سے ہیں یعنے وہ صحابی جنہوں نے درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی وہ لوگ یہ ہیں

حضرت ابوبکرؓ[1] حضرت عمرؓ[2] حضرت عثمانؓ[3] حضرت علیؓ[4] حضرت طلحہؓ[5] حضرت زبیرؓ[6] حضرت سعدؓ[7] حضرت سعیدؓ[8] حضرت عبدالرحمٰنؓ[9] ابن عوف[10] حضرت ابوعبیدہ بن الجراح[11] رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں کا انکار نہ کریں (۲۵) بہترین لوگوں کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم (۲۶) صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیب وطعن سے زبان کو روکے سوائے بھلائی کے اُن کو یاد نہ کرے (۲۷) اقرار کرے اس بات کا کہ اللہ تعالےٰ کے لئے رضا وغضب ہے یعنی خوشنودی وخشم خوش ہوتا ہے خفا ہوتا ہے (۲۸) یہ نہ کہے کہ بہشت اُس کی خوشنودی ہے اور دوزخ اُس کا خشم ہے (۲۹) اقرار کرے اُس کے دیدار وفائض الانوار کا حق ہے (۳۰) منزلت انبیاء علیہم السلام کی یعنے ان کا مرتبہ پہلے ہے منزلت اولیاء کرام سے (۳۱) برابر نہیں ہے عقل انبیاء علیہم السلام کی اور عقل کفار کی (۳۲) اللہ تعالیٰ نیک بخت کرتا ہے بدبخت کو اپنے فضل سے اور بدبخت کرتا ہے نیک بخت کو اپنے عدل سے (۳۳) اللہ تعالےٰ جاننے والا ہے پہلے جہاں کے پیدا کرنے سے کہ ہر ایک کیا کرے گا (۳۴) اللہ تعالےٰ عالم یعنے جاننے والا ہے اور قدرت والا ہے (۳۵) اللہ تعالےٰ کے واسطے علم وقدرت ہے یعنے دانائی وتوانائی (۳۶) اللہ تعالےٰ عذاب کریگا گناہ کبیرہ والوں کو بقدر اُن کے گناہوں کے (۳۷) اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا

اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے (۳۸) قرآن شریف وہی جو مصحفوں میں لکھا ہوا ہے اور پڑھا جاتا ہے (۳۹) ایمان حقیقت ہے نہ مجاز یعنی مجاز نہیں ہے (۴۰) جس کا کوئی خصمؔ ہوگا تو اُس کی نیکیاں اُس کو دیں گے تاکہ خوش ہو جائے (۴۱) استطاعت یعنی توانائی فعل کے ساتھ برابر ہے نہ آگے اور نہ پیچھے (۴۲) نزدیک ہمارے ایمان زبان و دل دونو سے ہے اور نزدیک جہمیہ کے دل سے ہے اور نزدیک کرامیہ کے زبان سے ہے (۴۳) انکار کرنا تشبیہ و مکان کا واسطے اللہ تعالیٰ کے واجب ہے (۴۴) کسب یعنے کمائی کرنا حاجت کے وقت فرض ہے اور نزدیک بعض فقہاء کے سنت ہے (۴۵) اور انکار کرنا کسب کا بدعت ہے (۴۶) دیکھنا رزق کا کسب سے کفر ہے (۴۷) ایمان انبیاءؑ اور ملائکہؑ کا برابر ہے (۴۸) عمل غیر ہے ایمان کا (۴۹) ایمان طاعت ہے یعنی فرمانبرداری اور نہیں ہے ہر طاعت ایمان جیسی کہ کفر معصیت و نافرمانی ہے اور ہر معصیت کفر نہیں ہے (۵۰) اقرار کرے موت کا (۵۱) اور نشور یعنی پراگندہ ہونے کا (۵۲) اور قیامت کا (۵۳) اور اقرار کرے اس بات کا کہ وتر تین رکعتیں ہیں ایک سلام سے (۵۴) حدث امام کا حدث مقتدی کا نہیں ہے (۵۵) امام ضمان یعنے ضامن ہے قوم کا (۵۶) ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم ہوتا ہے (۵۷) ابلیس پہلے گناہ سے مومن تھا نزدیک خدا کے اور نزدیک فرشتوں کے اور لوح محفوظ میں (۵۸) اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جاہلیت میں ایمان لانے

ؔ خصم بمعنی دشمن

سے پہلے کا فرشتے نزدیک اللہ تعالٰے کے اور نزدیک فرشتوں کے
اور لوح محفوظ میں اور حال دوسروں کا بھی اسی قیاس پر ہے (۵۹) عاقبت
سے ڈرے دیکھیے کیا ہو (۶۰) اللہ تعالٰے کے مکر سے بے خوف نہ ہو۔
(۶۱) امر یعنے اللہ تعالٰی کا حکم دوست سے بسبب دوستی کے موقوف نہیں
ہوتا ہے۔ جیسے نماز روزہ زکوۃ حج غسل جنابت اور فرض جو ہے (۶۲) ناامید
ہونا اللہ کی رحمت سے کفر ہے اس سے کلام مجید میں نہی فرمائی ہے
قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان
اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم یعنے اے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اسراف کیا ہے اپنی
جانوں پر نا امید مت ہو اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ بخش دیتا ہے
سارے گناہوں کو بیشک وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے یہ
سب باسٹھ خصلتیں بنائے اسلام کے ہیں جن کا ترجمہ کیا گیا والحمد للہ علی
ذلک ایضاً فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد فرض تھا بحکم
اس آیت کریمہ کے ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃً لک ای نافلۃ لامتک
یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رات سے تہجد پڑھو تمہاری امت پر
سنت ہے، فرمایا کہ اسی سبب سے بلال رضی اللہ عنہ رات کے نصف اخیر
اذان کہتے تھے کیونکہ سنن ونوافل میں اذان نہیں آئی ہے چونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد فرض تھا اسلئے بلال رضی اللہ عنہ نصف
اخیر شب میں اذان کہتے تھے اور جس وقت صبح طلوع ہوتی تو واسطے

نماز صبح کے دوسری اذان کہتے ولا یجوز الاذان لصلوۃ قبل دخول وقتہا والاذان سنۃ صلوات الخمس وقیل واجب وترکہ مکروہ لمخالفۃ السنۃ یعنے اذان جائز نہیں ہے واسطے کسی نماز کے پہلے داخل ہونے اُس کے وقت سے اور اذان پانچوں نمازوں کے واسطے سنت ہے۔ اور بعض نے واجب کہا ہے اور ترک کرنا اذان کا مکروہ ہے بسبب مخالفت سنت کے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اول اذان کہیں پھر نماز پڑھیں ایں فقیر را فرمودند فرزند من بگیر ید ایضًا فرمایا قال المشایخ الصوفیہ رجل ونصف رجل ولا شیٔ فالرجل الواصل ونصف الرجل الطالب ولا شیٔ طالب الدنیا کما قال الشاعر العربی فی الرباعی ؎

لا شیٔ عندی کل من طلب الدنیا — والقاہرون نفوسہم ابطال
للطالبین تشابہٗ برجالہم — والواصلون الی الحبیب رجال

لان الشیٔ اذا خلاء عن المقصود جاز نفیہ اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ قول مشایخ صوفیہ کا اور نظم رباعی عربی لکھ لو غریب ہے اس فقیر نے ترجمہ کر دیا تاکہ عام خلق سمجھے یعنے مشایخ رحمہم اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ایک تو پورا مرد ہے اور ایک آدھا مرد ہے اور ایک کچھ بھی نہیں ہے سو پورا مرد تو واصل ہے یعنے جو کہ دوست تک پہنچ گیا ہے اور آدھا مرد طالب ہے جو کہ اس کو طلب کر رہا ہے اور جو کچھ بھی نہیں ہے وہ طالب دنیا ہے اسلئے کہ جو چیز مقصود سے خالی ہوئی تو اس کی نفی یعنی دور کرنا درست ہے۔ اور یہ بیت عربی فرمائی ؎

من ملك النفس فحر هو والعبد من يملكه هواه[1]

یعنے جو شخص نفس کا مالک ہے آزاد وہی ہے اور غلام وہی ہے کہ جس کی ہوا اُس کی مالک ہوتی ہے یعنے بندہ بندۂ این فقیر را فرمودند فرزند من این بیت عربی بنویس الیضاً ذکر اس کا نکلا کہ دعا گو شتے اُس طرف مشائخ سے سنا ہے کہ شیخ شیوخ قدس اللہ سرہ نے اس طرف دو خلیفے بھیجے شیخ کبیر بہاء الحق والدین کو سندھ میں اور شیخ حمید الدین ناگوری کو ہند میں قدس اللہ ارواحہم الیضاً ذکر سفر کا نکلا فرمایا دعا گو سفر میں ایک پہاڑ پہ پہنچا دو دن میں تو اُس کے اوپر گیا اور دو دن میں نیچے اوترا۔ ایک رات مقام کیا۔ میں نے اُس پہاڑ کے درمیان میں نماز کی اذان سُنی اور اقامت میں آگے بڑھا میں نے دیکھا کہ حجرے اور غاریں ہیں۔ درویش لوگ خلوت کئے ہوئے ہیں میں نزدیک ایک خلوتی کے گیا۔ سلام کیا وہ شخص دانشمند محدث تھا میں نے کہا تو تو محدث ہے۔ تو نے کیوں عزلت اختیار کی ہے تو آبادی میں جا تا کہ خلق تجھ سے نفع لیوے اُس نے خوب جواب دیا کہ میں ایک کتا رکھتا ہوں میں نے اُس کو قید کیا ہے تا کہ وہ کسی کو نہ کاٹے یعنے نفس جس وقت وہ بدخوئی چھوڑ دیگا نیک خوئی اختیار کرے گا۔ تو اُس وقت میں باہر نکل آؤنگا آبادی میں جاؤں گا یہ نہیں کہا کہ خلق بد ہے اُس کی جہت سے میں نے خلوت اختیار کیا ہے۔ بلکہ اپنی برائی کی اور خلق میں نیک گمانی فرمائی اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ظنوا بالمومنین خیرا یعنے تم مومنین سے نیک گمان رکھو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین

---

[1] ہم کیا ہوتے نہ ہوتا مدعا دل میں اگر آرزو ہی نے ہماری ہم کو بندہ کر دیا خواہش اعظم

امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رجل ای الناس افضل یا رسول اللہ قال مومن یجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ قال ثم من قال ثم رجل یعتزل فی شعب من الشعاب یعبد ربہ وفی روایۃ یتقی اللہ ویدع الناس من شرہ اخرجہ البخاری ومسلم ایضاً اسی درمیان میں ایک عزیز طالب علم ہندوستان سے خدمت میں آیا قدمبوسی کی عرض کیا کہ بندے کو بندے کے باپ نے ایک شیخ سے پیوند کرا دیا تھا اور وہ شیخ نظام الدین قدس سرہ کا مرید تھا اور وہ مرید کرتا تھا جب اُس کا انتقال ہو گیا تو میں نے ہر کسی سے سنا کہ وہ اجازت نہیں رکھتا تھا تو شبہ پڑا اسلئے میں نزدیک مخدوم جہانیاںؒ کے واسطے پیوند کے آیا ہوں اور بندے کے والد نے بھی التماس طاقیہ کا کیا ہے تاکہ شبہ چلا جائے فرمایا کہ دعا گو شیخ نظام الدین سے اجازت رکھتا ہے میں انہیں کے یہاں سے دونگا بعد اس کے فرمایا کہ اگر کسی صغیر سن کو ولی اُس کا کسی جگہ بیعت کرا دے تو وہ جس وقت بالغ ہو جائے تو اُس کو درست ہے اگر وہ کسی شیخ سے پیوند کرلے اور اگر وہ مراہق یعنے قریب بہ بلوغ ہو تو نہ چاہیے ایضاً سبق مصابیح کا تھا حدیث یہ تھی قولہ تعالیٰ الایمان یرجع الی المدینۃ یعنے ایمان رجوع کریگا طرف مدینے کے یعنے جبکہ آخر زمانہ ہوگا تو سب جگہ کفر ہو جائیگا مدینے میں ہرگز کفر نہ ہوگا کوئی کافر قدرت نہ پائے گا جیسے دجال وغیرہ سب قت وہاں اہل ایمان رہینگے روز قیامت تک ایں فقیر را فرمودند فرزند من بگیر بدایں معنی غریب است

ف: صغیر کا اگر اس کے ولی نے کسی شیخ سے بیعت کرادی ہے تو بعد بلوغ کے اسکو اختیار ہے

ساتویں ماہ شعبان شب جمعہ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیرؒ کے حاضر تھا فرمایا حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام من قرأ سورۃ الدخان فی لیلۃ الجمعۃ غفر لہ ومن قرأ سورۃ الواقعۃ کفتہٗ مہماتہ یعنے جو شخص پڑھے سورۂ دخان کو شب جمعہ میں تو وہ بخشا جائیگا یہ سورۃ مخدوم کا معمول ہے ہر شب جمعہ کو ہمراہ یاروں کے باواز بلند پڑھتے ہیں اور جو شخص پڑھے سورۂ واقعہ کو تو اُس کے مہمات کی کفایت ہو۔ ایں فقیر را فرمودند فرزند من بگیرید و بنویسید۔ بعد اسکے فرمایا صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام من صلے لیلۃ الجمعۃ رکعتین لحفظ الایمان ویقرأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ ایۃ الکرسی مرۃ وسورۃ اذا زلزلت ثلث مرات حفظ اللہ ایمانہ وفی الصحاح قولہ علیہ السلام من صلے یوم الجمعۃ اربعا سواء کان اول یوم او اخرہ مقیما او مسافرا ویقرأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ حفظ اللہ ایمانہ یعنے جو شخص پڑھے شب جمعہ میں دو رکعت واسطے حفظ ایمان کے اور پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اذا زلزلت

یہ حدیث عزیزی شرح جامع صغیر میں یوں ہے من قرأ حم الدخان فی لیلۃ الجمعۃ غفر لہ ای ذنوبہ الصغائر عن ابی ہریرۃ ومن قرأ حم الدخان فی لیلۃ جمعۃ او یوم جمعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ ظاہر ان ذلک یتکرر بتکرر قراءتہا طب عن ابی امامۃ واسنادہ ضعیف من قرأ سورۃ الواقعۃ فی کل لیلۃ لم تصبہ فاقۃ ابدا اسرحلمہ الشارح قال المناوی ہذا من الطب الالٰہی ہب عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

تین بار تو اللہ اس کے ایمان کو محفوظ رکھے اور جو شخص پڑھے جمعے کے دن چار رکعتیں برابر ہے کہ اول دن یا آخر دن میں مقیم ہو یا مسافر اور پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ بار تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو نگاہ رکھے بعد چار رکعت پڑھنے کے سو بار لاحول ولا کہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من لو اور یہ نماز پڑھو اسلئے کہ دعا کو پڑھتا ہے اور یہ حدیثیں لکھو۔ مخدوم دامت برکاتہ بعد اس نماز کے یہ دعا پڑھتے ہیں اور اول و آخر درود شریف کہتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ یَا وَلِیَّ الْاِسْلَامِ وَاَھْلِہٖ مَسِّکْنَا بِالْاِسْلَامِ حَتّٰی نَلْقَاكَ بِہٖ اور جس نماز ایمان میں کہ دعا مروی نہیں ہے تو یہ دعائے مذکور پڑھیں۔

ایضاً ساتویں ماہ شعبان روز جمعہ وقت چاشت

۹۔ کے یہ فقیر خدمت میں اس امیرؒ کے حاضر تھا اس فقیر کو طلب فرمایا اور کہا فرزند من آؤ اور دستار مبارک اپنے استعمال کی اپنے سر سے اُتاری اور ویسی ہی بندھی ہوئی اس فقیر کے سر پر رکھی اور یہ دعا کی اِلٰھِیْ تَوِّجْہُ بِتَاجِ السَّعَادَۃِ وَالتَّوْفِیْقِ بِاَنْوَاعِ الْعِبَادَۃِ یعنی اے خدا تو اس کو پہنا تاج سعادت کا اور توفیق دے اُس کو گوناگوں عبادت کی تاکہ دونوں جہان کی سعادت حاصل ہو اس درمیان میں خوان لائے فرمایا جو شخص روزہ دار ہو وہ نہ کھائے بہت فضیلت ہے۔ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام الصائم اذا اکل عندہ استغفرت لہ الملائکۃ مادامو یاکلون یعنی روزہ دار جس وقت کہ اُسکے

نزدیک کھانا کھایا جاتا ہے تو بخشش مانگتے ہیں واسطے اُس کے فرشتے جب تک کہ وہ کھاتے ہیں کیونکہ اُس کا دل تو واسطے کھانے کے کھچا ہے اور وہ اُس کو روکتا ہے اور آپ نے نمک منگایا فرمایا حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام یا علی ابدأ بالملح واختم بہ فان الملح دواء من سبعین داءً یعنے اے علیؓ تو شروع کر نمک سے اور ختم بھی کر نمک سے اسلیے کہ نمک علاج ہے ستر بیماریوں کا اس فقیر سے فرمایا فرزند من بعد شیخ جو میں نے پڑھیں لکھ لو الیضاً اس فقیر کو ایک مسئلہ مشکل تھا مخدومؒ سے میں نے پوچھا تو وہ حل ہو گیا وہ مسئلہ یہ ہے کہ گردون یعنی گاڑی میں نماز نفل درست ہے جواب فرمایا کہ درست ہے میں نے یہ بھی پوچھا کہ فرض بھی درست ہے اگر قیام و رکوع ممکن ہو جواب فرمایا اگر عذر ہو تو درست ہے۔ خوف وغیرہ کے سبب سے فرمایا فرزند من لو الیضاً فرمایا الرؤیۃ بعین القلب حق فی الدنیا وبعین الرأس فی الاٰخرۃ بقولہ تعالیٰ قل ھل یستوی الاعمےٰ والبصیر یعنے اللہ تعالےٰ کا دیکھنا دل کی آنکھ سے دنیا میں حق ہے اور سر کی آنکھ سے آخرت میں ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور آنکھوں والا الیضاً کہنے والے کہتے تھے کہ مولانا بدرالدین مفتی خدمت میں حاضر ہوں پوچھا گیا ہے اشارہ طرف کان کے کیا کہ میں دستار پہنے ہوئے ہوں سنتا نہیں ہوں بعد اس کے فرمایا سالک کو چاہیے کہ سیدِ عالم کی متابعت پر چلے اُس کا کام زیادہ تر ہو جائیگا اور قربت محبوبیت

ف اول و آخر کھانے کے نمک کھائے

ف جواز نماز نفل در گردون

ف رؤیت الٰہی دنیا میں بعین قلب حق ہے

ہو جائیگی۔ اہل بدعت بدعت کو قربت جانتے ہیں جیسے لوہا تانبا پہننا، ڈاڑھی تراشنا جیسے کہ قلندروں کی ہوتی ہے یہ قربت نہیں ہے بلکہ بُعد و ضلالت ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ای فاتبعونی بالافعال والاقوال والاحوال یعنے اے محمدؐ تم کہہ دو کہ اگر تم خدا کی محبت کا دعوےٰ کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو گفتار کردار رفتار میں پس اللہ تم کو دوست رکھے گا اور جو کوئی برعکس اس کے ہوگا تو حال اُس کا برعکس ہوگا۔ یعنے جو کوئی آپکی مخالفت کریگا تو اللہ تعالےٰ اُس کو دشمن رکھے گا۔ قولہ علیہ السلام الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی یعنے شریعت تو میرا گفتار ہے اور طریقت میرا کردار ہے اور حقیقت میری رفتار ہے۔ ایں فقیر را فرمودند فرزند من بگیر بدا۔ ایضاً فرمایا اگر کوئی کیمیا بناتا ہے اور وہ مستقیم رہتی ہے تو روا ہے اور وجہ حلال ہے۔ بعض لوگ اُس طرف بناتے ہیں اور مستقیم رہتی ہے واللہ دعا گو بھی جاتا ہے۔ ایسا آمستہ فرمایا کہ ہم چند یاروں نے سُن لیا۔ کہ یہ شمس الدین مسعود مزاحم ہوئے تو میں نے کردی دیکین میں منع ہوگیا ایضاً ایک مریض کو لائے اور جب کسی مریض کو خدمت میں لاتے تو داہنے ہاتھ سے چھوتے اور یہ دعا پڑھتے اور اول و آخر میں درود شریف کہتے تھے اَذْھِبِ الْبَأسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سُقْمًا۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکور ہے روی عن

(حاشیہ:) [illegible]

ف - مرید کو شیخ کا اتباع چاہیئے

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدعوا بھذا الدعاء اذا اشتکی انسان مسحہ بیمینہ ثم قال اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سُقْمًا روئے مبارک برین فقیر آوردہ فرمودند فرزند من بگیر یا الغیاث ذکر اس کا نکلا کہ مرید شیخ کی پیروی کرے، مرید کو اتباع شیخ کا واجب ہے لقولہ علیہ السلام الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یعنے شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں پس امت کو نبی کا اتباع واجب ہے، اسی طرح مرید کو اتباع شیخ کا، مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی۔ اُس وقت کہ شیخ کبیر بہاء الحق والدین شیخ الشیوخ کے مرید ہوئے قدس سرہما شیخ نے بعد بیعت کے پوچھا کہ تو کون مذہب پر عمل کرتا ہے جواب دیا کہ جس مذہب پر کہ مخدوم ہیں پھر شیخ نے پوچھا کہ تیرے باپ دادا کون مذہب رکھتے تھے اور تجھ کو کس مذہب پر چھوڑ گئے ہیں، جواب دیا کہ مذہب پر امام اعظم ابوحنیفہ کوفی قدس اللہ روحہ کے، پس شیخ شیوخ نے فرمایا کہ فرزندم بہاء الدین تو اسی مذہب پر عمل کر اور شیخ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب رکھتے تھے اور جس جگہ کہ تو اپنے مذہب کے موافق دیکھے تو ہمارے مذہب کی موافقت کر، نہ اُس جگہ کہ مخالف ہو اور عدم جواز، جیسے کہ یہ دعا کہ ہے نماز تسبیح میں رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ بعد واجبرنی کے وارزقنی مذہب شافعی میں پڑھتے ہیں تو مت پڑھ اسلئے

ف - شیخ شیوخ یعنے شیخ شہاب الدین قدس سرہ شافعی مذہب تھے

کہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ میں ممنوع ہے کتب فقہ حنفی کے
متن میں مذکور ہے ولیقرأ بعد التشهد بما یشبه الفاظ القرآن ولا
یقرأ بما یشبه کلام الناس مثل اللّٰهم زوجنی ولا دتہ وارزقنی پس
شیخ کبیرؒ نے قبول کیا تم اسی جہت سے بلکہ جو کہ شیخ الشیوخ کے اوراد
میں لفظ وارزقنی کا ہے اور شیخ کبیر کے اوراد میں نہیں ہے فرمایا
کافی میں مسطور ہے کہ یجوز فی العبادات ان یعمل فی مذهب غیرہ ولا
یجوز فی المعاملات الا فی مذهبه و فی العبادات یجوز حتی یکون
العمل اجماعًا و هو اولی کما ذکر صاحب الملتقی وکل ما وجوبه مختلف
ففعله اولی ولا یتخلف کی یخرج المرء بلا ارتیاب عن عهدة التکلیف
والایجاب یعنے جو چیز کہ عبادت میں وجوب اس کا مختلف فیہ ہے بجا
لانا اُس کا اولےٰ ہے اور ترک کرنا نہ چاہیئے تاکہ لوگ عہدۂ تکلیف و
ایجاب سے بلا شک باجماع باہر آجائیں اور اسباب میں ایک حدیث
صحاح سے ہے ایضًا شب جمعہ کو فرض مغرب کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون
اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھیں اور شب جمعہ کے فرض عشا کے
پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھنا چاہیئے
اور فرض فجر جمعہ میں سورۂ الم سجدہ پہلی رکعت میں اور دوسری میں سورۂ دہر
یا سبح اسم ربک مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا
ہے پس مسنون و مستحب ہے۔ مکروہ نہیں ہے۔ مگر وہ اُس وقت ہے کہ
نماز پڑھنے والا یہ جانے کے سوا اس کے اور کچھ پڑھنا درست نہیں ہے

[illegible]

اور اگر بغیر اسکے روا جانے تو پڑھنا درست ہے بغیر کراہت کے متن وردی وہدایہ میں مذکور ہے ولیس فی شئ من الصلوات قراءۃ سورۃ بعینھا لایجوز غیرھا ویکرہ ان یتخذ سورۃ بعینھا لصلوۃ لایقرأ غیرھا فیہما بحیث ان یعلم المصلی لایجوز بغیرا لتعیین والا لا یکرہ پس روئے المبارک بدین فقیر آوروند فرمودند فرزندمن بگیر بایں ایضاً

ذکر معرفت واہل معرفت

ذکر معرفت واہل معرفت کا نکلا فرمایا سمعت عن بعض المشائخ الصوفیۃ دامت برکاتھم اِنَّ قلوبَ اہلِ المعرفۃ خزائن اللّٰہ تعالٰی فی ارضہ یَضَعُ فیھا وَدائعَ سِرّہٖ ولطائف حکمتہ وحقائق محبتہ و امانۃ معرفتہ التی لا یطلع علیھا احدٌ دونَ اللّٰہ ولیس شئ فی خزائن اللّٰہ اعلٰی ولا اعظم ولا اعز من المعرفۃ اخرجھا اللّٰہ تعالٰی من خزائن الفضل والامتنان وغلب نورھا علی جمیع الانوار ولا یغلبھا ظلمات الذنوب والاوزار ولا یلحقھا مقام الآفات ولا یدرکھا کثافۃ الشھوات ولا یحجبھا غبار الحجاب ولا الغفلات لانھا نور من نور النور نوّرَبھا قلوبَ اھل النور لا یشبہ نورھا بسائر الانوار فقال بعضھم فی حقیقۃ المعرفۃ ھی اطلاع القلب علی الحق قال الامام جعفر الصادق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ لا یعرف اللّٰہ حق معرفتہ من التفت منہ الی غیرہ وقال بعض العارفین حقیقۃ المعرفۃ رؤیۃ الحق وفقدان رؤیۃ

ما سواہ حتی صار جمیع مملکتہ ھذہ فی جنب رؤیۃ الحق اصغر من خردلۃ فی جمیع مملکتہ فھذا ما لا یحتملہ قلوب اھل الغفلۃ و عامۃ الناس وقال ابو عبداللہ بن خفیف قدس اللہ روحہ من نظر الی اللہ تعالی بعین الحقیقۃ من المعرفۃ لا یلتفت الی الدنیا ولا الی العقبی لان الدنیا والعقبی بر المولی والمولی احب علی العارف من برہ وقیل حقیقۃ المعرفۃ ھی اطلاع الحق علی اسرارہ کما ان الشمس اذا طلعت اشرقت الارض بانوارھا کذا اذا طلع الحق علی الاسرار اشرقت القلوب بانوارہ وقال بعضھم حقیقۃ المعرفۃ نور من نور النور نور بہ قلوب اھل النور وھو اشارۃ الی قولہ تعالی افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ پس آں امیر کبیر روئے منیر برین فقیر آوردہ فرمودند فرزندمن بگیر ایں پس نوشتم ترجمہ عبارات مذکورکا یہ ہے کہ میں نے بعض مشائخ صوفیہ دامت برکاتہم سے سنا ہے کہ دل اہل معرفت کے اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اس کی زمین میں، وہ رکھتا ہے اُن دلوں میں اپنے بھید کی امانتیں، اور اپنی حکمت کے لطائف اور اپنی محبت کے حقائق اور اپنے معرفت کی امانت کو، کہ جن پر سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی شے زیادہ تر عالی و عظیم و عزیز تر معرفت سے نہیں ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فضل و امتنان کے خزانوں سے نکالا ہے۔ اور اُس کا نور سارے فوادوں پر غالب ہوگیا ہے۔ نہ اُس پہ ذنوب و اوزار یعنے گناہوں کی

اندھیریاں غالب ہوتی ہیں۔ اور نہ اُس کو آفتوں کا مقام لاحق ہوتا ہے اور نہ شہوتوں خواہشوں کی کثافت اُس کو پاتی ہے۔ اور نہ حجب یعنی انکار و غفلتوں کا غبار اُس کو چھپاتا ہے۔ کیونکہ وہ تو ایک نور و روشنی ہے نور النور سے کہ جس کے ساتھ اُس نے اہل نور کے دلوں کو منور و روشن کر دیا ہے اُس کا نور باقی نوروں سے مشابہت نہیں رکھتا ہے۔ پس بعض نے تو یہ کہا کہ حقیقت معرفت کی دل کی اطلاع ہے حق پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں پہچانتا ہے اللہ تعالیٰ کو حق اُس کے پہچاننے کا وہ شخص جس نے اُس سے طرف اُس کے غیر کے التفات کیا۔ اور بعض عارفین نے فرمایا کہ حقیقت معرفت کی دیکھنا حق کا ہے اور اُس کے ماسوا کے دیکھنے کو گم کرنا ہے یہاں تک کہ اُس کی ساری مملکت جو یہ ہے رویت حق کی مقابل میں زیادہ تر چھوٹی ہو جائے ایک رائی کے دانے سے، جو کہ اُس کی ساری مملکت میں ہو سو یہ وہ بات ہے کہ اس کو اہل غفلت اور عام لوگوں کے دل نہیں اُٹھا سکتے ہیں اُن سے اُس کی برداشت نہیں ہو سکتی ہے اور حضرت ابوعبداللہ بن خفیف قدس اللہ روحہ نے فرمایا کہ جس نے نظر کی طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ چشم حقیقت کے جو کہ معرفت سے ہے تو وہ نہ دنیا کی طرف التفات کرتا ہے نہ طرف عقبیٰ کے کیونکہ دنیا و عقبیٰ تو مولیٰ کا بر یعنی عطا و احسان سب ہے اور عارف کو مولیٰ اُسکے بر سے زیادہ تر محبوب ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت معرفت کی مطلع ہونا حق کا ہے اُسکے اسرار پر جیسے سورج کہ جس وقت

وہ طلوع ہوتا ہے تو زمین اُسکے چمکاروں سے جگمگا اُٹھتی ہے۔ اسی
طرح جس وقت حق اسرار پر طلوع فرماتا ہے تو دل اُسکے چمکاروں سے چمکنے
دمکنے لگتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ حقیقت معرفت کی ایک نور ہے نور الانوار
سے، کہ جس کے ساتھ اُس نے اہل نور کے دلوں کو منور کر دیا ہے اور
وہ اشارہ ہے طرف اس قول الہٰی کے کہ کیا پس وہ شخص کہ جس کے سینے
کو اللہ تعالیٰ نے واسطے اسلام کے کھول دیا ہے سو وہ ایک نور پر ہے اپنے رب سے

اکیسویں تاریخ ماہ شعبان عمت میامنہ روز جمعہ

کو فرمایا کہ دعا گو نے اعتکاف اربعین کی نیت کی ہے۔ بعد اسکے اس فقیر
سے پوچھا کہ تو بھی نزدیک ہمارے چالیس دن معتکف ہوگا۔ بندے نے
عرض کیا کہ میں نے نیت کی ہے قبول کیا۔ فرمایا مبارک ہو۔ بعد اس کے
فرمایا فرزند من آج مسجد میں داخل ہو جائیں اور اعتکاف کریں۔ اس لئے
کہ بروایت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اکثر نہار یعنے دن واسطے دخول اعتکاف
کے روا ہے جب مسجد میں تشریف لائے تو سورج ڈھل گیا تھا۔ فرمایا کہ امام
محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہم نے اعتکاف کیا اور ان کے
نزدیک تو گھڑی بھر بھی اعتکاف درست ہے بعد اس کے فرمایا جو یار لوگ
کہ چالیس دن کی نیت نہیں کرتے ہیں تکلیف نہیں ہے وہ اخیر دہے[1] میں
معتکف ہو جائیں کیونکہ وہ سنت مؤکدہ ہے۔ وقیل واجب یعنے بعض علماء
نے واجب کہا ہے۔ ایضاً فرمایا الصلوٰۃ فی جامع مصرہ بخمسمأتہ درجۃ

در بیان اعتکاف

در فضیلت نماز در مسجد جامع

---

[1] پچھلے دس دن

وفی مسجد المحی بخمس وعشرین درجة وفی موضع اخر بعشرة درجات یعنی نماز مسجد جامع شہر میں پانسو درجہ ہے اور محلے کی مسجد میں پچیس درجے اور دوسری جگہ دس درجے ہے۔ ایضاً فرمایا کہ میں ہر روز نیت اعتکاف کی تجدید کرتا ہوں اسلیئے کہ میں نے اس طرف مشائخ کو دیکھا اور سنا ہے کہ اگر مہم پیش آجائے تو باہر آنا روا ہے۔ اور کچھ باک نہیں ہے بعد اس کے فرمایا کہ فتاوی میں مسئلہ ہے المعتکف اذا خرج للطہارة ثم عاد المریض او صلی الجنازة او غیر ذلك لا یفسد اعتکافه وان خرج بغیر نیة الطهارة ثم عاد المریض او صلی الجنازة او غیر ذلك یفسد اعتکافه وذلك حیلة وهذا کله علی قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی وعلیه الفتوی وعند هما لو خرج نصف النهار لا یفسد معتکف جس وقت کہ وضو کی نیت سے باہر آئے پھر بیمار کے پوچھنے کو جائے یا نماز جنازے کی پڑھ لے یا سوا اسکے تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا اور اگر وہ بغیر نیت طہارت کے نکلا ہے پھر اُس نے بیمار کی عیادت کی یا جنازے کی نماز پڑھ لی یا سوا اس کے تو اُس کا اعتکاف بگڑ جائے گا۔ اور یہ ایک حیلہ ہے اور یہ سب حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور نزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے اگر معتکف دوپہر کے وقت نکلے تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ بعد اس کے فرمایا فتاوی میں مسئلہ ہے لا ینام المعتکف حتی یغلبه النوم یعنے معتکف نہ سوئے یہاں تک کہ نیند اُس پر غلبہ کرے۔

ایضاً آخر شب جمعہ بائیسویں ماہ مذکورہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین علموں
کے ساتھ مخصوص تھے ایک تو علم شرائع یعنے حدود و قصاص دوسرا وہ علم کہ
آپ نے بعض صحابہؓ سے براندازۂ حوصلہ فرمایا جو کہ اُسکے لائق تھے جیسا
سے کہا قال علی رضی اللہ عنہ علمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سبعین باباً من العلم ما علمہا لغیری یعنے جیسا کہ حضرت
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مجھ کو ستر قسم کا علم سکھایا کہ سوا میرے اور کسی کو نہیں سکھایا تیسرا
وہ علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اسکو
کسی سے نہ کہا مبہم رکھا اور مبہم کہا۔ اسلیے کہ آپ نے فرمایا لو تعلمون
ما اعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً یعنے اگر تم جانو جو میں جانتا
ہوں تو ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت ایک عزیز نے پوچھا کہ ضحک قلیل
سے کیا مراد ہے فرمایا میں نے دو طریق سنے ہیں ایک یہ ہے کہ ضحک
قلیل سے مراد تبسم یعنے مسکرانا ہے۔ عرب والوں کی رسم ہے کہ ضحک
قلیل کو بمعنی تبسم کہتے ہیں۔ تم تبسم بھی نہ کرو۔ سب وقت روتے رہو دوسرا
طریق یہ ہے کہ اس قلیل ضحک سے نفی مراد ہے یعنی تم نہ ہنسو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے واللہ یالیتنی کنت شجرۃ تعضد یعنے قسم
ہے اللہ کی کاش میں ایک درخت ہوتا کہ اس کو پارہ پارہ کر ڈالتے یہ بھی

اُسی علم سے ہے جو آپ کے ساتھ مخصوص تھا۔ اس جگہ حضرت مخدوم رو ئے
بخدا کہ بات نہیں نکلتی تھی اور حاضرین مجلس سے ایک غلغلہ اُٹھا۔ دیر تک
روتے رہیں۔ اور اسی فکر میں تھے۔ نزدیک وقت تھا بعد اِس کے فرمایا کہ
جہاں افضل انبیاء ایسا فرمائیں وہاں ہم بیچارے کہاں کے ہیں بعد اِسکے
فرمایا کہ اس حدیث مذکور کو واعظاں سے کہو کہ اس حدیث کو خلق سے کہیں
تاکہ اُن کے دلوں میں خوف جم جائے پھر یہ عربی ابیات احوال قیامت
کی فرمائیں۔ اور چند بار تکرار کیا ے

عظیمٌ خوفہٗ والناس فیہ حَیَاریٰ مثل مبثوث الفراشِ
بہ یتغیر الالوانُ خوفًا وتَصْطَکُّ الفرائضُ بارتعاشِ
ھُنالک کل ما قدمت یبادر فغیبُکَ ظاہِرٌ وَالسِّرُّ فاشِ

یعنی قیامت کا خوف ہول بڑا ہے۔ لوگ اُس میں پروانے کی طرح حیران و سرگرداں
ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم یکون الناس کالفراش المبثوث
یعنے جس دن کہ لوگ مثل پروانے کے سرگرداں ہوں گے اور خوف کے
مارے قیامت کے ہول سے رنگ بدل جائیں گے اور سینے کی ہڈیاں
بسبب کانپنے کے چھل جائیں گی۔ اور اُس جگہ یعنے قیامت میں جو تو آگے
بھیج چکا ہے ظاہر ہوگا۔ سو تیرا عیب تو کھل جائیگا اور بھید ظاہر ہوگا۔ بعد اِسکے
فرمایا حیاری جمع ہے حیراء کی جیسے کہ صحاری جمع ہے صحراء کی اور فراش
مبثوث پروانہ سرگرداں کو کہتے ہیں اور فرائض جمع ہے فریصہ کی فریصہ۔۔۔
سینے کی ہڈی کو کہتے ہیں اور ارتعاش کانپنے کو بولتے ہیں اور کل فاعل ہے

تبدد کا اور مقدم ہے فعل پر۔ اس میں مذکر و مونث برابر ہے اور السر مبتدا اور فاش خبر مبتدا ہے، جیسے کہ فیعیك ظاهر مبتدا خبر ہے۔ فاش اصل میں مرفوع ہے۔ کیونکہ خبر ہے۔ مگر منقوص کی حالت رفعی و جری بجز ہوتی ہے اسلئے مجرور ہوا اور کسرہ بجہت موافقت نظم ہے اسلئے کہ ابیات مذکورہ سارے مکسور ہیں پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من یہ دو حدیثیں اور اشعار عربی جو ہیں سنے ہیں لکھ لو بعد اس کے موافق اس نظم کے حکایت اپنے والدِ مخدوم بزرگ کی بیان فرمائی دامت برکاتہٗ کہ وہ کسی وقت خوف کے مارے بستر پر نہیں سوتے تھے۔ سردی و گرمی میں کوئی چیز اوپر کھینچ لیتے تھے اور اُسی پر کفایت کرتے۔ اور ہر روز دو ختم قرآن شریف کے کرتے ایک دن میں اور ایک رات میں سوائے اور مشغولیوں کے، نہایت بزرگ آدمی تھے۔ ایضاً فرمایا کہ یہ فتوحات جو کہ نزدیک دعاگو کے آتے ہیں۔ سب کو قبول کرتا ہوں اور رد نہیں کرتا ہوں اس واسطے کہ اس طرف کے مشائخ نے مجھ سے کہا ہے۔ جیسے شیخ ابو عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مدینہ عبداللہ مطری اور دیگر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کہ جو فتوحات ہو قبول کر اور دوسروں کو پہنچا، وظیفہ مقرر کر اور خود بھی بضرورت کھا۔ اس کے مناسب حکایت شیخ جمال الدین اوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ وہ فتوحات کو قبول کرتے اور رد نہیں فرماتے تھے۔ اور اگر فتوح وجہ شبہ سے ہوتی تو ذرا دیر سر جھکاتے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز سنتے ملکناکَ یعنے ہم نے تیری ملک کردی بعد اُس کے لیتے۔ العبد وما بیدہٗ ملک لمولاہ

یعنے بندہ اور جو اُس کے ہاتھ میں ہے مولی کی ملک ہے یہ ایک مسئلہ ہے
مَیں نے اُس طرف مشائخ سے سنا ہے کہ یہ مرتبہ جو وہ رکھتے تھے اُس وقت
کے مشائخ کو نہ تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ ایک دن شیخ جمال الدینؒ اور ابراہیم
غوری ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عزیز دو طباق حلوے کے لایا۔
ایک واسطے شیخ جمال الدینؒ کے اور دوسرا واسطے ابراہیم غوری کے۔ وہ
صاحب کشف تھے۔ انہوں نے لانے والے سے کہا کہ تو یہ وجہ سود سے
لایا ہے پھیر دیا۔ شیخ جمال الدین نے وہ دوسرا طباق بھی لے لیا۔ اور ذرا
دیر سر نیچا کیا اور ابراہیم غوری کو بلا کہا۔ حکم ہوا مَلَّکْنَاکَ لَکَ یعنے ہم نے تجھ کو
مالک کر دیا اب تو آ اور کھا۔ دونوں نے کھایا ایضًا فرمایا ذکر مُصلح مزکی کا ہے
بعد اس کے فرمایا کہ ذکر بکسر الذال عام یقع علی القلب واللسان وبضم
الذال خاصۃ للقلب فحسبُ یعنے ذکر بکسرۂ ذال عام ہے زبان و دل
دونوں کو شامل ہے اور بضم ذال خاص دل کا ذکر ہے اور یہ حدیث فرمائی
قولہ علیہ السلام افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ یعنے بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے
بعد اسکے فرمایا کہ ذکر محبوں کا ساتھ مد کے کہنا ہے تا کہ غیر خدا کو مد میں نفی کریں
اور اثبات خالص دل میں بیٹھ جائے بعد اس کے فرمایا من قال لا الٰہ الا اللہ
الف مرۃ علی الدوام زکی باطنہ یعنے جو شخص لا الٰہ الا اللہ ایک ہزار بار
ہمیشہ کہے تو اُس کا باطن پاک ہو جائے اور ذکر محبوبوں کا بسرعت ہے۔
اسلئے کہ ان کے دل میں غیر خدا تو منتفی ہو چکا۔ اب باقی نہیں رہا مگر اللہ تعالٰے
پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من فائدہ ذکر کا جو میں نے کہا لکھ لو میں

ف لا الٰہ الا اللہ ہر روز ایک ہزار بار برائے تزکیۂ باطن

ف فرق درمیان ذکر ذال و بضم ذال

میں نے لکھ لیا تھی۔ اتنا میں ایک عزیز آیا تُرابی جو تمہارا مرید ہے اُس نے سلام و قدمبوسی پہونچائی ہے۔ سلام کا جواب دیا علیہ السلام۔ بعد اِس کے اُس کی **حکایت** بیان فرمائی کہ وہ ایک بدل ابدال سے ہوگیا ہے اور اُس نے بواسطہ دعا گو کے خرقہ شیخ کبیر قدس اللہ روحہ کا پہنا ہے اور وہ میرے اذن سے حج کو گیا۔ کعبے کا مجاور بن گیا۔ برکت مجاورت کعبے سے منجملہ ابدال ہوگیا۔ یاران بزرگ نے کہا کہ مخدوم قطب عالم کی برکت سے اُس کا یہ مرتبہ ہوگیا ہے بعد اِس کے فرمایا کہ وہ عالم طیر بھی رکھتا ہے ایک دن نزدیک خانقاہ اوچہ کے اُڑتا ہوا گزر کر رہا تھا نیچے اُترا اور سلام کیا۔ میں نے پوچھا تو کہاں جاتا ہے۔ کہا۔ مرو دست کو واسطے کسی مصلحت کے جاتا ہوں۔ ان تنہائیوں میں بفراغ مشغول ہونگا تاکہ کوئی شخص مزاحم نہ ہو۔ **ایضاً** فرمایا خاص اُس شخص کو ولایت دیتے ہیں جو کہ عالم ہوتا ہے بلکہ تینوں علموں کا عالم ہوتا ہے۔ شریعت[1] و طریقت[2] و حقیقت[3] بعد اِسکے فرمایا ولایۃ بفتح الواو المحبوبیۃ بکسر الواو وھو تصرف الاقلیم اسی درمیان میں فرمایا کہ ایک عورت محبوبہ ہے۔ واسطے زیارت دعا گو کے سیوستان سے اوچہ میں آتی ہے۔ وہ عالم طیر رکھتی ہے اور تصرف رکھتی ہے جیسے کہ شیخ رکن الدین متصرف سندھ کے تھے اور شیخ نصیر الدین متصرف ہند کے **ایضاً** مشارق کا سبق ہوتا تھا حدیث شریف یہ تھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ابتاع شیئا فلا یبیعہ حتی یستوفیہ یعنے جو کوئی کچھ چیز خریدے تو اُس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اُس کا استیفا کر لے بعد اِس کے فرمایا کہ میں نے

ف۔ حکایت تُرابی ابدال مرید حضرت مخدوم قدس سرہ

ف۔ ذکر ولایت و ذکر زن محبوبہ

استیفا کے دو معنی ہیں ایک معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص کچھ خرید کرے تو اُس کے واسطے تصرف نہیں ہے یہاں تک کہ اس کو ماپ لے یا تول لے جو چیز پیمانے سے تعلق رکھتی ہے اُس کو ماپ لے۔ اور جو چیز تولنے سے تعلق رکھتی ہے اُس کو تول لے۔ اگر زیادہ نکلے تو بائع کو دیدے، اور جو کم نکلے تو اپنا حق اُس سے لے لے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ تصرف اُس کا روا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بائع سے قبض نہ کرلے تب اس کے فرمایا اس مسئلے میں ایک حیلہ ہے مشتری کو چاہیئے کہ بائع پر شرط کرے، کہ اس روپیہ سے تو لے اپنا سامان میرے ہاتھ بیچ ڈالا بائع کہے کہ میں نے بیچ ڈالا اگر کم و زیادہ جانبین کا ہوگا تو درست ہے۔ اسلیئے کہ معنی میں کیلی وزنی نہیں ہے یعنے اس تقریر و حیلے میں بائع و مشتری دو کیلی و وزنی سے جدا ہو جاتے ہیں ورنہ زیادتی خریدنے والے کو کمی فروشندہ کو درست نہ ہو گی۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرزند من دو وجہیں اس عبارت کی اور یہ مسئلہ حیلے کا جو میں نے کہا۔ لکھ لو۔

مسجد میں دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے

ایضاً فرمایا جامع الفتاوی میں مذکور ہے یکره التحدث فی المسجد بحدیث الدنیا لقوله علیه السلام التحدث فی المسجد بحدیث الدنیا یاکل العمل کما تاکل النار الحشیش یعنے مسجد میں دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔ اسلیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ جو

[illegible]

میں دنیا کی بات کرنا کھاتا ہے عمل کو جیسے کہ آگ گھاس کو کھاتی ہے

مسجد میں کھانا مکروہ ہے

ایضاً فرمایا جامع القادری میں مسطور ہے یکرہ الاکل فی المسجد الا للمعتکف یعنی مسجد میں کھانا مکروہ ہے مگر واسطے اعتکاف والے کے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا، فرزند من یہ مسائل و حدیث جو میں نے کہے لکھ لو غریب ہے۔ پس میں نے لکھ لیا۔ ایضاً فرمایا جس وقت مؤذن شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے تو انگوٹھے کو آنکھ میں ملیں بعد اس کے فرمایا اس بات کا بھید یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام پر صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ کی امت کی پیش کی، تو حضرت آدمؑ نے کہا یارب کس کی نسل سے ہوگا حکم ہوا کہ تیری نسل سے ہوگا پس حضرت آدمؑ نے کہا میں آرزو رکھتا ہوں کہ انکو دیکھوں پس حکم ہوا کہ اپنی انگلی میں دیکھ جب دیکھا تو حلیہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس میں ظاہر ہو گیا انہوں نے چوم لیا اور آنکھ پر ملا پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو پس میں نے لکھ لیا۔

شرائط ذکر کے چار ہیں

ایضاً فرمایا شرائط الذکر اربعۃ احدھا التصدیق وان لم یکن یکون منافقا

والثانی التعظیم وان لم یکن یکون مبتدعا والثالث الحلاوة وان لم یکن یکون مرائیا والرابع الحرمة وان لم یکن یکون فاسقا یعنی ذکر کی شرطیں چار چیزیں ہیں ایک تو تصدیق ہے۔ اگر تصدیق نہ ہوگی تو منافق ہوگا۔ دوسری شرط تعظیم ہے اگر تعظیم نہ ہوگی تو بدعتی ہوگا تیسری شرط حلاوت ہے یعنے ذکر سے لذت و مزہ لینا، اگر حلاوت نہ ہوگی تو مرائی یعنے دکھاوا کرنے والا ہوگا چوتھی شرط حرمت ہے اگر حرمت نہ ہوگی تو فاسق ہوگا۔ بعد اس کے فرمایا کہ یہ چار چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھیں اسلئے کہ وہ کامل حال تھے جب کہ آپ کو اللہ تعالے نے خطاب کیا تو فاعلم فرمایا ای فاعرف لم یقل علمت ای عرفت اسلئے کہ معرفت کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے اور جب اللہ سبحانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب کیا تو اسلم فرمایا قال اسلمت لرب العالمین یعنے حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں مطیع و منقاد ہوا واسطے رب العالمین کے، اسلئے کہ اسلام کی ایک حد و نہایت ہے ایضاً فرمایا اول الذکر باللسان ثم یوافقہا مع القلب ثم تسکت اللسان ویقول بالقلب ویوافقہ باعضائہ کلہا یعنے اول ذکر ساتھ زبان کے ہے۔ پھر موافق کرے زبان کو ساتھ دل کے۔ یعنے دل و زبان دونو سے کہے۔ پھر زبان چپ رہ جاتی ہے اور دل سے ذکر کرتا ہے اور موافق کرتا ہے۔ دل کو ساتھ سارے اعضا کے، یعنے اس کے سارے اعضا ذکر میں ہو جاتے ہیں ایضاً فرمایا المرید المطالب یعنے اصطلاح میں

ف۔ بیان ذکر زبان و دل و اعضا

ف۔ مرید

مرید طالب کو کہتے ہیں پھر رُخ مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من فائدہ ذکر کا جو میں نے کہا لکھ لے مشائخ مرید طالب کو کہتے ہیں اور طالب راہِ حق کو بغیر رفیق کے چارہ نہیں ہے اور رفیق شیخ کو کہتے ہیں۔ کہ جو رستہ چلا ہو۔ اور امن و خوف راہ کو خوب دریافت کیا ہو۔ اور امن کے رستے کو اختیار کیا ہو۔ خوف کی راہ کو چھوڑ دیا ہو جیسا کہ پختہ رہبر ہوتا ہے۔ یہ بات حدیث شریف میں آئی ہے کہ الرفیق ثم الطریق ھما منصوبان علے الاغراء ای الزم الرفیق ثم الطریق کما فی النحو الورع الورع ای الزم الورع یعنے تو لازم پکڑ رفیق کو پھر رستے کو۔ رفیق و طریق دونوں بنا بر اغرا منصوب ہیں جیسا کہ علم نحو میں ہے لازم پکڑ تو ورع یعنے پرہیزگاری کو۔ فرمایا کہ یہ حدیث شریف بطریق مثل ہے معنی مثل کے بیان فرمائے المثل ما شبہ بہ الشئی یعنے مثل وہ ہے کہ تشبیہ دیں اس کے ساتھ کسی چیز کو۔ بعد اس کے ہم معنے اس کے یہ حدیث بیان فرمائی قولہ علیہ السلام الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یعنے شیخ اپنے قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں بعد اس کے فرمایا کہ اس سے مراد شیخ معنوی ہے۔ کیونکہ اس کی تشبیہ نبی کے ساتھ دی ہے یہاں تک کہ اگر کسی کو بسبب مال یا کبر سن کے شیخ کہیں تو شیخ لغوی ہوگا۔ بعد اس کے یہ حدیث بیان فرمائی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بسبب الزھد والتعبد والزھد والارشاد یعنی میری امت کے عالم مثل پیغمبروں بنی اسرائیل کے ہیں بسبب ترک دنیا اور عبادت کرنے اور راہ

حق پانے اور راہ حق بتانے کے، علماء سے مراد مرشد ہیں نہ مجرد عالم،
اسلئے کہ پیغمبروں سے تشبیہ دی ہے ع علمیکہ رہ بحق ننماید جہالت ست
لان الانبیاء علیہم السلام کانوا عابدین وزاھدین وراشدین ومرشدین
وامرین بالمعروف وناھین عن المنکر یعنے اسلئے کہ انبیاء عبادت کرنے
والے تھے اور بے رغبتی کرنے والے دنیا میں اور راہ پانے والے اور
راہ بتانے والے اور نیک بات کا حکم کرنے والے، اور بری بات سے
منع کرنے والے تھے، پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا
فرزند من یہ فائدہ مشیخت کا اور ارادت کا اور حدیثیں مناسب اسکے جو میں نے
کہیں سب کو لکھ لو ایضاً فرمایا کہ سلطان محمد نے دعا گو کو شیخ الاسلام کیا اور
چالیس خانقاہیں میرے تصرف میں کردیں۔ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین
نے مجھ سے کہا۔ کہ تو چھوڑ دے۔ حج کر چلا جا۔ مجھ کو کیچ سے نکالا میں نے
چھوڑ دیا، ورنہ تم جانتے ہو کتنا تکبر حاصل ہوتا۔ میں نے اس طرف بڑے
بزرگ مشائخ کو پایا۔ سب نے بجہت وکالت مجھ کو اجازت دی۔ اس
وقت ایک بھی باقی نہیں رہا سب کے سب چل دیئے اور یہ شعر فرمایا ؎

ذھب الذین یعاش فی اکنافھم — وبقیت فی خلف کجلد الاجرب

یعنی جن لوگوں کے اطراف وحمایت میں زندگی بسر کی جاتی تھی وہ سب چل
دیئے اور میں ایسے خلق میں رہ گیا کہ جیسے خارش والے اونٹ کی کھال ؎

یاران دگر رفتند بمنزل بردند — بادم چوں گراں بود ازاں پس ماندم

بعد اس کے فرمایا کہ شیخ محمد عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا گو سے کہا

لہ پھیر

کہ جس وقت تو دہلی تو خشکی میں جانا اس لئے کہ ایک شخص خلفائے شیخ رکن الدینؒ سے باقی رہا ہے۔ اُس کو پالے۔ یعنی اُس سے ملاقات کرلے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اُن بزرگوار کو پالیا۔ نام انکا قوام الدینؒ ہے۔ انہوں نے مجھے خرقہ پہنایا۔ اور اجازت پہنانے کی بھی دی۔ لعد اسکے میں گاذرون میں آیا۔ شیخ امین الدین نے واسطے میرے تمام سجادہ و مقراض و عصا امانت رکھا تھا وہ میں نے پایا۔ ایضاً ایک عزیز نے مخدومؒ کی مدح نظم کی تھی وہ اُس کو پڑھتا تھا تو فرمایا قال المشائخ الصوفیۃ ینبغی ان یکون عندك وصف المدح والذم سواء یعنی مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لائق یہ ہے، کہ وصف مدح و ذم نزدیک تیرے دونوں برابر ہوں پھر دو تے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا۔ فرزندمن یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو۔

اسمائے الٰہی کو مع حرف ندا کے پڑھے

ایک عزیز لودونہ نام کی شرح پڑھتا تھا فرمایا کہ ہر اسم کے اول میں حرف ندا لائیں جیسے کہ یا سلام و یا غفور لعد اس کے حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دن میں نے اس شرح کے مولف شیخ جلال الدین تبریزی کو انہیں کے مقام نشار کا نو فرودست میں خواب میں دیکھا میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا سید ہر نام کے اول میں حرف ندا کا پڑھ میں اس سے پہلے بغیر حرف ندا کے پڑھتا تھا۔ پس لوٹے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزندمن یہ فائدہ شرح لودونہ نام باری تعالیٰ کا لکھ لو۔ ایضاً حکایت حضرت

---

[1] ایک کتاب جو اسمائے الٰہی ۹۹ پر مشتمل ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر نکلا فرمایا کہ ایک شخص کو قبر کا عذاب
کر رہے تھے اور اُس شخص نے شیخ کو دیکھا تھا۔ تو میں نے کہا کہ ان بزرگوار
نے کیوں نہ کہا۔ طوبیٰ لمن رآنی اور رأی من رآنی اور رأی من راہ
اور أی من راہ یعنے خوشی و خنکی ہو جیو واسطے اُس شخص کے کہ جس
نے مجھ کو دیکھا یا اُس شخص کو جس نے مجھے دیکھا یا اُس شخص کو دیکھا کہ
جس نے اس کو دیکھا۔ یا اُس شخص کو دیکھا کہ جس نے اُس کو دیکھا۔
پانچ آدمیوں تک اور میں نے اُس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اُن کو
دیکھا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ انہوں نے
تو حق کے اذن سے کہا ہے۔ میں نے سُنا کہ وہ شخص یعنے جس پر عذاب
ہو رہا تھا زیارت کا قصد نہیں رکھتا تھا وہ کوچے میں چلا جاتا تھا۔ شیخ
کو دیکھا کہ آگے سے آگئے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے دعا کی الٰہی خلّصہ
من العقوبۃ لانہ رأی من قال باذنک طوبیٰ لمن رآنی یعنے اے
اللہ تو اس مرد کو عذاب سے خلاصی دے۔ اسلئے کہ اُس نے اُس
شخص کو دیکھا ہے، کہ جس نے تیرے حکم سے کہا ہے کہ خوشی و خنکی ہو
جیو واسطے اُس شخص کے جس نے مجھ کو دیکھا۔ اُس سے عذاب اُٹھا
لیا بعد اس کے فرمایا کہ دیکھنے کا تو یہ اثر ہے کہ البتہ خلاصی پائے اگر صحبت
کرے تو کیا کچھ اثر ہو مگر صحبت اربعین یعنے چالیس دن سے پھر روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من جیسے کہ تم دعا گو کے صحبت
کے ملازم رہتے ہو اور ایک اربعین ہمارے ساتھ معتکف ہوتے۔ بعد اسکے

فرمایا کہ شیخ عبدالقادر بغداد میں آسودہ یعنے آرام فرما ہیں۔

ایضاً واعظ باعمل ہو

فرمایا۔ کہ واعظ عامل ہونا چاہیئے یعنے جس چیز کا لوگوں کو وعظ کرے آپ خود بھی اُس پر عمل کرتا ہو۔ اگر وہ عامل نہ ہوگا تو لوگ اُس کی بات کر نہ لیں گے اس کا قبول نہ ہوگا۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے اُن سے نماز چاشت کی ثواب کا پوچھا۔ انہوں نے کچھ نہ کہا اندر گئے۔ نماز چاشت کی پڑھ کر آئے کہا کہ ثواب چاشت کا حدیث شریف میں ہے۔ قولہ علیہ السلام من صلی اثنتی عشرۃ رکعۃ فی کل یوم بنی اللّٰہ لہ فی کل یوم قصرا فی الجنۃ یعنے جو کوئی پڑھے بارہ رکعتیں ہر دن میں تو بنائے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ہر روز ایک محل جنت میں بعد اس کے فرمایا کہ جس قدر اُس کی عمر ہوگی ہر روز ایک محل بنے گا۔ تو کتنے محل ہوں گے بعد اس کے اُس پوچھنے والے نے اُن بزرگوار سے کہا کہ جس وقت میں نے ثواب چاشت کا پوچھا تو اُس وقت آپ نے نہ کہا۔ اب آپ نے کہا اس کا کیا سبب ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے

جامع صغیر میں یہ حدیث شریف یوں ہے من صلی فی الیوم واللیلۃ اثنتی عشرۃ رکعۃ تطوعا بنی اللّٰہ لہ بیتا فی الجنۃ حم م د ن ہ عن ام حبیبۃ اور ضحے کی حدیث یوں ہے من صلی الضحی ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللّٰہ لہ قصرا فی الجنۃ من ذھب قال المناوی تمسک بہ من جعل الضحی ثنتی عشرۃ رکعۃ وھو ما فی الروضۃ لکن الاصح عند الشافعیۃ ان اکثرھا ثمان ت ہ عن انس واسنادہ ضعیف ۱۲

کہا کہ میں نے نہیں پڑھی تھی۔ تو نے یاد دلادی۔ میں جب تک نہیں پڑھتا
ہوں نہیں کہتا ہوں۔ واعظ ایسے چاہئیں کہ جب تک خود نہ کرلیں نہ کہیں
ایضاً ایک عزیز خدمت میں جوتے کا جوڑا لایا۔ قبول کیا۔ بعد اُسکے
فرمایا کہ نعلین پہننا سنت ہے۔ میں نے مدینہ مبارک میں نعلین مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھے۔ میں نے ان کو آنکھوں پر
رکھا اور ازار یعنے تہمد مبارک بھی دیکھا۔ **ایضاً** ایک عزیز نے یاروں میں
سے تنہا شاخیں[1] لگائی تھیں یہ حدیث بیان فرمائی۔ قولہ علیہ السلام ان
امثل ما تداویتم بہ الحجامۃ والقسط البحری یعنے بیشک بہتر اس چیز کا
کہ جس کے ساتھ تم دوا کرو شاخیں لگانا ہے اور دریائی کٹ جو کہ دریا
میں ہوتا ہے اور خشکی کا کٹ واسطے علاج بدن کھجلانے اور کان کے
درد کے ہے۔ یہ اُس علم طب سے ہے کہ جس کا دعوی اوپر مذکور ہے پھر
روئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا یہ فائدہ اور یہ حدیث جو میں نے
کہے سب کو لکھ لو غریب ہے پس میں نے لکھ لیا **ایضاً** ایک عزیز نے
کنوئیں کے پانی کا پوچھا کہ لونڈیاں لاتی ہیں دل میں شک آتا ہے جواب
فرمایا کہ شک شبہ میں سے ہے اور یقین ظاہر ہے یعنے پانی بالیقین پاک ہے
والیقین لا یزول بالشک یعنے یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے **ایضاً**
ایک عزیز نے پوچھا کہ مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے جواب فرمایا
لا یجوز الا ان یکون الفضۃ غالبا والذھب مغلوبا وکذالک الابریسم
یعنے روا نہیں ہے، مگر یہ کہ چاندی سونے پر غالب اور سونا مغلوب ہو اور

[1] پچھنے۔ احقر

ف۔ انگشتری سونے کی مرد کو درست نہیں ہے ف۔ آب آوردہ کنیزکان ف۔ ذکر سینگی و قسط بحری ف۔ ذکر نعلین مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسی طرح ریشم کا حکم ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور
فرمایا فرزند من یہ دو تو مسئلے جو میں نے لکھے لکھ لیں میں نے لکھ لیے
ایضاً ایک عزیز نے چند مسئلے لکھے تھے ان کو پڑھتا تھا۔ پہلا مسئلہ یہ
ہے کہ اگر ایک شخص چھ روزے شوال کے تین تو ایام بیض میں اور
تین اس کے سوا اور دنوں میں رکھے تو وہ محسوب ہوں گے؟ جواب
فرمایا کہ محسوب ہوں گے لیکن بہتر یہ ہے کہ بعد عید کے متصل رکھے۔ ایک
عزیز نے پوچھا کہ اتصال تو منع ہے۔ جواب فرمایا کہ علماء منع نہیں جانتے
ہیں۔ میں نے اس طرف فقہا سے سنا ہے کہ فرق عید ہے اور اتصال
مکروہ ہے ساتھ روزہ عید کے۔ اس طرف ہمارے فقہا اور مشائخ بعد عید
کے متصل رکھتے ہیں اور دعا گو بھی اس وقت سے بلا ناغہ ویسا ہی کرتا
ہے۔ اور ایام بیض کے روزے علیحدہ رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر
کوئی شخص کفر کا کلمہ کہے اور اس کو نہ جانے اور کلمہ طیبہ و شہادت کہہ
لے تو وہ مسلمان ہو جائیگا؟ جواب فرمایا کہ مسلمان نہ ہوگا جب تک کہ اپنے
اس کہے ہوئے سے توبہ نہ کرے گا۔ اسلئے کہ وہ اپنے کہے ہوئے کو
جانتا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی روزہ دار محتلم ہو جائے تو غرغرہ کرے؟
جواب فرمایا نہ کرے۔ پس روئے مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من
جواب ایں مسائل کہ گفتم بنویسید ایضاً فرمایا قال اللہ تعالی للجنۃ لمن خلقت
قالت لاھل لا الہ الا اللہ یعنی اللہ تعالی نے بہشت کو ندا کی کہ تو کس کے
واسطے پیدا کی گئی ہے اس نے کہا کہ خاص واسطے لا الہ الا اللہ والوں کے

روئے مبارک ہماری طرف لائے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے تم بہشت کو
دنیا میں دیکھو گے۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں۔ یار لوگوں نے کہا کہ بطفیل
مخدوم دیکھیں گے۔ بعد اس کے فرمایا کہ دیکھنا بہشت کا دنیا میں دو طرح
ہے ایک تو یہ ہے کہ ولی ہو جاوے۔ کرامت سے بہشت میں پہونچے
دوسرے یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
من صلی رکعتین یوم الجمعة بین الظهر والعصر ویقرأ فی الرکعة الاولی
اٰیة الکرسی مرة وقل اعوذ برب الفلق خمسا وعشرین مرة او خمس
عشر مرة فی روایة وفی الثانیة قل هو الله احد مرة والناس خمسا
وعشرین مرة وفی روایة عشر مرة واذا فرغ من الصلوة یقول لا حول
ولا قوة الا بالله العظیم خمسین مرة لا یخرج من الدنیا حتی یری
مکانه فی الجنة ویری ربه فی المنام وینوی صلوة حفظ الایمان یعنے جو
شخص پڑھے دو رکعت دن جمعے کے درمیان ظہر و عصر کے، اور پڑھے
پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیة الکرسی ایک بار اور قل اعوذ برب الفلق
پچیس بار، اور ایک روایت میں پندرہ بار، اور دوسری رکعت میں قل
ہو اللہ احد ایک بار، اور قل اعوذ برب الناس پچیس بار اور ایک روایت
میں پندرہ بار، اور جب نماز سے فارغ ہو جاوے تو لا حول ولا قوة الا باللہ
العظیم پچاس بار کہے (یہاں العلی کا لفظ مروی نہیں ہے) اور وہ نہ نکلے گا دنیا
سے یہاں تک کہ دیکھ لے گا اپنی جگہ بہشت میں، اور دیکھ لے گا اپنے پروردگار
کو خواب میں، اور نیت نماز حفظ ایمان کی کرے۔ اسکے مناسب حکایت

بیان فرمائی کہ جس وقت میں مکہ مبارک میں تھا تو روافض کا بادشاہ زادہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ وہ اس فکر میں تھا کہ اگر وہ حلال ہو جائے اپنے مذہب میں صالح تھا۔ ایک دن وہ نزدیک شیخ عبداللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ کے آیا اور اپنا احوال بیان کیا۔ تو شیخ نے اس طرح دعا کی کہ الٰھی اَرِہِ الجنۃ یعنے خدایا تو اس کو جنت دکھا دے۔ شیخ مدینہ کی دعا مستجاب ہو گئی۔ اُس نے بہشت کو دیکھ لیا۔ بے ہوش ہو گیا۔ گر پڑا۔ بعد ایک مدت کے ہوش میں آیا۔ تو میں نے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا۔ کہا میں نے بہشت دیکھا مع حور و قصور کے، قولہ تعالیٰ ولکم فیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین یعنے بہشت میں وہ چیز ہے کہ جس کو جی چاہتے ہیں اور آنکھیں لذت لیتی ہیں اُس بادشاہ زادے نے شیخ کے روبرو توبہ کی، مذہب روافض کو چھوڑ دیا۔ سُنی ہو گیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ جس وقت اس شہزادے کا باپ مر گیا۔ تو سب نے کہا کہ بادشاہی تجھ کو پہونچتی ہے اُس نے بادشاہی چھوڑ دی اور گودڑی پہنی۔ درویش ہو گیا۔ بادشاہی اپنے بھائی کو دے دی بہشت کے دیکھنے نے عورت کا عشق اور بادشاہی چھڑا دی۔ تو جو شخص حق کا جمال دیکھتا ہے وہ کب دنیا و آخرت کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھے گا۔ بعد اسکے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ والوں کو نہ وقت موت کے وحشت ہوتی ہے، اور نہ قبر میں اور نہ قیامت میں اور نور لا الٰہ الا اللہ کا ایسا طالع ہوتا ہے کہ سارے نوروں کو چھپا دیتا ہے، یعنے آفتاب اور مہتاب ستاروں کے نور کو، وذٰلک قولہ تعالیٰ اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت

اسلئے کہ نورلا الہ الا اللہ کا حقیقی ہے اور اُن کا نور مجازی ہے اذا طلع الحقیقۃ انذ رس المجاز یعنے جس وقت حقیقت طالع ہو جاتی ہے تو مجاز ناپید ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا قال اللہ تعالی لجہنم لمن خلقت قالت لجحود کلمۃ لا الہ الا اللہ یعنے اللہ تعالے نے دوزخ سے خطاب فرمایا کہ تو کس کے واسطے پیدا کی گئی ہے۔ تو اُس نے کہا کہ واسطے منکرین کلمہ لا الہ الا اللہ کے ایک عزیز نے پوچھا کہ درمیان جحد و انکار کے کیا فرق ہے فرمایا الانکار عام والجحد الانکار مع الیقین وذلک قولہ تعالی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا یعنے انکار تو عام ہے، اور جحد انکار ہے۔ باوجود یقین کے بعد اس کے فرمایا کہ اہل لا الہ الا اللہ کے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے قیامت تک سب داخل ہیں۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ سکرات موت کے اُن کو ہوتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ ہوتے ہیں لقولہ تعالی وجاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید سکرات موت کے حق ہیں لیکن اللہ تعالی آسانی کرتا ہے بعد اسکے فرمایا کہ اس اہل میں سب داخل ہیں۔ لیکن میں سماع رکھتا ہوں کہ اس اہلیت سے مراد موافق شریعت کے ہے۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند میں یہ فائدہ لا الہ الا اللہ کا لکھو اور فرق جحد و انکار کا جو میں نے بیان کیا غریب ہے ایضاً فرمایا کہ شیخ کبیر قدس اللہ روحہ کے وصال کا دن سہ شنبہ ہے یعنے منگل کا دن اور شیخ فرید الدین

اہل لا الہ الا اللہ کے حضرت آدم سے قیامت تک داخل ہیں — فائدہ

قدس اللہ روحہ کا وصال بھی روز پنجشنبہ کو ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ کبیر منگل کے دن خوش ہوتے۔ ان کے پوتے کہتے کہ آج سبق نہیں ہے اس سبب سے خوش ہیں۔ ایک پوتا اُن کے پوتوں میں سے ولی اللہ تھا اُس نے کہا کہ خوشی شیخ کی یہ ہے کہ انہوں نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ منگل کے دن اُن کا وصال ہوگا وہ اس سبب سے خوش ہیں لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنے موت ایک پُل ہے کہ دوست کو طرف دوست کے پہونچاتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ منگل کے دن میں واسطے زیارت مخدوموں کے گیا۔ شیخ رکن الدین قدس سرہ کے قبر سے میں نے سُنا کہ یا سید عظم یوم الثلثاء لانہ وصالُ جدی و توسل بہ بعد اس کے فرمایا کہ میں اس سے پہلے منگل کے دن سبق نہیں پڑھاتا تھا اُس وقت سے پھر سبق پڑھاتا ہوں۔ اور بایں طریق توسل کرتا ہوں الٰہی توسلت بھذا الیوم یوم وصال الشیخ الکبیران تجعلنا من المقربین لدیک والواصلین الیک بعد اس کے فرمایا شیخ ہر کہ تو بہ شکند او در امان ست اور یہ آیت شریف پڑھی قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ ای توسلوا الیہ باولیائہ یعنے تم توسل کرو طرف خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستوں خدا کے۔ پس لوٹے مبارک طرف اس حقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا سب لکھ لو۔ پس میں نے لکھ لیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ قرص خانقاہ شیخ کبیر قدس سرہ کے مکہ و مدینہ مبارک میں واسطے تبرک کے لے جاتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ بیماروں کو دیتے ہیں

وہ صحت پاتے ہیں۔ اُس طرف کے مشائخ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں اسی
درمیان میں حکایت شیخ رکن الدینؒ کی بیان فرمائی۔ کہ ایک دن سندھی
اُن کی خانقاہ سے حج کو گیا۔ وہاں غلہ گراں تھا۔ اُس کو سخت اضطرار ہوا
کہا کہ میں تو شیخ کبیر کی خانقاہ میں چار قرص پاتا تھا اور یہاں ایک بھی نہیں
پاتا ہوں۔ ایک بزرگ تھے۔ انہوں نے اُس سے کہا کہ شیخ شب جمعہ کو
یہاں آتے ہیں۔ بلے ناغہ۔ مقام شیخ کا بتایا، جس جگہ کہ وہ مشغول ہوتے
تھے۔ اس سندھی نے شیخ کو پہچان لیا۔ سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب
دیا۔ شیخ نے ملتانی زبان میں کہا کہ میں تجھے کیوں حیران دیکھتا ہوں اُس
نے اپنا واقعہ حال ملتانی زبان میں کہا۔ شیخ نے اُس سے فرمایا۔ کہ چار
قرص تیرا وظیفہ یہاں بھی پہونچے گا۔ ہر روز اُسی وقت کہ وہاں پہونچتا تھا تو
لینا۔ ہر روز چار قرص خانقاہ کے اور دو پیالے سالن کے پاتا، اور کھاتا اور
رہتا تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ رکن الدین نے واقعہ میں مجھ سے کہا کہ
سالک کی غذا قلیل الکمیۃ وکثیر الکیفیت ہونی چاہیے۔ حتی یراعی اوراد
جلّی یعنی تاکہ وہ میرے دادا کے اوراد کی مراعات کرے۔ بعد اس کے
فرمایا کہ قلیل الکمیۃ وکثیر الکیفیۃ وہ ہے کہ وزن میں کم ہو۔ اور اگر کسی کو اُس کی
کیفیت پہونچے تو بہت ہو۔ چند میووں کو گھی میں یا دودھ میں جوش دیں اُنکو
کھالے وضو و طاعت میں مقوی ہونگے بعد اس کے فرمایا۔ ایک دن میں نے
اپنے واسطے ایسی غذا کی تو شیخ کو بغایت خوش آئی پھر کسی نے واسطے میرے
نہ کی۔ دو تین لنگہ چاہیے، میں تنہا کیوں کر کھاؤں، اور اشارہ طرف خادموں

نے کیا کہ وہ واسطے ہمارے ایسا نہیں کرتے ہیں تب اس کے فرمایا کہ ایک دن شیخ رکن الدینؒ کے خاندان نے فرید طبیب ملتانی کو بلایا، اور اس سے کہا کہ شیخ کھانا نہیں کھاتے ہیں اور شیخ دوپہر کو ہی غذا کھاتے تھے جو میں نے کہی۔ اس دن بھی پیالہ بھر لائے۔ پس خوردہ فرید طبیب کر دیا۔ اس نے کھا لیا۔ کہا میں سات دن کھانا نہ کھاؤں گا۔ ایسی غذا جو شخص کھاتا ہے وہ تھوڑا سا سیر ہو جاتا ہے۔ اور طاعت و ورد میں قوت ہوتی ہے۔ پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا۔ فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لے کہ تو سالک ہے۔ کام آئیگا۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ کامل حالت ممات میں وہ تربیت کرتا ہے کہ جو زندگی میں کرتا تھا۔ جیسے کہ دعاگو کو شیخ رکن الدین قدس سرہ نے تربیت کیا۔ منجملہ اس تربیت کے ایک یہ ہے کہ سلطان محمد نے مجھ کو شیخ الاسلام کیا۔ اور چالیس خانقاہیں میری تصرف میں کر دیں۔ شیخ مجھ کو خواب میں دکھائی دئے۔ کہا تو حج کو چلا جا تو غرق ہو جائیگا۔ صبح کو شیخ کے امام نے کہا کہ تو جلد روانہ ہو جا۔ کیا قیاسی کرتا ہے؟ شیخ نے تجھے اشارہ کیا ہے۔ میں نے مخدوم دام الله دامت برکاتہ اجازت چاہی روانہ ہو گیا۔ میرے پاس کوئی وجہ یعنی خرچ نہ تھا۔ اللہ تعالے نے اتنے فتوحات پہونچائے۔ ایک عزیز حج کو روانہ ہوا تھا اس کے گھر والے اسے پھیر لائے وہ لوٹ آیا وہ زاد راہ مجھ کو دیا۔ میں پیادہ تھا۔ گھوڑا دیا۔ لیکن میں نے وہ گھوڑا مولانا نظام الدین کو دیدیا۔ وہ مدقوق تھے۔ شہر میں لوٹ آئے۔ اور دعاگو پیادہ گیا۔ حج سے پہلے پہونچ گیا۔ الوداع

نعمت مشرف ہوا۔ دوسری تربیت یہ ہے کہ انہوں نے دوبارہ خواب میں مجھ کو
خرقہ پہنایا۔ میں نے بعینہ وہی خرقہ اپنے سر پہ پایا ایک خرقہ تو یہ ہے کہ ایک
دن میں مکہ سے واسطے زیارت فقیہ نقّالؒ قطب کے عدن میں آیا۔ انکو
میں نے پایا کہ وہ مریض تھے۔ بعد چند دن کے وفات پائی۔ تیسری رات
میں نے شیخ کو یعنے شیخ رکن الدین کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے
خرقہ پہنایا۔ اور کہا کہ یہ خرقہ صبح کو وقت زیارت کے پسر خورد فقیہ نقال کو پہنانا
اور سجادہ اُس کو دینا۔ جس وقت میں جاگا تو بعینہ وہی خرقہ میں نے پایا
اور تیسرے دن اُس کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا سارے امام
واسطے زیارت کے حاضر تھے چاہتے تھے کہ بڑے بیٹے کو سجادہ دلویں
ایک بزرگ تھے انہوں نے بآواز بلند مجھ سے کہا یا سیّد البس الخرقۃ
التی البسہا لک الشیخ قطب العالم رکن الحق والدین واجازہا لہذا
الصغیر یعنے اے سید تو پہنا وہ خرقہ کہ جو تجھ کو شیخ رکن الدین نے خواب میں
پہنایا ہے اور اجازت پہنانے کی دی ہے۔ تو اسی فقیہ نقال کے چھوٹے
بیٹے کو پہنا دے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں نے تو یہ خواب کسی سے
نہیں کہا ہے۔ اس سے کس نے کہہ دیا۔ شاید اہل مکاشفہ ہے پس میں
اُٹھا۔ اس لڑکے کے نزدیک گیا وہ خرقہ میں نے اُس کو پہنا دیا۔ میں نے
دیکھا کہ اس کے سب بڑے بھائی آئے ہاتھ باندھے اُس کے آگے کھڑے
ہوئے اور سجادہ اُس کو دیا، اور کہا کہ ہم خادمی کریں گے۔ ایک عزیز نے
پوچھا کہ وہ لڑکا تمہارا مرید ہوگا فرمایا میں شیخ نہیں ہوں۔ میں تو وکیل ہوں وہ

میرے واسطے سے شیخ رکن الدین کا مرید ہوا۔ بعد اس کے فرمایا اب میں نے سنا ہے کہ وہ بڑا ہو گیا ہے۔ اور اُس دن بالغ نہیں ہوا تھا مقام ولایت میں پہونچا ہے۔ اور میرے واسطے خطوط لکھتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا دوسرا خرقہ یہ ہے کہ میں نے شہر کا قصد کیا۔ خانقاہ میں چند روز مقیم رہ گیا میں نے خواب میں شیخ کو دیکھا کہ انہوں نے مجھے خرقہ پہنایا۔ جب میں جاگا تو بعینہ وہی خرقہ میں نے اپنے سر پر پایا۔ میں نے لڑکوں کی ماں کے پاس رکھ چھوڑا ہے اور اجازت پہنانے کی دی۔ ایسے کم کسی کو ہوتی ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ خرقہ کس چیز سے ہے فرمایا نعمان بلاگر لائے بعد اس کے شیخ نے کہا تو قطب عالم ہو گیا بشرطیکہ تواضع و مسکنت کرے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ قطب اقلیم کے یا اقالیم کے فرمایا کہ ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ قطب الدین مؤلف رسالہ مکیہ کے بھی قطب تھے فرمایا۔ کہ اُسی اقلیم میں کے نہ اقالیم کے۔ اس جگہ سے ہشتم نظر ہے ایضاً ایک جوان آیا طاقیہ شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ کا التماس کیا اور کہا کہ میں نے اُن کی طاقیہ یعنے ٹوپی پہنی ہے۔ فرمایا کہ ہم کسی کی تکذیب کیوں کریں۔ لاؤ پہنا دیں پھر پہنا دی۔ یاروں نے یقین کر لیا کہ یہ کرامت مخدوم کی ہے۔ ایضاً فرمایا کہ پیر نہ ایسے شیخ سے کریں کہ علمائے زمانہ اُس کے مرید و معتقد ہوں ساتھ متشبہ روستائی یعنی دہقانی کے مغرور نہ ہو جائیں اسلئے کہ راہ میں خطر بہت ہے۔ اتنے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ دین بھی برباد کر دیا ہے وہ سخت کام ہے ایضاً یہ حدیث بیان فرمائی لا الٰہ الا اللہ تو ایمہ نعد دکل کافر

وکافرۃ یعنے ثواب اس کلمے کا بشمار منکرین اس کلمے کے ہے۔ اسلئے کہ
انہوں نے رد کیا ہے بعد اس کے فرمایا کہ جب شیخ رکن الدین نے مجھ سے
کہا کہ تو قطب عالم ہو گیا۔ تو ترابی کہ جس نے بواسطہ دعاگو کے شیخ کبیرؒ کا خرقہ
پہنا ہے اسکے سے واسطے مبارکبادی کے آیا اور کہا کہ اُس طرف بھی مشائخ
کو یہ خبر ہو گئی ہے۔ وہ بھی مبارک بادی میں آئیں گے۔ چونکہ میں آپ کا مرید
ہوں اسلئے پہلے آیا۔ بعد اس کے شیخ مدینہ عبداللہ مطریؒ اور دیگر مشائخ
بھی واسطے تہنیت کے آئے اور بارہا آتے تھے اس وقت بھی آتے ہیں بعد
اس کے فرمایا کہ جب میں اس خطاب قطبی کے ساتھ مخاطب ہو گیا، تو میں نے
دل میں ٹھیرایا کہ کسی جگہ نہ جاؤں بعض عزیز مزاحم ہوتے، کہ شہر میں آؤ ہماری
غرضیں حاصل کرو میں چاہتا تھا کہ لکھ کر طرف بادشاہ کے بھیجوں کہ واقعہ میں
شیخ عبداللہ مطری اور مشائخ دیگر کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے کہا تو جا۔ اور
اُن کی غرضیں حاصل کر۔ اسلئے کہ شیخ قطب عالم نے تواضح و مسکنت کے ساتھ
تیری صفت کی ہے۔ میں روانہ ہو گیا۔ بعد اس کے فرمایا تا کہ ہر کوئی جانے
کہ عامی ہے۔ آمد و شد رکھتا ہے۔ اب تک انکسار ہے یاروں نے کہا کہ اعتقاد
عام و خاص کا آپ کے حق میں خاص ہے اسلئے کہ اتنی ہزار توبہ و تعلق کرتے
ہیں **ایضاً** وقت تہجد کا خالی تھا ہم چند بار حاضر تھے فرمایا کہ سید مسعود میرے
مزاحم ہوتے کہ سونا کرتے۔ میں نے کر دیا لیکن منع ہو گیا بعد اسکے یہ بیت فرمایا

گر ذرۂ رخ تو تر گردد ۔۔۔ خاک اندر کعب کوزہ گردد

بعد اسکے فرمایا کہ بعض اصحاب میرے انشاء اللہ تعالیٰ ایسے ہو جائینگے جیسا

ایضاً ۔ تری ذرہ ام نیست پستم ۔ تا کہ لطف دستگیر دستم

رکھتا ہوں۔ ہم نے قدمبوسی کی پس لئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند
من انیکہ گفتم جملہ بنولیسید نشستم ایضاً ایک مؤذن نے اذان کہی فرمایا اجابۃ
الفعل اولی من القول یعنے اجابت فعلی بہتر ہے قولی سے۔ یعنے ہم مسجد
میں ہیں اگر بات کریں تو درست ہے بعد اس کے فرمایا کہ فتاوی میں ہے
یکرہ الکلام اذا طلع الصبح ای کلام الدنیا یعنے جس وقت صبح ہو گئے تو
دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اگر سبق پڑھیں اور دینی
فائدہ یا حکایت اخروی ہو تو روا ہے۔ پس لئے مبارک بریں فقیر آوردند
فرمودند فرزند من این مسائل حدیث کہ گفتم بنولیسید ایضاً فرمایا کہ شیخ ضیاء الدین
چچا شیخ شہاب الدین کے ایک دن ان کو خدمت میں شیخ عبد القادر
قدس سرہ کے لے گئے کہا کہ میرے اس بھتیجے نے علم کلام و مناظرے
میں غلو کیا ہے۔ شیخ نے ان کے سینے پر ہاتھ ملا۔ علم کلام و مناظرہ محو
ہو گیا۔ مگر اس قدر کہ مسائل اعتقاد کے فرض ہیں، دوسرے بار ہاتھ ملا تو
علم سلوک رکھ دیا۔ اور خرقہ تبرک کا پہنایا اور فرمایا کہ شیخ شیوخ ہوگا۔ پس
وہ مشغول ہو گئے بعد اس کے ان کے چچا نے علم مناظرے کا ایک مسئلہ
پوچھا جواب نہ دیا سب بھول گئے۔ ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ
اواب کے کیا معنی ہیں فرمایا الاوب الرجوع الی اللہ عما سوی اللہ
تعالیٰ والانابۃ مثلہ والتوبۃ عام یعنے اوب کے معنی رجوع ہونا ہے طرف
اللہ تعالیٰ کے، اس چیز سے جو کہ سوا اللہ سبحانہ کے ہے اور معنی انابت
کے بھی یہی ہیں اور معنی توبہ کے عام ہیں یعنی معنے مذکور کو شامل ہیں اور دوسرے

معنی یہ ہیں کہ الرجوع من المعصیۃ الی الطاعۃ ومن الدنیا الی العقبیٰ ومن الشر الی الخیر ومن الشرک الی التوحید ومن النفاق الی الاخلاص ومن الکفر الی الایمان ومن الظلم الی الصلاح ومن الحرام الی الحلال یعنے پھرنا ہے نافرمانی سے طرف فرمانبرداری کے، اور دنیا سے طرف آخرت کے اور برائی سے طرف بھلائی کے، اور شرک سے طرف توحید کے، اور نفاق سے طرف اخلاص کے، اور کفر سے طرف ایمان کے اور ظلم سے طرف صلاح کے، اور حرام سے طرف حلال کے، پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویس۔ پس نوشتم

نماز کمل پر پڑھنا

ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ گلیم یعنے کمل پر نماز پڑھنا کیسا ہے جواب فرمایا عندنا وعند الشافعی وعند احمد بن حنبل خلافا للمالک فانہ یقول اذا کان الکساء ثخینا یکرہ الصلوۃ علیہ واذا کان رقیقا بحیث یصل شدۃ الارض فی جبھتہ لا یکرہ عندہ یعنے نزدیک تینوں اماموں کے کمل پر نماز پڑھنا بغیر کراہت کے درست ہے، اگرچہ وہ سخت ہو، بخلاف امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کمل سخت ہو تو اس پر نماز مکروہ ہے۔ اسلئے کہ سختی زمین کی اس کی پیشانی کو نہیں پہونچتی ہے۔ ویسے کمل دمشق میں ہوتے ہیں یہاں نہیں ہیں اور اگر کمل باریک ایسا ہو کہ سختی زمین کی اس کے پیشانی کو پہنچے تو باتفاق نماز مکروہ نہیں ہے۔ بعد اسکے فرمایا کہ ہمارے دیار کے کمل پر زمین کی سختی پیشانی کو پہونچتی ہے تو نماز باتفاق مکروہ نہیں ہے اور ویسے سخت کمل دمشق میں ہوتے ہیں اور جگہ نہیں ہیں۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند

من یہ مسئلہ کلیم اور فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو غریب ہے **ایضاً حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر غزا میں تھے اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پیادہ جاتے تھے۔ تھک گئے کہنا شروع کیا یارسول اللہ ارکبنی فقال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ارکبک واللہ ثم قال واللہ ارکبک فارکبہ یعنے ابو موسیٰ نے کہا۔ یارسول اللہ مجھ کو سوار کر لو میں تھک گیا ہوں پس آپ نے فرمایا واللہ میں تجھ کو سوار نہ کروں گا وہ پیچھے رہ گئے۔ ذرا دیر بعد آپ نے فرمایا کہ تو آ واللہ میں تجھ کو سوار کرونگا۔ پھر ان کو سوار کر دیا بعد اس کے فرمایا یہ کیونکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں سوار نہ کرونگا۔ بعد اس کے قسم کھائی کہ میں سوار کروں گا فرمایا کہ پہلے قسم اور حالت میں تھی۔ قافلہ کسی خوف کی وجہ سے جلد جاتا تھا۔ اگر میں سوار کر لوں گا تو اونٹ گراں بار ہیں زیادہ تر گراں بار ہو جائیں گے یہاں سے نہ سکتر گذر جائیں آخر کو جب خوف جاتا رہا، امن ہو گیا، آہستگی آئی تو آپ نے قسم کھائی کہ میں تجھ کو سوار کرتا ہوں۔ اول قسم اور حالت میں تھی اور دوسری قسم اور حالت میں۔ ایسا درست ہے پس از روئے مبارک بدین فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ مہ گنید کہ گفتم بنویسید پس نوشتم **ایضاً** ایک عزیز سبق مصابیح کا خدمت میں پڑھتا تھا۔ حدیث شریف یہ آئی تھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من علامات الساعۃ ان یکون العُراۃُ الرعاء الشیاہ یتطاولون فی البنیان یعنے ایک نشانی قیامت سے یہ ہے کہ ننگا اہل فرمان فرما

ہو جائیں یعنے نالائق حاکم ہوں۔ پس بڑے بڑے مکان بنائیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ غلام ہوں اور اس دیار کے امیروں کا یہی حال ہے جس وقت ولایت اقطاع میں جاتے ہیں تو لوگوں کے گھر بہ غصب لیتے ہیں اور خود اُن میں رہتے ہیں۔ بر سر چند روز دوسرا آتا ہے وہ اُس جگہ بیٹھتا ہے اور یہ بات واقعی ہے ؎

بجنب روز دگر بارگاہ بوم شود | نگار خانۂ دولت کہ بارجائے شہست

؎ این منظر دلفریب اثر استہ گیر | جائے نقش ہر روز رنگ انگاشتہ گیر
در روئے ہمہ ساز خرمی داشتہ گیر | روز سے دُمنہ نشستہ دیگر اشتہ گیر

؎

طلب منصب فانی نکند صاحب عقل | عاقل آنست کہ اندیشہ کند پایا ندا

اور یہ آیت شریف پڑھی ولقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقنا کم اول مرۃ وترکتم ما خولنا کم وراء ظہورکم وما نریٰ معکم شفعاء کم الذین زعمتم انھم فیکم شرکاء لقد تقطع بینکم وضل عنکم ماکنتم تزعمون ای لقد تقطع وصلکم بعد اس کے فرمایا کہ لفظ بین مرفوع ہے فاعل تقطع کا ندیہ وہ بین ہے جو کہ بمعنی وسط ہے، وہ منصوب ہوتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ بین کے معنی اضداد ہیں۔ اس کو فراق میں بھی استعمال کیا ہے۔ اور وصال میں بھی اور یہاں اس آیت شریف میں بمعنی وصل کے مستعمل ہے یعنے تمہارا وصل کٹ گیا جو کہ درمیان شریکوں یعنے معبودوں تمہارے کے تھا اور یہ بیت عربی پڑھا ؎

لولا البین لم یکن الھویٰ ولولا الھویٰ ماسرّ البین

اول بین کے معنی فراق ہیں یعنی اگر فراق نہ ہوتا تو ہوی نہ ہوتی اور دوسرے بین کے معنی وصال ہیں یعنے اگر ہوی یعنے محبت نہیں ہوتی تو وصال خوش نہ کرتا۔ پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند و فرمودند فرزند من ایں فائدہ با بیان آن آیت و شعر عربی بنویس کہ غریب ست پس نبشتم ایضاً ایک عزیز قصیدہ لامیہ کا سبق پڑھتا تھا۔ نظم اس باب میں تھی سو

یراہ المؤمنون بغیر کیف وادراک وضرب من مثال

مخدوم دامت برکاتہ نے یہ آیت شریف پڑھی قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار بعد اس کے فرمایا الادراک رؤیۃ الشیٔ مع الجوانب والجہات واللہ تعالیٰ متعالٍ عن ذلک والمخلوقات کلہا فی الجوانب والجہات فتحقق الادراک یعنے معنی اصطلاحی ادراک کے یہ ہیں کہ دیکھنا کسی چیز کا مع جانبوں طرفوں جہتوں کے، اور اللہ تعالیٰ ان سے منزہ ہے اور ساری مخلوقات جانبوں جہتوں میں ہے۔ پس ادراک متحقق ہوتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من فائدہ ادراک کا لکھ غریب ہے۔ میں نے اُس طرف کا ہے ہرگز ہندوستان میں نہیں سنا تھا۔ ایضاً فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بی بی کے حجرے میں تشریف رکھتے تھے دوسری بی بی نے اپنے حجرے سے ایک پیالہ کھانا بھر کر بھیجا۔ اُن بی بی کو جن کے حجرے میں تھے غیرت آئی اسلئے کہ آپ اُن کے حجرے میں تھے۔

در بیان معنی ادراک و درایت و رؤیت حق سبحانہ

در ذکر رشک امہات المومنین رضی اللہ عنہن

اُنہوں نے وہ پیالہ توڑ ڈالا اور کہا کہ آپ میرے حجرے میں اُس کا کھانا
کھاتے ہو۔ پس آپؐ نے وہ پیالہ لے لیا اور جمع کیا۔ اور کھانا اُس میں ڈالا
اصحابؓ کو بلایا اور اُن کے ساتھ کھایا۔ اور فرمایا کہ تمہاری ماں نے غیرت
کی پھر دوسرا برتن اُن بی بی کے حجرے میں بھیج دیا اور وہ ٹوٹا ہوا پیالہ انہیں
بی بی کو دیا تعجب اس کے فرمایا کہ جہاں پیغمبر علیہ السلام کی بیبیاں ایسی ہوں
جو کہ ساری عورتوں سے بہتر و برتر ہیں تو اور عورتوں کی رشک کا کیا کہنا ہے
ایضًا فرمایا ولذکر اللہ اکبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا
کہ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ ہیں کہ اضافت طرف فاعل کے ہے
تو معنی یہ ہوں گے کہ یاد کرنا اللہ تعالیٰ کا تم کو بہتر ہے تمہاری یاد کرنے
سے اُس کو، دوسرے یہ ہیں کہ اضافت مصدر کی طرف مفعول کے ہے
معنی یہ ہوں گے کہ یاد کرنا تمہارا اللہ تعالیٰ کو بہتر ہے ساری طاعت سے
جو کہ سوائے ذکر کے ہے ای اکبر من کل طاعتکم پس رُخ مبارک طرف
اس فقیر کے لائے اور فرمایا لا یصل احد الی اللہ الا بذکرہ یعنے نہیں
پہونچتا ہے کوئی طرف اللہ تعالیٰ کے مگر اس کے یاد کرنے سے۔ فرمایا
کہ واسطے ذکر کے تنہا حجرہ چاہیئے اور وجہ حلال چاہیئے۔ شبہات نہ ہو۔ کیونکہ
یہاں میسر ہے۔ اور جو ہیں لوگ آتے ہیں اُن کو حجرے دیتا ہوں اور ذکر میں مشغول
کرتا ہوں۔ رُخ مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے کہ
بھائیو چاہیئے کہ رات دن میں ایک دو وقت یا تین وقت ذکر میں مشغول
ہو تو کبھی نافع ہے ہم سب نے قبول کیا اپنے حجروں میں مشغول بذکر ہوئے

بعد اس کے یہ حکایت بیان فرمائی حٰکایۃ عن اللہ تعالیٰ انا مع عبدی
اذا ذکرنی وتحرکت شفتاہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ
تعالےٰ سے حکایت کی، اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے
ساتھ ہوں جس وقت کہ وہ مجھ کو یاد کرے۔ اور اس کے دو نوں ہونٹ ہلیں
بعد اس کے فرمایا کہ اُس طرف مشائخ مریدوں کو اوراد میں مشغول نہیں
کرتے ہیں ابتداءً ذکر کا حکم دیتے ہیں جب بعد ذکر کے تصفیہ پا گیا تو
اوراد میں مشغول کرتے ہیں۔ میں کیا کروں۔ میں تو اوراد کے نگاہ رکھنے
کا حکم دیتا ہوں تاکہ بیکار نہ رہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا ہے کہ واذکر ربک فی نفسک تضرعًا
وخیفۃً ودون الجھر من القول بالغدو والاٰصال فرمایا تضرعا
ای جمع الان التضرع من الضراعۃ وھو الاظہار و خیفتہ مشترک ہے
یعنی سر و جہر دونوں کے اور ودون الجھر میں واو عطف کا ہے یعنے صبح
وشام میں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند
من یہ حاضر اور بیان اس آیت کا جو میں نے کہا سب کو لکھ لو۔ بعد
اس کے ایک عزیز نے تلقین ذکر کا التماس کیا۔ فرمایا مُرَبَّع بیٹھ یعنے
چار زانو اور دو نوں ہاتھ زانوں پر رکھنا چاہیئے یا ہاتھ باندھ لیں جیسے کہ نماز
میں باندھتے ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو تلقین ذکر کی بہ طریق بندہ
کے اول ہوتی ہے۔ یعنے ہاتھوں کو زانوں پر رکھنا چاہیئے بائیں طرف
لا کا مد شروع کریں اور دائیں جانب نفی کو تمام کریں۔ پھر اثبات بھی بائیں

[حاشیہ:] [illegible]

جانب میں کریں، اسلئے کہ دل بائیں طرف ہے، پس دل سے نفی کرے اور دل ہی میں اثبات کرے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ کو تلقین ذکر کی فرمائی ہے اور ذکر خفی دل میں کہے زبان کو بند کرے۔ لیکن ساتھ حرکت مذکورہ کے، بعد اسکے قعود بھی وہی فرمایا کہ قعود دو طرح کا ہے ایک تو تشہد کا قعود جو کہ ارکان سے ہے۔ دوسرا بدل قیام ہے کہ بیٹھ کر پڑھے۔ بعد اس کے فرمایا وہ قعود کہ قائم مقام قیام کے ہے ہمارے مذہب یعنی مذہب حنفی میں مربع بیٹھے تاکہ فرق ہو جائے۔ درمیان قعود نماز کے اور اس قعود کے جو کہ قائم مقام قیام کے ہے۔ اسی اثنا میں ایک عزیز نے پوچھا کہ مربع بیٹھے؟ جواب فرمایا کہ اخذ نا قول مالک رحمہ اللہ تعالیٰ بعد اسکے فرمایا کہ مربع بیٹھنا بادشاہوں کے ساتھ متشابہ ہو جاتا ہے۔ اس جہت سے ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ اور ہم نے تفحص و تلاش بھی کیا تو ہمارے مخادیم لوگ مربع نہیں بیٹھتے تھے۔ اور یہ روایت معمول بھی نہیں ہے کہ کوئی مربع بیٹھے پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من فائدہ ذکر قعود کا اور اس کا اختلاف لکھو غریب ہے۔ کم کوئی جانتا ہے پس میں نے لکھ لیا بعد اس آیت شریف کے معنے بیان فرماتے قولہ تعالیٰ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ فرمایا کہ یصعد فعل لازم ہے پس معنی یوں ہونگے کہ طرف اللہ عزوجل کے چڑھتی ہیں باتیں پاک اور یرفع فعل متعدی ہے پس معنی یہ ہونگے کہ نیک کام کو اوپر لے جاتا ہے یعنے

فرشتے اوپر لے جاتے ہیں۔ پس ذکر تو لے واسطہ ہے اور عمل صالح با واسطہ ہے۔ اور ذکر واصل ہے اور موصل بھی ہے۔ یعنے خود پہنچتا ہے اور صاحب اپنے کو بھی پہنچا دیتا ہے۔ ایک عزیز نے سوال کیا کہ الکلمہ جمع ہے اور الطیب واحد ہے پس واحد صفت جمع کی کیونکر مستقیم ہوگی؟ فرمایا کہ طیب بروزن فعیل ہے، اجوف یائی ہے یائے اول اصلی ہے۔ اور دوسری زائدہ ہے، دونو جمع ہوئیں اور یہ مکروہ ہے، اسلئے ایک کو دوسرے میں ادغام کر دیا جیسے کہ سید۔ میت تعلیل یہی ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ فعیل مشترک ہے درمیان مذکر و مؤنث کے اور درمیان واحد و جمع کے، یہاں طیب بھی بمعنی جمع کے ہے پس صفت جمع کی ہو سکے گی پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من بیان آیت مذکورہ کا لکھ لو پس میں نے لکھ لیا۔ ایضاً فرمایا کہ ایک عزیز منجملہ ابدال کے عالم طیر رکھتا ہے۔ وہ شب جمعہ کو مدوا نہ سے آگے پہنچا تھا۔ خانقاہ بادشاہ کی جہت سے اندر نہیں آیا اُس نے ایک آدمی بھیجا اُس نے سلام کہا۔ اور زمین چومی اور کہا کہ تم ہر لحظہ ملوک کا کھانا کھاتے ہو۔ یہ وظیفہ جو کہ فوت ہوتا ہے اُسی سبب سے ہے اور وہ فوت وظیفے کا مبعات عشر تھی۔ بعد اسکے فرمایا کہ تہجد بھی فوت ہو گیا جو کہ کسی وقت فوت نہیں ہوا ہے۔ میں نے اُس دن خان جہاں کا کھانا کھایا تھا اُس طرف تاجر لوگ خانقاہ بناتے ہیں۔ اور وجہ حلال خرچ کرتے ہیں اور خانقاہ کے نیچے حجرے وقف کر دیتے ہیں۔ ہندوستان میں اصلاً یہ رسم نہیں ہے، بعد اسکے فرمایا کہ اُس طرف مشائخ کبار سے کوئی نہیں رہا ہے۔ عزیزان مجاورین

دعاگو کو التماس خرقے کا لکھتے ہیں میں اسی جگہ سے بھیج دیتا ہوں اور نیز بواسطہ دعاگو مخدوم لوگوں کے مرید ہوتے ہیں اسی حکایت میں تھے کہ ایک عزیز پہنچا بہت رویا۔ ذرا دیر کے بعد اس کو تسکین ہوئی۔ پوچھا تو کہاں سے آتا ہے۔ اور تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے کہا کہ میں مجاورت کعبہ سے آتا ہوں چند سال میں مجاور رہا ہوں مخدوم جہانیاںؒ کے اشتیاق میں آیا ہوں اور نام میرا فخر الدین ترمذی ہے اور تولد میرا ترمذ میں ہوا ہے۔ پوچھا کہ اُس طرف مشائخ میں سے کوئی باقی رہا ہے؟ اس نے کہا کہ مثل مخدوم قطب عالم کے کوئی نہیں ہے مشغول لوگ بہت ہیں۔ بعد اس کے بیعت کی۔ مرید ہوا اور واسطے تین سو آدمیوں کے خرقہ طلب کیا کہ انہوں نے بیعت کا التماس کیا ہے۔ فرمایا دیتا ہوں۔ سر مبارک پر ملبوس کیا پھر اُس کو دے دیا۔ بعد اس کے اُس نے کہا کہ جو خانقاہ کہ بنام مخدوم اُس طرف نصب کی ہے آپ اُس بادشاہ کو لکھ دو کہ اُس خانقاہ کی خادمی مجھ کو دیں۔ منشیوں سے فرمایا کہ لکھ دو۔ اُنہوں نے لکھ کر دیدی۔ چند مدت وہ شخص اسی جگہ خدمت میں تھا پھر اُس کو رخصت کیا۔ ایضاً فرمایا کہ منصور نے انا الحق کہا۔ میں نے اُس طرف مشائخ سے دو طریق سنے ہیں۔ ایک یہ ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایت کرنے والے تھے۔ اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ مجنوں سے پوچھا ما اسمك۔ قال لیلےٰ حاکیا عن محبوبته یعنے تیرا کیا نام ہے اُس نے کہا کہ میرا نام لیلیٰ ہے غایت غلبۂ محبوبہ سے خود ناپید ہو گیا وکذلك المنصو یعنے منصور بھی اسی طرح تھے دوسرا طریق یہ ہے کہ وہ منبر پر وعظ کہہ رہے تھے

ندا سُنی کہ مَن یفدی لنا روحہ فقال انا الحق ای الثابت بفداء روحی یعنے کون ہے کہ اپنی نازنین جان کو ہمارے واسطے قربان کرے منصورؒ نے منبر پر سے کہا کہ میں ثابت و استوار ہوں واسطے فدا کرنے اپنی جان کے، بعد اس کے یہ آیت شریف پڑھی قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ای لن تنالوا الیار حتی تبذلوا ارواحکم بالمجاھدۃ یعنے تم ہرگز نہ پہنچو گے اللہ عزوجل کو یہاں تک کہ تیغ مجاہدہ سے جان بازی نہ کرو ؂

جان عود بود ہمیشہ در مجمر ما ، خون ریز بود ہمیشہ در کشور ما

داری سرِ ما وگرنہ دور از برما ، ما دوست کشیم تو نہ داری سر ما

پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لاتے فرمایا فرزند من یہ درد لو جہیں منصور کی اور بیان اس آیت کا لکھ وغریب ہے ایضاً فرمایا کیا حکمت ہے کہ پس افگندہ یعنے فضلہ مکھی کا شہد شیریں ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ اس نے فرمانبرداری کی۔ فرمان بری کی تاثیر سے شہد ہوا اور لوگوں کی شفا ہو گیا اور یہ آیت کریمہ پڑھی قولہ تعالیٰ واوحی ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربك ذللا یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ان فی ذلك لآیۃ لقوم یتفکرون نحل سے مراد شہد کی مکھی ہے کہ شیریں وتلخ درخت سے کھاتی ہے۔ فرمانبرداری کی تاثیر سے ایسا پاکیزہ شہد اس کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور آدمی کی نافرمانی سے اس کا پس افگندہ ایسا پلید باہر آتا ہے یہ اُس کی نافرمانی کی تاثیر سے ہے اور یہ آیت شریف

پڑھی قولہ تعالیٰ ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين پس روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو
پس میں نے لکھ لیا ایضاً فرمایا کہ جس وقت اعادی یعنے دشمن غلبہ کریں
تو ٹوپی کو اُلٹی پہنیں وہ اُسی وقت مقہور ہو جائیں گے جب دفع ہو جائیں
تو سیدھی کرلیں اور پہن لیں۔ مجرب ہے۔ اوچہ میں ہوا تھا دعاگو نے ایسا
ہی کیا تھا وہ مقہور ہو گئے فرمایا کہ ایک دن صحابہ میں سے ایک صحابی نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور آپ وضو کر رہے تھے سلام
کا جواب نہ دیا۔ جب وضو کر چکے تو سلام کا جواب دیا۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ تیمم کیا۔ اور جواب دیا۔ اُس صحابی نے پوچھا رسول اللہ آپ
نے کیوں سلام کے جواب میں دیر فرمائی آپ نے فرمایا کہ السلام ایک اسمائے
صفات اللہ عزوجل سے ہے میں کیونکر بے وضو زبان پر رکھوں۔ بعد
اس کے فرمایا واسطے سالک کے بھی یہ شرط ہے کہ ذکر میں باطہارت ہو۔
اور بدن میں پاک ہو۔ اور دل میں پاک ہو اور کپڑے میں پاک ہو۔ اور
جلسہ پاک میں ہو۔ اُس ذکر کا اثر اُس میں پیدا ہوگا۔ اور ایسا ہی ذکر
موصل ہے طرف حق تعالیٰ کے۔ ایضاً فرمایا کہ اگر کوئی چھینکے اور حمد نہ کرے
تو اُن سے کہے یرحمك الله ان حمدت پس روئے مبارک طرف اس فقیر
کے لائے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو۔ جملہ غریب ہے میں
نے لکھ لیا ایضاً ایک دن بلاد عرب کا ذکر نکلا۔ فرمایا کہ وہاں کی مسجدوں میں
مردوں کے حجرے علیحدہ اور عورتوں کے حجرے علیحدہ واسطے اعتکاف کے

ہوتے ہیں اور اُن میں عورتیں علحدہ مشغول ہوتی ہیں اس جگہ نہیں ہے اور بلاد فارس میں بھی نہیں ہے تب اس کے فرمایا کہ اُس طرف خواجگان تجار خانقاہیں اوپر بناتے ہیں اور خانقاہ کے نیچے حجرے ان کو وقف کر دیتے ہیں اور کنیزکان مُحرّرة یعنے لونڈیاں بازار سے خرید کرتے ہیں جب کوئی مسافر پہونچتا ہے اور جورو والا ہے تو اس کو ہبہ کر دیتے ہیں یعنے بخش دیتے ہیں.................اور اُس کی مالک کر دیتے ہیں اسلیئے کہ واسطے دخول کے مِلک شرط ہے۔ جب تک کہ وہ رہیں جس وقت وہ چلتے ہیں تو اُس بخشی ہوئی لونڈی کو خصم یعنے مالک کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور اگر مسافر جورو نہیں رکھتا ہے تو نکاح کر دیتے ہیں جب تک کہ وہ رہے۔ جب جاوے تو چھوڑ دے اور مالک کو سپرد کر دے اس طرف یہ بات نہیں ہے اگر مسافر کو حاجت ہو تو وہ کہاں جائے بعد اسکے فرمایا کہ خواجگانِ تجار نے بنام دعا گو کے خانقاہیں اوپر بنائی ہیں اور ان کے نیچے حجرے بنا کئے ہیں۔ مسافر آرام پاتے ہیں۔ ایضاً مخدوم جہانیاں نے اس فقیر سے فرمایا کہ چند روز ہوئے کہ تو سبق نہیں پڑھتا ہے بندے نے خدمت کی یعنی سلام کیا۔ اور سبق رسالے کا شروع کیا ترتیب اس میں لکھی کہ اول مرتبہ شریعت ہے۔ مرید کو چاہیئے کہ شرائط صحت شریعت پھر مواظبت یعنے مداومت و ہمیشگی کرے۔ اور اُس کی محافظت و نگہداشت میں کوشش فرمائی جب کہ اس باب میں باندازہ وسع و طاقت کوشش کرے گا، اور اُس کا حق پورا پورا ادا کرے گا، اور ہمت عالی رکھے گا،

تو بسبب برکت ادا کرنے حق شریعت کے اور ثمرۂ علو ہمت کے طریقت کا
دروازہ اُسے موانہہ دکھائیگا، جو کہ دل کی راہ ہے۔ اور جس وقت طریقت
کے حقوق ادا کرے گا اور اُس میں کسی طرح کی تقصیر نہ لائے گا اور اس میں
بھی ہمت اعلیٰ رکھے گا۔ کیونکہ بے ہمت مرید کسی جگہ نہیں پہنچتا ہے۔ اور
جب عہدۂ طریقت سے باہر آئیگا اور حق تعالیٰ اس کے اندر سے یہ بات
جان لے گا کہ وہ ہمت عالی رکھتا ہے، اور سوائے حق کے کسی چیز
سے آرام نہیں پکڑتا ہے، تو وہ اُس کی آنکھ کے روبرو سے پردے
اُٹھا دیگا۔ اور معنی حقیقت کے جو کہ مقصود سالکوں کا ہے اس پہ کشف
ہوجائیگا۔ اُس وقت لوگوں نے عرض کیا کہ حقیقت کیا ہے۔ جواب
فرمایا کہ دل کی آنکھ سے اپنا دیدار بیچون وبیچگون اُس کو دکھاوے گا
جس وقت مرید صادق کو یہ معنی ظاہر ہوتے ہیں تو وہ سب سے موانہہ پھیر کر
حق کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ اُس کی طلب میں کمربند جِدّ واجتہاد یعنے
سعی وکوشش کا جان کے کمر پہ باندھتا ہے۔ اور ہمیشہ اُس کا طالب
رہتا ہے۔ اگر دنیا وآخرت کو اُس کے دل کی آنکھ کے روبرو رکھیں
تو اُس میں نہیں دیکھتا ہے۔ اور جو کچھ جانتا ہے اُس سے بھی غیرت رکھتا
ہے۔ اُس کا نقش اپنے روبرو سے مٹا دیتا ہے۔ اور سخت کام اس پر آسان
ہوجاتے ہیں۔ کوئی چیز زیادہ تر سخت بے تعلقی و بے چیزی وتنہائی
دل سے نہیں ہے یہ سب چیزیں اُس کے مطلوب ہوجاتی ہیں اور اگر
تو کسی کو دیکھے کہ یہ چیزیں اُس کے مطلوب نہیں ہوئی ہیں تو تو جان لینا کہ

اُس کو یہ معنی ظاہر نہیں ہوئے ہیں اور اُس کی نظر طریق پہ نہیں کھلی ہے۔
اور جام جمعیت کا اُس کو نہیں دیا ہے۔ اسلئے کہ آرام وہم کا پانے میں اور
پریشانی میں اور وجود اسباب و کاروانی میں ہے۔ اور آرام دل کا نہ پانے میں
اور جمعیت میں اور ترک اسباب و ناکرانی میں ہے، اگر مرید صادق ہے اور
صدق میں صادق سچا ہے یعنے زیرک دانشمند ہوشیار تو وہ درویشی ڈبلے
اسبابی دبلے چیزی کو اختیار کریگا اور اُس میں مفتخر و مباہی ہوگا کیونکہ فخر و
مباہات سب چیزوں میں حرام ہے۔ مگر فقر میں حرام نہیں ہے اسلئے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وجہ کے ساتھ فخر نہیں فرمایا مگر
ساتھ فقر کے، کیونکہ آپ کا قول ہے فقری فخری یعنے فقر میرا فخر ہے میرا ہر
مرتبہ عالی تر اور ہر درجہ متعالی تر ہیں آپ نے فخر نہیں کیا۔ اور اُس کے
ساتھ مباہات نہ فرمائی اور جب فقر پر پہنچے تو اُس میں مباہات کی اور
اُس کے ساتھ فخر فرمایا اور اس مرتبے کا زاری و ابتہال حضرت ذوالجلال
سے سوال کیا اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ
المساکین یعنے اے اللہ تو مجھ کو زندہ رکھ مسکین، اور مار مجھ کو مسکین، اور
حشر کر میرا مسکینوں کے گروہ میں، پہلی راہ سلوک کی توبہ نصوح ہے جیسا کہ
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون
یعنے توبہ کرو تم طرف اللہ کے سب کے سب اے ایمان والو، شاید تم فلاح پاؤ۔ یہ آیت شریف
حق میں صحابہ رضوان اللہ علیھم کی نازل ہوئی ہے اور وہ تائب ہوئے ہیں
اور انہوں نے کفر سے اعراض اور طرف ایمان کے اقبال و توجہ اور گناہ کی

طرف پیٹھ کی تھی اور طاعت کے طرف متوجہ ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا
کہ جب وہ ایسے صفت کے تھے تو پھر توبوا الی اللہ کے کیا معنے ہیں؟ جواب
فرمایا کہ توبہ تو سب پر فرض ہے ہر ساعت میں، اور ہر سانس میں، لیکن کافروں
پر فرض ہے کہ وہ کفر سے توبہ کریں، اور فاسقوں پر فرض ہے کہ وہ طاعت
و فرمانبرداری کی طرف جھکیں؛ اور مومنوں پر فرض ہے کہ وہ محسن ہو جائیں
اور محسنوں پر فرض ہے کہ وہ احسن بن جائیں اور واقفوں پر یعنے ٹھیرنے
والوں پر فرض ہے کہ وہ نہ ٹھیریں اور چلے جائیں آور مقیموں پر یعنے
اقامت کرنے والوں پر فرض ہے کہ وہ حضیض سے طرف اوج کے
چڑھ جائیں۔ میں نے پوچھا کہ حضیض کیا ہے؟ فرمایا ضد اوج کی یعنے
فرو ماندن یعنے نیچے رہ جانا اور ابرار پر فرض ہے کہ وہ مقرب ہو جائیں؛
اور طالبوں پر فرض ہے کہ وہ واصل ہو جائیں ہر رستہ چلنے والا کہ
کسی مقام پر مقیم ہو جائے تو وہ گناہ ہے اُس سے توبہ کرنا چاہیے اور
آگے چلنا چاہیے۔ پس اس معنی کا ہے کہ توبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون
توبہ گناہ کے اندازے پر ہوتی ہے۔ گناہ شریعت اور گناہ طریقت سے
تا کہ رستگار نجات پانے والے ہو جائیں مقصود یہ ہے کہ تو جس مرتبے
میں ہے اُس سے اور مرتبہ برتر ہے۔ اُس مرتبے سے اس مرتبے میں
آنا فرض ہے۔ ورنہ سلوک سے رہ جائے گا۔ اس لیے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول ہے سیروا سبق المفردون تم سلوک کی
راہ چلو سبقت یعنے پیش دستی کر گئے تنہا کرنے والے یعنے غیر حق کو اپنے

دل سے بعد اس کے فرمایا کہ اگر کوئی سالک سیر سلوک میں توقف کرے اور نہ گزرے تو وہ اس کے حال کا گناہ ہوگا۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ شیخ عبدالرحمن بغدادی کا ایک مرید تھا چار برس اس نے کوئی چیز نہ کھائی اس مرید کے واقعہ حال کی شیخ کو خبر پہنچی۔ شیخ نے فرمایا کہ بیچارہ ترقی سے رہ گیا۔ فرشتوں کے مقام میں منزل کی میں نے پوچھا کہ وہ تو بصفت ملائکہ ہو گیا۔ اس مرتبے سے اور بھی کوئی مرتبہ بالا ہے کہ اس سے ترقی ہو جائے۔ میں نے اس کا جواب پایا کہ فرمایا مرتبہ نبوت کا اس سب سے ترقی کا ہے۔ یہاں تک کہ وصال ہو جائے۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ عبدالرحمن نے کہا کہ لوح محفوظ میں اس کے نام پر چار برس کا رزق لکھا ہے۔ پس اس مرید کو طلب کیا اور ایک لقمہ اس کے منہ میں دیا۔ اس نے کھا لیا۔ اسی وقت اس کو ترقی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے یاکل الطعام ویمشے فی الاسواق کھانا کھاتا۔ اور بازاروں میں چلنا پھرنا پیغمبروں کی صفت ہے۔ سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں پیادہ چلتے تھے اور سودا سلف لاتے تھے۔ المشی پیادہ رفتن یعنی مشی عربی زبان میں پیادہ پا چلنے کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے من حمل سلعۃ من السوق فقد بری من الکبر یعنی جو شخص کہ سامان اٹھا لائے بازار سے تو مقرر وہ بری ہوا کبر سے کبر کے معنے ہیں بزرگی کردن اور برارت کے معنے بیزار شدن یعنی وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے سے پاک صاف ہو گیا۔ یہ سب ترتیب

سے آغاز فراغ تک حق میں اس فقیر کے کفی الیضاً مخدوم کے پوتے سید جائد
خدمت میں مصحف یعنی قرآن شریف پڑھتے تھے فرمایا کہ میں ساتوں قرأتوں
کا سماع رکھتا ہوں۔ اس طرف میں نے استادوں سے سُنی ہیں۔ اور
اسناد حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور اُن سے اللہ تعالیٰ
تک ہے۔ جو شخص مجھ سے سُنے تو اسناد اُس کا صحیح ہے الیضاً فرمایا کہ
امام مجاہد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں
نے کہا کہ میں بھوک کے مارے واسطے قوت کے پیٹ پر پتھر باندھتا
اور لمانز سے دونو ہاتھ زمین پر رکھ کر اُٹھتا تھا۔ ایک دن میں بر سر راہ بیٹھا
امیر المؤمنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گزر کیا۔ میں نے ایک آیت
بیان میں بھوکے کی پیٹ بھرنے کی پڑھی۔ میں بھوکا تھا او اطعام فی
یوم ذی مسغبۃ یتیماً ذا مقربۃ او مسکیناً ذا متربۃ انہوں نے
مجھے سیر نہ کیا۔ اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گزر کیا میں نے
وہی آیت پڑھی انہوں نے بھی سیر نہ کیا۔ اسی طرح بہت سے صحابہ نے گزر
کیا کسی نے میرا پیٹ نہ بھرا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے گزر فرمایا مجھ پر نظر کی جو کچھ میرے دل میں تھا اُس کو دریافت کر لیا اور
تبسم فرمایا۔ پہچان گئے کہ میں بھوکا ہوں۔ مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہؓ تو میرے
گھر میں آ اپنے برابر مجھ کو اندر لے گئے۔ ایک پیالہ دودھ کا آگے لائے
اور مجھ سے فرمایا تو اصحاب صُفّہ کو بُلا لا مجھے دشوار معلوم ہوا کہ اس ایک پیالے
میں میں بھی تو سیر نہ ہونگا۔ میں چاہتا تھا کہ نہ جاؤں۔ بعد اس کے آپ نے

فرمایا اے ابو ہریرہؓ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول یعنے تم اطاعت کرو
اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی تو جا۔ اور میں بلالایا مجھ سے فرمایا کہ اس
پیالے کو ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دے جب میں نے اُسکے
ہاتھ میں پیالہ دیا تو وہ سیر ہو گیا۔ اور پیالہ ویسا ہی باقی تھا۔ چنانچہ سارے
اصحابؓ صفہ سیر ہو گئے اور دودھ کا پیالہ بہ قرار رہا پس آپؐ نے میرے
ہاتھ سے پیالہ لیا۔ اور سب سے آخر پیا۔ اور یہ حدیث شریف فرمائی ساقی
القوم آخرھم شربا یعنے لوگوں کے پلانے والے کو چاہیئے کہ وہ سب کے
آخر پیئے پس اس حکایت مذکور میں دو چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ
سب کے آخر پیئے پس اس حکایت مذکور میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو
یہ ہے کہ فضل افقر کا فقیر پر مقدم رکھا اس لیئے کہ اصحاب صفہ افقر تھے اور
ابو ہریرہؓ فقیر تھے۔ دوسرے یہ ہے کہ آپ کا معجزہ ہوا کہ سارے اصحاب
ایک پیالے سے سیر ہو گئے۔ اور خود نے بھی پیا اور سیر ہو گئے۔ پس بازاں
آں امیر لشکے منبر بریں فقیر آورد ند فرمودند۔ فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم نہ لیسید

ایضاً ذکر حق تعالیٰ کے خوف کا نکلا

فرمایا کہ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن روتے اور خروش کرتے
تھے اور کہتے تھے، کہ ہم ہی اپنے واسطے آگ کا شعلہ روشن کرتے ہیں اگر
ہم گناہ نہ کریں تو مستوجب عقوبت دوزخ کی کیوں ہوں اور زار زار روتے تھے۔
سارے اہل مجلس رونے میں بے ہوش ہو گئے تھے۔ اُس دن اُن کے مجلس سے

تیرہ جنازے سے باہر لائے بعد اس کے فرمایا کہ جنازہ بفتح الجیم ھو المیت وبکسر الجیم ھو السریر یعنے جنازہ بفتح جیم مردے کو کہتے ہیں۔ اور بکسر جیم پلنگ اور کھاٹ کو بولتے ہیں ایضاً سردی کے موسم میں ہوا سے لگتی انگلیاں آگ پر رکھی ہوئی تھیں۔ فرمایا کہ اگر آگ شعلہ مارتی ہوئی ہو تو نزدیک اس کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسلئے کہ آتش پرستوں کے ساتھ تشبہ ہوتا ہے اور اگر آگ شعلہ مارتی ہوئی نہ ہو انگشت یعنے انگاری ہوں تو مکروہ نہیں ہے۔ اسلیے کہ انگشت کو کوئی نہیں پوجتا ہے اگر آتش افروختہ کو پوجتے ہیں

ایضاً ذکر سماع

ایک عزیز نے پوچھا کہ سماع کس سبب سے منع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو مروی ہے کہ آپ نے دو بیتیں رباعی کی سنی ہیں ؎

لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی — فلا طبیب لھا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت بہ — فانہ رقیتی وتریاقی

فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ غیر صحیح ہے بطریق احتمال۔ والاحتمال ترکہ واجب یعنے احتمال کا ترک کرنا واجب ہے اور ہاتھ پر ہاتھ نہیں مارا ہے اور نہ تغنّی[۱] کیا جب بآواز خوش شعر کے طرق پر پڑھا تب اسکے فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا منع ہے اسلئے کہ سرود گویوں یعنے گویّوں کے ساتھ تشبہ

[۱] تغنّی یعنی سرود زدن وعیش معہ آواز لطیف ونغمہ سرود ۱۲ غیاث

ہوتا ہے۔ مگر ایک طریق ہے کہ جس وقت کسی کو بلا ہیں تو سیدھے ہاتھ کی پیٹھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ماریں۔ اسلئے کہ اس میں تشبہ نہیں ہے۔ اور یہ مخدوم کا معمول ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتم در ملفوظ بنویسید۔ پس نبشتم۔

روز یکشنبہ وقتِ چاشت غرہ ماہ رمضان المبارک

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز شہر سے آیا۔ قدمبوسی کی کہا کہ ماہ رمضان المبارک کا ہلال طلوع ہو گیا۔ تو نیت نفل کی فسخ کی۔ روزہ فرض کی نیت فرمائی اور فرمایا مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے سلخ شعبان میں روزہ نفل کی نیت کی بعد اُس کے معلوم ہوا کہ رمضان کا چاند ہو گیا۔ تو نیت اُس کی درست اور روزہ اُس کا درست ہے خلافاً للشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کیونکہ اُن کے نزدیک رات کی نیت معتبر ہے اور اگر کسی نے سلخ شعبان میں روزہ نہیں رکھا تھا، پھر معلوم ہوا کہ ماہ رمضان کا چاند طلوع ہو گیا، اور کچھ کھایا نہ تھا، تو واسطے موافقت روزہ داروں کے امساک کرے۔ اور اگر کھا لیا ہے۔ تو روا ہے۔ بعد اس کے کیفیت ہلال کی بیان فرمائی۔ کہ فتاویٰ میں ہے ان کان الهلالُ یغیب قبل الشفق فلاول لیلۃ وان کان یغیب بعد الشفق فللیلۃِ الماضیۃِ یعنے اگر ہلال شفق سے پہلے غائب ہو جائے تو اول رات کا ہے۔ اور جو بعد شفق کے غائب ہو تو گذری رات کا ہے۔ بعد اسکے فرمایا کہ جس ماہ میں کہ شبہہ ایام کا ہو تو البتہ اُس میں عظیم خطرہ ہے۔ کیونکہ اوقات افضل

یعنے افضل وقت شبہے میں پڑیں گے خلق ثواب سے محروم رہے گی۔ اور اگر
شبہ نہ ہوگا تو اچھی طرح سے گزرینگے بعد اسکے فرمایا کہ ماہ رمضان میں ایک
ختم قرآن شریف کا تراویح میں سنت ہے وقیل واجب یعنے کسی
نے کہا کہ واجب ہے لیکن مستحب وہی ہے میں نے کتاب میں اس طرح
پایا ہے، کہ ہر رات ایک سیپارہ اور کچھ پڑھیں، ستائیسویں رات کو ختم
ہوجائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی طرح کیا ہے۔ پس آں امیر روئے
منیر بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں مسائل کہ گفتم غریب است۔ بنویس۔
بعد اس کے فرمایا کہ کسی حافظ کو لاؤ تا کہ ختم کرے۔ ویسے ہی مولانا محمد حافظ
جہانی نے التماس کیا کہ بندہ ختم کرے گا اگر حکم ہو، فرمایا مبارک ہو۔

شب دوشنبہ دوسری تاریخ ماہ رمضان

کو اس فقیر کو طلب کیا اور اپنے پہلو میں جگہ دی اور بہت اکرام کیا۔ فرمایا میں
نے تجھ کو اجازت دی کہ تو ہر شب وقت افطار اور سحری کے دسترخوان پر
نزدیک میرے بیٹھے جیسا کہ تو اس وقت بیٹھا ہے، میں نے قدمبوسی کی
اور قبول کیا ع چہ کند بندہ کہ گردن ننہد فرماں را۔ اس فقیر کو کھانا کھانے
میں جہد یعنے اصرار کرتے اور یاران دیگر کو بھی، اور فرماتے تھے کہ حدیث
شریف میں ہے من اکل فوق شبعہ فھو حرام الا لسحور لقوۃ الصوم
وللضیف لاجل الضیف یعنے جو شخص پیٹ بھرے پر کھائے تو وہ حرام
ہے مگر سحر واسطے قوت روزی کے، اور واسطے مہماندار کے، مہمان کی

خاطرداری کے لیے بعد اس کے یہ حدیث شریف پڑھی قولہ علیہ السلام تعجیل الافطار وتاخیر السحور سنۃ یعنے جلد کرنا افطار کا اور دیر کرنا سحری کا سنت ہے بعد اس کے فرمایا کہ وجہ حلال چاہیئے اسی واسطے دعا گو بلوک کا کھانا نہیں کھاتا ہے جب تک کہ وہ نہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے قرض لیا ہے، کیونکہ اُن کے وجوہات میں شبہہ ہوتا ہے۔ بعد کھانے کے فقاع لائے اُس کو کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ روافض خذلہم اللہ تعالیٰ فقاع کو حرام کہتے ہیں بسبب تشبیہہ شراب کے، اسلیے کہ متغیر ہے۔ میں اُس طرف پوشیدہ کھاتا تھا کہ مبادا وہ دیکھ لیں اس جہت سے کہ وہ مجھ کو ڈکالا تا ہے بعد اس کے فرمایا کہ جو کچھ ہو سیدھی طرف سے لیں اسلیے کہ ان اللہ یحب التیامن یعنے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تیامن کو اسی کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں ایک اعرابی سیدھی جانب بیٹھا تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بائیں طرف بیٹھے تھے۔ تو آپ نے پانی کا پیالہ حضرت ابوبکرؓ کو نہ دیا کیونکہ وہ بائیں طرف تھے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اُس طرف ایک یہ روایت بھی سنی ہے کہ مراد اس سیدھے جانب سے ساقی کے ہاتھ کی ہے نہ مُستقی کے فرمایا لا تشربن بعد اکلک عاجلا یعنے بعد کھانا کھانے کے جلد پانی مت پی پس لائے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ ومسائل کہ گفتم بتو لبسیہ غریب است بکار خواہد آمد ترا و یاد ار تراہ

دوسری تاریخ ماہ رمضان روز دو شنبہ وقت چاشت

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ قاضی علاء الدین صدر جہان نے سوال کیا کہ ختم تراویح کی رات میں امام کو چاہیئے کہ بعد چند آیتوں کے سورۂ اخلاص پڑھے تاکہ جواز نماز کا متفق علیہ ہو جائے اسلئے کہ نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ کے سورت کا پڑھنا فرض ہے مع سورۂ فاتحہ کے حضرت مخدوم نے فرمایا کہ نزدیک امام مالکؒ کے تمام سورۃ فرض میں شرط ہے نہ نفل میں بعد اسکے فرمایا کہ اُس طرف میں نے مالکیوں کو دیکھا ہے کہ تراویح ختم کرتے ہیں اور آخر میں کوئی سورت نہیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ نے بھی ایسا ہی کیا ہے بعد اس کے فرمایا کہ اُس طرف میں نے امام مالک کی کتاب میں پڑھا ہے کہ فرض میں پوری سورت شرط ہے نفل میں نہیں ہے اور وہ اس حدیث شریف سے تمسک کرتے ہیں۔ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب وضم سورۃ معہا یعنے نہیں ہے نماز مگر ساتھ فاتحۃ الکتاب کے اور ساتھ ملانے کسی سورۃ کے ہمراہ اُس کے بعد اسکے فرمایا کہ اس صلوٰۃ سے نماز مکتوبہ یعنے فرض مراد ہے نہ تطوّع یعنے نفل ہمارے نزدیک یہ نفی فضیلت کی ہے ہمارے مذہب میں افضل یہ ہے کہ ساتھ فاتحہ کے کوئی سورت پڑھیں اور یہ بات فقہ میں مذکور ہے ویقرأ الفاتحۃ وسورۃ معہا او ثلٰث آیات من ای سورۃ شاء والاول اولی یعنے پڑھے سورۂ فاتحہ کو اور کسی سورت کو ہمراہ اُس کے یا تین آیتیں جس سورت سے چاہے، اور قول اول اولی

اولیٰ ہے اور فرمایا کہ کتاب متفق میں یہ بیت مذکور ہے ؎

وکل مسئلۃ فیھما اختلفا ففعلہ اولیٰ ولا تخالفا

پس روئے مبارک بدین فقیر آوردند و فرمودند فرزند من این مسئلہ کہ گفتم بنویسید غریب ست کم کسی داند کار خواہد آمد پس نوشتم ایضاً اس فقیر نے التماس کیا کہ میں چاہتا تھا کہ اچہ مبارک میں جاؤں۔ فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی جگہ تربیت حاصل ہو جائے گی۔

ایضاً ذکر مسجد سے نکلنے کا بعد اذان کے

فرمایا کہ فتاویٰ میں ہے یکرہ الخروج من المسجد بعد الاذان لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یخرج من المسجد بعد الاذان الا منافق الا ان یکون محدثا او یکون جنبا او یکون اماما لمسجد اخر او یکون مؤذنا لمسجد اخر یعنے بعد اذان کے مسجد سے نکلنا مکروہ ہے، یہاں تک کہ نماز پڑھ لیں اسلیے کہ آپ کا قول ہے کہ نہیں نکلتا ہے مسجد سے بعد اذان کے مگر منافق، بعد اس کے فرمایا مگر یہ کہ نکلنے والا بے وضو ہو، یا جنب ہو، یا نہلانے کی حاجت رکھتا ہو یا کسی اور مسجد کا امام یا مؤذن ہو کہ ان سب کو بعد اذان کے مسجد سے نکلنا مکروہ نہیں ہے۔

ایضاً ذکر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کا

فرمایا مومن کو چاہیے کہ نماز بجماعت مسجد میں پڑھے۔ اور با وضو منتظر نماز کا رہے

کہ المنتظر للصلوٰۃ کانہ فی الصلوٰۃ یعنی انتظار کرنے والا نماز کا گویا فی المعنی عین نماز میں ہے اور اگر جماعت میں حاضر نہ ہوگا تو ہرگز کچھ چیز نہ ہوگا اور یہ حدیث شریف پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سمع اذان الحی ولم یجب لا یموت فی قبرہ الدیدان ولم یطف عن قبرہ النیران یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد محلے کی اذان سنے اور حاضر نہ ہو تو کیڑے اُس کے قبر میں نہ مریں گے اور اُس کی قبر سے آگ نہ بجھے گی وہ سب وقت عذاب میں رہے گا۔ بعد اس کے فرمایا کہ اگر معذور ہو جیسے مریض تو یہ وعید اُس کے حق میں نہیں ہے۔

ذکر فاتحہ پڑھنے کا پیچھے امام کے

ایضاً فرمایا کہ دعا گو نماز میں فاتحہ پڑھتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کے قول پر امام و مقتدی دونوں کے واسطے فرض ہے ہمارے مذہب میں بھی ایک روایت ہے کہ نماز جہریہ میں جیسے مغرب و عشا و فجر میں فاتحہ کا پڑھنا واسطے مقتدی کے مستحسن ہے میں نے امام سے کہہ دیا ہے کہ جو دعا عوارف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اُس کو درمیان فاتحہ و سورت کے پڑھے تاکہ اُس قدر دیر ہو جائے کہ میں فاتحہ پڑھ سکوں کیونکہ استماع یعنے سننا قرآن کا فرض ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے جس وقت قرآن پڑھا جائے تو تم اُس کو سنو اور چپ رہو۔ شاید تم رحم کئے جاؤ بعد اسکے

فرمایا کہ مذہب میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اگر مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا ہے تو فاتحہ کا پڑھنا ساقط ہے اسلیے کہ تمکن یعنے قرارت پڑھنے کی نہیں ہے تب اسکے فرمایا کہ اگر فاتحہ سے کچھ باقی رہ گیا ہے اور امام رکوع میں چلا گیا تو رکوع میں تمام کرے۔ اور میں اسی طرح کرتا ہوں۔ پس آں امیر روئے منبر بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں مسائل و روایات و احادیث کہ گفتم جملہ بنویسد غریب است۔

ذکر گناہ و استغفار

ایضاً فرمایا کہ گناہ براندازہ حال ہے اور استغفار براندازہ گناہ جیسا کہ حق تعالیٰ نے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اس ذنب یعنے گناہ سے مراد شریعت کا گناہ نہیں ہے طریقت کا گناہ مراد ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے نیکیاں نیک لوگوں کی گناہ ہیں مقربین کے اسلیے کہ ابرار خدا کے واسطے عمل کرتے ہیں اور ثواب کی طمع بھی دل میں ہوتی ہے اور مقرب لوگ خاص اُس کی ذات کے واسطے عمل کرتے ہیں۔ اور ثواب پر کچھ بھی نظر نہیں کرتے اگر وہ کریں تو ان کے حال کا گناہ ہو جاتے۔ اُس سے استغفار کریں استغفر واللہ فانی استغفرہ فی کل یوم مائتہ مرۃ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرماتے ہیں، کہ تم اللہ تعالے سے بخشش مانگو، اسلیے کہ مقربین ہر

روز اس سے سو بار مغفرت مانگتا ہوں بعد اسکے فرمایا کہ اگر راہ سلوک میں لحظہ بھر فتور ہو جائے تو اُسی وقت استغفار کر لے پس وہ مترقی ہو جائیگا پس آپ نے مبارک بدین فقیر آوردہ فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتم بنویسید بسا لکی کار آید

بیان ذکر اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ

ایضاً ذکر اللہ کا ذکر نکلا فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ فرضٌ دائمٌ علی المسلمین غیر مُوقّتٍ کالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج لقولہ تعالیٰ والزمہم کلمۃ التقویٰ وکانوا احق بہا واھلہا ای اوجبہم کلمۃ لا الٰہ الا اللہ لقولہ تعالیٰ واذکروا اللہ ذکرا کثیرا یعنے اللہ تعالیٰ کا ذکر سب وقت فرض ہے مسلمانوں پر لیکن کسی وقت معین پر نہیں ہے مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج کے اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور لازم کر دیا اللہ نے اُن پر کلمہ تقویٰ کو اور تھے وہ زیادہ تر حق دار اُس کے، اور اہل اُسکے، یعنی واجب کر دیا اُن پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو، اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یاد کرو تم اللہ کو یاد کرنا بہت لیکن اس کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ فہی کالحجارۃ او اشدُّ قسوۃ یعنے پس خرابی ہے واسطے اُن لوگوں کے جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے۔ سو وہ مثل پتھروں کے ہیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ سخت، مراد اس سے منافقوں کافروں کے دل ہیں یہاں او بمعنی بل ہے جیسا کہ او ادنیٰ یعنے بل ادنیٰ پس ذاکر کو چاہیئے کہ ساتھ شدت و سختی کے ذکر کرے تاکہ وہ قساوت و سختی زائل

ہوجائے اور طریقہ ذکر کا اس طور پہ فرمایا کہ نفی کو بائیں طرف سے شروع کرے دائیں جانب میں لائے۔ اور اثبات کو بھی بشدت بائیں طرف میں القا کرے، اسلیئے کہ دل بائیں جانب ہے۔ تاکہ یہ شدت و سختی ذکر کی اُس شدت و سختی دل کو صیقل کردے۔ بعد اسکے یہ آیت شریف پڑھی ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا من الشیاطین فھو لہ قرین فی الدنیا والاخرۃ یعنے جو شخص موہنہ پھیرے رحمٰن کی یاد سے تو مقرر کریں ہم واسطے اُسکے ایک شیطان شیطانوں میں سے پس وہ شیطان اُس کا قرین اور ساتھی ہو دنیا و آخرت میں بعد اس کے فرمایا کہ جو شخص ذکر کی مداومت و ہمیشگی کرے تو اُس کا حال برعکس اس کے ہوگا۔ یعنے اُس کا قرین اللہ تعالےٰ ہوجائیگا اور وہ مقربان حق تعالےٰ سے ٹھیریگا اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انا جلیس من ذکرنی یعنے میں جلیس ہوں اُس شخص کا کہ جو مجھے یاد کرے۔ بعد اس کے فرمایا کہ لفظ شیطان کا بروزن فعلان کے ہے اور اُسکے اشتقاق کے دو وجہیں بیان فرمائیں۔ کہ اگر وہ مشتق شطن سے ہوگا، بنون اصلی یا زائدہ، تو اُس کے معنے بعید من اللہ عز و جل ہوں گے یعنے وہ اللہ تعالےٰ سے دور ہوا ہے اور اگر مشتق شیط سے ہوگا بیائے اصلی، و نون زائدہ، تو اس کے معنی ہلاک کے ہونگے یعنے وہ ہلاک شدہ ہے پس آں امیر دو سے منیر برین فقیر آوردند و فرمودند فرزند من ایں فوائد ذکر و ہر دو وجہ اشتقاق شیطان بنویس۔

در اشتقاق لفظ شیطان لعنۃ اللہ تعالیٰ

ایک شیخ کا مرید ہو

ایضاً فرمایا کہ طالب کو بغیر شیخ مرشد کے چارہ نہیں ہے کہ وہ اُس کو ارشاد کرے اور واسطے طلب حق کے اس کا سبب ہو جائے اور طالب کو چاہیئے کہ ایک کا مرید ہو جائے اور اگر اور مشائخ کا بھی مرید ہوگا تو طریقت کا مفسد ہوگا، کہ کسی طرح مصلح نہ ہوگا۔ اور اگر خرقہ تبرک پہنے تو روا ہے۔ اس لیئے کہ خرقہ تبرک کا ارادت نہیں ہے۔

ہاتھ چومنا

ایک عزیز نے آیا اور دست مبارک کو چوما فرمایا فتاویٰ میں ہے کہ تقبیل الیدین ان کان للطمع یکرہ وان کان لتعظیم الاسلام یجوز ولا یکرہ یعنے ہاتھوں کا چومنا اگر طمع کے واسطے ہے، تو مکروہ ہے۔ اور اگر اسلام کی تعظیم کے واسطے ہے، تو درست ہے۔ مکروہ نہیں ہے پس روئے مبارک بریں حقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں مسئلہ کہ گفتم بنویس۔ وسبق بخوانید

منازل سلوک

ایضاً یہ فقیر خدمت میں سبق پڑھتا تھا بات اس میں تھی کہ مشائخ صوفیہ رضوان اللہ علیہم نے راہ خدا وند جل ذکرہ میں واسطے راہ چلنے والوں کے بر سبیل اجمال چار منزلوں کا پتہ دیا ہے تاکہ اُن سے گزر کر کے مقصود کو پہنچ جائیں۔ پہلی

منزل ناسوت سے دوسری منزل عالم ملکوت کی ہے تیسری منزل عالم جبروت کی ہے چوتھی منزل لاہوت کی ہے فرمایا کہ ناسوت تو عالم حیوانات کا ہے اور فعل اس منزل کا پانچوں حواس سے ہے جیسے کھانا، پینا، سونگھنا، دیکھنا سننا، چھونا اور جو مثل ان کے ہے۔ جس وقت سالک ریاضت و مجاہدہ کر کے اس عالم سے گزر جاتا ہے، اور ان صفتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو وہ عالم ملکوت میں پہونچ جاتا ہے۔ اور ملکوت فرشتوں کا عالم ہے فعل اس منزل کا تسبیح و تہلیل و قیام و رکوع و سجود و قعود ہے جس وقت اس کی طرف نظر ترک کر کے اس منزل سے گزر جاتا ہے تو عالم جبروت میں پہنچتا ہے۔ یہ عالم روح کا ہے تاکہ صفات حمیدہ حاصل کرے، جیسے شوق ذوق محبت طلب وجد، سکر، صحو، اثبات محو، جب ان صفتوں سے مجرد ہو جاتا ہے تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے۔ یہ ایک عالم ہے بے نشان جس وقت سالک اس جگہ پہونچ جاتا ہے تو خود سے رہائی پاتا ہے، جس وقت خود سے رہائی پا لیتا ہے تو خود میں پہنچتا ہے اور اس کو لامکان کہتے ہیں۔ یہاں نہ گفتگو ہے نہ جستجو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان الی ربک المنتھی یعنے بیشک تیرے ہی رب تک پہنچنا ہے۔ جیسا کہ کوئی قائل کہتا ہے ؎

وآنرا زدہ دیدہ غذا می دادند	در دیدہ دیدہ دیدہ بنہادند
از دیدہ دیدہ فی کنوں آزادند	ناگہ بسر حیات کمال انتہا دند

اور یہ عربی نظم فرمائی کہ اس میں اس فارسی کے معنی ہیں ؎

فاستجمعت اذ رأتک العین اھوائی	کانت لقلبی اھواء مفرقۃ

فَمَا رَحِمَتْنِی مَنْ کُنْتُ اُحْسِدُہٗ ‏ وَمِنْ رَحِمَتْ مَوْلَی الْوَرٰی مُذْ فِتْرِمَوْلَائِیْ

تَرَکْتُ لِلنَّاسِ دُنْیَا ھُمْ وَدِیْنَھُمْ ‏ شُغْلاً بِحُبِّکَ یَا دِیْنِیْ وَدُنْیَائِیْ

صبر و دل و دین و ہوش جملہ ز من گم شد

روح مجرد بماند و امن دلبر گرفت

پھر اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا۔ فرزند من یہ عربی شعر اور فارسی شعر لکھ لو و بعبارت دیگر فرمودند از راہ شفقت، و اشارت بمن کردند عبارت ازین منقطع است و اشارت با تمام باین ہم نگفتیم و ل تا خاص و عام برسد ناسوت صفت نفس کی ہے۔ اور ذمیمہ ہے۔ جس وقت صفات محو ہو جاتی ہیں تو عالم ناسوت سے نکلتا ہے، ملکوت میں جا ملتا ہے اور ملکوت فرشتوں کی صفتیں ہیں۔ سب کی سب حمیدہ ہیں جب سالک بتوفیق الٰہی اس کو بھی گذر کر جاتا ہے تو عالم جبروت میں جا ملتا ہے اور یہ خاص روح کی صفتیں ہیں اور ذات مقدس الٰہی سے قریب ہیں اور صفات کے ساتھ مشغول ہونا ذات کا حجاب ہو جاتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ مجموع آدمی یعنی سارا آدمی بھی تین چیز ہے، نفس اور دل اور روح۔ نفس تو شیطان کی جگہ ہے، اور دل فرشتوں کا مجمع ہے اور روح محل نظر رحمٰن ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی ایک صفت اس کے لائق ہے پس صفت نفس کی جھکنا ہے طرف اس جہان کے، اور صفت دل کی میل کرنا ہے طرف بہشت جاودان کے، اور صفت روح کی طلب کرنا رحمٰن کا ہے اور پوشیدہ بھیدوں کا جو کوئی نفس کی پیروی کریگا تو

وہ دوزخ کی آگ میں پڑیگا۔ اور جو شخص دل کی متابعت کریگا تو دارالنعیم میں پڑیگا۔ اور جو کوئی روح کی فرمانبرداری کریگا تو وہ خداوند کریم کے پڑوس میں پڑے گا۔

گر دررہ تن روی جہاں نا رست | ور در رہ دل روی بہشت از تست
ور در رہ جان روی اے جان بہی | قصہ چہ کنم کہ حاصلت دیدار ست

یہ ساری ترتیب حق میں بندے کے تھی۔ کیونکہ سبق بندے کا تھا ایسے کرم فرماتے تھے۔ بعد اس کے موافق معنی مذکورہ کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن میں کسی درویش کے گھر میں اترا تھا اور وہ عالم ملکوت رکھتے تھے عالم ملکوت عالم سماوی کو کہتے ہیں۔ کہ آسمان پر چلے جاتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ میرے روبرو سے غائب ہو گئے۔ ذرا دیر کے بعد آ گئے میں نے معلوم کیا کہ عالم ملکوت رکھتے ہیں؟ ان کی بی بی نے کہا کہ اسی وقت تو غائب ہوا اور آ گیا کہاں تھا سچ کہہ کہ میں تجھ کو مہر بخش دونگی، ان درویش نے کہا۔ کہ میں آسمان میں گیا تھا۔ اس بی بی نے اپنا مہر ان کو بخش دیا بعد اس کے فرمایا کہ ملک روئے زمین کے تصرف کو کہتے ہیں۔ اور ملکوت تصرف آسمانی ہے یہ ترتیب ساری شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس حقیر کے تھی۔ فرمایا فرزند من یہ ترتیب جو میں نے تم کو کی لکھ لو۔

ذکر خلق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایضاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق مبارک کا ذکر نکلا فرمایا۔ کہ

ایک دن ایک اعرابی یعنی جنگلی آدمی آیا۔ اس نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا۔ وہ جانتا نہ تھا اور آپ مع اصحابؓ کے بیٹھے تھے۔ صحابہؓ نے چاہا کہ اس کو رنج پہونچائیں۔ آپ نے منع فرمایا کچھ مت کہو، اسلئے کہ اس کو ضرر پہونچے گا۔ یعنے درمیان پیشاب کرنے کے اُٹھ کھڑا ہونا نقصان ہے جب وہ فارغ ہو چکا تو آپ نے اُس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ یہ اللہ کا گھر ہے نماز و تلاوت قرآن و ذکر رحمٰن کی جگہ ہے۔ آپ نے شیریں زبانی سے فرمایا کہ یہاں پیشاب پاخانہ نہ کرنا چاہیے۔ بعد اس کے ایک ڈول پانی کا منگایا، اور اُس جگہ کو پاک کر دیا۔ بعد اس کے فرمایا اے یارو ذرا سے پانی سے مسجد پاک ہو گئی کس واسطے ایک نادان کے دل کو رنجیدہ کرو۔ ایسا کہو کہ اُس کو دشوار معلوم نہ ہو۔ **حکایت** ایک دن ایک اور اعرابی خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا۔ اور کسی چیز کی توقع کی۔ آپ برد پہنے ہوئے تھے، یعنے دبیز کپڑا، اس اعرابی نے اُس کپڑے کو اپنی طرف کھینچا۔ چنانچہ حضورؐ کا سینہ مبارک چھل گیا۔ تو آپؐ نے سختی سے نہیں زبان شیریں سے فرمایا۔ کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا کہ تم مجھے بیت المال سے مال دو۔ آپ نے صحابہؓ کی طرف اشارہ فرمایا کہ دیدو۔ بعد اس کے فرمایا یعنے حضرت مخدومؒ نے کہ خلق میرے ہاتھ پاؤں زور سے کھینچتی ہے میں تاب نہیں لا سکتا ہوں ضعیف ہو گیا ہوں۔ میں بھی اس بات پر تحمل کرتا ہوں۔ اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحمل فرمایا ہے، **حکایت**۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ایک

اعرابی آیا۔ اُس نے سوال کیا۔ آپ نے کچھ اُس کو دیا بعد اس کے آپ نے فرمایا تو جا میں نے تیرے حق میں احسان کیا۔ وہ بولا کہ تم نے کچھ احسان نہیں کیا۔ صحابہؓ اس پر ہوئے کہ اُس کو مار ڈالیں، اسلئے کہ اُس نے تکذیب کی، آپ نے منع کیا۔ کہ تم کچھ مت کہو۔ پھر آپؐ اُس کو اپنے خانۂ مبارک میں لے گئے۔ زیادہ تر احسان کیا۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے تیرے حق میں احسان کیا اُس نے کہا کہ تم نے احسان کیا۔ پھر آپ نے زبان شیریں کہا، کہ اس سبب سے کہ تو نے نفی کی، صحابہؓ تجھ سے رنجیدہ ہوئے تو تجھے آگے بھی کہہ دے جیسا کہ تو نے میرے روبرو کہہ دیا اُس نے ویسا ہی کیا پھر آپؐ صحابہؓ پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ مثل میری اُس شخص کے ساتھ مشابہ ہوتی ہے کہ اونٹنی اُس سے بھاگ گئی ہو، ایک خلق واسطے پکڑنے کے اُس کے پیچھے دوڑے، اور وہ اُن کے ہاتھ نہ آئے، جس وقت اُس کا مالک آئے، تو کہے کہ تم باز رہو۔ پھر وہ اُس کو گھاس چارہ دکھائے تو وہ اونٹنی اپنے مالک کو پہچان لے پس وہ جائے بہتر طریق پر اُسکو پکڑ لے جیساکہ میں ان جنگلیوں کو ہاتھ میں لاتا ہوں **ایضاً** فرمایا کہ تراویح میں تین رات متابعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیت کریں۔ مخدوم کا معمول یہی تھا نیت بلند کرتے تھے۔

ادب پانی وغیرہ پینے کا

ایضاً فرمایا کہ پانی یا شربت یا فقاع کو تین سانس میں پینا چاہیے اگر ساقی

یعنی پلانے والا کھڑا ہے جبکہ غلام ہو تو درست ہے۔ اور اگر آزاد ہو تو بیٹھنے کا حکم دے پس تین سانس پئیں مخدوم کا معمول یہی ہے۔ اور اس فقیر سے فرمایا فرزندمن ایں اخلاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونیت تراویح ومسئلہ آب خوردن کہ گفتم جملہ بنویسید۔

شریعت طریقت حقیقت

ایضاً یہ حقیر خدمت میں سبق پڑھتا تھا ترتیب اس ہی تھی کہ شریعت ہے اور طریقت ہے اور حقیقت ہے، اور مجموع آدمی تین چیز ہے۔ نفس اور دل اور روح دنیا نفس کی جگہ ہے اور عقبیٰ دل کا محل ہے اور جان کا مقصود مولیٰ ہے اور آج کے دن یہ تینوں چیزیں دنیا میں ساکن ہیں۔ اور اس کے اسباب ہیں۔ اور ان تینوں کو امر کیا ہے کہ اس جگہ سے نکلیں اور اس مقام سے تجاوز کریں۔ نفس کو امر کیا ہے لہ الی مغفرة من ربکم اور دل کو امر کیا ہے کہ واللہ یدعوا الی دار السلام اور روح کو اس کی ندا کی ہے کہ یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة اور ان تینوں کے واسطے رستے رکھے ہیں۔ نفس کے واسطے شریعت، اور دل کے واسطے طریقت اور روح کے واسطے حقیقت، نفس شریعت کی راہ سے، عالم ملک سے جہان ملکوت میں جاتا ہے۔ اور دل کی صفتیں لیتا ہے۔ اور دل طریقت کے رستے سے عالم ملکوت سے نکل کر جبروت میں جا ملتا ہے۔ اور صفت روح کی لیتا ہے تاکہ ساتھ صفات قدسیہ کے متحقق ہو جائے

واسطے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے تخلقوا باخلاق اللہ یہاں تک
نوبت پہنچتی ہے کہ نفس دل ہو جاتا ہے۔ اور دل روح ہو جاتا ہے۔ یہاں تک
کہ تینوں ایک حکم لیتے ہیں۔ اس معنی کو توحید مطلق کہتے ہیں جس وقت سبق
فقیر کا اس جگہ پہونچا کہ العشق والعاشق والمعشوق واحد یعنے عشق و
عاشق و معشوق ایک ہیں تو میں نے گستاخی کی۔ پوچھا، جواب فرمایا کہ یہ بات
وہ شخص جانتا ہے کہ جس کو عشق مجاز کا اتفاق پڑا ہو۔ اور اشارہ طرف اس
فقیر کے کیا اور تبسم فرمایا کہا کہ کسی وقت تجھے عشق مجاز کا اتفاق ہوا ہے؟
میں نے قدمبوسی کی میرا بدن کانپنے لگا۔ خود انہوں نے کرم کیا۔ فرمایا
کہ ایک دن دعا گو اسی محل میں یعنی العشق والعاشق والمعشوق واحد نزدیک
شیخ مدینہ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ کے پڑھتا تھا۔ میں نے پوچھا جیسا کہ
تو نے مجھ سے پوچھا۔ تو شیخ نے فرمایا کہ اگر تو کسی وقت عاشق ہوا ہے تو سمجھ
جائیگا۔ پس میں نے شیخ سے کہا کہ والد کا ایک کنیزک زادہ تھا۔ بغایت
مرغوب مجھ کو اس کے ساتھ ایک خیال پڑ گیا۔ پس میں خدا سے ڈرا کہ
وہ والد کا مملوک ہے میری کیا حد ہے۔ میں نے اس خیال کو
ترک کیا اور یہ بات جو مذکور ہوئی اس کو توحید مطلق کہتے ہیں۔ کما
قال المشائخ الصوفیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم التوحید افراد الھمم
باجماع الامر یعنے جب تک کہ ایک ہمت اور ایک نظر نہیں ہو جائے
تب تک جمعیت کے دروازے اس پر نہیں کھلتے ہیں۔ اور اسباب
وجاہت کے واسطے اسکے آمادہ نہیں ہوتے ہیں تیسری اس بات کا یہ ہے

کہ جس جگہ تو ہو، ڈھونڈے دل طرف اُسکے لا اور جس حال میں ہو ڈھونڈے جان
طرف اُس کے حضرت دربارگاہ کے رکھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو
معکم اینما کنتم یعنے وہ تمہارے ساتھ ہے: جہاں کہیں تم ہو تم اُس
سے غائب نہیں ہو۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے ہم قریب
تر ہیں طرف اُس کی جان کی رگ سے۔ جس وقت تو نے یہ بات
جان لی تو لحظہ بھر اُس سے غائب و غافل مت رہ، جبکہ تو نے کہ وہ
حاضر ہے اور جان رکھ کہ تیرا دل تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اور طریقت
جو کہ اُس کی راہ ہے کسی کو معلوم نہیں ہے اور روح کوئی نہیں پہچانتا
ہے، قل الروح من امر ربی یعنے اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم کہہ دو کہ روح میرے رب کی امر
سے ہے الا ما شاء اللہ اور حقیقت جو کہ اُس کا کام ہے وہ عبارت
میں نہیں آتی ہے۔ اور نہ اشارے میں سماتی ہے رہی اس جگہ
شریعت سو جو کوئی چاہے کہ طریقت کا دروازہ اس کی طرف کھولیں،
اور حق حقیقت اُس کو دکھادیں تو اُسے چاہیئے کہ شریعت کا حق ادا
کرے، اور امر و نہی کی حرمت کو نگاہ رکھے اور جب تو نے یہ جان لیا تو اب
کہہ کہ کیا رہ گیا یہ ساری ترتیب حق میں اس فقیر کے تھی شروع سبق سے فارغ ہونے تک

منگل کی رات تیسری تاریخ ماہ رمضان

کہ یارانِ بزرگ خدمت میں حاضر تھے جیسے (۱) سید صدر الدین محمد

(۲) سید شرف الدینؒ (۳) سید شمس الدین مسعودؒ (۴) سید راستینؒ (۵) سید رکن الدینؒ زاجار (۶) سید رفیع الدینؒ (۷) سید معین الدینؒ (۸) مولانا فرید الدینؒ (۹) مولانا مختارؒ (۱۰) مولانا تاج الدین محمدؒ (۱۱) مولانا نجم الدینؒ شیخ زادہ (۱۲) مولانا حسام الدین بھکری (۱۳) مولانا تاج الدین مانکپوری (۱۴) مولانا مسعود مہوتی (۱۵) مولانا محمد مہوتیؒ (۱۶) مولانا نظام الدین ابراہیم (۱۷) خواجہ بدرالدین بہزاد درویش (۱۸) مسعودؒ درویش (۱۹) خواجہ خسروؒ دہلوی (۲۰) خواجہ مظفر سامانی (۲۱) خواجہ نصرتؒ اور یاران دیگر جیسے (۲۲) ملک زادہ نصیر الدینؒ (۲۳) مولانا رکن الدینؒ دیپالپوری (۲۴) مولانا علاء الدینؒ مانک پوری (۲۵) ملک زادہ شہاب الدین عرف پیبان (۲۶) خواجہ مسعود باخرزی (۲۷) مولانا خواجگی (۲۸) مولانا سالار سرسی (۲۹) شمس الدینؒ الغرض سب خدمت میں حاضر تھے کہ عزیزان حفاظ شیراز سے آئے پائے بوسی کی پانچ آیتیں قرآن شریف کی پڑھیں اور چند شعر بھی پڑھے۔ حلق اُن کا نَے کی طرح آواز کرتا تھا۔ یاروں کو رقت و بکا بہت ہوا مولانا تاج الدینؒ نے نعرہ مارا اور گر پڑے ہاتھ پاؤں مارنے لگے اور موہنہ سے کف نکلتا تھا یاروں نے ان کو پکڑ لیا۔ اور حضرت مخدوم مراقبے میں تھے۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ یاروں نے عرض کیا تو اُن کے حق میں دعا کی بایں طور کہ الٰهی قَوِّهٖ فِي سَبِيْلِكَ یعنے اے اللہ تو اُس کو اپنی راہ میں قوت دے۔ پس وہ ہوش میں آ گئے۔ حافظ لوگوں کی تحسین کی اور فرمایا کہ کتب فتاوی میں بایں عبارت مذکور ہے کہ یُقَدِّمُوْنَ

درست خواں وَلَا یُقْلِاً مُوْنَ خوش خواں یعنے امامت کا درست خواں سے کہیں نہ خوش خواں سے، اگر وہ درست نہیں پڑھتا ہے یعنے اُن حافظوں نے درست و خوش پڑھا۔ شربت کا گھڑا نکالا ایک ایک پیالہ دیتے تھے اِس فقیر کو طہارت کی حاجت ہوئی میں باہر گیا۔ بعد اسکے خوان لاتے اُس کو کھولا، اور یاروں کو یاد کیا، اس فقیر کو بھی بعادت قدیم یاد کیا فرمایا کہ میرے نزدیک آ بیشتر خادموں نے کہا کہ یہاں نہیں ہے۔ باہر گیا ہوگا۔ پس کھانا کھا چکے۔ یہ فقیر پہونچا۔ پوچھا آیا یا نہیں خدام نے عرض کیا کہ آگیا پس خادموں سے فرمایا کہ ایک صحنک اُس کی علحدہ لاؤ خادم لے آئے فرمایا کہ وہ تنہا کیونکر کھائے گا۔ یار لوگ تو سب کھا چکے ہیں فرمایا کہ میں نے ایسا پیٹ بھر کر نہیں کھایا ہے وہ میرے ساتھ کھائیگا پس اس فقیر کو اپنے نزدیک بلایا اور اس فقیر کے ساتھ کھانے لگے ہیں اور وہ تھے کوئی تیسرا آدمی نہ تھا۔ اور فرمایا کہ فرزند من تو کہاں تھا۔ میں نے تجھے یاد کیا میں نے عرض کیا کہ طہارت کے واسطے باہر گیا تھا جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے قدم بوسی کی اپنے حجرے میں آگیا بعد اسکے یاران بزرگ جن کا ذکر ہوا وہ سب واسطے تہنیت کے آئے مبارکبادی دی اور اس فقیر کا ہاتھ چوما اور کہا کہ آج کی رات تو نعمت لے گیا کہ تو نے مخدوم کے ساتھ ایک صحنک میں کھانا کھایا ایسے طور پر کہ کوئی تیسرا درمیان میں نہ تھا۔ ایسا کبھی مخدوم کے ساتھ کسی نے نہیں کھایا ہے۔ جیسا کہ تو نے ایک صحنک میں کھایا۔ بعض لوگ تو ان کے پس

خوردہ کی آرزو رکھتے ہیں۔ سو وہ بھی نہیں پاتے۔ شب مذکورہ میں وقت سحری
کے بندہ نزدیک مخدوم کے تھا۔ یاروں سے پوچھا کہ نوبت بجادی تو
بعض نے عرض کیا کہ بجادی۔ بعد اس کے فرمایا کہ مکہ مبارک اور گازرون
اور دوسرے شہروں میں بھی پانچوں وقت بجاتے ہیں اچھی بات ہے
تاکہ ابر میں وقت معلوم ہو جاوے۔ ایک عزیز نے طاس کا پوچھا تو کچھ نہ فرمایا
بعد اس کے یہ فرمایا ؎

ضرب المزامیر کذا استماعها　　وزر سوی طبل الحرب فی الوغا

وضرب الطبل ایضا وزر الا فی الوغا والقافلة یعنے مزامیر کا بجانا اور
اس کا سننا گناہ ہے اور طبل بجانا بھی گناہ ہے مگر لڑائی میں، اور قافلے میں کہ بمنزلہ
عبادت ہے بعد اسکے فرمایا ضرب النای لا یجوز خلافا للشافعی رحمہ اللہ
تعالی یعنے نلئے کا بجانا درست نہیں ہے۔ بعد اسکے فرمایا ضرب
الدف لا یجوز وقال بعض اصحابنا ومالک رحمہما اللہ تعالی یجوز
ضرب الدف عند النکاح لقولہ علیہ الصلوة والسلام اعلنوا النکاح
ولو بالدف یعنے دف کا بجانا روا نہیں ہے مطلقاً بنا بر قول صحیح، اور
بعض اصحاب اور امام مالک نے کہا ہے کہ نکاح کے وقت دف بجانا درست
ہے، اسلیے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تم ظاہر کرو نکاح کو اگرچہ ساتھ دف
کے ہو، بعد اس کے فرمایا کہ اس دف سے عرف مراد ہے ساتھ اس چیز
کہ اس میں شہرت ہو، لیکن قضاة و ائمہ اور فرمان دہ لوگوں کو نہیں چاہیے
اسلیے کہ یہ لوگ صدور ہیں۔ انکے حق میں دف وغیرہ بجانا منع ہے۔ پس

روئے مبارک بدیں فقیر آوردہ اند فرمودند فرزند من ایں مسائل کہ گفتم بنویسید۔ در ملفوظ غریب ست پس نبشتم ایضاً عوارف کا سبق ہوتا تھا بات اس میں تھی کہ انابت کیا ہے الرجوع منہ الیہ لا یطلب منہ غیرہ یعنی انابت پھرنا ہے اُس سے طرف اُس کے یعنے اُس سے کوئی چیز نہ چاہے مگر اسی کو خدا سے اُسی کی ذات کو طلب کرے اور کوئی چیز طلب نہ کرے

ایضاً قطب کے فرشتے مطیع ہو جاتے ہیں

فرمایا کہ جب ولی قطب کے مرتبے میں ہو جاتا ہے تو فرشتے اسکے مطیع ہو جاتے ہیں اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن حوالی ملتان میں مغل پہنچے تاکہ لوٹیں۔ لوگوں نے شیخ رکن الدین قدس سرہ کو خبر کی کہ مغل پہنچے ہیں۔ شیخ نے ذرا دیر سر نیچا کیا اور فرمایا کہ مغل اُس سے دفع ہو گئے کنارہ آب پر پہنچے ہزیمت پڑ گئی۔ ایک عزیز محرم راز تھا اُس نے پوچھا تو شیخ نے فرمایا کہ باری تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر بھیجا چھ لاکھ آ گئے سب کو ہزم کر دیا۔ جیسے کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو صحابہ کے ساتھ لڑائی کے واسطے پیش آئے تو پانچ ہزار فرشتوں کی مدد ہوئی۔ اور سب کو منہزم کر دیا نصرت خاص اسلام کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من الملائکۃ منزلین بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم

بخمسة آلاف من الملائكة مسومین بتایا اس کے فرمایا کہ جب ولی اللہ قطب
ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سِرِ قدر یعنی اپنے تقدیرات اُس کو دکھا دیتا ہے
اور وہ اُس کا متصرف ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت خضر کا قصہ ہمراہ موسیٰ علیہما السلام
کے قرآن شریف میں مذکور ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ
ایک روز ملتان میں شیخ عارف صدر الحق والدین رحمۃ اللہ کے پڑوس میں
ایک بیوہ عورت کا لڑکا مر گیا۔ وہ بڑھیا زار زار روتی تھی چنانچہ اُس کا رونا
شیخ کی سمع مبارک میں پہنچا پوچھا یہ کیا رونا ہے۔ لوگوں نے واقعہ حال
عرض کیا۔ پس شیخ نے جوتا پہنا اور خانقاہ سے اُس کے گھر میں آئے
اُس جوان کے نزدیک گئے اور کہا یا حی یا قیوم قم باذن اللہ وہ
جوان مردہ زندہ ہو گیا۔ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا کہ میں مر گیا تھا اور میں نے
موت کے سکرات چکھے ہیں کیونکر زندہ ہو گیا اُس جوان کی ماں شیخ
کے پاؤں پر گر پڑی اور اُس کو بھی ڈالا شیخ نے فرمایا کہ تو تو بیہوش ہو گیا تھا
چپ رہ کچھ مت کہہ بعد اس کے حضرت مخدوم نے فرمایا کہ یہ ہے سِرِ قدر
اور اُس کا تصرف پھر وہ جوان بڈھا ہوا ابھی مرا ہے جب وہ یاروں میں
ہوتا تو اُن سے کہتا کہ میں مر گیا تھا اور میں نے سکرات موت کے چکھے
ہیں بولایت شیخ زندہ ہو گیا۔ پس آں امیر روئے مبارک بدیں فقیر آورد و
فرمود فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویسید اور سبق پڑھ پس یہ فقیر خدمت
میں سبق پڑھتا تھا روز دوشنبہ دوسری تاریخ ماہ رمضان کے وقت چاشت
کا تھا روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور تربیت فرمائی جان

اے مسعود کہ اس معنی کے طلب کرنے سے تو محمود ہو گیا ساتھ اس عبارت کے کہ اللہ تعالیٰ کے راہ چلنے والے کی تین حالتیں ہیں ایک تو سلوک دوسرے وقوف تیسرے رجوع سلوک عبارت ہے مقامات کے چلنے سے کہ مقصود کو پہنچ جائیں اور وقوف سے یہ مراد ہے کہ کسی مقام میں توقف کریں یہ وقوف تین حال سے خالی نہیں ہے یا تو ترقی ہو جائے کہ اس مقام سے گزر کرے یا اسی مقام میں رہ جائے آگے نہ جائے کہ یہاں تک کہ مر جائے یا یہ کہ کام میں خذلان و زیاں کاری ہو جائے۔ رجوع کرے اس سے بھی پھر آئے اور رجوع عبارت ہے پھرنے سے اور سبب پھرنے کا چند چیزیں ہیں سالک میں، نعوذ باللہ حرام میں، یا مکروہ میں، یا مالا یعنی میں مشغول ہو جائے یا یہ ہے کہ کوئی تعلق پیش آجائے اسلئے کہ وہ راہ بے تعلقی کی ہے جو کوئی تعلق ہو جبکہ سالک میں ہو تو چاہیئے کہ صابر ہے۔ اور اگر نہ ہو تو صحیح تائب تو ہو جائے۔ ختم مقابر، درس مدارس، امامت مساجد، کسب مکاسب تعلیم صبیان، عہدہ دیوان، اور جو ان کے مانند ہے یا یہ کہ سالک میں کوئی فتور و کسل یعنی بیکاری پڑ جائے یہ بھی رجوع کا سبب ہے یا یہ کہ ابنائے دنیا کے ساتھ اختلاط کرے۔ پس ان تینوں حالوں کا کوئی نفع و مضرت نہیں ہے بغیر مشیت وارادت حق سبحانہ وتعالیٰ کے لیکن بندے کو واسطے محافظت فرمان حق واعبد ربك حتی یاتیك الیقین کے کام میں رہنا چاہیئے اور واسطے امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ سیروا سبق المفردون یکبارہ ہونا چاہیئے تا کہ حق کی عنایت بندے کیلئے آئے جس وقت سالک خلق سے

روگردانی کرتا ہے اور حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اُسکو جمعیت کا جام پلاتے ہیں اور چشمہ جمع میں اُس کو غرق کرتے ہیں اور یہ بیت فرمائی ؎

کانت لقلبی اھواءٌ مفرقۃٌ فاستجمعت اذ رأتک العین اھوائی

اور جس شخص کو کہ حق جل وعلا نے اپنے ساتھ اور اپنے کام میں مشغول کیا ہے تو جان لینا چاہیئے کہ عنایت اُس کے کام پر سابق ہو چکی ہے اور حقیقت اس کے بارے میں لاحق ہو گی۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو کام میں رہنا چاہیئے اور انتظار میں پڑے رہنا چاہیئے ؎

زنہار دلا چو آدمی باز مرو دشوار بود کہ رفتہ را باز آرند

بعد اسکے اس فقیر کو تربیت فرمائی کہ فرزند من اگر تو چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ تجھ کو بنظر عنایت دیکھے تو بعد اول سنت جمعے کے ایک سو ایک بار یا بصیر کہہ اور میں کبھی باآواز بلند کہوں تا کہ مذاکرہ ہو جائے میں نے عرض کیا کہ شرح نو دونہ نام میں اس بندے کی نظر پڑی تھی تو ایک سو ایک بار ہمیشہ بلے ناغہ بعد سنت جمعے کے کہتا ہوں۔ فرمایا کہ اسی سبب سے ہے کہ تو میری صحبت کا ملازم رہتا ہے۔ اور سالک ہو گیا اور ملفوظ جمع کرتا ہے۔ اور سلوک میں امن د خوف کا دستور دریافت کر لیا۔ اس دن میں بہت کچھ مرحمت ازرانی فرمائی اور تسبیح اپنی استعمال کی عطا کی۔ اور دعا فرمائی اور باطن کی نظر اس فقیر کے باطن میں ڈالی۔ یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے تا فراغ حق میں اس فقیر کے تھی

ایضاً فرمایا دوام الذکر اثر المحبۃ لقولہٖ من احبّ شیئاً اکثر ذکرہ لاسیما افضل الاذکار وھو قول لا الٰہ الا اللّٰہ یعنے ہمیشہ ذکر کرنا نشان دوستی کا ہے اس لئے

دوام ذکر نشان محبت ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول ہے کہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو وہ اُس کو بہت یاد کرتا ہے خاصکر بہترین ذکر اور وہ کہنا لا الہ الا اللہ کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ دعاگو کو اسناد تلقین ذکر کی حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک رکھتا ہے درمیان میرے اور شیخ شیوخ رضی اللہ عنہ کے تلقین ذکر کا ایک واسطہ ہے۔ اور وہ واسطہ اُنکے خلیفہ شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری قدس اللہ ارواحہما ہیں بعد اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز عہد دولت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اعدا کی تشویش تھی یاروں کو طلب کیا اور فرمایا ربّعوا وارفعوا ایدیکم و قولوا لا الہ الا اللہ یعنے آپ نے یاروں سے فرمایا تم مربع بیٹھو بیٹھے پاؤں کو بچھاؤ اور بائیں پاؤں کو اُس پر رکھو اور ہاتھوں کو آستین سے کھینچو اور ران پر رکھو اور بائیں جانب سے نفی شروع کرو سیدھی جانب کو لے جاؤ ساتھ جذ کے۔ وہاں تک کہ سانس یاری کرے پھر اثبات بائیں طرف کرو یاروں نے ویسا ہی کیا پس تشویش اعدا کی مندفع ہو گئی اور یاروں نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تلقین ذکر کی ہم کو اسی طرح کی ہے اور آپ بھی کہتے تھے **الفنا** ایک عزیز نے پوچھا کیا حکمت ہے کہ مونہہ اور ہاتھ وقت دعا کے آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں جواب فرمایا کہ یہ بات حدیث شریف میں ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام السماء قبلۃ الدعاء والکعبۃ قبلۃ الصلوٰۃ یعنے آسمان دعا کا قبلہ ہے اور کعبہ نماز کا قبلہ ہے۔

تلقین ذکر

حکمت ہاتھ اُٹھانے کی وقت دعا کے آسمان کی طرف

ختم سورۂ انعام

ایضاً فرمایا کہ واسطے کفایت مہمات کے اکتالیس بار سورۂ انعام پڑھیں ساری مہمات کفایت کو پہنچیں گی۔ بعد اس کے فرمایا کہ اُچہ میں اکتالیس بار اس سورت کو لکھا ہے اور اُس کی جلد باندھ لی ہے جب کوئی مہم پیش آتی ہے تو اکتالیس آدمیوں کو بلاتا ہوں یا دس آدمیوں کو وہ چار بار پڑھتے ہیں وہ مہم کفایت کو پہنچتی ہے پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ ذکر حدیث قبلہ و دعا و فائدہ سورۂ انعام نویسید۔

ایضاً شب پنجشنبہ پانچویں ماہ رمضان

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ سحری کے وقت کندوری مائدہ میں تھوڑی سی چیز تھی ایک عزیز بازار سے ہریسہ لایا۔ تھوڑا تھوڑا ہمراہ یاروں کے اُس سے تناول کیا بعد اس کے فرمایا کہ جس وقت میں مکہ مبارک میں تھا تو ماہ رمضان میں ایک رات سحری کچھ نہ تھی جیسے کہ آج کی رات میں نے پانی پی لیا اور روزے کی نیت کر لی۔ ذرا دیر کے بعد کسی نے اُس حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ جس میں رہتا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شیخ مکہ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں سحری کا کھانا اور چند دینار فتوح کے میرے ہاتھ میں دیئے۔ میں نے قبول کیے۔ اور حق تعالیٰ کا شکر بجالایا۔

ایضاً روز پنجشنبہ پانچویں ماہ رمضان

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ رات کو میں چاہتا تھا کہ دوگانہ استحباب بیٹھ کر شروع کروں۔ تو میں نے آواز سنی کہ محب باتنی دوگانہ استحباب چوں نشستہ بگزاری یعنے تو محب ہوا اور دوگانہ استحباب کا بیٹھ کر کیوں پڑھا۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نے شروع کیا بعد اس کے فرمایا کہ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ واسطے نفع یاروں کے دوگانہ ادا کروں اور دعا کروں میں نے ندا سنی کر تو دعا یاروں کی کرے اور دوگانہ بیٹھ کر پڑھے ہیں اُٹھ کھڑا ہوا اور میں نے شروع کیا۔ ایضاً بروز مذکور بعد ادائے نماز ظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا یاروں کو نزدیک بلایا۔ پس ہم نزدیک گئے فرمایا میں چاہتا تھا کہ صلوٰۃ ظہر یہ بیٹھ کر شروع کروں میں نے دیکھا کہ ایک صوفی آیا سلام کیا اور کہا کہ میں نے تجھ سے کہا ہے کہ تو دس رکعتیں پڑھ اور تو پانچ پڑھتا ہے۔ کیونکہ دس رکعتیں بیٹھ کر ازروئے ثواب کے پانچ ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول ہے صلوٰۃ القاعد نصف علی صلوٰۃ القائم یعنے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب آدھا ہے اُس نماز سے جس کو کھڑے ہو کر پڑھیں۔ پس میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی بعد اُس کے فرمایا کہ میں ضعیف ہو گیا ہوں اگرچہ میں چاہتا تھا کہ بیٹھ کر شروع کروں۔ حضرت خضر کو میں نے پایا کہ انھوں نے یہ وعظ کیا۔ وعدہ کیا ہے کہ میں تیرے یاروں سے ملاقات کرونگا۔ پس تم کو چاہیئے کہ تم ہمیشہ پڑھو اور اس بات میں کوشش کرو کہ

ملاقات حضرت خضر علیہ السلام ۔۔۔ نماز بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب آدھا ہے

کھڑے ہو کر پڑھو۔ ایضاً فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انجیل میں پڑھی تھی جب میں نے اُن کو دیکھا تو ان پر ایمان لے آیا اور میں نے چند صفتیں اور پائیں۔ ایک یہ بھی کہ سبق حلمہ علی جھلہ یعنے سابق ہوا ہے اُن کا علم اُن کے جہل پر بعد اس کے فرمایا کہ میں نے مکہ مبارک میں سنا ہے للجھل معنیان احدھما السفاھۃ والثانی الاختصام یعنے جہل کے دو معنی ہیں ایک تو نادانی دوسری خصومت اگر جہل علم کی ضد پڑے تو مراد سفاہت ہوتی ہے اور اگر اُس کی ضد حلم پڑے تو خصومت مراد ہوتی ہے اور اس جگہ بھی خصومت مراد ہے کیونکہ ضد اُس کی حلم ہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم خصومت تھے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اس جگہ بھی اگر کوئی خصومت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ جہل چھوڑ یعنے خصومت چھوڑ۔ تبسم فرمایا پس آں امیر روئے منبر بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ وہر دو وجہ معنی جہل بنویس غریب ست کم کسی میداند من آں طرفہا سماع دادم پس نبشتم

ایضاً بیان خوف ورجا

ذکر خوف ورجا کا تھا مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید اُن کے پاس آیا اس نے اُن کو دیکھا کہ ایسے موٹے ہو گئے ہیں کہ تمام گھر کو بھر دیا ہے پھر بار دیگر آیا تو دیکھا کہ پانی کی طرح ہو گئے اور پگل گئے ہیں۔ یعنے دبلے ہو گئے

ہیں۔ پس اُس مرید نے خادم سے پوچھا کہ شیخ کا کیا حال ہے۔ خادم نے کہا کہ جس وقت اُن کو رجا یعنے امیدواری ہوتی ہے تو پہلی حالت پر ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ تو نے دیکھی اور جب خوف کرتے ہیں تو دوسری حالت پر ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ تو نے دیکھی۔

ایضاً شب جمعہ چھٹی ماہ رمضان

کو ہر تراویح میں یعنے چار رکعتوں میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ یہ کیا نماز ہے۔ فرمایا میں بعد نماز عشا کے آٹھ رکعتیں پڑھتا ہوں دو رکعتیں حفظ الایمان کی شب جمعہ میں تب اس کے فرمایا کہ نماز تسبیح کی وتر پہ مقدم رکھتا ہوں اس سبب سے کہ اگر کوئی کاہلی کرے تو نماز تسبیح کو چھوڑ دے اور چلا جائے۔ بلکہ رمضان مبارک میں بھی نماز تسبیح کو وتر پر مقدم رکھتے ہیں اور عاقل نقات شیخ کبیر میں بھی وتر پر مقدم کرتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ ماہ رمضان میں بعد وتر کے دو رکعتیں مروی ہیں اُن کو پڑھیں۔ تو اب بہت ہے دونو رکعتوں میں فاتحہ اور اخلاص تین بار پڑھیں، اور یہ مخدوم کا معمول ہے پھر طرف اس فقیر کے متوجہ ہوتے فرمایا۔ فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا، لاکھ لو کام آئے گا اور اسی شب مذکور میں اُن یاروں کو جو کہ خدمت میں معتکف ہوتے امیدوار کیا کہ اس شب قدر میں تم بھی میرے ساتھ ہو گئے اور جو اصحاب کہ میرے ساتھ معتکف ہیں ان کے واسطے مخصوص دعا کروں گا۔ اور شب قدر کے خرقے پہناؤں گا جیسے کہ ہر سال پہناتا ہوں۔ اور واسطے جملہ

مسلمانوں کے بھی دعا کرونگا بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو کو شب قدر میراث سے پہونچی ہے مع جملہ اجداد کے تا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والد دعا گو کے چھوٹے تھے اور ان کے برادران دیگر اُن سے بڑے تھے یہ نعمت انہیں کو پہونچی اور اُن سے مجھ کو پہونچی دیکھئے مجھ سے کس کو پہونچتی ہے بڑے کو یا چھوٹے کو بعد اس کے فرمایا کہ میں ایک رات ماہ رمضان کی راتوں سے سو گیا۔ اور وہ شب قدر تھی اور مجھے اُس کی خبر نہ تھی مخدوم والد دامت برکاتہ آئے مجھ کو جگا دیا اُٹھ شب قدر ہے جب میں بیدار ہو گیا تو شب قدر طالع ہو رہی ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر میں وضو کرونگا تو شاید وہ وقت مخصوص گذر جائیگا۔ میں نے تیمم کر لیا اور دعا میں مشغول ہو گیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ شب قدر کی دو علامتیں ہیں ایک یہ ہے کہ اُس رات میں اول رات سے آخر رات تک کُتا آواز نہیں کرتا ہے دوسرے یہ ہے کہ قطرات باران کے بہتے ہیں۔ اور ہوا نہ سرد ہوتی ہے نہ گرم خنک ہوتی ہے اور علامت یہ ہے کہ اگر کسی کی وہ آنکھ ہووے تو ساری موجودات سجدہ کرتی ہے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ میں بماہ رمضان مسجد میں معتکف تھا میں نے دیکھا کہ مسجد کے دیواریں سجدے میں ہو گئیں اور چھت ویسی ہی برقرار تھی۔

شب مذکور شب جمعہ

میں بندۂ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز جمشید نام نے مخدوم کے مریدوں میں

سے ایک حدیث لکھ کر غیر کے ہاتھ بھیجی تھی اس کو خدمت میں عرض کرتے تھے اور یہ لکھا تھا کہ بندہ نے اربعین ماہ رجب میں معتکف تھا کبھی ایک سیر[1] طعام کبھی آدھ سیر اور کبھی دو دانگ سیر کھاتا تھا۔ اور کبھی فاقہ کرتا تھا کچھ فتح باب نہ ہوا جواب فرمایا کہ جو کوئی اربعین یعنے چلہ یا کوئی طاعت واسطے فتح باب کے کرتا ہے لا یفلح ولا یفتح لہ الباب قط یعنی وہ رستگار نہیں ہوتا ہے اور نہ کبھی اُس کے واسطے دروازہ کھولا جاتا ہے اس لئے کہ اس نے خاص خدا کے واسطے نہ کی۔ پس آدمی کو چاہیئے کہ جو کوئی اطاعت کرے تو واسطے تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی کرے، تو وہ خاص واسطے خدائے عز و جل کے ہے۔ جب تک کہ نفس اوصاف ذمیمہ سے پاک نہ ہو جائے گا ہرگز خالص واسطے خدا کے نہ ہوگی۔

روز شنبہ ساتویں ماہ رمضان وقت اشراق

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا چند نفر دانشمند شہر سے آئے اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔ اور ختم تراویح کا پوچھا کہ اگر ایک شخص نے ختم تراویح کا ایک قوم کے ساتھ کیا تو اس شخص کے گردن سے اور اُس قوم سے سنت ساقط ہوگئی پھر اگر دوسرا ختم شروع کرے اور دوسری قوم اس کی مقتدی ہو تو ختم تراویح کا ان کی گردن سے ساقط ہوگا یا نہیں؟ اور ختم ثانی واسطے امام کے مستحب ہوگا؟ جواب فرمایا کہ ساقط ہوگا اور وہ سنت ہے جو قراءۃ المقتدا ئی قراءۃ المقتدی ہی پس ساقط ہوگا اور اس سبب پر روایت و سماعت

---

[1] یہاں سیر مراد مروجہ سیر معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب

ہے بعد اس کے فرمایا کہ مکہ و مدینہ مبارک میں بھی ایسا ہی کرتے ہیں بعض دانش مندوں سے جو کہ سالک ہوتے ہیں ہم کو سماع ہے کہ اگر کوئی جس کی عمر چالیس برس سے کم ہو سلوک طریقت میں مشغول ہوگا تو فتح باب ہوجائیگا جواب فرمایا اکثر یہی ہے کہ چالیس برس کے اندر فتح باب ہوجاتا ہے وللاکثر حکم الکل لیکن چالیس برس سے زیادہ میں بھی بعض نادر کو ہوجاتا ہے

ایضاً سردی میں تیمم کرنا

ہوا سرد تھی فرمایا فتاویٰ میں ہے یجوز التیمم فی البرد علی قول ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ وعلیہ الفتویٰ یعنے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول پر سردی میں تیمم درست ہے اور فتویٰ اسی قول پر ہے پس دو ہے مبارک برین فقیر آوردند و فرمودند فرزند امین فائدہ ختم تراویح و فائدہ فتح باب و تیمم سردی را جملہ بنویس غریب است بکار خواہد آمد ترا، و یاران ترا پس نبشتم

روز مذکور ساتویں ماہ رمضان کی شب

کو خدمت میں حاضر تھا اس فقیر کو سبق پڑھنے میں جہاں بہت کیا اور فرمایا فرزند من سبق پڑھ اسلیے کہ ہفتے کا دن ہے نباید کہ فوت ہوجائے اور یہ حدیث فرمائی جو کہ صحاح سے ہے فَوْتُ السَّبْتِ فَوْتُ السِّتَّۃِ یعنے فوت ہفتے کا فوت ہے چھ دن کا، بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف میں نے اس حدیث کے عجب معنی سنے ہیں کہ ہرگز ہندوستان میں نہ سنے تھے یعنے جو کوئی ہفتے

حدیث... فوت السبت [illegible]

کے دن فوت کریگا تو چھ دن نہ ہوگا پانچ دن ہوگا۔ اور جمعے کے دن سبق نہیں
ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ سارے چھ دن چلے جائیں گے معنی اس حدیث
شریف کے یہ ہیں۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند
من اس حدیث کے معنے جو میں نے کہے لکھ لو غریب ہیں۔ اور سبق پڑھو
پس اس فقیر نے سبق شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی کہ بعد تحقیق ایمان و
تصحیح توبہ کے مرید کو چاہیئے کہ دائم الوضو رہے۔ اور پانچوں وقت کی نماز
جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اور حفاظت رکھے تا کہ کوئی نماز فوت نہ ہو جائے
اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حافظوا علی الصلوات یعنے تم محافظت
کرو نمازوں پر بلکہ جب نماز پڑھ چکے تو دوسری نماز کا منتظر رہے المنتظر
للصلوۃ فی الصلوۃ یعنی منتظر نماز کا عین نماز میں ہے اور جب نماز پڑھ
چکے تو اور نماز کا انتظار کرے۔ اور جو ورد کہ اپنے اندازے کے موافق
خود پر مقرر کر لیا ہے اس میں مشغول ہو اور وہ قرآن شریف کی تلاوت ہے
اور نفل نماز ہے۔ اسلیئے کہ کہا ہے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ تیرے
ساتھ بات کرے، تو تو قرآن پڑھ، اور اگر چاہتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے
بات کرے تو تو نماز پڑھ، اور اخلاص اس میں نگاہ رکھ، نماز دوسروں کے
واسطے مت پڑھ، اور قرآن شریف دوسروں کے واسطے مت پڑھ، باطن
کی طہارت کو ظاہر کی طہارت کے ساتھ یار کر۔ یہ سب جو میں نے کہا کچھ فائدہ
نہیں رکھتا ہے۔ جب تک کہ پہلے اوصاف ذمیمہ کو نہ چھوڑے۔ جیسے غل
غش و غضب و حسد و حقد و بغض و کینہ و حرص و رغبت و کبر و منزلت و جاہ و قبول

خلق اور اُن کا تعریف کرنا اور عُجب و ریا و دہوا و جفا و ترک خلقی یہ سب پلیں چیزیں ہیں کہ یہ اوصاف بمنزلہ طہارت کے ہیں واسطے نماز کے۔ جیسے کہ نماز بغیر طہارت ظاہر کے درست نہیں ہوتی ہے۔ تو سلوک کہ باطن کی نماز ہے بے طہارت باطن کے درست نہ ہوگا۔ یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً ذکر مُردوں کا نکلا

فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من قال لا الٰہ الا اللہ مأتہ الف مرۃ وجعل الثواب للمیت غفر لہ وان کان موجبا للعقوبۃ یعنے جو کوئی لا الٰہ الا اللہ کو ایک لاکھ بار کہے، اور اُس کا ثواب میت کو بخشے تو وہ میت بخشی جائے اگرچہ عقوبت کے لائق ہی کیوں نہ ہو۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ مجلس واحد شرط ہے؟ فرمایا کہ مجلس واحد شرط نہیں ہے۔ فرمایا میں نے مکہ مبارک میں دیکھا ہے کہ ایک سو تسبیح ہزار ہزار مہری کی صندوق میں رکھتے ہیں۔ سو آدمیوں کو دیتے ہیں۔ فی الحال ایک لاکھ تمام ہو جاتا ہے، اور میت کو بخش دیتے ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ حدیث ملفوظ میں لکھ لو غریب ہے۔ پس میں نے لکھ لی بعد اس کے فرمایا کہ میں نے برادرم محمد حاجی کی نیت سے کہا کہ اس کو بخش دیا۔ اور فرمایا کہ کوئی اُس کے رشتہ داروں میں سے حاضر ہے؟ ایک عزیز نے کہا کہ اس کا بھتیجا حاضر ہے اُس کو بلایا اور کہا کہ میں تم کو بشارت دیتا ہوں

کہ اُس کو بخش دیا اُس نے قدمبوسی کی اتنی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا
کہ مردان کا حال کس طرح ہے۔ فرمایا میں ہر دو نہ چاہتا ہوں کہ اُس کی نسبت
سے کہوں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ ولیکن انشاء اللہ تعالیٰ کہوں گا۔ خان زادہ سلطان
شاہ خدمت میں حاضر تھا۔ پوچھا کہ واسطے سلطان محمد کے بخشش مانگی ایک
دانشمند خدمت میں حاضر تھا کہ اپنے والد خان جہان کے واسطے بھی کہہ
فرمایا کہ میں کون ہوں کہ دعا کروں لیکن میں واسطے زیارت خاں کے
گیا تھا بخشش مانگی اس کی عاقبت بخیر ہوئی۔ سلطانؒ کی زیارت کے
واسطے نہیں گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بخشش بھی مانگوں گا ایضًا فرمایا کہ اولیا
خدا میں بعض کو دل کی آنکھ سے رویت ہے۔ مشائخ جو کہ واصلین سے ہیں
نماز فرض و نفل میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ ایک عزیز
نے پوچھا کہ عین ذات دیکھتے ہیں۔ جواب فرمایا بقسم واللہ عین ذات
دیکھتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ یہ مرتبہ جب حاصل ہوتا ہے کہ یہ شرط حاصل
ہو جاوے جو کہ مشائخ صوفیہ نے کہی ہے کہ الطہارۃ فصل والصلوٰۃ وصل
فمن لم ینفصل فی الوضوء عن الکونین لم یتصل فی الصلوٰۃ الی صاحب
الکونین یعنے طہارت جدا ہونا ہے اور نماز ملنا ہے سو جو شخص کہ وضو میں دنیا
و آخرت سے جدا نہ ہو گا تو وہ نماز میں ہرگز طرف مالک دونو جہان کے نہ
پہنچے گا۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ قطب عالم
رکن الحق والدین قدس اللہ روحہ شروع حال میں وضو کرتے تھے۔ جب
فارغ ہوئے تو الحمد للہ کہا کہ خادم نزدیک جا رہا اور شیخ کے گیا کہا کہ آج بعد

ف۔ حکایت شیخ رکن الدین قطب عالم رضی اللہ عنہ

وضو کے شیخ رکن الحق والدین نے الحمد للہ کہا جو دعائیں کہ آئی ہیں ان کو نہیں پڑھا وہ نزدیک شیخ کے آئے اور واقعہ حال پوچھا شیخ نے کہا کہ آج وضو میں دنیا و آخرت دل میں نہیں گزرے میں نے جانا کہ آج میرا وصال ہوگا۔ اس جہت سے میں نے الحمد للہ کہا پس روئے مبارک بریں تعبیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویسید غریب ست ایضاً فرمایا کہ صفت سالک کی ناطق و ساکت و غائب و حاضر و موجود و مفقود ہے حال واحد میں، شخص واحد میں، یہ صفت کیونکر درست ہو گی فرمایا کہ ناطق بحق اور ساکت غیر حق سے، غائب خلق سے اور حاضر ساتھ حق کے، اور موجود ساتھ وجود خالق کے اور مفقود و معدوم خود سے ؎

غائب ز خود و بدوست باقی ایں طرفہ کہ نیستند و ہستند

مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن خانقاہ مخدوم والد دامت برکاتہ میں ایک مسافر سیاح مہمان ہوا اُچہ میں تین خانقاہیں ہیں ایک تو والد کی، دوسری شیخ جمال الدین کی تیسری خانقاہ گازرونیوں کی، پس اس سیاح نے والد سے کہا سیّد جیسے میں نے تمہاری اُچہ میں ایک شخص جمال الدین نام دیکھا میں نے اتنی سیاحی کی مثل اس کے نہیں دیکھا ظاہر با خلق بشاشت نمودن و باطن با حق بودن یعنی ظاہر میں تو خلق سے بشاشت کرنا کشادہ پیشانی پیش آنا، اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے مکہ مبارک میں مشائخ کبار سے سنا ہے کہ شیخ جمال الدین کے زمانے میں مثل اُن کے کوئی دوسرا اُن کے مرتبے کا نہ تھا۔

صفت سالک

شیخ جمال الدین قدس سرہ

معنی شیخ

ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ کس کو کہتے ہیں جواب فرمایا الشیخ ھو العالم
بالعلوم الثلثۃ علم الشریعۃ وعلم الطریقۃ وعلم الحقیقۃ وان یتعلقہ
ویعتقدہ بعض علماء زمانہ والشیخ ھو الذی یحیی ویمیت یعنی شیخ اُس
شخص کو کہتے ہیں کہ اُس کے واسطے تین چیزیں ہوں ایک تو یہ ہے کہ وہ
تین علموں کا عالم ہو۔ علم شریعت وعلم طریقت وعلم حقیقت دوسری چیز یہ ہے
کہ بعض علماء اُس کے زمانے کے اُس سے تعلق کریں اور اس کے معتقد
ہوں تیسری چیز یہ ہے کہ وہ زندہ کرے اور مارے مناسب اسکے حکایت
بیان فرمائی کہ ایک دن ملتان میں خانقاہ شیخ کبیرؒ کے جوار میں بعہد شیخ عارف
صدر الحق والدین قدس اللہ روحہما ایک بیوہ عورت کا لڑکا مرگیا۔ وہ بڑھیا
زار زار روتی تھی۔ شیخ نزدیک اُس جوان کے آئے اس کا ہاتھ پکڑ کے بٹھا
دیا وہ زندہ ہوگیا۔ اُس جوان نے کہا کہ میں مرگیا تھا اور میں نے سکرات
موت کے چکھے یہ بیّن ہے اس معنی کا کہ الشیخ یحیی ویمیت ایک عزیز
نے پوچھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احیاء واماتت
یعنی جلانا مارنا کیا ہے؟ جواب فرمایا کہ معدود۔ جیسا کہ عبداللہ انصاری
رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ جس زمانے میں آپ نے مکہ مبارک سے ہجرت
فرمائی مدینے میں تشریف لائے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
آپ کے ہمراہ تھے۔ جو لوگ توانگروں میں سے آپ کے معتقد تھے ان سب نے

آپ کے واسطے مہمان خانہ آراستہ کیا۔ یہ عبداللہ انصاری فقیر تھے۔ انہوں نے اپنی فقیری کے سبب سے کہا کہ ہم بھی کچھ کریں ایک بکری تھی اُس کو ذبح کر ڈالا، اور مہمان خانہ درست کیا، اور دروازے کے آگے، واسطے اونٹ کے گھاس رکھا۔ کہ شاید اس درویش کے گھر میں نزول فرمائیں آپ نے شتر مبارک کو اُن کے گھر کے دروازے میں اوتارا اور خود اندر تشریف لے گئے عبداللہ انصاری نے جان پائی اسلیئے کہ اول قدم مبارک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ درویش کے گھر میں آیا بکری ذبح کی ہوئی کا کھانا موجود تھا، وہی آگے لے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ کھانے میں ہاتھ ڈالیں کہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لائے کہ تم کھانے میں ہاتھ مت ڈالو یہاں تک کہ عبداللہ انصاریؓ کے لڑکے تمہارے ساتھ نہ کھائیں عبداللہؓ نے ان کو طلب کیا بی بی سے پوچھا کہ لڑکے کہاں گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا ہے کہ تم کھانا مت کھاؤ یہاں تک کہ وہ حاضر نہ ہو جائیں۔ اُن لڑکوں کا واقعہ حال یہ تھا کہ جس وقت انہوں نے اس بکری کا ذبح ہونا دیکھا تھا تو بڑے بھائی نے نادانی سے چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا جب وہ مر گیا تو اس بڑے بھائی نے اپنے تئیں اوپر سے نیچے گرا دیا گردن تن سے جدا ہو گئی۔ یہ بھی مر گیا جس وقت عبداللہؓ کی بی بی نے یہ ماجرا دیکھا تو اُن کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ اسلیئے کہ آج شادی ہے، اگر میں روؤنگی تو غم پیدا ہوگا۔ اور اپنے جی میں کہا کہ نعمت غم سے بدل جائے گی جب عبداللہؓ نے طلب کیا تو وہ بی بی اُن کو لڑکوں کے نزدیک

لے گئیں۔ کپڑا اُن کے اوپر سے دُور کر دیا۔ جس وقت عبداللہؓ نے دیکھا تو کہا کہ میں کیونکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہوں۔ شادی کا دن ہے غم پیدا ہو جائیگا۔ نہ کہا۔ یہ عرض کیا کہ وہ کسی جگہ کھیلنے کو گئے ہونگے آپ نے چاہا کہ کھانے کی طرف ہاتھ لے جائیں۔ پھر حکم آیا کہ تم مت کھاؤ جب تک کہ وہ حاضر نہ ہو جائیں۔ پھر ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔ فرمایا کہ عبداللہ حکم نہیں ہے میں کیونکر کھاؤں۔ وہ جہاں کہیں ہوں اُن کو ڈھونڈ کر لے آ جب عبداللہؓ نے ایسا دیکھا تو واقعہ حال بیان کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک اُن لڑکوں کے تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اُن کے حلق کے نیچے لے گئے۔ ہاتھ پکڑ اٹھا دیا وہ تو زندہ ہو گئے اور آپؐ کے ساتھ کھانا کھایا غم شادی سے بدل ہو گیا یہ ہے احیاء اماتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ بعد اس کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود قوت کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رعایت کو نگاہ رکھتے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردے کو زندہ کرتے۔ ایک معجزہ اُنکے معجزوں سے یہ تھا وَیُحْیِی الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردے کو زندہ کرتے تھے اور اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایت کو بھی نگاہ رکھتے تھے۔ جبکہ یاروں نے پوچھا کہ جن و شیاطین اُنکے زیر فرمان تھے تو آپ نے فرمایا کہ برادرم سلیمان نے کہا ہے۔ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ یعنے اے میرے رب تو مجھے ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی کے واسطے لائق نہ ہو۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ یہ تو حسد ہے فرمایا حسد نہیں ہے

حسد تو وہ ہوتا ہے کہ مثل ہو۔ پس لئے مبارک بریں فقیر آورد ند فرمودند فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم بنویسید غریب ست بنشتم۔

اللہ سبحانہ بعض اولیا رضی اللہ عنہم سے بات کرتا ہے

فرمایا کہ حق تعالیٰ بعض اولیاء سے بات کرتا ہے خلق صورت ہو جاتا ہے اسکے ساتھ بات کرتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام سے، اور اور پیغمبروں سے باتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے وکلم اللہ موسیٰ تکلیما یعنے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں اولیاء کرام سے اس طور پر بات کرتا ہے کہ ھذی افعل وھذا لا تفعل یعنے یہ کر اور یہ مت کر مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ جمال الدینؒ اور عمر غوریؒ جو کہ حرم شیخ میں آرام کیئے ہوئے ہیں دو نو ایک جگہ تھے جبکہ تغلق نے مولانا علم الدینؒ کو ملتان میں شیخ کیا اور شیخ رکن الدینؒ کو اس جگہ بلایا تو عمر غوریؒ ملتان سے اُچہ میں چلے گئے اسلیئے کہ اُس نے شیخ رکن الدینؒ کی مخالفت کی ہے۔ شیخ اس جگہ نہیں ہیں تو میں اس جگہ ملتان میں کیا کروں ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص صلاحیت میں ہو اور کسی شیخ سے پیوند نہ کرے۔ تو یہ بات کیسی ہے۔ یہ معنی ہاتھ آئیں یا نہیں جواب فرمایا کہ نہیں ہاتھ آئیں۔ شیخ چاہیئے کہ خود کو اُس کی کنف حمایت میں ڈالے اور اُس کی صحبت کرے راہ امن و خوف کی دریافت کرے۔ مگر وہ آدمی کہ مجتہد کامل ہو جیسے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کہ کمال نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن میں تھی

ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر کسی شخص کو شیخ کامل قبول کر لے تو مقبول ہو جائیگا اور مردود نہ ہوگا فرمایا کہ مقبول ہو جائیگا لیکن خوف میں رہنا چاہیے اور یہ بیت پڑھا

سے از ہیبت آں دو راہ خون شد دل من
بود منزل من

ایضاً اس دن یعنے ساتویں ماہ رمضان میں بندہ خدمت میں حاضر تھا مولانا تاج الدین محمد مفتی دام فتواہ نے مخدوم سے گزارش کی کہ سید علاء الدینؒ نے فوائد مخدوم سے جمع کیا ہے۔ روئے مبارک طرف بندے کے لائے پوچھا کہ فرزند من تو نے کس قدر ملفوظ جمع کیا ہے میں نے عرض کیا کہ ایک جلد ضخیم ہوگی۔ فرمایا کہ بہت ہو گیا ہے۔ تجھے چاہیئے کہ میرے مریدوں اور معتقدوں سے اصحاب دِلوں کو پہونچائے تقصیر نہ کرے تاکہ جن لوگوں نے میری صحبت نہیں کی ہے ان کو بھی کافی ہو جائیگا۔ تو نے بہت زحمت دیکھی ہے، خدا تجھ پر رحمت کرے۔ راحت سے بدل ہوگی، کیونکہ تو نے دعاگو سے فوائد وارشاد کو لیا ہے اور سلوک میں امن وخوف کی راہ کو دریافت کر لیا ہے۔ اور تو سالک ہو گیا ہے اور تو نے صحبت کی ملازمت کی ہے۔ امن کی راہ کو اختیار کیا ہے۔ خوف کے رستے کو چھوڑا ہے۔ اور ہاتھ اٹھائے اور بہت سی دعائیں کیں کہ میں فرمندہ ہو گیا وَاَنْ تُنَوِّرَ قَلْبَہٗ بِنُورِ معرفتِكَ اِلٰهِی اِجْعَلْ وَلَدِیَ الْمَعْنَوِیَّ سید علاء الدین مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْكَ وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْكَ وَاَنْ تَخْتِمَ اٰخِرَہٗ بِالْاِیْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَہٗ بِالْخَیْرِ وَاَنْ تَجْعَلَہٗ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا وَاَنْ تَجْعَلَہٗ مَحْبُوْبًا فِیْ قُلُوْبِ اَهْلِ الْاِیْمَانِ

الْاَهْلِ وَاَنْ تَقْضِیَ حَوَائِجَهٗ وَاَنْ تُحَصِّلَ مَقْصُوْدَهٗ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ یَا مَوْلَانَا وَسِیْلَتَنَا۔ بعد اس کے فرمایا کہ جن لوگوں نے اس دعا گو سے بیعت کی ہے اُن کو اور خلق کو واجب ہوا کہ نزدیک تیرے آئیں، اور فتوح لائیں اور تکبر نہ کریں اور فوائد حاصل کریں پس تو ان کو ارشاد کرے۔ بعض سے میں کہونگا اور بعض سے میں نے مجلس ہی میں کہہ دیا ہے کہ تیرے پاس آئیں اور فتوح لائیں۔ گویا وہ میرے پاس آئے بعد اسکے فرمایا کہ اگر کوئی مزاحم ہوئے تو میری طرف سے خرقہ پہنانا اور میں نے تجھ کو وکیل کیا۔ اس واقعے کی مبارکی کو یاران نزدیک جانتے ہیں۔ پس میں نے قدم بوسی کی اور میں نے اپنے جی میں سوچا کہ میں کیا اس کے لائق ہوں لیکن بسبب ملفوظ جمع کرنے کے نعمت پہونچی واللہ میں نے خود نہیں طلب کی ہے انہوں نے خود ساتھ اس ترتیب کے فرمایا جو کہ مذکور ہوا میں نے اس کا بیان اس جہت سے کیا کہ لوگ گمان نہ کریں کہ شاید میں نے طلب کی ہے ع

چہ کند بندہ کہ گردن ننہد فرمان را

ایضاً فرمایا کہ دعا گو جمعے کے دن دوسرے خطبے میں نماز پڑھتا ہے۔ اس جہت سے کہ نام سلاطین کا کان میں نہ پڑے بعد اس کے فرمایا کہ یہ بات فتاوی کامل میں ہے اذا خطب الخطیب خطبۃ ثانیۃ یجوزان یذکراللہ او یسبح او یصلی صلوٰۃ حتی لا یستمع ذکر الظلمۃ لانھم یوصفون بخلاف اوصافھم یعنی جس وقت خطیب دوسرا خطبہ پڑھے تو ذکر اللہ کرنا یا تسبیح کرنا یا نماز پڑھنا درست ہے علت یہ ہے کہ ظالموں کا ذکر نہ سنا جائے کیونکہ وہ

ف بخطبہ ثانیہ جمعہ بوقت ذکر سلاطین ظالم کے ذکر اللہ یا تسبیح یا نماز پڑھنا درست ہے

وہ بخلاف اُنکے اوصاف کے صفت کیجاتی ہیں جو کہ اُن میں نہیں ہیں۔ بعد
اس کے فرمایا یہ بھی فتاوی کامل میں ہے لو قال رجل لسلاطین زماننا عادل
کفر والاصح انہ لایکفر لانہ عدل فی عمرہ مرۃ واحدۃ ولو قال علی الاطلاق
کفر اتفاقاً یعنے اگر کسی آدمی نے ہمارے زمانے کے بادشاہوں کو عادل
کہا تو وہ شخص کافر ہوگیا۔ صحیح تر یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا۔ اس لیئے کہ اس نے
اپنی عمر میں ایک بار عدل کیا ہو اور اگر اُس نے مطلق کہا ہے کہ وہ عادل
ہے کسی وقت اُس نے ظلم نہیں کیا ہے تو باتفاق کافر ہو جائیگا۔ ایضاً
فرمایا کہ موئے بند ابریشم اور جو یعنے جوڑے میں نماز مکروہ ہے۔ اس کے
ساتھ قبول نہ ہوگی۔ ولیکن روا ہوگی۔ بایں جہت کہ اُس کی گردن سے
نماز ساقط ہو جائے گی۔ فرشتے گناہ لکھیں گے ایضاً فرمایا کہ اگر کوئی مکلف
ساری رات بیدار رہے تو اس نے ترک سنت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا قول تو یہ سب ہے کہ انا اصلے وانام یعنے میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں۔

ف۔ ساری رات جاگنا خلاف سنت ہے

اتوار کے دن آٹھویں تاریخ ماہ مبارک رمضان

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ دعا گو اس سے پہلے بسبب ضعف کے بعض
نوافل بیٹھ کر پڑھتا تھا۔ اس وقت میں کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں اسلئے کہ فضیلت
کے دن ہیں بعد اس کے فرمایا کہ تضعیف عمل کی یعنے بڑھنا عمل کا تین چیزوں میں
ہے ایک تو مکان میں جیسے خانہ کعبہ اور مسجدیں دوسرے زمان میں جیسے ماہ
رمضان اور مواسم دیگر تیسرے نسب میں جیسے شریف لوگ یعنے سادات انہیں

بھی تضعیف عمل کی ہے اور ایت فضیلت ہے اللہ سبحانہ فرماتا ہے یضاعف لمن یشاء

ایضاً فضیلت سورۃ ملک

میت غائب کی خبر پہنچے سورہ ملک پڑھیے ہمراہ یاروں کے واسطے آسانی سوال
قبر کے اور ثواب اس میت کو بخشا اور یہ حدیث شریف فرمائی من مات غریبا
فقد مات شہیدا حدیث صحاح کی ہے۔ یعنے جو شخص کہ مرے غربت یعنے مسافرت
میں تو مقرر وہ شہید مرا یعنے شہیدوں کا درجہ اس کو دیں گے اسی درمیان میں
ایک قلندر پہنچا قدمبوسی کی اور کہا کہ مدت پندرہ سال کی ہے کہ میں عالم
چرم پوشی میں ہوں یعنے پندرہ برس سے چمڑا پہنتا ہوں۔ اس وقت میں توبہ
کرتا ہوں اور مرید ہوتا ہوں اور چمڑا اتارتا ہوں، صوفی ہوتا ہوں، صوفیوں کے
کپڑوں کا التماس رکھتا ہوں، فرمایا مبارک ہو۔ پس اس کو مرید کیا۔ اور فرمایا
کہ چمڑا مت اتار یہاں تک کہ کپڑے پیدا ہوں۔ کیونکہ بعض اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف
اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من فائدہ تضعیف عمل کا اور حدیث غریب
کی لکھ لو بعد اس کے فرمایا کہ فرزند من سبق پڑھو۔ میں نے قدمبوسی کی اور
شروع کیا بات صفت سالک میں تھی کہ ابتدا سلوک کی بیداری ہے
ظاہرا و باطنا جس وقت مرید نیند سے جاگے تو طہارت پاک بجا لائے
اور دو رکعت تحیت طہارت کی ادا کرے۔ جب صبح نکلے تو دو رکعت سنت
وقت کی پڑھے۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایہا الکافرون
اور دوسری میں بعد فاتحہ کے اخلاص پڑھے، اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

در صفت سالک

ہے اسی طرح مروی ہے بعد اس کے ستر بار اس طور پر استغفار کرے۔
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَاَسْئَالُہُ
التَّوْبَۃَ اور سو بار تسبیح وتحمید وتہلیل وتکبیر کہے جیسے کہ دعا گو کہتا ہے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِکَ تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ یہاں تک
کہ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا قوت القلوب میں
اس طرح لایا (آیا) ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے
پڑھنے میں ملازمت فرمائی ہے۔ بعد اس کے فرض نماز صبح کی ادا کرے
اور اس میں کوشش کرے کہ بحضور دل پڑھے اور جب سلام پھیرے تو
یہ کہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ تا یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بعد اس کے ان دعاؤں
میں مشغول ہو جو کہ آئی ہیں جس قدر کہ مداومت کر سکے اپنا ورد کرے اور
ہر دم استغفار کرتا رہے، اور توبہ از سر نو کرے، اور واسطے گزری ہوئی
عمر کے بخشش مانگے۔ اور زیادہ بات نہ کرے۔ مگر نیک بات کا حکم دے
اور بری بات سے منع کرے، اور صلاح مسلمانوں کی دعا مانگے، یا وہ
بات کہے کہ جس میں مسلمان بھائی کا نفع ہو، یا کوئی بات علم کی کہے اور
جہاں تک ہو سکے جس حال میں کہ ہو قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اگر کسی
صاحب دل کی زیارت یا کسی پیر کی صحبت، یا کسی عالم ربانی کی مجالست
کرے تو یہ اس سے بہتر اور فاضل تر ہے کہ مصلے پر اوراد میں مشغول ہو۔
کیونکہ اوراد ذکر کی یاد دہی کرتے ہیں اور صحبت مذکور کو یاد دلاتی ہے اگر
ایسی باتیں میسر نہ ہوں تو اس وقت مسجد جماعت پر مصلے پر بیٹھنا یا خلوت

ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونا بہتر ہے۔ اور جس وقت سورج نکل آئے تو بعد طلوع آفتاب کے اشراق کی دو رکعت نماز پڑھنے میں بہت فضیلت ہے اور جس وقت آفتاب بلند ہو جائے تو چاشت کی نماز ادا کرے۔ چنانچہ یہ نماز سنت ہے یہ ساری ترتیب حق میں اس فقیر کے تھی، یہاں تک کہ میں سبق سے فارغ ہوا۔

نویں تاریخ ماہ رمضان شبِ سہ شنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ ایک عزیز نے یاروں میں سے دعائے فتح باب کا التماس کیا۔ اس سے پہلے بھی بارہا التماس کرتا تھا۔ فرمایا کہ جب تک علائق کا انقطاع نہ ہو جائیگا۔ تب تک فتح باب نہ ہوگا۔ **ایضاً** فرمایا کہ اولیائے خدا تعالیٰ کسی آدمی سے اور کسی چیز سے نہیں ڈرتے ہیں۔ مگر خدائے عزوجل سے، اللہ سبحانہ فرماتا ہے یخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت میں ہے کہ اگر کہیں کہ یرجون رحمتہ ویخشون عذابہ کس کی صفت ہے تو جواب دیں گے تفسیر میں ہے کہ یہ عامۂ مومنین کی صفت ہے **ایضاً** فرمایا کہ جاہل ہرگز شیخ نہیں ہوتا ہے اور قسم کھائی تاکہ تم یقین کرو بعد اس کے فرمایا کہ شیخ شیوخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں کو وصیت فرمائی ہے کہ لا تکونوا من جہال الصوفیۃ فانہم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین یعنے تم جاہل صوفیوں سے مت ہو اسلیے کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں **ایضاً**

ف: انقطاع علائق موجب فتح باب

ف: وصیت شیخ شہاب الدین عمر قدس اللہ سرہ

فرمایا کہ فتاویٰ کامل میں ہے یکرہ الصلوٰۃ اذا حرک الریح الرحل والا مکرہ یعنے نماز مکروہ ہے جس وقت کہ ہوا آدمی کو ہلا دے ورنہ مکروہ نہیں ہے ایضاً ایک شخص چھینکا۔ جواب دیا اور فرمایا کہ الحمد للہ علے کل حال کہیں۔ عوارف میں ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ جس وقت کل حال کہے گا تو شر بھی داخل ہو جائیگا۔ جواب فرمایا کہ میں نے دو وجہیں سُنی ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ حال شر میں اھلکنی وما اھلکنی یعنے حالت شر میں حمد اس پر ہے کہ اُس نے مجھے مہلت دی اور مجھے ہلاک نہیں کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ علی کل حال من النعم والحمد بمقابلتہ یعنے حمد بمقابلہ نعمت ہے پس دونو طریق پر الحمد للہ علی کل حال کہنا روا ہوگا۔ ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر کوئی بغیر تکیہ لگائے بیٹھا ہوا سو گیا۔ تو اُس کا وضو ٹوٹ گیا یا نہیں جواب فرمایا کہ اگر مقعد زمین پر چپکی ہوئی ہے تو وضو اُس کا درست ہے۔ ورنہ ٹوٹ جائیگا۔ صحیح روایت یہی ہے بعد اس کے فرمایا کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے قول پر وتر ایک رکعت بھی ہے۔ اور قنوت نہیں پڑھتے ہیں مگر نصف رمضان میں، اور فجر میں، تو سب وقت پڑھتے ہیں، اور ہم اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من مسئلہ ریح اور دونو وجہیں حمد چھینک کی اور وضو ٹوٹنے کا مسئلہ سب کو لکھ لو ایضاً فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ عالی ہمت ہو خدا یتعالیٰ سے سوائے اُسکے اور کو طلب نہ کرے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ سندھ میں ایک عورت ولیہ تھی۔ مکاشفہ رکھتی تھی۔ بارہا میری زیارت کو آتی تھی اور کہتی

کہ دعا کرو بہشت و عرش و کرسی وغیرہ کا تماشا دکھاتے ہیں میں کیا کروں گی مجھ سے
دور کرے میں تو اس کی شیفتہ ہوں۔ سندھی زبان میں کہتی تھی جس وقت اس
نے انتقال کیا تو اس نے اپنی چادر و مصلا نزدیک دعا گو کے بھیج دئے میں
نے اس چادر کے خرقے بنائے، اور یاروں کو پہنائے اور مصلا لڑکوں
کی ماں کے پاس ہے۔ یہ بیت پڑھا ؎

آں زن کہ بہ از ہزار مرد ست توئی   وآں مرد کہ از زنے خجل ماندہ منم

ف۔ حکایت حضرت بایزید بسطامی و رابعہ بصری رضی اللہ عنہما

بعد اس کے فرمایا کہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے یہ بیت حق میں رابعہ
رضی اللہ عنہا کے کہا تھا۔ جس وقت کہ ان سے سوال کیا، تو جواب دیا۔ منجملہ
ان سوالوں کے ایک یہ تھا کہ رابعہ نے بایزید سے پوچھا کہ اگر پہونچے تو تم
کیا کرو بایزید نے فرمایا کہ میں کھاؤں اور اگر نہ پہنچے تو صبر کروں۔ پھر بایزید نے
رابعہ سے پوچھا کہ تم کیا کرو۔ کہا اگر پہونچے تو میں کھاؤں اور کھلاؤں ورنہ
صبر کروں پس رابعہ نے بایزید سے کہا کہ جو تم نے کہا بازار کے کتے بھی یہ
صفت رکھتے ہیں۔ اگر پہنچتا ہے تو کھا لیتے ہیں۔ ورنہ بیٹھے رہتے ہیں ایضاً

ف۔ ذکر اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق میں فرمایا کہ آپ پشت برہنہ گدھے
پر سوار ہوتے، اور اگر یاروں میں سے کوئی تھک جاتا تو اپنے پیچھے سوار
کر لیتے تھے۔ ایک دن جنگلی آدمی آیا اور آپ کے جامۂ مبارک کو کھینچا چنانچہ
بدن مبارک چھل گیا۔ پس آپ نے یاروں سے فرمایا کہ اس کو بیت المال
سے کچھ دو۔ وہ فقیر ہے بعد اس کے فرمایا کہ بیت المال درست نہیں ہے مگر
اس شخص کو کہ جو اس کے لائق ہے۔ قولہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء

والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين و
في سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم فهؤلاء ثمانية
اصناف وقد سقطت المؤلفة قلوبهم لان الله تعالى اعز الاسلام
واغنى عنهم فبقي سبعة واما الفقير فمن له ادنى شئ والمسكين من لا
شئ له وقيل على العكس وهو قول الشافعي رحمة الله عليه
والعامل من يدفع اليه الامام بقدر عمله والرقاب اي المكاتبون
يعان في فك رقابهم والغارم من لزمه دين وليس عنده شئ وفي
سبيل الله هو الغازي منقطع الغزاة وابن السبيل وهو المسافر وان
كان له مال في وطنه وهو في مكان لا شئ له فيه فهؤلاء مستحقون
لبيت المال والامام يدفع الى كل واحد منهم یعنی بیت المال کے
مستحق آٹھ آدمی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اُن کا ذکر فرمایا ہے
مولفۃ القلوب کو نہ دیں۔ شروع اسلام میں اُن کو دیتے تھے۔ وہ عرب کے
بڑے لوگ تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اسلام کو عزت دی اور اُن سے مستغنی
کر دیا۔ پس یہاں سات آدمی باقی رہے ایک اُن میں سے فقیر ہے۔ فقیر اس
آدمی کو کہتے ہیں کہ اس کے پاس نصاب سے کم ہو۔ دوسرا مسکین ہے مسکین
اُس کو کہتے ہیں کہ اُس کے ملک میں کوئی شے نہ ہو۔ بعض نے یوں کہا کہ
فقیر اُس کو کہتے ہیں کہ اُس کی ملک میں کوئی شے نہ ہو اور مسکین ہے
کہ اُس کے پاس نصاب سے کم ہو یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے
لیکن قول اول صحیح تر ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ تیسرا عامل جیسے عامل

وکاتب اور مثل اسکے۔ امام اُن کے کام کے موافق ان کو دے۔ چوتھا مکاتب
اس کی بیت المال سے مدد کی جائے تاکہ وہ غلامی سے خلاصی پائے
پانچواں قرضدار اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اُس کے قرض خواہوں کو
دیں تاکہ وہ قرض سے رہائی پائے۔ چھٹا غازی راہ خدا۔ یعنے لشکری
ساتواں مسافر کہ وطن میں اُس کے پاس مال ہے اور یہاں فقیر ہے
تو اس کو بھی دیں۔ یہ سب بیت المال کے مستحق ہیں امام ہر ایک کو ان
میں سے دے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف خانقاہ بیت المال سے
بناتے ہیں اور اُس طرف خواجگانِ تجار کے خانقاہیں بنائی ہیں۔ اور
ان کے واسطے حجرے وقف کئے ہیں بعد اس کے فرمایا فتاوی کامل ر
میں ہے یعطی لھؤلاء من بیت المال بقدر کفا فھم واھالیھم وقضاء
دیونھم یعنے ان لوگوں کو بقدر ان کے کفاف اور گھر والوں کے اور ادائے
قرض کے بیت المال سے دے میں نے یہ مسئلہ بادشاہ سے بیان کیا اور
کہا کہ عورتوں کا مہر بھی دَین ہے پس اُس کو بیت المال سے دیں۔ بادشاہ
نے کہا کہ خدا کے واسطے آپ اس روایت کو ظاہر مت کرو۔ ابھی سب
سعی کریں گے اور دامن پکڑینگے تبسم فرمایا۔ بعد اسکے فرمایا کہ اس وقت
بیت المال کے مستحقوں کی لابدی (یعنی، ضروری) بھی گذر نہیں ہوتی ہے
پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این مسائل بیت المال
کہ گفتم بنویسید کہ کار خواہد آمد پس نشستم ایضاً فرمایا کہ مہینے بنا ابریشم، اور جدا
اور ریشمی کپڑے میں اور اس کپڑے میں کہ جس میں ایک تار حرام کا ہو یا

لقمہ حرام کا پیٹ میں ہو ان صورتوں میں نماز مکروہ ہے، قبول نہیں ہے
نماز پڑھنے والے کے منہ پر مارتے ہیں۔ اسلئے کہ سبب قبولیت کا تقویٰ
کی شرط ہے و شرائط التقوی عظیمۃ قولہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من
المتقین یہ حصر ہے ای لا یتقبل اللہ الا من المتقین یعنے اللہ تعالیٰ
قبول نہیں کرتا ہے مگر متقیوں سے **ایضاً** فرمایا سالک کو چاہیئے کہ حلال
طلب کرے کھانا پینا پہننا کرنا، سونگھنا، کہنا، سننا، پکڑنا، جانا سب حلال
پر کرے۔ کیونکہ یہ سب فرض ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے
طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنے طلب حلال کی فرض ہے بعد
فرض کے، یعنے اول حلال طلب کرے کہ فرض ہے وکلوا من الطیبات
بعد اس کے فرائض و واجبات و سنن و مستحبات میں اور نوافل میں مشغول
ہو اس لئے کہ کلام اللہ میں اللہ کی طرف سے پیغمبروں کو یہ خطاب ہے
کہ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا یعنے اے میرے
پیغمبرو اول حلال طلب کرو، بعد اس کے عمل صالح کرو۔ تا کہ ثمرہ دے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر و یعنے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من لم تنھہ صلوۃ عن الفحشاء
والمنکر لم یزد من اللہ الا بعدا یعنے جس کو اس کی نماز حرام و مکروہ سے
باز نہ رکھے تو وہ زیادہ نہ کرے گا اللہ سے مگر دوری کریں روئے مبارک
بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ وجہ حلال کہ گفتم بتو رسید
ایضاً فرمایا کہ مذہب روافض میں ایک عجیب رسم ہے مہمان ان کے پاس

ف- در طلب حلال

ف- در ذکر مذہب روافض

اُترتا ہے تو عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، اور مہمان پر حلال جب تک کہ وہ مہمان اُن کے گھر میں ہے جب وہ چلا جاتا ہے تو پھر وہ خاوند پر حلال ہو جاتی ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن میں اُس طرف ایک گھر میں مہمان ہوا میں نے دیکھا کہ اُس گھر کی عورت میرے نزدیک آئی اور بیٹھی اور کہا کہ حرمت علی زوجی وحللت لک مادمت فی البیت یعنے میں اپنے خاوند پر حرام ہو گئی اور تجھ پر حلال جب تک کہ تو اس گھر میں مہمان ہے۔ میں نے دریافت کر لیا کہ یہ عورت رافضیہ ہے پس میں اُس جگہ سے بھاگا اور میرے ہمراہ اور یار بھی تھے ہم ایک مسجد میں آئے۔ اور اعتکاف کی نیت کر لی۔ تاکہ ہم اس علت سے خلاصی پائیں، اور ہم نے کہا کہ اس مقام سے بہتر کہاں جائیں بعد اس کے فرمایا کہ وہ لوگ صحابہ کے منکر نہیں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور اصحاب پر تفضیل دیتے ہیں، الحمد للہ کہ ہمارے دیار میں نہیں ہیں۔ یہ بہت ہی بُری رسم ہے، ورنہ یہاں بھی جاہل ہیں فساد میں پڑ جائیں عورتوں کے فاسد کرنے کو ہر ایک مہمان ہو جائے۔ اور تبسم کر کے فرمایا کہ اُس جگہ سُنّی لوگ اُن کے گرد نہیں آتے ہیں۔ مگر وہی جو اُن کے ہم مذہب ہیں بعد اس کے فرمایا بلا تو یہ ہے کہ مدارس کا درس اور کتاب احادیث سے تمسک کرتے ہیں۔ اور آیتوں حدیثوں کی بغیر سماع کے تاویل کرتے ہیں۔ اور یہ یعنے تاویل آیتوں حدیثوں کی بغیر سماع کے ہرگز جائز نہیں ہے۔ ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من سبق

پڑھ چکیں سنے شروع کیا۔ ترتیب اس میں لکھی کہ سالک کو چاہیئے کہ بعد فراغ
کے نماز چاشت سے واسطے حاجت مسلمان بھائیوں کے مصلے سے
اُٹھے۔ جیسے بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا بڑے ضعیف
کمزور کی مدد کرنا یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا اللہ تعالےٰ نے بندوں کو
امر فرمایا ہے کہ وتعاونوا علے البر والتقویٰ ولا تعاونوا علے الاثم
والعدوان بڑ صلہ رحم ہے یا کسی عالم کی زیارت کو جاتے یا مجلس وعظ
میں بیٹھے یا سبق پڑھاتے اگر عالم ہو یا تحصیل علم کرے اگر متعلم یعنی
طالب علم ہو اگر ان سب باتوں میں سے کچھ نہ ہو تو اس وقت تلاوت قرآن
شریف کی کرے یا نماز نفل پڑھے۔ یا ذکر میں مشغول ہو اور نفس کے ساتھ
محاسبہ کرے، کہ تونے رات میں کیا کیا اور آج کیا کیا۔ اگر اچھا کیا ہے
تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے۔ ورنہ استغفار کرے اور اگر یہ سبب بھی نہ ہو تو
عیال کا نفقہ حاصل کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا قضیت الصلوٰۃ
فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ یہ آیت پڑھی۔ اور اگر یہ سب
نہ ہو تو قیلولہ کرے ان فی النوم سلامۃ کی حقیقت جانے پس قیلولے
میں چلا جاتے، جس وقت اس راہ پر چلے تو سارے کتب منزل اور سارے
انبیاء ورسل کی متابعت کی بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اس آیت میں چند
قول سُنے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ بیع وشرا یعنی خرید وفروخت کرو کیونکہ جمعے
کی نماز سے پہلے ممنوع تھی وذروا البیع دوسرا قول یہ ہے کہ بعد ادائے نماز
کے عالم ربانی کی مجلس میں یا کسی واعظ کی مجلس میں حاضر ہو تیسرا قول یہ ہے کہ

واسطے زیارت اولیاء اللہ کے جاؤ۔ چوتھا قول یہ ہے کہ صلہ رحم کرو پانچواں یہ ہے کہ بیمار کی عیادت کرو چھٹا قول یہ ہے کہ ذکر میں مشغول ہو اور یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا ساتواں قول یہ ہے کہ اگر جنازہ ہو تو اُس کے ساتھ جاؤ۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ اگر درمیان دو آدمیوں کے خصومت ہو تو صلح کرادو۔ نواں قول یہ ہے کہ اگر کسی کو تارک فرائض و واجبات و سنن کا دیکھے تو امر المعروف کرے۔ دسواں قول یہ ہے کہ اگر کسی کو معصیت میں دیکھے تو نہی عن المنکر کرے گیارہواں قول یہ ہے کہ بوڑھے ضعیف کی مدد کرو بارہواں قول یہ ہے کہ فقیر و مسکین کو صدقہ دو تیرہواں قول یہ ہے کہ باہم مصافحہ کرو چودہواں قول یہ ہے کہ پڑوسیوں کی مدد کرو۔ پندرہواں یہ ہے کہ نفقہ عیال کا حاصل کرو کیونکہ فرض ہے سولہواں قول یہ ہے کہ وجہ حلال حاصل کرو۔ سترہواں قول یہ ہے کہ اپنے خاندان کو نصیحت نیک کرو اٹھارہواں قول یہ ہے کہ اپنی اور مسلمانوں کی دعا کرو۔ اُنیسواں قول یہ ہے کہ حق میں والدین کے احسان کرو۔ بیسواں قول یہ ہے کہ اگر دعوت میں بلائیں تو جاؤ اکیسواں یہ ہے کہ بارگاہ باریتعالیٰ سے آخرت مانگو بائیسواں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُس کی ذات مانگو لعلکم تفلحون شاید تم رستگار ہو جاؤ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً فرمایا خرقہ دو نوع ہے

خرقہ تصوف و خرقہ تشبہ خرقہ تصوف خرقہ صحبت ہے اور اس کو خرقہ ارادت

کہتے ہیں وکل من الاصحاب لبسوا خرقۃ الصحبۃ وھی خرقۃ الارادۃ والارادۃ ھو طلب اللہ تعالیٰ یعنے سارے صحابہ نے خرقہ صحبت کا پہنا ہے اور وہ خرقہ ارادت ہے اور ارادت طلب خدا کو کہتے ہیں اقل صحبت شیخ کی ایک چلہ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ خبر میں ہے کہ سلف میں کہتے ہیں کہ فلاں شیخ کے اسّی مرید یا سو ہیں اور اس وقت ہزاروں پیوند کرتے ہیں اور صحبت ایک بھی نہیں کرتا ہے۔ اور جانتے تھے کہ مرید طالب حق کو کہتے ہیں پس کوئی نادر ہوتا کہ دنیا سے اور دنیا کے کام سے تارک ہوتا۔ لیکن واسطے توبہ کے بہت آتے تھے۔ جیسے کہ دعاگو کے پاس توبہ کرتے ہیں یہ سب تائب ہیں جو کہ تعلق کرتے ہیں لیکن مرید وہ آدمی ہے کہ صحبت کرے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا جیسا کہ فرزند میرا سید علاء الدین دعاگو کی صحبت میں رہتا ہے اور شیخ زادہ نجم الدین اور مولانا فریدالدین اور دوسرے چند عزیز معدود، جب یہ فرمایا تو میں نے شکر حق ادا کیا الحمد للہ کہ میں نے مدت دس ماہ اور دو چلے ایک اربعین موسیٰ دوسرا اربعین ماہ رمضان میں اپنے پیر بزرگوار کی صحبت حاصل کی دوسرا خرقہ تشبہ تصوف ہے اور اس کو خرقہ تبرک کہتے ہیں کہ خرقہ پہنے اور پیوند کرے۔ اور صحبت مذکور نہ کرے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آورد و فرمودند فرزند من اہل ارادت و صحبت و بیان دو خرقہ ارادت و تبرک چنانکہ بیان کردم بنویسید پس نوشتم الفیًا ایک عورت آئی کچھ کہنے لگی۔ فرمایا کتاب میں ہے صوت العورۃ عورۃ یعنے عورت کی آواز بھی عورت ہے نہ سننا

چاہیئے۔ منع فرمایا۔

دسویں تاریخ ماہ رمضان روز چہار شنبہ

کو وقت چاشت کے یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ ایک عزیز مصلے فتوح لایا۔ فرمایا نشانی کرو تاکہ میں نماز پڑھوں۔ پوچھا سیدھی جانب نشانی کریں یا بائیں جانب؟ جواب فرمایا کہ روبرو چاہیئے اس جہت سے کہ جائے سجدہ ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہاہے۔ اور سانس اُس پر پہنچی ہے۔ پاؤں کے نیچے نہ رکھا جائے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ چادر سر پہ ڈالیں یا مونڈھے پر؟ جواب فرمایا دونو طریق مسنون ہیں لیکن اگر دستار نہ ہو تو سر پہ نہ ڈالیں کہ اس میں عورتوں کے ساتھ تشبیہ ہوتا ہے۔ ایضاً فرمایا کہ بعد کھانے سحری میں خلال کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اور غیر سحری میں مستحب ہے بعد اس کے فرمایا خلال القصب مکروہ لانہ غیر مسنون یعنی نے کا خلال نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مکروہ ہے اسلئے کہ سنت نہیں ہے اسی اثنا میں ایک عزیز نے پوچھا کہ بعد کھانا کھانے کے اگر کلی نہ کریں اور نماز پڑھیں تو کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز مکروہ ہوگی۔ اس لئے کہ لذت کھانے کی منہ میں ہے۔

ایضاً ذکر ولایت کا ٹکلا

فرمایا قوت القلوب میں ہے کل من صحت لہ ولیتہ عجض لیلۃ الجمعۃ والعیدین فی مکۃ المبارکۃ والمدینۃ المشرفۃ یعنی جس کی محبوبیت درست

ہوتی ہے تو وہ شب جمعہ و عیدین کو مکہ مبارک و مدینہ مشرفہ میں حاضر ہوتا ہے بعد اس کے فرمایا کہ ولایۃ بفتح الواو وھی المحبوبیۃ اور اس جگہ بفتح واو ہے محبوبیت مراد ہے و بکسر الواو العطیۃ وھی تصرف الاقلیم مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت محبوبہ ہے ہر شب جمعہ کو مکہ و مدینہ مبارک میں حاضر ہوتی ہے۔ اور بارہا واسطے میرے کچھ نشانی وہاں سے لاتی ہے اور میں اس کو بانٹ دیتا ہوں۔ بعد اس کے فرمایا کہ واسطے بعض محبوبین خدا کے کھانا اور پانی بہشتی پہنچتا ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ مکہ مبارک میں ایک عزیز جبل ابو قبیس میں حجرہ رکھتا مشغول رہتا تھا۔ ایک دن میں اس کی زیارت کے واسطے گیا اُس نے بہشت کے قرص مجھے دیئے نبات مصری سے زیادہ تر شیریں تھے کچھ میں اُچہ میں لایا۔ اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ جیسا دنیا کا کھانا ہوتا ہے۔ ویسا ہی ہوگا۔ جواب فرمایا ویسا ہی ہوگا۔ جواب فرمایا ویسا ہی ہے لیکن لذیذ ہے قولہ تعالیٰ واتوا بہ متشابھا یعنے طعام بہشت کا مشابہ طعام دنیا کے ہے

ایضاً تاثیرات ذکر اللہ کا ذکر نکلا

فرمایا ان فی الجنۃ یسقط جمیع العبادات الاذکر اللہ تعالیٰ یعنے بہشت عنبر سرشت میں ساری عبادتیں ساقط ہو جائیں گی مگر ذکر اللہ عزوجل کا، اسلیئے کہ اہل جنت ذکر کریں گے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً حتی اذا جاؤھا وفتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا

سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہٗ وھذا ذکر الجنۃ مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ مولانا شمس الدین برادر قتلغ خاں مرید شیخ علاؤ الدولہ کے تھے رحمہما اللہ تعالیٰ اور اُن سے نعمت لی تھی اور خانہ کعبہ کے مجاور ہوگئے تھے۔ ذکر میں ایسے مستغرق ہوتے کہ اگر کسی وقت سوتے تو اُن کے سینے سے آواز ذکر کی نکلتی جس وقت انہوں نے وفات پائی دعا گو نے ان کو دیکھا تھا۔ پس میں انکے جنازے پر حاضر ہوا۔ شیخ مکہ عبد اللہ یافعی اور مشائخ دیگر بھی حاضر تھے ان کے جنازے سے ذکر کی آواز آتی تھی۔ چنانچہ سب حاضرین نے سنی۔ اور سب کے سب ذکر میں مشغول ہوگئے۔ ایک شور اُٹھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو سے کہا کہ جس جگہ تو اختیار یعنے پسند کرے اُس جگہ دفن کریں۔ میں نے ان کو اپنی وادی اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پائنتی نزدیک قبر ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ کے دفن کیا۔ اور دوسرے مسافروں کو گورستان غریبان میں دفن کرتے ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ ذکر خدا کا ایسا اثر ہوتا ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد کہ گفتم و تا بتہ آں ایں جملہ بنویسید پس بنشتم۔

ایضاً ذکر مزاح یعنے خوش طبعی کا نکلا

ایک عزیز نے پوچھا کہ مزاح کیسا ہے۔ جواب فرمایا کہ مزاح شرعی روا ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انی لامزح ولا اقول الا حقا۔

یعنے میں البتہ مزاح کرتا ہوں اور نہیں کہتا ہوں مگر حق، یعنی میں سچی خوش طبعی کرتا
ہوں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے صحابہؓ کے ساتھ مطائبہ فرمایا ہے۔ جیسے کہ ایک دن صحابہ میں سے
ایک صحابی پیادہ تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ارکبنی انا ماشی
قال ارکبک علی الفصلان یعنے آپ مجھ کو سوار کردو میں پیادہ ہوں۔ تو آپ
نے مطائبہ کیا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کرونگا یعنے اونٹ بلے شبہ
اونٹنی کا بچہ ہے۔ ایک دن اور نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بڑھیاں تھیں۔ آپ نے مزاح کیا فرمایا لا تدخل العجائز فی الجنۃ
یعنے بڑھیاں جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ بڑھیوں نے کہا یا رسول اللہ ہم
نے کیا کیا ہے کہ ہم بہشت میں نہ جائیں۔ فرمایا کہ بڑھیاں سب جوان ہو جائیں گی
بعد اس کے بہشت میں داخل ہوں گی۔ ایک اور دن خدمت میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عورت آئی اور کہا کہ میں ہمراہ اپنے شوہر
کے ایسا ملاعبہ کرتی ہوں اور وہ بھی میرے ساتھ ایسا ملاعبہ کرتا ہے آپ نے
فرمایا کہ روا ہے اور یہ آیت شریف پڑھی نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انّی
شئتم یعنے عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہاری، پس تم آؤ اپنی کھیتی میں جس
طرح چاہو۔ بعد اس کے زبان ہندی میں فرمایا کہ چوراسی یعنی ہشتاد و چہار
طریق پر عورتوں سے صحبت کرنا چاہیے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اس آیت
کی تفسیر میں دیکھا ہے فأتوا حرثکم انی شئتم ای قائما و راکعا و قاعدا
ومضطجعا متکئا عریانا متلحفا اولا حفا اس کے مثل چوراسی طریق ہیں یعنے

تم صحبت کرو اپنی عورتوں سے درآں حال کہ خود کھڑے ہو اور بطریق رکوع اور بیٹھ کر، اور لیٹ کر اور تکیہ لگا کر، اور کپڑے پہن کر اور ننگے ہو کر اور اوپر کھینچکر مثل لحاف کے خواہ خود اوپر ہو کر پس تبسم کرتے چلتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ شرح میں کہا ہے کہ جماع کی شکل شعب پر اختیار کیا ہے۔ اسلیئے کہ اور شکلیں مرد کو نقصان پہونچاتی ہیں بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاح میں ایسا تبسم فرماتے تھے حتی بُدِی داخل فمہ یعنے یہاں تک کہ درونہ دہن مبارک دکھائی دیتا تھا۔ پس لوئے مبارک بدین فقیر آوردند فرمودند فرزندامن بیان مزاح وبیان این آیت کہ گفتم بنویس غریب ست ہر کسی نمے داند۔

ایضاً ذکر نصیحت کرنے کا نکلا

مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک یار کو وعظ ونصیحت کرتے تھے فرماتے تھے کہ یا اخی اذا رایت رجلاً تکلم معہ بمقدار عقلہ وفہمہ فان کان طالب الشریعۃ فقل من الشریعۃ وان کان طالب الطریقۃ فقل من الطریقۃ وان کان طالب الحقیقۃ فقل من الحقیقۃ فان لم تقل تفرقت فی حقہ یعنے اے میرے بھائی جس وقت تو کسی لائق آدمی کو دیکھے تو بمقدار اُس کے عقل وفہم کے اس کے ساتھ بات کر۔ پس اگر وہ شریعت کا طالب ہے تو شریعت سے کہہ اور اگر طریقت کا طالب ہے تو طریقت سے کہہ اور اگر حقیقت کا طالب ہے تو حقیقت سے کہہ پس اگر

تو نہ کہے گا تو تو نے تقصیر کی، اور اگر ہر ایک کے اندازۂ عقول پر نہ کہے گا تو تو ظالم ہوگا، اسلئے کہ وہ تو اور چیز کا طالب ہے تو اُس کو اور چیز بتاتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ مناسب اس کے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی کہا ہے

من منح الجہال علما فقد اضاعہ ومن منع المستوجبین فقد ظلماً

الجل کالماء یبدی ضمائرہ مع الصفا ویخفیہا مع الکدر

المنح ہو العطاء یعنی جو شخص عطا کرے ناداں کو علم طریقت کا یہاں علم سے مراد علم طریقت ہے تو مقرر اُس نے اس علم کو ضائع کیا اور جو لوگ کہ لائق طریقت کے ہیں، اُن سے جس نے باز رکھا تو مقرر اُس نے ظلم کیا، اسلئے کہ حکم باری تعالیٰ کا یہ ہے واذا قلتم فاعدلوا یعنے جب تم بات کرو تو عدل کرو۔ بعد اس کے فرمایا کہ یہ حکم ہے تکلموا الناس علی قدر عقولہم یعنے تم بات کرو لوگوں سے ان کے اندازہ عقول پر مثلاً ایک شخص شریعت کو خوب نہیں جانتا ہے تو اُس سے طریقت کہتا ہے وہ کب جانیگا۔ ایضاً ایک عزیز دانشمند۔ دنیا کے واسطے زیارت مخدوم کے آیا فرمایا من زار فقیراً ایکتب فی دیوانہ بکل خطوۃ سبعین الف حسنۃ ویقول الملائکۃ یا رب صل بہ کما وصل لولیک یعنے جو شخص کسی درویش کی زیارت کو آتا ہے تو ہر قدم میں ستر ہزار نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ اور فرشتے کہتے ہیں الٰہی تو اُس کو اپنا وصال روزی کر، جیسا کہ اُس نے تیرے ولی سے وصال کیا، دنیا میں وصال ایک انسی قول سے ثابت ہے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ فائدہ نصیحت کا جو کہ حضرت

ملہ قال صلعم کلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم اخفر

عیسے علیہ السلام نے اپنے یاروں کو تبایا۔ اور اشعار عربی جو کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہے مع اس حدیث کے جو مَیں نے کہے۔ سب کو لکھ لو عجیب ہے تمہارے اور تمہارے یاروں کے کام آئیگا۔ پس مَیں نے لکھ لیا۔

بارہویں تاریخ ماہ رمضان شب جمعہ

کو فرمایا کہ امام جس وقت نماز میں سجدہ تلاوت پڑھے اگر جماعت کثیر ہو تو ایک یہ روایت ہے کہ رکوع کے ساتھ کفایت کرے اور ایک روایت یہ ہے کہ سجدہ نماز میں کفایت کرے اور واقع میں وہی ہو جائیگا ایضًا امام نے ختم تراویح میں توقف کیا۔ ایک عزیز نے کہا کہ امام رکوع میں گیا۔ فراغ کے بعد دو رکعت پڑھنے کا اس کو حکم دیا کہ تو اپنی نماز پھیر لے بعد اسکے فرمایا کہ اگر امام بند ہو جائے، تو دوسرا آدمی اس وقت تبائے (جب) کہ امام نے مقدار ما یجوز بہ الصلوٰۃ نہ پڑھا ہو اور اگر مقدار ما یجوز بہ الصلوٰۃ پڑھ چکا ہے تو نہ تبائے اور مقدار ما یجوز بہ الصلوٰۃ نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ما یتناولہ اسم القراءۃ ہے لقولہ تعالیٰ فاقرأوا ما تیسر من القرآن یعنے جس کو اسم قرارت کا شامل ہو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے اور نزدیک اصحاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹی تین آیتیں ہیں مثل سورۃ اخلاص کے، یا ایک لمبی آیت مثل آیت الکرسی کے پھر لبِ مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ مسئلہ سجدۂ تلاوت کا اور حصر یعنے رُک جانے امام کا جو مَیں نے کہا لکھ لو پس مَیں نے لکھ لیا ایضًا

فرمایا کہ گیارہویں تاریخ کی شب کو میں منتظر رہا کہ شاید شب قدر ہو پانی کے قطرے برستے تھے لیکن میں نے کتے کا بھونکنا سُنا مخدوم کے پیستے یہ حاضر نے پوچھا کہ اُسی وقت لطیف میں یا ساری رات؟ فرمایا کہ اُس رات میں اصلاً کتا نہیں بھونکتا ہے بعد اس کے پوچھا کہ اس زمانے میں عورتوں میں سے بھی کوئی عورت شب قدر پاتی ہے جواب فرمایا کہ تیری دادی شب قدر کو پاتی ہے **ایضاً** ایک عزیز مشارق کا سبق خدمت میں پڑھتا تھا حدیث شریف یہ تھی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مَن[1] اَثْنَیْتُمْ علیہ خیرا وجبت لہ الجنۃ ومن اثنیتم علیہ شرًا وجبت لہ النار انتم شہداء اللہ فی الارض قال ثلث مرات یعنے آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو تم نیک کہو

---

[1] شرح عزیزی جامع صغیر میں یوں ہے من اثنیتم علیہ خیرا ای بخیر وجبت لہ الجنۃ المراد بالوجوب ھنا الثبوت لا الوجوب الاصطلاحی ومن اثنیتم علیہ شرا ای بشر وجبت لہ النار انتم شہداء اللہ فی الارض قال بعضھم اذا کان ثناؤھم بالخیر مطابقا لافعالہ والصحیح المختار انہ علی عمومہ واطلاقہ سواء کانت افعالہ تقتضی ذلک ام لا لانہ وان لم تکن افعالہ مقتضیۃ فلا تحتم علیہ العقوبۃ بل ھو فی خطر المشیئۃ فاذا الھم اللہ الناس الثناء علیہ اشتھی الناس بذلک علی ان اللہ سبحانہ وتعالی قد شاء المغفرۃ لہ وبھذا تظھر فائدۃ الثناء وقولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وجبت وانتم شھداء اللہ ولکان لا ینفعہ ذلک الا ان تکون اعمالہ تقتضیہ لم یکن للثناء فائدۃ وقد اثبت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فائدۃ فان قیل کیف مکنوا من الثناء بالشر مع الحدیث الصحیح فی البخاری وغیرہ فی النھی عن سب الاموات قلنا

[2] زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو بجا کہے جسے خلقت اسے بجا سمجھو۔ اخفر

تو واجب ہوئی واسطے اُسکے بہشت، اور جس کو تم بُرا کہو تو واجب ہوئی واسطے اُس کے دوزخ، تم گواہ ہو اللہ تعالےٰ کے روئے زمین میں یہ خطاب ہے پس تم کو چاہیئے کہ درمیان بھائیوں کے نیک زندگی کرو تاکہ وہ پس پشت تم کو نیک کہیں۔ کیونکہ اُن کے اچھا بُرا کہنے سے آدمی بہشتی و دوزخی ہوتا ہے

بنام نیک بزرگان نشان کن تابماند نام نیکت برقرار

تاب نام زیستن تیز از مرگ کا تر ست مردن بہ نیک نام ایں حیات اولیا ست

بعد اس کے یہ حدیث شریف فرمائی قولہ علیہ السلام من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ یعنے جس شخص کو اُس کے عمل نے پیچھے ڈال دیا تو نسب اُسکا کچھ نفع نہ کریگا۔ اور یہ آیت شریف پڑھی فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون۔ فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۵

ھو فی غیر المنافق وسائر الکفار وفی غیر المتظاھر بفسق او بدعۃ اما ھولاء فلا یحرم ذکرھم بالشر للتحذیر من طریقتھم ومن الاقتداء باثارھم والتخلق باخلاقھم وھذا محمول علی ان الذی اثنوا علیہ شرا کان مشھورا بنفاق او غیرہ کما ذکرنا ھذا ھو الصواب فی الجواب عنہ وفی الجمع بینہ وبین النھی عن السب قال اھل اللغۃ الثناء بتقدیم الثاء وبالمد یستعمل فی الخیر ولا یستعمل فی الشر واما النثا بتقدیم النون وبالقصر فیستعمل فی الشر خاصۃ وانما استعمل الثناء الممدود ھنا فی الشر مجازا لتجانس الکلام کقولہ تعالی وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ومکروا ومکر اللہ (جمع فی ن عن انس رضی اللہ عنہ)

ومن خفت موازینه فاؤلئک الذین خسروا انفسھم فی خالدین تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون یعنے جس وقت صور پھونکا جائیگا تو اُس وقت نسب نفع نہ دیں گے اُس دن تو جس کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا۔ تو وہ رستگاروں سے ہوگا۔ اور جس کا ہلکا ہوگا وہ زیانکاروں سے ہوگا۔ لعلیکے فرمایا کہ سیدوں کو سیادت نفع نہ دے گی جب تک کہ عمل صالح نہ ہو اور یہ اشعار عربی پڑھے ؎

بِجِدٍ لَا بِجَدٍّ کُلُّ مَجْدٍ | وما جَدٌّ بلا جِدٍّ بمجدٍ
فکم عبدٍ یقوم مقامَ حُرٍّ | وکم حُرٍّ یقوم مقامَ عبدٍ
الجِدُّ یُدنی کلَّ امرٍ شاسعٍ | والجِدُّ یفتح کلَّ بابٍ مغلقٍ
واذا سمعتَ بانّ مجدُوداً حظے | عُوداً فاثمر فی یدیہ فصدّقِ
واذا سمعتَ بانّ محروماً اتیٰ | ماءً لیشربہ فغاض فحقّقِ

جد اول بکسر جیم ہے کیونکہ معنی اُسکے کوشش کے ہیں اور دوسرے جد بفتح جیم ہے۔ اسلیے کہ اُس کے معنی دادا کے ہیں پھر جد اول بفتح جیم بمعنی دادا کے ہے اور دوسرے جد بکسر جیم بمعنی کوشش ہے معنی اشعار کے یہ ہیں کہ ہر بزرگی بسبب کوشش کے ہے نہ بسبب دادا کے۔ کیونکہ دادا بغیر کوشش کے نفع نہیں دیتا ہے۔ کہ وہ بزرگ کردے۔ پس کتنے غلام کھڑے ہوں گے آزاد کی جگہ ہیں، اور کتنے آزاد کھڑے ہونگے غلام کی جگہ ہیں پھر یہ شعر فرمایا ؎

من مَلَکَ النفسَ فحُرٌّ ماھو | والعبدُ مَن یملکہٗ ھواہ

یعنے جو شخص کہ مالک نفس کا ہے وہ آزاد ہے اور جو شخص نفس و ہوا کا بندہ ہے

فائدہ: بیان نسب سے نفع نہیں بیان عمل

وہ بندے کا بندہ ہے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے۔

از حرص وہوا دو بندہ دارم ۔ پس بر سر آں ہر دو بادشاہم
تو بندۂ بندگان مائی ۔ از بندۂ بندگاں چہ خواہیم

بعد اس کے فرمایا شریف کو چاہیے کہ جدو اجتہاد یعنی سعی و کوشش کرے نسب پر کفایت نہ فرمائے اور دین کے کام میں ناز نہ کرے کہ میں بیٹا ہوں چاہیے کہ اپنے دادا کی متابعت و پیروی کرے۔ اخیر شعروں کے یہ معنی ہیں کہ سعی و کوشش ہر بعید کام کو قریب کر دیتی ہے۔ اور ہر بند دروازے کو کھول دیتی ہے۔ اور جس وقت تو سنے کہ کسی سعید و نیک بخت و بختاور آدمی نے سوکھی لکڑی کو ہاتھ میں لیا۔ تو وہ اس کے ہاتھوں میں میوہ دار ہو گئی۔ پس تو اس کو سچ جاننا اور جب تو سنے کہ کوئی محروم و شقی و بد نصیب و بیچارہ پانی پر آیا اس کو پیئے پس وہ خشک ہو گیا تو تو اس بات کو سچ سمجھنا بعد اس کے فرمایا کہ دنیا مانند زمین کے ہے، اور حیات مثل پانی کے ہے۔ اور عمل مثل کھیتی کے ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی الدنیا مزرعة الاخرة یعنی دنیا کھیتی ہے آخرت کی بعد اس کے فرمایا کہ ہر سانس جو تجھ سے گذرتی جاتی ہے

---

۵۶ دیں چنیں طالعے کہ من دارم ۔ گر روم سوئے بحر بر گردد
ور بجائے روم بجستن آب ۔ آب نایاب چوں گہر گردد

۵۷ ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہر یست ۔ کا نرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کیں خزانہ دہی رایگاں ز دست ۔ آنگہ روی بخاک تہی دست بے نوا

ملک دو جہاں کی قیمت رکھتی ہے۔ اگر تو اُس کو خیر میں صرف کرے، ورنہ دنیاو آخرت دونو جہاں کی خرابی ہے۔ بعد اس کے یہ بیت پڑھا ؎

بغفلت میگزاری روزگارے ۔۔۔ مگر روز گوہ خواہی کرد کارے

؎

کارے کن وکارہ بگزار ۔۔۔ گفتار کے کارہ دارد کارہ

پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں حدیث بیان نسبت عمل و آیت کہ گفتم، مناسب آں و اشعار عربی ہر صفت یا اشعار پارسی دیگر نویسید بملفوظ، غریب ست۔ کار خواہد آمد تو دیا ماں تراپس تنشتم ؎

گر ہمہ عمر خود باتو بر آرم دمے ۔۔۔ حاصل عمر آں دم است باقی ایام رفت

ہر آنکہ غائب از وے یک ماں ست ۔۔۔ دراں دم کافر ست اما نہاں ست

مباد اغائبے پیوستہ باشد ۔۔۔ در اسلام بروے بستہ باشد

بغفوری بخش اے پروردگارم ۔۔۔ کہ من غائب شدن طاقت ندارم

بعد اسکے فرمایا یہ اشعار شیخ امین الدین گازرونیؒ نے کہے ہیں ایضاً فرمایا کہ جس عمل کرنے والے کی صحت توبہ نہ ہوگی۔ تو اُس کا عمل مقبول نہ ہوگا۔ اول توبہ صحیح کرنا چاہیئے بعد اُسکے عمل کرے تاکہ اس صفت میں داخل ہو قولہ تعالیٰ التائبون العابدون

ایضاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ذکر نکلا

فرمایا کہ آپ نے کسی صبح کی نماز میں قِصارِ مُفَصَّل کی سورتیں پڑھیں تو یاروں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ تو صبح کی نماز میں طِوالِ مفصل پڑھتے ہیں آج کیا

کہ آپ نے قصار مفصل پڑھیں، فرمایا۔ کہ میں نے ایک بچے کا رونا سن لیا۔ اسلیئے میں نے جلد نماز ادا کی تا کہ اس کو گود میں لوں، اور رونے سے اسکو باز رکھوں۔ کیونکہ اس کی ماں فتنے میں پڑے گی، یعنی اس کا وقت غارت جائیگا۔ آپ نے فرمایا ہے من[1] لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا ای من متابعینلی یعنے جو شخص کہ مہربانی نہ کرے بچوں پر اور بزرگی نہ رکھے بزرگوں کی، تو وہ ہمارے پیروی کرنے والوں سے نہیں ہے ایضًا فرمایا ہر عمل کہ پیر[2] سے دیکھیں اس کو لیں، کیونکہ کامل غیر مشروع کام ہرگز نہ کریگا اور یہ عمل جو کہ فعل میں ہو دوسرے کے دل پر اثر کرے گا۔ لسان الحال افضل من لسان المقال یعنے حال کی زبان مقال کی زبان سے بہتر ہے۔ پس آں امیر روئے مبنیر برین فقیر آورد و فرمود فرزند من ایں فائدہ عمل با آیت کہ خواندم و آں حدیث کہ گفتم جماید نویسید پس بنشستم۔

تیرہویں تاریخ ماہ رمضان روز جمعہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ بادشاہ نے کپڑے بھیجے۔ خان جہان لایا قدم بوسی کی۔ اور عرض کیا کہ بادشاہ نے خدمت میں کپڑے بھیجے ہیں فرمایا قبول

---

[1] جامع صغیر میں یاں لفظ ہے من لم یرحم صغیرنا ای من لا یکون من اھل الرحمۃ لاطفالنا ایھا المسلمون ویعرف حق کبیرنا منا او علما فلیس منا ای لیس علی طریقتنا خذ عن ابن عمرو بن العاص واسنادہ حسن ۱۲

[2] بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ اگر مشروع ہیں تو میں پہنونگا۔ ورنہ نہیں پہنوں گا۔ واسطے لڑکوں کی والدہ کے رکھ چھوڑوں گا۔ خان جہاں نے قسم کھائی کہ مشروع کپڑے ہیں یاروں نے کہا کہ مشروع کپڑے ہیں اور اگر مشروع نہ ہوں تو مردوں کو درست نہیں ہیں۔ عورتوں کو حلال ہیں۔ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام هذان محرمان لذکور امتی وحلال لاناثھم یعنے ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔ اور حلال ہے واسطے ان کی عورتوں کے۔ غرضیکہ دین کے کام میں اتنی احتیاط رکھتے ہیں سارے مسلمانوں کو بھی ایسا ہی چاہیئے۔ پس خان جہان رخصت ہوا عرض کیا کہ میں غلام بجان و دل مخدوم کے زیر قدم ہوں اگرچہ بعد دیر کے قدمبوسی کی جاتی ہے۔ اس پر یہ حدیث شریف پڑھی من[1] احب قوما فھو معھم یعنے جو شخص کسی قوم کو دوست رکھتا ہے۔ تو وہ اُن کے ساتھ ہے۔ پس تو معنی میں ہمراہ دعا گو کے ہے۔ پوچھا کہ سلطان نے کتنے کپڑے بھیجے ہیں عرض کیا کہ چونتیس جوڑے حسن خادم ذراسی تباشت یعنی مصری واسطے تبرک کے

---

[1] جامع صغیر میں یاں لفظ ہے من احب قوما حشر فی زمرتھم ظاهرہ وان لم یعمل بعملھم ویحتمل ان المحبۃ ثم تجرہ الی العمل باعمالھم والاول ھو ظاهر کلام المناوی وعبادتہ فمن احب اولیاء الرحمن فھو معھم فی الجنان ومن احب حزب الشیطان فھو معھم فی النیران وفیہ بشارۃ عظیمۃ لمن احب الصوفیۃ او تشبہ بھم وانہ یکون مع تقی بطرما ھم علیہ معھم فی الجنۃ طب الضیاء عن ابی قرصافۃ بکسر القاف فکیاں الالفصاد مہملۃ ففاء ۱۲ عزیزی شرح جامع صغیر ۱۲

لایا اپنے دستِ مبارک سے اس کے منہ میں دی اور یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْہُ
حَلَاوَۃَ الْاِیْمَان یعنے اے اللہ تو اُسے ایمان کی حلاوت روزی کر۔ بعد
اس کے فرمایا کہ جب دوسرے کو شیرینی کھلائیں تو اس طرح دعا کریں اور
خود کھائیں تو یوں کھائیں اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنِیْ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانَ یعنے اے اللہ تو
مجھے ایمان کی حلاوت روزی کر اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اسی طرح دعا فرمائی ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس حال میں ہوں خدا کو یاد
کریں۔ کھانے اور سونے میں بھی، جیسا کہ اوراد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے اور صحابہؓ و تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ خانِ جہان
چلا گیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے بادشاہ کا کپڑا پہن لیا۔ اسلئے کہ امتثال
بادشاہ کے حکم کا واجب ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

شب پنجشنبہ چودھویں ماہ رمضان

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ فرمایا کہ دعا گو سے فرمایا ہے کہ غرہ پیر کے دن تھا
اتوار کے دن خلاف گواہی دی۔ اور جملہ اطراف میں یہی ہے اور میں نے
یہ بھی سنا ہے کہ لشکرِ منصور میں بھی غرہ پیر کے دن تھا۔ دعا گو چاہتا تھا۔ کہ
صدر جہاں آئے ہے اُس سے کہہ دوں اور میں نے نہ کہا، اسلئے کہ اس کا
حکم ہو جائے لیکن اوقات شریف سے تو نہ چاہی کہ محروم ہو جائیں ایضاً
فرمایا کہ میں ہر تراویح یعنے چار رکعتوں میں دو رکعت پڑھتا ہوں اس لئے کہ
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر تراویح ۳۶ رکعت ہیں، مکہ و مدینہ

مبارک ہیں، میں نے دیکھا ہے حنفی و شافعی و حنبلی مذہب والے بھی اسی
طرح کریں تاکہ اتفاق ہو جائے اسی درمیان میں خوان لائے۔ اُس کو صرف
کیا۔ فرمایا کہ اُس چیز کے کھانے کے بعد کہ جس کو آگ پہنچی ہو منہ دھو ڈالیں
کیونکہ سنت ہے۔ اور یہ حدیث شریف پڑھی جو کہ صحاح سے ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام الوضوء[1] مما مسته النار ای المضمضۃ بعد اس کے فرمایا کہ اس وضو
سے مراد کُلّی ہے بنا بر سنت، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُلّی فرماتے
تھے، نہ یہ کہ وضو کو دہراتے۔ اور اگر کوئی کُلّی نہ کریگا تو بسبب خلاف سنت ہونے
کے نماز مکروہ ہو گی، لیکن اگر ایسی چیز کھائیں کہ جس کو آگ نہیں پہونچی ہو تو
کُلّی کی حاجت نہیں ہے۔ مخدوم کا معمول یہی تھا۔ پس روئے مبارک ہیں
نقیر آورد و نا فرمودند۔ فرزندا من بگیر یا این فائدۂ تراویح و حدیث مضمضہ بدلیس غریب ست

شب مذکور میں وقت تہجد کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا مائدۂ تسحور یعنے سحری کا خوان لائے اُس میں پیاز تھی
فرمایا کہ پیاز نہایت مفید ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی من اکل حفاء الارض

---

[1] جامع صغیر میں بایں لفظ ہے۔ الوضوء یجب مما مست النار تجوقلی او شئی او
طبخ قال المناوی وھذا منسوخ وقیل المراد اللغوی منہ وھو غسل الید
والفم منہ م عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، الوضوء مما مست النار ولو من
ثور اقط ای قطعۃ من الاقط وھو لبن جامد، ت عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ،
وقال حسن ۱۲

لم یغیرہ ماؤھا الجفا ای البصل یعنے جو شخص زمین کی پیمایش رکھا بیگا تو اُس کو اُس زمین کا پانی ضرر نہ پہونچا ئیگا۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر کسی کو زمین کے پانی نے پکڑ لیا ہو اور وہ پیاز کھالے تو پانی کی گرفتگی اس سے جاتی رہے گی فرمایا جاتی رہے گی۔ اسلیئے کہ حدیث صحاح کی ہے پس روئے مبارک بدین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این حدیث فائدہ پیاز کہ گفتم در ملفوظ بنویسید۔ ایضاً اس فقیر کو ایک مشکل تھی مَیں نے خدمت میں عرض کیا کہ محراب داخل مسجد ہے یا خارج جواب فرمایا کہ داخل مسجد ہے۔ پھر مَیں نے پوچھا کہ اُسمیں قدم رکھنے سے نماز کیوں مکروہ ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خلاف سنت ہونے کی جہت سے دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی آنے والا آئیگا تو جانے گا کہ واسطے فرض کے کھڑا ہے وہ بھی شروع کرے گا۔ لیکن نوافل مکروہ نہیں ہیں ایضاً فرمایا کہ مصیبت زدہ پر نوحہ و فریاد کرنا درست نہیں ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات قریب ہوئی۔ اور وہ آپ کی گود میں تھے۔ تو آپ نے دریافت کر لیا۔ آپ کا دل فیض منزل غمگین ہوا اور چشم مبارک سے آنسو بہتے تھے۔ اور کچھ فریاد نہیں فرماتے تھے۔ پس چاہیئے کہ اپنے پیغمبر کا اتباع کریں۔ ان کا خلاف نہ کریں۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے مدینہ مبارک میں تربت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے بقدر ایک گز کے ہے، کچھ زیادہ میں نے پیمائش کی ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ ابراہیم کونسی حرم سے تھے۔ فرمایا کہ جاریہ ماریہ نام رضی اللہ عنہا

فائدہ در محراب

فائدہ در نوحہ و فریاد مصیبت

فائدہ قبر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

سے سکتے۔ بعد اس کے فرمایا کہ وہ ایسی لونڈی نہ تھیں کہ بازار سے خریدتے
ہیں۔ ایک بادشاہ نے اپنی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
غلامی کے واسطے بھیجی تھی **ایضاً** فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر کوئی دشوار کام آتا تو آپ الحمد للہ علی کل حال فرماتے
ایضاً اخلاق نبوی سے فرمایا کہ جب آپ مجلس میں تشریف لاتے تو تین
بار سلام کی تکرار فرماتے، اور اگر کوئی چیز قرآن مجید یا حدیث شریف سے
کہتے تو تین بار تکرار کرتے اور آواز بلند فرماتے تاکہ یاروں کے دل میں
بیٹھ جائے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد
کہ گفتم بنویسید۔

شب یکشنبہ پندرھویں ماہ رمضان

فوائد ایصال ثواب میت

کوئی بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز واسطے روح اپنی میت کے کھانا
لایا تھا۔ اُسکو قبول کیا فرمایا کہ جب کسی کی روح کے واسطے کھانا کریں تو چاہیے
کہ دوسروں کو کھلائیں اور خود بھی اُن کے طفیل میں کھالیں۔ اُس کی روح
کو پہنچے گا شب مذکور میں بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا فانکحوا ما طاب

شمار نکاح چار زنان

لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربٰع بعض روافض نے اس آیت سے نو
عورتیں حلال رکھی ہیں اور بعض نے اٹھارہ اور انکے مذہب میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ
مثنیٰ دو عورتیں ہوئیں اور ثلاث تین اور رباع چار مجموعہ نو عورتیں ہوئیں
اور بعض کہتے ہیں اٹھارہ مثنیٰ دو دو اور ثلاث تین تین دس ہوئیں اور رباع

چار چار یہ آٹھ ہوئیں مجموعہ اٹھارہ ہوئیں تعداس کے فرمایا کہ یہ باطل ہے صحیح مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے اس مذہب صحیح میں یہی چار عورتیں مراد ہیں کیونکہ متعارف ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے یہی مروی ہے **ایضاً** فرمایا سنا یا لقصر الضوء قولہ تعالیٰ یکاد سنا برقہ ای ضوء برقہ وبالمد ھو العلو پس لئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو غریب ہے کام آئیگا۔

سولہویں تاریخ ماہ رمضان پیر کے دن

اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بندہ خدمت میں حاضر تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا ذکر نکلا فرمایا خبر میں ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مشی علی الارض مشی مشیا تکفیا ای تعجیلا یعنے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت زمین پر چلتے تو جلد چلتے نہ بطور کاہلوں کے گویا پہاڑ سے اترتے ہیں، یا زمین خلائش ہیں جلد جاتے ہیں، اگر کوئی چاہتا کہ سلام کرے تو دوڑتا اس وقت سلام کرتا اور زمین میں بہت دیکھتے آسمان میں کم نظر فرماتے راہ چلنے میں دائیں بائیں نہ دیکھتے تھے سر جھکا کر چلتے، اور اگر کسی جگہ دیکھتے تو تمام بدن مبارک کو پھیرتے، کنارہ چشم سے نہیں دیکھتے تھے اور اگر کسی جگہ سوار ہوتے تو صحابہؓ کو اپنے آگے روانہ کرتے آپؐ کے عقب میں فرشتے چلتے اسی واسطے کہ جلد پھریں **ایضاً** ایک عزیز شربت فتوح لایا قبول کیا۔ فرمایا کہ طرۂ دستار یعنے پگڑی کے شملہ چھوڑنے میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے تین طریق مروی ہیں۔ کتب میں ہے طرۃ العمامۃ تکون قدر شبر او الی وسط الظھر او الی موضع الجلوس فھذا الطریق مسنون لاغیر واختار اھل الصوفیۃ مقدار شبر لان فیہ فضیلتین احدھما مسنون والثانی یستر سل الملائکۃ مقدار شبر شملہ عمامے کا بقدر ایک بالشت کے ہو یا وسط پشت تک یا بیٹھنے کی جگہ تک۔ یہ تینوں طریق سنت ہیں، نہ انکا غیر۔ اور مختار مشائخ صوفیہ کا ایک بالشت ہے۔ اسلئے کہ اس میں دو فضیلتیں ہیں ایک تو سنت دوسرے یہ کہ فرشتے طرۂ دستار کو ایک بالشت چھوڑتے ہیں آگے بائیں جانب میں پس لٹکائے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گفتم طرۂ دستار جملہ بپوشید ایضاً فرمایا فرزند من سبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی کہ جب وقت نماز ظہر کا آئے تو سالک نیند سے جاگے، وضو کرے، اور بعد اس کے شکر طہارت چار رکعتیں صلوٰۃ زوال کی پڑھے بعد اس کے سنت ظہر کی ادا کرے۔ بعد اس کے فریضۂ ظہر بجماعت پڑھے۔ جب نماز ظہر کے ورد سے فارغ ہو جائے تو تلاوت کرے یا ذکر کرے عصر کی نماز تک، اور اگر دل فارغ نہیں رکھتا تو فراغت دل میں کوشش کرے، اسلئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں خطاب ہے یا داؤد فرغ قلبک لغیبتی اے داؤد تو اپنے دل کو فارغ کرتا کہ وہ ذکر کے واسطے مہیا ہو جائے اسلئے کہ ذکر اعمال قلب کا جامع ہے فرائض کو مسجد میں پڑھے اور نوافل کو گھر میں، کیونکہ دین کی سلامتی اور دل کی جمعیت یہی ہے اور جو چیز

سلامتی جمعیت سے نزدیک تر ہے، اس کی نگاہداشت زیادہ تر اولیٰ ہے مگر یہ کہ مرشد ہو تو اس کے واسطے عمل کا ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ دوسرے دیکھیں اور اس سے عمل اخذ کریں جب عصر کی نماز کا وقت آئے تو چار رکعتیں سنت عصر کی پڑھے اور فرض کو جماعت ادا کرے اور جب فارغ ہو تو ذکر و فکر میں مشغول ہو جائے کہ یہ دل کا کام ہے اور ورد اعضا کا کام ہے۔ اور جس وقت آفتاب زرد ہو جائے تو تلاوت ادعیہ و تسبیح میں جو کہ بعد عصر کے آئی ہیں مشغول ہو یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے اور اس وقت کا زندہ رکھنا فضیلت میں مثل زندہ رکھنے ورد اول کے ہے صبح کے جاگنے سے طلوع آفتاب تک اسلئے کہ اول النہار الدین و اخرہ الحقیقی اور دوست تر یہ بات ہے کہ استغفار میں رہے کہ سورج ڈوب جائے اور ساتھ نفس کے محاسبہ کرے کہ دن مجھ سے گزر گیا تو کیا ہاتھ میں لایا کیونکہ خبر میں آیا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا بورك فی یوم لا یزداد فیہ خیر یعنے برکت نہیں ہے اُس دن میں کہ جس میں خیر زیادہ نہ ہو یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً معنی رمضان

فرمایا کہ اسم صفات خداوند تعالیٰ کا ہے فعلان کے وزن پر بمعنی فاعل ہے معنی ہے اسکے آخرق یعنے بندوں کے گناہوں کا جلانے والا اور ماہ رمضان کو شہر رمضان کہتے ہیں تاکہ فرق ہو جائے درمیان اسم صفات کے دوسرے یہ کہ کلام مجید

کا اتباع ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن فرمایا رمضان الذی
نہیں کہا معنی رمضان کے محرق ہیں جلانے والا اسلئے کہ اس میں گناہگاروں
کے گناہ بسبب روزے کے جلتے ہیں پس لفظ مبارک بریں فقیر آدرد ونا فرمودند
فرزند من ایں .... معنی رمضان کہ گفتم بنویسید غریب ست

ایضاً ذکر وصال حق کا نکلا

فرمایا کہ وصال خدا تعالیٰ کا ہرگز نہ پائیں جب تک مجاہدہ نہ کریں اس لئے کہ
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ای الذین
جاھدوا لاجلنا لنھدینھم سبیل وصالنا یعنے جو لوگ کے ہمارے واسطے
مجاہدہ کرتے ہیں تو ہر آئینہ ہم اُن کو اپنے وصال کی راہیں بتا دیتے ہیں بعد
اس کے فرمایا المجاھدۃ ھو ترک الماکولات والمشروبات والملبوسات
والمنکوحات ای تقلیلھا یعنے مجاہدہ ترک کرنا ہے بہت سے کھانے پینے،
پہننے، عورتیں کرنے کا بعد اس کے فرمایا کہ اگر ایسا واصل وفات پائے تو لذت
وصال کی اُس جگہ بھی ہو بعد اس کے فرمایا کہ بعض ایسے واصلوں کو گور میں
تنہا نہیں چھوڑتے ہیں عرش کے نیچے لے جاتے ہیں پس لفظ مبارک بریں
فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں معنی مجاہدہ و وصال کہ گفتم جملہ بنویسید غریب ست۔

سترہویں ماہ رمضان شب سہ شنبہ

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا ختم تراویح کا ذکر نکلا فرمایا کہ اُس طرف رات

نماز تراویح میں قرآن شریف کا ایک سپارہ اور کچھ پڑھتے ہیں ستائیسویں رات
کو ختم کر دیتے ہیں مخدوم کا معمول یہی تھا بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین رات تراویح پڑھی ہے اسی سبب سے میں تین
رات متابعتاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیت کرتا ہوں بعد اُسکے
فرمایا کہ اس طریق کی نیت خاصہ میرا ہے۔ کسی کتاب میں یہ طریق نہیں ہے
تم نے پایا ہے؟ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ ہم نے کسی کتاب میں نہیں
پایا ہے۔ فرمایا کہ مقصود تراویح سے ختم ہے۔ اگر کوئی ایک رات میں ختم کر لے
پھر اور راتوں میں تراویح نہ پڑھے تو گنہگار نہ ہوگا۔ کیونکہ مطلب ختم ہے۔ بعد
اس کے فرمایا کہ نزدیک بعض کے ختم تراویح کا واجب ہے لیکن صحیح قول
یہ ہے کہ سنت ہے اسی اثنا میں ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر ایک شخص نے
ختم تراویح کا کر لیا تو اس کی گردن سے سنت ساقط ہو گئی، اگر وہ دوسرا ختم
تراویح میں شروع کرے تو مستحب ہوگا، اور ایک دوسری جماعت اُس کا اقتدا
کرے تو اُن سے ختم تراویح کا سنت میں محسوب ہوگا یا نہیں؟ جواب فرمایا
کہ محسوب ہوگا، اسلئے کہ سنت و مستحب قریب الحکم ہیں اور نفس تراویح اس میں
حاصل ہے اور اُس طرف محدث و مشائخ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس جماعت
نے تراویح کا ختم نہیں کیا ہے وہ اُس امام کے ساتھ پڑھیں کہ جس نے دوبارہ
ختم تراویح کا شروع کیا ہے، اور یہ کام شیخ جمال الدین اُچھی رحمۃ اللہ علیہ
بھی کرتے تھے، اور دوسرے دن کو فرماتے ہیں روئے مبارک بریں فقیر آوردند
فرمودند فرزند من ایں فائدہ نیت تراویح کہ گفتم نو بسیار غریب است کم کسے

میرا انا ایضاً فرمایا جو کہ او راہ دین سے ہے کس طرح مستقیم یعنے درست و راست ہو سکتی ہے کہ کما آتیت ابراھیم رُشدنا کہ ذا کرشلن نا و کما ایتت موسیٰ سؤالہ فاعطنا سؤلنا و کما غفرت لمحمد ذنبہ فاغفر لنا ذنوبنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ ختم انبیاء اور سب سے افضل ہیں اُنکا گناہ کے ساتھ کیونکر ذکر کریں فرمایا کہ دعا گو نے اُس طرف محدثوں و مشائخوں سے پوچھا کہ شیخ شہاب الدین کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گناہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں؟ میں نے یہ جواب پایا کہ یہ دعا مروی ہے وہ کیا کریں۔ لیکن تم اس کا بھید سنو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس سبب سے گناہ کے ساتھ یاد کیا ہے تاکہ اُن کی اُمت کے گناہگاروں کے دل آرام پکڑیں اگرچہ اس ذنب سے ذنب شرعی مراد نہیں ہے ذنب حال مراد ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے نیکوں کی نیکیاں مقربوں کی بدیاں ہیں اور وہ نیکی ابرار کے عمل باطمع اجر ہے اور مقرب لوگوں کا عمل بغیر طمع اجر کے ہوتا ہے اُس کی طاعت واسطے اُس کی ذات کے کرتے ہیں اور اگر ان کی خاطر و ضمیر میں اجر کی طمع گزرتی ہے تو یہ انکے حال کا گناہ ہے۔ اُس سے استغفار کرنا چاہیے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین یعنے بیشک میری نماز اور میرا حج اور میری زندگی اور میری موت اور میری ساری طاعتیں واسطے ذات خداوند کے ہیں جو کہ پروردگار ہے جہان والوں کا

لہ مجمع البحار میں ہے کہ یہ قول ابو سعید خراز رضی اللہ عنہ کے کلام سے ہے۔

نہ دیا سطے طمع اجر کے پس لڈئیے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزندمن ایں فائدہ کہ گفتم بنویسیا پس نبشتم۔

سترہویں ماہ رمضان

کو یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا سید صدرالدین راجا برادر مخدوم منصور کے لشکر سے آئے۔ قدمبوسی کی بغلگیر ہوئے پوچھا تو جواب دیا کہ سلطان نے بہت مرحمت کی کہ تقریر میں نہیں آتی ہے۔ ایک گاؤں میرے نام پر کر دیا۔ اور دو ہزار تنکہ پیش کش کیا اور خلعت پہنایا پھر رخصت کیا۔ اور خط بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے پائے بوسی بندگی مخدوم کو پہونچاؤ اور معذرت کرو کہ میں لقائے مبارک کا سخت مشتاق ہوں مہم پیش آئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ فتح ہوگی۔ بعد فتح کے خدمت میں حاضر ہونا ہوگا۔ دوزانو فرمایا یہ بھی فرمایا کہ طالب حق کا کام بسبب جدو اجتہاد کے وہاں تک پہونچتا ہے کہ اس پر مکاشفہ ہوتا ہے اگر اس سے قطع نظر کی تو مقصود کو پہنچ گیا ورنہ اسی میں رہ جاتا ہے مقصود کو نہیں پہونچتا ہے۔ اور وہ یعنی مقصود ذات حق ہے۔ مثلاً اگر ملتان سے دہلی کا قصد کیا اور منزل گزرتی ہے آگے ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی اثنا میں اجودھن[1] میں رہ گیا تو وہ مقصود کو نہ پہنچا پس طالب حق کو چاہیئے کہ انوار مکاشفہ کے جو اس پر منکشف ہوتے ہیں ان سے ترک نظر کرے۔ اُن کو دفع فرمائے آگے جائے ان پر فریفتہ نہ ہوجائے کیونکہ کام تو آگے ہے۔ یہاں تک کہ نور تجلی اُس پر متجلی ہوجائے

[1] علاقہ پاکپتن شریف احقر

خدائے عزوجل کو دل کی آنکھ سے دیکھے اُس کی ذات پاک کو اکثر نمازیں دیکھے اور یہ وہ نور ہے یہ آیت شریف پڑھی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکاً وخر موسی صعقا۔ ولی کا دل پہاڑ سے کمتر نہیں ہے فرمایا کہ میں نے ایک درویش سے یہ بیت یاد کر رکھا ہے ؎

طاقت دیدن رخ تو کراست   من مسکین شدہ حیرانم

اور یہ وہ مقام ہے کہ خود سے فانی اور دوست کے ساتھ باقی ہو جائیں خود کی کچھ یاد نہ لائیں اسی کی یاد میں رہیں اور ہمیشہ خطاب کریں مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام ذوالنون رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ میں آئے، ایک مرد سیاہ زنگ یعنی حبشی کو دیکھا کہ اپنی خبر نہیں رکھتا ہے، میرے آنے کی اس کو کب خبر ہو گی، اُس نے میرے طرف کچھ نہ دیکھا ویسا ہی مستغرق تھا۔ اور آہستہ کچھ کہتا تھا۔ میں نے اپنا کان نزدیک اسکے رکھا تو میں نے سنا کہ وہ کہتا ہے اَنْتَ اَنْتَ یعنے تو ہی تو ہے، بعد ایک زمانے کے ہوش میں آیا مجھ کو دیکھا تو میں نے سلام کیا۔ اُس سے پوچھا کہ تو یہ خطاب کس سے کرتا تھا اُس نے جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ محبوب جانتے ہیں۔ ہر کسی سے نہ کہنا چاہیئے کہ فضیحت ہو جائیں۔ تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر کوئی عاشق مجازی معشوقہ کا ذکر کرے تو بالضرور فضیحت ہو جائے ؎

یک شربت وصل تو بہ از طاعت صد سال   کز طاعت من ارنش حاصل دیدار

پوشیدہ بنوشید ضیار وصلش   اظہار کمی باید کرد ایں ہمہ اسرار

یہ قول مولانا ضیاء الدین رحمتہ اللہ علیہ کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ تو نہیں

دیکھتا ہے کہ خانقاہ شیخ کبیر قدس اللہ سرہ میں شروع کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جب خود سے فانی ہو جاتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے ہیں اسلئے کہ جملہ خواطر کی نفی کر چکے تو اثبات میں ہو گئے بعد اس کے فرمایا کہ وہ درویش کہاں رہے ہیں اس زمانے کے ولی اُن درویشوں کے اتباع کو نگاہ میں رکھتے ہیں شاید بعض ایسے بھی ہوں خالی نہیں ہیں پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزندمن ایں فوائد از دو تجلی اسرار کہ گفتم بنولیسید تو سالکی کار خواہد آمد ترا۔

شب چہار شنبہ اٹھارہویں ماہ رمضان

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ تہجد کے وقت مائدہ سحور لائے۔ مخدوم کھانے سے پہلے ہاتھ نہیں دھوتے ہیں اُسی طرح کھاتے ہیں علی الدوام اور بعد کھانے کے ہاتھ دھوتے ہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ کھانے کے اول و آخر ہاتھ دھونا سنت ہے۔ جواب فرمایا کہ اول مستحب ہے اور اور آخر میں سنت ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ درویش اول ہاتھ نہیں دھوتے ہیں اس جہت سے کہ مذہب فقر ہے یعنے محتاجی کو لے جاتا ہے۔ چونکہ انکو صدق افتقار ہے اسلئے اول ہاتھ دھونا ترک کیا ہے حتیٰ الینفے الفقر و تنفی اللمہ۔ بعد اس کے ایک عزیز نے پوچھا اگر کسی کا ہاتھ بھرا ہوا ہے فرمایا تو دھو ڈالے ورنہ حاجت نہیں ہے۔

اٹھارہویں ماہ رمضان روز چہار شنبہ

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا ذکر عطریات کا نکلا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم عطریات کو بہت دوست رکھتے تھے اور بدن میں اور کپڑے میں ملتے تھے اور خود بھی ایسی خوشبو تھے کہ آپ کا پسینہ بھی اسی طرح کا تھا یعنے اگر مدینہ مبارک میں بوئے خوش آتی تو لوگ کہتے کہ مقرر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ میں گزر فرما رہے ہیں اور جس جگہ آپ مستراح کرتے یعنے قضائے حاجت فرماتے تو خوشبو آتی۔ اگر آپ راہ میں گزر فرماتے اور آپ کو لوگ نہ دیکھتے تو جان لیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزر فرما رہے ہیں اور یہ بھی خبر میں ہے کہ آپ آخر شب کو بدن اور کپڑے میں عطر ملتے تھے۔ بایں نیت کہ صبح کو درمیان یاروں کے جاؤنگا تو اُن کو خوشبو پہونچاؤں گا۔ اسی لئے جمعہ کے دن غسل کرنا کپڑے دھونا، خوشبو ملنا سنت ہے۔ اسلئے کہ پسینے کے سبب سے بدن میں بدبو آنے لگتی ہے۔ تاکہ ارد گرد کے لوگوں کو مضرت نہ پہنچے۔ بعد اس کے فرمایا کہ جب بایں حد برادر مومن کا ضرر روا نہیں رکھتے ہیں تو ہاتھ اور زبان سے کب رنج پہونچائیں گے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام المسلم[1] من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ یعنے مسلمان وہی ہے کہ اُس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان

---

[1] جامع صغیر میں بایں لفظ ہے المسلم ای الکامل من ای انسان ذکرا کان او انثی سلم المسلمون وغیرہم من اہل الذمۃ من لسانہ ویدہ فان قیل ہذا یستلزم ان من اتصف بہا خاصۃ کان کاملا ویجاب بان المراد بذلک مع مراعاۃ بقیۃ الارکان قال الخطابی افضل المسلمین من جمع الی اداء حقوق اللہ تعالیٰ اداء حقوق المسلمین ویحتمل ان یکون المراد بذلک الاشارۃ الی

سلامت رہیں بعد اس کے فرمایا کہ اولیائے کامل کے غدّہ میں خوشبو آتی ہے اور اگر کامل نہیں ہے تو بدبو بھی نہیں آتی ہے۔ دعاگو نے اس کا امتحان کیا ہے مناسب اس کے حکایت فرمائی کہ اُچہ میں ایک عورت عابدہ ہے، لڑکوں کی ماں کے پاس عوارف پڑھنے کو آتی تھی اس سے عطر کی خوشبو آتی، ایک دن لڑکوں کی ماں نے اس سے پوچھا کہ تو بدن میں عطر ملتی ہے اُس نے کہا برسوں ہوئے کہ میرے خاوند نے انتقال کیا ہے۔ میں کس کے واسطے عطر ملوں معلوم ہوا کہ وہ ولیہ ہے اور یہی عورت جمعے کی راتوں کو خانہ کعبہ میں حاضر ہوتی ہے۔ وہاں ایک عورت ہے اُس سے بہناپا کیا ہے۔ بارہا واسطے دعاگو کے قرص مکہ اور نبات مصری لاتی ہے۔ شیخ شمس الدین مسعود نے کہا کہ بارہا میں نے بھی اس سے کھایا ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ عطر کہ گفتم بنویسی غریب است۔

ایضاً شبِ قدر پانے کا ذکر نکلا

ایک عزیز نے پوچھا کہ شب قدر طاق شب میں ہوتی ہے یا جفت شب میں جواب فرمایا کہ دعاگو نے ہر سال طاق شب میں پائی ہے۔ اور اسی

(بقیہ حاشیہ ص۴۲۵) الحث علی حسن معاملۃ العبد معہ ربہ لانہ اذا احسن معاملۃ اخوانہ خالاً ولی ان یحسن معاملۃ ربہ من باب التنبیہ بالادنی علی الاعلی وخص اللسان والید بالذکر لان الاذی بھما اغلب ۱۲ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔

طرح مردی ہے تب اس کے فرمایا کہ وہ عورت ولیہ بھی پاتی ہے اور صبح کو خود آتی ہے، یا آدمی بھیجتی ہے کہ میں نے شب قدر پائی آج کی رات تھی صحیح ہے یا نہیں، اُسی رات میں دعا گرنے بھی پائی۔ تو میں جواب دیتا کہ آج کی رات شب قدر تھی۔ تب اس کے فرمایا کہ سال گذشتہ کہ میں نے شب قدر شب بست وسیوم کو پائی ہے۔ اور جس شخص نے کہ سال گذشتہ میں میرے ساتھ شب قدر پائی تھی۔ وہ اس بار معتکف نہیں ہے۔ دلی میں رہتا ہے۔ بندے نے پوچھا وہ کون ہے آہستہ فرمایا کہ سید شرف الدینؒ بعد اس کے فرمایا محمدؐ ظفاری بھی دو سال ہوئے کہ معزول ہو گیا ہے میرے پاس بھی نہیں آتا ہے **ایضًا** ایک زائر نے عرض کیا کہ میں نے حج کی نیت کی ہے آپ کسی بادشاہ کو لکھ دیں تاکہ وجہ توشہ یعنی کچھ زاد راہ دیوے۔ نفیس ہوئے فرمایا کہ لکھ دو بعد اس کے فرمایا فقہ کی کتاب میں ہے مَنْ ارادالحج ویاخذ من الملوك زادا ویاكل فی طریق الحج لایقبل منه حجٌ ولا عمرۃٌ یعنی جو شخص چاہے کہ حج کو جاوے اور توشہ وجہ ملوک سے کرے اور اُس کو حج کی راہ میں کھاوے تو اللہ تعالےٰ اُس کے حج و عمرے کو قبول نہ فرماوے بعد اس کے فرمایا کہ بعض لوگ یہ مسئلہ نہیں جانتے ہیں حج کا توشہ وجہ ملوک سے کرتے ہیں اور اصل اعمال میں وجہ خالص چاہیئے۔ تاکہ قبولیت ہو اور فقرا پر تو حج سے ہے۔ فرض نہیں ہے، جس وقت فرض ہو جاوے تو اُس وقت چلا جاوے قولہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنی واسطے اللہ کے ہے لوگوں پر حج خانہ کعبہ کا، جو شخص کہ طاقت رکھے طرف اُس کے

مسئلہ حج

راہ کی۔ حج اُس وقت فرض ہوتا ہے کہ راہ کا زاد و راحلہ ہو اور عیال کو اتنا خرچ
مل جائے کہ جائے اور پھر آ جائے اور راہ میں امن ہو۔ پس روئے مبارک
بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من مسئلہ حج کہ گفتم بنویس غریب ست کم
کسے میداند **ایضًا** روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ فرمایا سبق
پڑھ میں سنے شروع کیا، ترتیب اس میں تھی کہ جس وقت سالک فرض
مغرب کے پڑھ چکے تو کسی سے بات نہ کرے یہاں تک کہ چھ رکعت نماز
ادا نہ کرے کیونکہ سنت ہے فقہ میں ذکر کیا ہے ونُدِبَ السِّتُّ بعد المغرب
لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من[1] صلی المغرب ثم صلی بعدھا ست رکعات
قبل ان یتکلم بسوء کتب لہ عبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ یعنے بعد مغرب کے جو چھ

---

[1] من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن بسوء عدلن لہ (بالبناء للمفعول) بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ (قال المناوی وا لقلیل قد یفضل الکثیر بمقارنتہ ما یخصہ من الاوقات والاحوال) ت ہ عن ابی ھریرۃ (قال العلقمی قال الدمیری حدیث ضعیف) من صلی ست رکعات بعد المغرب قبل ان یتکلم غفر لہ بھا ذنوب خمسین سنۃ (قال المناوی ای الصغائر الواقعۃ فیھا ولا تعارض بینہ وبین خبر الاثنی عشر لان ذلک فی الکتابۃ وھذا فی المحو)

ابن نصر عن ابن عمر) باسناد ضعیف ۱۲ شرح جامع صغیر

رکعتیں مندوب ہیں، اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مغرب کی نماز پڑھے، پھر بعد اس کے چھ رکعت نماز پڑھے، قبل اس کے کہ کوئی بری بات بولے، تو لکھی جائے گی واسطے اس کے عبادت بارہ برس کی، بعد اس کے بیس رکعت صلوٰۃ الاوابین کی پڑھے[1] ہمیشہ درمیان مغرب و عشا کے اسلیے کہ حق میں اوابین ادا کرنے والوں کے یہ آیت شریف نازل ہوئی ہے تتجافی جنوبھم عن المضاجع یعنے الگ ہوتی ہیں کروٹیں ان کی بچھونوں سے، یہ انہیں کے حق میں ہے کہ درمیان مغرب و عشا کے وقت کو زندہ رکھتے ہیں۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

شب پنجشنبہ انیسویں ماہ رمضان

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ مسعود درویش گوشت نہیں کھاتا تھا۔ فرمایا

---

[1] من صلی بین المغرب والعشاء، یحتمل ان من شرطیۃ والجواب محذوف ای فازبالاجر العظیم او نحو ذالک) فانھا صلوۃ الاوابین) قال المناوی تمامہ ثم قلا قولہ تعالیٰ انہ کان للاوابین غفورا واحیاء ما بین العشائین سنۃ مؤکدۃ) ابن نصر عن محمد بن المنکدر مرسلا) من صلی بین المغرب والعشاء عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ، قال المناوی فیہ ندب صلوٰۃ الرغائب لانہ مخصوصۃ بما بین العشائین، ه عن عائشۃ (۱۲ شرح جامع صغیر)

حدیث شریف میں ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام سید[1] ادام اھل الدنیا والجنۃ اللحم یعنے آپ نے فرمایا کہ دنیا و جنت والوں کے سالن کا سردار گوشت ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ بہشت میں گوشت کھائینگے؟ جواب فرمایا قولہ تعالیٰ ولحم طیر مما یشتھون یعنے بہترین گوشتوں کا یہی پرندوں کا گوشت ہے

ایضاً توحید و شرک کا ذکر نکلا

فرمایا کہ مشائخ کی اصطلاح ہے التوحید افراد الحق عن غیرہ والشرک اشراک الغیر بہ یعنے توحید جدا کرنا حق ہے اُس کے غیر سے اور شرک شریک کرنا ہے غیر کا ساتھ اُسکے پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من حدیث فائدہ گوشت و معنی توحید و شرک کہ تقریر کردم عزیز ست بنویسید۔

ایضاً شب مذکور میں وقت تہجد کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ یہ کھانے کا دانہ کہ وقت کھانے کے گر پڑتا ہے، اُس کے کھانے کا کیا فائدہ ہے؟ جواب فرمایا کہ قضائے

---

[1] سید الادام فی الدنیا والاٰخرۃ اللحم) قال المناوی لانہ جامع لمعانی الاقوات ومحاسنھا فھو افضل المطعومات) وسید الشراب فی الدنیا والاٰخرۃ الماء) کیف وبہ حیاۃ کل حیوان بل کل نام علی وجہ الارض) وسید الریاحین فی الدنیا والاٰخرۃ الفاغیۃ) نور الحناء فھو اشرف الریاحین) طس وابو نعیم فی الطب النبوی ھب عن بریدۃ بن الحصیب قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ ۱۲ شرح عزیزی جامع صغیر

ظہور ہوتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ حرمت اس دانۂ طعام کی واسطے رضائے خدا کے ہے پس خدا کی رضا بجا لائی جائے اور یہ مثل اس بات کے ہے کہ کوئی شخص اپنی لونڈی کو کسی کے نکاح میں دیوے تو اس لونڈی کا مہر واسطے مولیٰ کے ہوگا۔ سو وہ حوریں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں اور وہ اُنکا ولی ہے یہ اُن کا اجر اُس کو دیوے بعد اس کے فرمایا کہ مہر با اجر آیا ہے جیسا کہ نکاح شعیب علیہ السلام کے صاحبزادی کا موسیٰ علیہ السلام سے ہوا یہ قصہ قرآن شریف میں ہے قولہ تعالیٰ انی ارید ان انکحك احدی ابنتی ھاتین علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرا فمن عندك وما ارید ان اشق علیك ستجدنی ان شاء اللہ من الصالحین قال ذلك بینی وبینك ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی واللہ علی ما نقول وکیل یعنے حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ مقرر میں چاہتا ہوں کہ تیرے نکاح میں دوں ایک کو میرے ان دو بیٹیوں سے، اس شرط پر کہ تو میری خدمت کرے ساتھ چرانے بکریوں کے آٹھ برس پھر اگر تو دس برس پورے کر دے تو تیری طرف سے ہے اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تجھ پر مشقت رکھوں اس انجام کو تو مجھے پائے گا اے موسیٰ اگر اللہ نے چاہا صالحوں نیک مردوں سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ شرط درمیان میرے اور درمیان تیرے ہے۔ جو کونسی مدت میں پوری کر دوں تو کوئی زیادتی مجھ پر نہیں ہے اور اللہ وکیل ہے اس پر جو ہم کہتے ہیں۔ پس از دست مبارک بریں فقیر آورد مذ فرمود ماذ فرزند نادمن فائدہ ظہور نبوییا۔

اُنیسویں ماہ رمضان روز پنجشنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا حضور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے
لباس مبارک کا ذکر نکلا فرمایا کہ آپ پیراہن یعنے کرتا پہنتے اور اُسکو دوست
رکھتے تھے۔ لیکن بے گرہ بند کے یعنے جیب نہ ہوتی تھی آپ کا قول ہے
کہ اَحَبُّ الثیابِ اِلَیَّ القمیصُ والحِبَرَۃُ یعنے دوست ترین کپڑوں کا طرف
میرے پیراہن اور بارانی ہے۔ اور اگر آپ بارانی پہنتے تو بار ہا بند کھلے ہوتے

عہ جامع صغیر میں یوں لفظ ہے کان احب الثیاب الیہ القمیص ای کانت نفسہ
تمیل الی لبسہ اکثر من غیرہ من نحو رداء او ازار لانہ استر منہما ولانہما یحتاجان
الی الربط والامساك بخلاف القمیص لانہ یستر عورتہ ویباشر جسمہ بخلاف
مایلبس فوقہ من الدثار (دت ك عن ام سلمۃ) قال الشیخ حدیث صحیح کان احب
الثیاب الیہ الحبرۃ) قال الطیبی والحبرۃ خبر کان بوزن عنبۃ برد یمانی ذو الوان
من التحبیر وھو التزیین والتحسین قال ابن رسلان انما کانت الحبرۃ احب
الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانہ لیس فیہا اکثر زینۃ ولانہا
اکثر احتمالا للوسخ من غیرھا) ق دت عن انس ۱۲ عزیزی شرح جامع صغیر زود انفقاہ
عفا اللہ عنہ عہ القمیص اسم لما یلبسہ الرجل من المخیط الذی لہ کُمّان وجیبٌ ۱۲
منتہی الارب اور جیب یعنے گریبان صراح میں اسی طرح ہے ۱۲ عہ حدثنا ابو عمار الحسین بن
حریث انا ابو نعیم انا زہیر عن عروۃ بن عبد اللہ بن قشیر عن معاویۃ بن قرۃ
عن ابیہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی رھط من مزینۃ لنبایعہ وان

بعد اس کے فرمایا کہ پیراہن با جیب پہننا بدعت ہے، ہندوستان میں پہنتے ہیں
اور اس طرف پیراہن با جیب کوئی نہیں پہنتا ہے بعد اس کے فرمایا کہ
آستین مبارک آپ کی ایک روایت میں ہے کہ بند دست تک ہوتی
اور ایک روایت میں تا سر انگشتان، اس سے زیادہ نہیں ہوتی تھی
اور آپ جامہائے کوتاہ پہنتے تھے یعنی اونچے کپڑے پہنتے اسلیے
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وثیابک فطہر ای فقصر مناسب اسکے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن آستین امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
کی انگلیوں سے زیادہ تھی تو اُتنی کاٹ ڈالی، اور دور کر دی پس لٹیے
مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ لباس مصطفے صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تقریر کردم بنویسید پس نشستم **ایضاً** روئے مبارک
طرف اس فقیر کے لاسئے فرمایا فرزند من سبق پڑھ میں نے شروع کیا ترتیب
اس میں تھی کہ جب عشا کی نماز کا وقت آئے تو چار رکعت سنت پڑھے
پھر فریضہ عشا ادا کرے بعد اسکے دو رکعت سنت اور اوپر شرح کبیر میں دوسرا

(بقیہ حاشیہ ۴۳۲) بقمیصہ المطلق او قال ذرہ قمیصہ المطلق ۱۲ شمائل ترمذی فی الخانیۃ
ولو صلے الرجل فی قمیص محلول الجیب فوقع بصرہ فی الرکوع والسجود علی فرجہ ذکرنا
انہ لا تفسد صلوتہ وفی روایۃ تفسد صلوتہ فی الکبری اذا صلے بغیر ازار محلول الجیب
جاز سواء کان عریض اللحیۃ او لم یکن ہو المختار ۱۲ کنز العباد فی صلوۃ المسعودی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است کہ بدترین مردم و شوم ترین مردمان آنست کہ خود را بزنان مانند
کنند چنانکہ جامہ ابریشمیں وا دارد یا پیراہن عیب دارد یا ازار فراخ یا پائچہ دراز ۱۲ کنز العباد

طریق مروی ہے۔ لیکن دعاگو نے اُس طرف ایک اور طریق سُنا ہے اور میں اُسی طرح پڑھتا ہوں حدیث شریف میں ہے من صلے بعد رکعتی سنۃ العشاء اربع رکعات سنۃ ویقرا فی الرکعۃ الاولی ایۃ الکرسی ثلاث مرات وفی الثانیۃ سورۃ الاخلاص ثلاث مرات وفی الثالثۃ الفلق ثلاث مرات وفی الرابعۃ الناس ثلاث مرات قضیت لہ حوائجہ وقالت اصحابنا واظبنا ھذہ الصلوۃ قضیت حوائجنا کلھا یعنی جو شخص پڑھے بعد دو رکعت سنت عشا کے چار رکعتیں سنت کی، اور پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی تین بار اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص تین بار اور تیسری میں سورہ فلق تین بار، اور چوتھی میں سورہ ناس تین بار تو اس کی حاجتیں پوری کی جائیں اس کو صلوٰۃ الحاجۃ بھی کہتے ہیں جیسے کہ صحابہ نے کہا ہے کہ ہم نے اس نماز کی مواظبت ومداومت کی تو ہماری ساری حاجتیں روا ہوگئیں۔ بعد اسکے فرمایا کہ نیت متابعًا للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرے کیونکہ آپ نے اس نماز کو پڑھا ہے اور یہ میرا معمول ہے بعد عشا کے جو سورتیں کہ آئی ہیں اُنکو پڑھے سورۂ یٰسٓ و حٰمٓ الدخان والٓمٓ تنزیل وتبارکؔ اور اگر نماز میں پڑھے تو بہتر ہے بعد اس کے فرمایا کہ پائچۂ ازار مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹخنے سے اوپر رہتا تھا۔ ٹخنے سے نیچے نہ تھا۔ قوم لوط لعنہم اللہ تعالیٰ کی افعال میں سے ایک فعل یہی تھا کہ پائچۂ ازار کے ٹخنے سے نیچے پہنتے تھے۔ بد قوم تھی۔ ٹخنے سے نیچے پہننا اس طور پر کہ ٹخنا چھپ جائے مکروہ وبدعت ہے۔ اسلیے کہ آپ کا قول ہے من صلی وکان ازارہ تحت الکعبین لا ینظر

ف بعد دو رکعت سنت عشا چار رکعت صلوٰۃ الحاجۃ

ف ذکر خواندن سورہ بعد عشا

اللہ الیہ یعنے جو شخص نماز پڑھے اور اُس کی آزار ٹخنوں سے نیچی ہو تو اللہ تعالیٰ طرف اُس کے نظر نہ فرمائیگا۔ اسی درمیان میں ایک زائر آیا اور سر زمین پر رکھ دیا۔ بآواز بلند فرمایا کہ ایسا کرنا روا نہیں ہے۔ ہاتھ پکڑنا چاہیئے مصافحہ کرنا چاہیئے بعد اس کے فرمایا کہ سر جھکانا بھی مکروہ ہے فقہ میں مذکور ہے یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ یعنے مکروہ ہے سر نیچا کرنا واسطے بادشاہ کے اور غیر بادشاہ کے اسی کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ مولانا بہار الدین قاضی اوچہ دعاگو کے اُستاد تھے، میں ان کے پاس پڑھتا تھا اور تواضع کرتا تھا ایک دن مجھ سے کہا کہ تو سر کو بلند کرکے سلام کو نیچا کرکے سلام مت کر کیونکہ مکروہ ہے۔ پس لفظ مبارک برین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این مسئلہ کہ گفتم بنویسید پس نبشتم تاریخ مذکور میں بعد ادائے نماز ظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا بات مکاشفہ و مشاہدے میں تھی فرمایا کہ اول سالک کو زمین کا مشاہدہ ہوتا ہے جو کچھ روئے زمین پر ہے، سب کو دیکھتا ہے بعد اسکے جو کچھ زمین کے پیٹ میں ہے وہ منکشف ہوتا ہے جیسے کشف قبور اور احوال مُردوں کا، اور جو کچھ کہ زمین کے نیچے ہے جیسے سونا چاندی خزانے وغیرہ بعد اس کے جنوں پریوں کا مشاہدہ ہوتا ہے اُن کو دیکھتا ہے، بعد اس کے آسمان کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ جیسے فرشتے اور بہشت و عرش و کرسی و لوح و قلم اور جو اُن کے سوا ہے بعد اس کے ارواح کا مکاشفہ ہوتا ہے۔ بعد اس کے روحانیوں کا مکاشفہ ہوتا ہے۔ یعنے مردان غیب کا جیسے

ابدال و اوتاد و نقبار و نجبار و قطب اُن کو دیکھتا ہے اور ان کے غیر کو بھی بعد اِس کے اولیار کا مشاہدہ ہوتا ہے بعد اس کے انبیار علیہم السلام کا مشاہدہ ہوتا ہے اور صحابہؓ و تابعین کا بعد اس کے اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ بعد اسکے مشاہدہ حق کا متجلی ہوتا ہے یہ مقام وصال کا ہے، واصلوں سے ہو جاتا ہے مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ روحہ منبر پہ خلق کو تذکیر و واعظ فرما رہے تھے اسی اثنا میں منبر سے اُتر آئے اور نیچے کے زینے پر بیٹھ گئے اور خلق کی طرف پشت کی اور منبر کی طرف موتہہ کیا با ادب تمام سر جھکایا اور بیٹھ گئے، وعظ سے رک گئے اہل مجلس نے کہا شاید شیخ دیوانے ہو گئے۔ ان کا ایک رازدار تھا اُس نے پوچھا کیا تھا کہ آپ اثنار تذکیر میں منبر سے اُتر آئے اور آخری زینے پر بیٹھ گئے اور خلق کی طرف پیٹھ کر دی فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ منبر پر بیٹھے میری کیا مجال کہ میں حضرت رسالت پناہ کے برابر بیٹھوں اور انکی طرف پشت کروں یہ ہے مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا، اسکے بعد مشاہدہ حق کا طالع ہوتا ہے پس لڑوے مبارک بدین فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ مکاشفہ کہ گفتم بنویسید پس نبشتیم

بیسویں تاریخ ماہ رمضان شب جمعہ وقت تہجد

کے اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور اپنے پہلوے راست میں مائل بٹھایا

ف: تلقین ذکر [illegible]

فرمایا فرزند من مربع بیٹھ یعنے چار زانو جیسا کہ میں بیٹھا ہوں خود بھی مربع بیٹھے جیسا کہ میں ذکر کرونگا تو بھی ویسا ہی کر تین بار کلمہ کہا اول و آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا لائے نفی میں مد کیا۔ اور بائیں طرف سے سیدھی طرف لے گئے۔ وہاں تک کہ دم تمام ہو گیا۔ پھر اثبات بائیں طرف کیا۔ فرمایا فرزند من میں نے یہ تلقین ذکر تجھ کو کی تو یہی اسی ہیئت پر کہہ، میں نے ویسا ہی پہلوئے مبارک میں بیٹھے ہوئے کہا۔ پھر فرمایا کہ میں اس تلقین ذکر کی تا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسناد رکھتا ہوں، جس کو میں تلقین کروں تو اس کے اسناد صحیح ہوگی۔ بعد اس کے دعا کی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اخْتِمْ اُمُوْرَنَا بِھٰذِہٖ ہ اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ اول و آخر درود شریف پڑھا۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من اس تلقین ذکر کو لکھ، مع اسناد اسامی مشائخ کے کہ جن سے دعا گو کو تلقین ذکر کی اجازت پہونچی ہے قال شیخ الاسلام امین اللہ فی الانام قطب المحققین امین الملۃ والدین محمد قدس اللہ روحہ رُوِّیْنَا عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ انہ قال یا رسول اللہ دُلَّنِی علی اقرب الطریق الی اللہ تعالی وافضلہا عند اللہ واسہلہا علی عباد اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی بما وصلت الی النبوۃ فقال علی وما ذالک یا رسول اللہ قال بمداومۃ الذکر فی الخلوات قال یا رسول اللہ اھکذا فضیلۃ الذکر وکل الناس ذاکرون فقال علیہ السلام یا علی لا تقوم الساعۃ وعلی وجہ الارض من یقول اللہ

اللہ ثم قال علی وکیف اذکر یا رسول اللہ قال اسمع منی حتی اقولہا ثلثا
وانت تسمع ثم قلہا ثلثا وانا اسمع ثم قال رسول اللہ لا الہ الا اللہ فسمع
علی من رسول اللہ ثم قال کما سمع منہ ثلثا فاجازلہ ان یلقن غیرہ
فلقن الحسن البصری مجیزالہ فسمع الامام الحسن البصری من علی فقال
مثل ما سمع منہ ثم سمع الامام الحبیب العجمی من الامام الحسن فقال
مثل ما سمع منہ ثم سمع معروف الکرخی من الامام الطائی فقال مثل ما
سمع منہ ثم سمع الامام السری السقطی من الامام المعروف فقال مثل ما
سمع منہ ثم سمع الامام الجنید من الامام السری فقال مثل ما سمع منہ
ثم سمع الامام احمد ممشا دالدینوری من الامام الجنید فقال مثل
ما سمع منہ ثم سمع الامام الشیخ ابوحفص عمر بن محمد بن عمر بن السہروردی
من الامام احمد فقال مثل ما سمع منہ ثم سمع الامام الشیخ ضیاء الدین
ابوالنجیب عبدالقاہر بن الامام عبداللہ السہروردی من الامام ابی الحفص
فقال مثل ما سمع منہ ثم سمع الامام الشیخ قطب الدین ابورشید احمد
بن محمد الحنفی الابہری من الامام ابی النجیب فقال ما سمع منہ ثم سمع
الامام الشیخ رکن الدین ابوالغنائم بن مفضل بن ابی القاسم الجنیب
السمنائی من الامام الابہری فقال مثل ما سمع منہ ثم سمع الامام الشیخ
اصیل الدین ابوالحسن بن محمد الشیرازی من الامام ابی الغنائم
فقال مثل ما سمع منہ ثم سمع الامام الشیخ اوحد الدین عبداللہ بن
مسعود البلبانی من الامام الاصیل فقال مثل ما سمع منہ ثم سمع الامام

ثم سمع الامام داود الطائی من الامام الحبیب فقال مثل ما سمع منہ ثم

شیخ شیوخ الاسلام امین الملۃ والدین محمد بن عمر من الامام اوحد فقال مثل ما سمع منہ ثم سمع امام المسلمین قدوۃ المحققین امام الدین محمد بن اخیہ الامام امین الدین قدس اللہ ارواحہم ورحمۃ اللہ علیہم اجمعین ثم سمع الامام الہمام قطب الانام شیخی واستاذی السید الجید الشریف الشیخ الکامل والمکمل والواصل والموصل الی اللہ الغنی ابو عبد اللہ جلال الدین حسین بن احمد بن محمد البخاری الحسینی ضاعف اللہ جلال قدرہ ومد اللہ ظلال عمرہ آمین ثم سمع ہذا الفقیر المؤلف الحریق بشرار الذنوب الغریق فی امواج ہم ائر العیوب المحتاج الی الصمد المغنی ابو عبد اللہ علاء الدین علی بن سعد بن اشرف بن علی القرشی الحسینی تاب اللہ علیہ واعزہ بالطاعۃ من شیخہ واستاذہ سلالۃ الانبیاء وبقیۃ الاولیاء المذکور المشہور فقال مثل ما سمع منہ وکان ذلک فی لیلۃ الجمعۃ بوقت التہجد[1] العشرین من شہر رمضان سنۃ احدی وثمانین وسبعمأتہ یعنے شیخ امین گازرونی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ آپ مجھے وہ راہ بتائیں کہ جو نزدیک تر ہو طرف پہنچنے خدا کے اور فاضل تر ہو نزدیک اللہ کے اور آسان تر ہو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر

---

[1] عجیب حسن اتفاق ہے کہ خاکسار کو بھی تہجد کے وقت تین بجے شب کے اتفاق اسکے لکھنے کا ہوا ولنہ الحمد علی حسن الوفاق ۱۲

پس آپ نے فرمایا اے علیؓ میں تجھ کو وہ راہ بتاؤں کہ جس سے میں درجۂ نبوت کو پہنچا ہوں، پس حضرت علیؓ نے کہا وہ کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا مدامت ذکر کی خلوتوں میں، حضرت علیؓ نے کہا فضیلت ذکر کی ایسی ہے۔ ذکر تو سب لوگ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علیؓ تو خاموش رہ قیامت قائم نہ ہوگی، اور روئے زمین پر کوئی ذاکر ہو کہ اللہ اللہ کہے حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ میں کیونکر ذکر کہوں آپؐ نے فرمایا تو سن مجھ سے، یہاں تک کہ میں تین بار کہوں اور تو سُن جب میں فارغ ہو جاؤں تو تو تین بار کہہ اور میں سنوں، پس آپ نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا ساتھ مد کے حضرت علیؓ نے آپؐ سے سُنا اور آپؐ کے روبرو تین بار کہا۔ جیسا کہ سُنا پھر آپ نے اجازت دی کہ دوسرے کو تلقین کریں حضرت علیؓ نے امام حسنؓ بصری کو تلقین کی، پس انہوں نے اُن سے سُنا پس کہا جیسا کہ اُن سے سنا پھر امام حبیب عجمی نے امام حسن بصری سے سُنا۔ پس کہا جیسا کہ اُن سے سُنا پھر امام داؤد طائیؒ نے امام حبیبؒ عجمی سے سُنا پھر امام معروفؒ کرخی نے امام داؤد سے سُنا پھر سری سقطیؒ نے امام معروفؒ سے سنا پھر امام جنیدؒ نے امام سری سقطیؒ سے سُنا پھر امام ممشاد دینوری نے امام جنیدؒ سے سُنا پھر امام ابوحفص عمرو نے امام احمد ممشاد سے سُنا پھر امام ضیاء الدین ابوالنجیبؒ نے امام ابوحفصؒ سے سُنا پھر امام قطبؒ الدین ابوالرشیدؒ نے امام ابوالنجیبؒ سے سُنا پھر ابوالغنائم نے امام قطب الدینؒ سے سُنا پھر امام اصیل الدین نے امام ابوالغنائم سے سُنا پھر امام اوحد الدین نے امام اصیل الدینؒ سے سنا پھر امام امین الدین گازرونی

نے اپنے چچا امام ادھؒ سے سُنا پھر انہوں[۱۶] امام الدینؒ نے اپنے بھائی امام امین الدینؒ سے سُنا پھر انہوں[۱۷] ہمام قطب انام مشہور شیخ جلال الحقؒ والدین دامت برکاتہ اس فقیر کے فسخ واستاذ نے امام امام الدین سے سنا پھر اس فقیر نے اپنے فسخ واستاذ مذکور سے سنا۔ شب جمعہ وقت تہجد بیسویں ماہ مبارک رمضان ۸۱۰ سنہ ہجری کو جملہ مشائخ سترہ ہیں اس فقیر نے سترہ واسطوں سے تلقین ذکر کو سنا الحمد للہ علی ذلک **ایضاً** ایک عزیز نے پوچھا کہ جس وقت یہ دعا پڑھیں اللھم یا دائم الفضل علی البریۃ تو آمین کہیں جواب فرمایا کہ آمین نہیں اسلئے کہ امر کے معنے ہیں ہے اَیْ اُدِمْ عَلَیْنَا فَضْلَکَ یعنے اے اللہ تو اپنا فضل ہم پر دائم رکھ **ایضاً** فرمایا کہ مسبعات عشر میں جس وقت اس دعا میں پہونچیں اللھم اغفرلی ولوالدیّ ولمن توالدا تو جس شخص کے بھائی بہن اعیانی ہوں وہ اسی طرح کہے کیونکہ مصدر تفاعل کا واسطے اشتراک کے ہے اور جس شخص کے بھائی بہن اعیانی اور علاقائی دونوں ہوں تو وہ ولمن ولدا پڑھے تاکہ علاقائی خارج نہ ہوجائیں اور دعا گو کے اعیانی بھائی بھی ہیں اور علاقائی بھی اسلئے میں ولمن ولدا[۱] پڑھتا ہوں تاکہ وہ محروم نہ رہ جائیں۔ پھر اس فقیر سے اور یاران اعلیٰ سے فرمایا کہ اس طریق کو لو یہ غریب ہے اس کو کم کوئی جانتا ہے **ایضاً** فرمایا من قرأ ھذا الدعاء بعد صلوۃ الفجر حُفِظَ من الفتن اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الخالِقُ وَاَنَا المخلُوقُ

[illegible]

---

[۱] اس توجیہ کی بنا پر ولدا میں اخیافی بھائی بہن بھی داخل ہو جائینگے اخیافی مادر زاد بھائی بہن کو کہتے ہیں پس تینوں قسم کے بھائی بہنوں کو دعا شامل ہو گی واللہ اعلم ۱۲

فَمَنْ يَدَّعُوا لِمَخْلُوْقٍ اِلٰهَ الْخَالِقِ وَهُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْبَاقِيْ فَسُبْحَانَهٗ تَوَحَّدَ بِالْمُلْكِ وَالْعَظْمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعِزِّ وَالشَّرَفِ وَالْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ يَا وَدُوْدُ يَا غَفُوْرُ يَا مُعِيْنُ يَا مُسْتَعَانُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا فَرْدُ يَا وِتْرُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَلْفَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَحَيِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَلْفَ اَلْفِ تَحِيَّةٍ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْاَنَامِ وَقَطَرَاتِ الْغَمَامِ یعنے جو کوئی اس دعا کو بعد نماز فجر کے پڑھے تو وہ بسبب برکت اس دعا کے زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہے۔ پھر اس فقیر سے فرمایا فرزند من لو۔ اور ہمیشہ بعد نماز فجر کے پڑھا کرو، دعا کو ہمیشہ پڑھتا ہے اور میں نے سب یاروں سے کہہ دیا ہے اور مولانا سراج الدین امام سے بھی کہہ دیا ہے کہ آواز بلند پڑھیں القصہ فائدہ بیان فرمایا کہ جب مسبعات میں اس دعا کو پڑھیں اَللّٰهُمَّ یَا رَبِّ اُفْعَلْ بِیْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ تو اس فارسی کو بھی مکرر پڑھیں اسی کے ہم معنی ہے۔ شیخ عارف صدر الحق والدین قدس سرہ کی کہی ہوئی ہے ؎

یارب تو بفعل بد من کار مکن   با من تو چنان کن کہ بدان معروفی

لہ اے آنکہ ہمیشہ بے کسان را تو کسے   ہر کس بکسے نازد و ما را تو بسے

اِنَّ اللہَ ھُوَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ یعنے میں تو بدکردار ہوں،
اور تو اہل مغفرت ہے پس تو اپنی مغفرت مجھے ارزانی فرما، پس روئے
مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من لوہیں نے سب یاروں
سے کہہ دیا ہے۔ انہوں نے اس کو لیا ہے یعنے یاد کر لیا ہے۔ اور
کبھی کبھی مخدوم دامت برکاتہ اس منظوم کو بعد دعائے مذکور کے تین بار
تکرار کرتے ہیں۔ اور اول و آخر درود شریف پڑھتے ہیں اور گاہ گاہ روتے
ہیں، نالہ وزاری کرتے ہیں ایضًا فرمایا خبر میں ہے ان یومًا جاء اعرابی
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یارسول اللہ نحن سُکّان
البادیۃ وبعُدَ منا المصر لانقدر ان نصلے الجمعۃ ونحن محرومون من فضیلۃ
الجمعۃ فقال علیہ السلام یا اعرابی صل یوم الجمعۃ بعد الاشراق عشرۃ
رکعۃ علی ھذا الترتیب صل رکعتین تقرأ فی الاولی بعد الفاتحۃ الفلق
وفی الثانیۃ الناس فاذا فرغتَ اقرأ اٰیۃ الکرسی سبع مرات وفی روایۃ
عشر مرات فبعد ثمان رکعات اخری بسلامین فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ
اذا جاء نصر اللہ وقل ھو اللہ احد خمسا وعشرین مرۃ وبعد الفراغ
سبعین مرۃ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ
الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَسَبْعِیْنَ مَرَّۃً اَسْتَغْفِرُ اللہَ وَسَبْعِیْنَ مَرَّۃً الصلوۃ علی النبی
علیہ السلام فکانما صلے فی کل مسجد من الاقالیم وکم من حجۃ مقبولۃ
ثبتت فی دیوانہ فکانما یعمل علی اربعۃ کتب منزلۃ التوراۃ والزبور
والانجیل والفرقان پس آں امیر دے منیر بریں فقیر آوردہ فرمودند فرزند من

نماز دہ رکعت روز جمعہ بعد اشراق

بگیرید دعا گو ہر جمعہ مدام میگزارد یعنی ایک دن ایک بدوی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ ہم جنگل کے رہنے والے ہیں اور شہر ہم سے دور ہے ہم قدرت نہیں رکھتے ہیں کہ جمعے کی نماز پڑھیں اور ہم جمعے کی فضیلت سے محروم ہیں آپ نے فرمایا اے اعرابی تو جمعے کے دن بعد اشراق کے دس رکعتیں پڑھ اس ترتیب پر دو رکعتیں پڑھ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ فلق اور دوسری میں سورۂ ناس پھر تو جس وقت فارغ ہو جاوے تو سات بار آیۃ الکرسی پڑھ اور ایک روایت میں دس بار پھر بعد اس کے آٹھ رکعتیں اور پڑھ دو سلام سے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے اذا جاء نصر اللہ ایک بار اور قل ہو اللہ احد پچیس بار اور بعد فراغ کے ستر بار سبحان رب العرش الکریم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور ستر بار استغفر اللہ اور ستر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پس گویا اُس نے اقالیم کے ہر مسجد میں نماز پڑھی اور کتنے مقبول حج اُس کے نامۂ اعمال میں ثبت ہو گئے پس گویا وہ عمل کرتا ہے چاروں کتابوں منزل پر توراۃ و زبور و انجیل و فرقان ایضاً فرمایا خبر میں ہے من صلی[1] الجمعۃ ثم قعد وقرأ الفاتحۃ سبعاً وقل ہو اللہ احد سبعاً والمعوذتین

دعا سے خوف العہدی از مجوب

---

[1] جامع صغیر میں ایک حدیث یہ لکھی ہے من قرأ اذا سلم الامام یوم الجمعۃ قبل ان یثنی رجلیہ ای قبل ان یصرف رجلیہ عن حالتہ التی ہو علیہا فی التشہد فاتحۃ الکتاب وقل ہو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس سبعاً من المرات) غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر (قال المناوی ای من الصغائر اذا اجتنبت الکبائر) ابو الاسعد القشیری فی کتاب الاربعین عن انس (وھو حدیث ضعیف ۱۲

مبعٌ سبعًا وقرأ بعد ذلك هذا الدعاء اللهم یاغنی یا حمید یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اکفنی بحلالک عن حرامک وبطاعتک عن معصیتک وبفضلک عمن سواک فقال من دوام علی هذا اغناه اللہ تعالیٰ عن خلقہ ویرزقہ من حیث لا یحتسب پس روئے مبارک بریں فقیر آوردہ فرمودند فرزند من بعد فراغ دوگانہ جمعہ مدام بریں عمل کنید دعا گو مدام میخواند چنانکہ بیینید اثر تمام است ایضًا فرمایا کہ دعا گو نے چند حدیثیں واقعہ یعنے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ سُنی ہیں اس کا قصہ یہ ہے کہ مولانا شمس الدین مجاور مکہ واسطے غرض اپنے شیخ کے غلہ خریدتے اور رکھتے تھے لوگ اُن کو محتکر کہتے اور احتکار نزدیک فقہا کے ممنوع ہے، اور محتکر ملعون ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعہ میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا لا المحتکر ملعونٌ لوا آخر یعنے ایسا نہیں ہے جو کہ خلق کہتی ہے، محتکر ملعون ہے اگر ضرر پہونچاوے، وہ بہ نیت غرض پیر اپنے کے غلہ جمع کرتا ہے لکل امرئ مانوی یعنے ہر مرد کے لئے وہ ہے جو اُس نے نیت کی دوسرا خواب یہ ہے کہ میں مکہ مبارک میں تھا میں نے واقعہ میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ایک جماعت خلق اُچہ کی آپ سے ساتھ تیغ و تیر و سپر کے محاربہ کرتی ہے، پس آپ نے روئے مبارک دعا گو کی طرف کیا اور فرمایا ولدی انظر کیف یفعلون یعنے اے فرزند دیکھ تو کہ یہ خلق اُچہ کی کس طرح میرے ساتھ محاربہ کرتی ہے اور یہ وہ بات تھی کہ اُچہ کے کچھ لوگ بدعتیں ظاہر کرتے تھے پس دعا گو نے مکے سے یہ حدیث خواب کی مع قصے کے بھیج دی اور اس بدعت

(حاشیہ: [illegible])

سے میں نے ان کو منع کر دیا انہوں نے اُن عادتوں کو چھوڑ دیا۔ الحمد للہ میرا خواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ میں دیکھا کہ آپ طرف دعاگو کے متوجہ ہوئے اور فرمایا عِظ فقد طلعت الشمس من مغربہا یعنے اے فرزند تو وعظ کر، مقرر قریب ہے کہ سورج مغرب سے نکلے حرف قد یہاں واسطے تقریب کے ہے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت دعاگو مدینہ مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا تو میں روضہ مقدسہ نبوی میں جاتا، پائنتی کی طرف سلام کرتا۔ اور اُسی جگہ مشغول ہو جاتا تھا زیارت کرنے والے دعاگو کے آگے تبکلف گزرا کرتے تھے، میں نے روضے سے آواز سنی ولدی لا تقعد بین یدی زواری یعنے اے فرزند میرے، تو کھڑا مت ہو، واسطے نماز کے روبرو میرے زائروں کے، پس میں اُس جگہ سے دور ہو گیا اور گوشہ روضہ میں دیوار کے آگے مشغول ہو گیا۔ میں نے تحقیق کر لیا کہ آواز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور یہ بات دل میں نجات بیداری تھی پس اس بات کو مدینے کے شریفوں نے سنا یہ خبر منتشر ہو گئی۔ لوگوں نے یقین کر لیا کہ دعاگو نبی ہے بشہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس آں امیر کبیر رئیسے منبر بریں فقیر آورد و فرمود ما فرزند من ایں اخافہ بنویسید خدمت کردم نبشتم۔

حضرت خواجہ [illegible] از زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

ایضاً فرمایا کہ تنگی کے وقت پڑھیں کشائش ہیں

یا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اَدْرِکْنِیْ فِیْ وَقْتِیْ هٰذَا اگر جمع ہو تو اَدْرِکْنَا فِیْ وَقْتِنَا هٰذَا کہیں

اول و آخر میں درود شریف پڑھیں **ایضاً** فرمایا کہ بیماروں کے اچھا ہونے کی نیت سے ایک سو گیارہ بار یا سلام کہیں وہ مرض صحت سے بدل جائے شرح نورونہ نام میں بھی ذکر کیا ہے۔ درود شریف پڑھیں اور توسل کریں۔ الٰھی تَوَسَّلْتُ بِھٰذَا الْاِسْمِ اَنْ تُعَافِیَ جَمِیْعَ مَرْضَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

ایضاً ذکر فتوری کا نکلا

فرمایا جبکہ سالک میں بے ادبی آپڑتی ہے تو وہ محجوب ہوجاتا ہے اسفل السافلین میں جا گرتا ہے۔ مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ سید محمد طغاوی دعا گو سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل مکاشفہ تھا ایک وقت رکھتا تھا۔ اس بار کہ ہیں شہر میں آیا وہ حج سے نزدیک میرے آیا کہ مجھ پر قرض بہت ہے تو میں[1] نے اس کے واسطے بادشاہ سے سعی کی کہ حاجی ہے چند حج کیے ہیں اور سالک واہل مکاشفہ ہے، بادشاہ نے اس کو کچھ دیا[2]۔ میں نے سنا کہ وہ تجارت میں پڑگیا۔ وہاں تک نوبت پہنچی کہ وقطع نظرہ علے بعض الاماردِ یعنے اس کی نظر کسی امرد بے ریش پر پڑگئی تو وہ محجوب ہوگیا، در نظر حال رین جملہ ست یعنی دیکھنے میں تو حال اس سبب پر ہے کہ محجوب ہوگیا اس بیچارے آدمی کی کس حد تک بعد و دوری اللہ سے ہوگی کہ جو وہ فعل کرے نزدیک ہے بات دین میں ہے اور اس وقت بھی وہ میرے پاس نہیں آتا ہے کہ تو یہ کرے اس رات یعنی بیس رکھیں نے سارے یاروں کے واسطے دعا کی ہر چند میں

---

[1] اصل کا یہ لفظ ہے کہ میں نے بادشاہ اور الخ ختم ۱۲ [2] اصل کا یہ لفظ ہے بادشاہ اور چیز دادہ ۱۲

نے چاہا کہ نام محمد طغاری کا لُون امثا زبان پر نہیں آتا۔

ایضاً ذکر طلب کا مکلا

فرمایا کہ طالبین تین قسم ہے ایک تو دنیا کے طالب ہیں وہ لاشئی ہیں یعنی کچھ نہیں ہیں۔ ایک عزیز نے عرض کیا کہ آپ لاشئی فرماتے ہیں کہ لاشئی تو شئی ہے اور طالب دنیا کا اسے بھی نہیں ہے۔ دوسرے آخرت کے طالب ہیں وہ حق کے طالب ہیں۔ اسلئے کہ رویت حق تعالیٰ کی بہشت سے ہے لیکن وہ طلب میں خم رکھتے ہیں طلب محض اُس کی نہیں رکھتے ہیں تیسرے طالب محض اُس کی ذات کے ہیں وہ لوگ معالی الہمم یعنی عالی ہمت اور واصل ہیں بعد اس کے فرمایا قال المشائخ الصوفیۃ الناس علی ثلث فرق رجل ونصف رجل ولاشئی فالرجل الواصل ونصف الرجل الطالب ولاشئی طالب الدنیا لان الشئی اذا خلاعن المقصود جاز نفیہ کما قال الشاعر؎

لاشئی عندی کل من طلب الدنا والقاھرون نفوسھم ابطال

للطالبین تشابہ برجالھم والواصلون الی الحبیب رجال

پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من اس کو لکھ لو جو میں نے کہا یعنی مشائخ نے کہا ہے کہ آدمی تین قسم ہیں ایک تو پورا مرد ہے دوسرا نیم مرد ہے تیسرا کچھ چیز نہیں ہے پس پورا مرد تو وہ ہے کہ واصل ہے اور آدھا مرد طالب ہے کہ ہنوز طلب میں ہے بمقام وصال کو نہیں پہنچا ہے تیسرا کچھ چیز نہیں ہے، وجود اس کا مثل عدم کے ہے دلیل یہ ہے کہ جب

کوئی چیز مقصود سے خالی ہو تو دور کرنا اس کا روا ہے معنی عربی رباعی کے یہی ہیں اور ڈنا اصل اس کی دنیا ہے وزن نظم کی جہت سے یا کو حذف کر دیا اور ابطال جمع ہے بطل کی اسے شجاع یعنے شیر مرد اور اسی بیسویں رات میں مسعود درویش شروع نماز تراویح سے فراغ تک رکوع میں رہا اور کچھ نہ پڑھا اور وہ منجملہ طعام کے جیسے گیہوں چاول کچھ نہیں کھاتا تھا کچھ میوہ کھا لیتا تھا۔ اسی پر کفایت کرتا اُس کے حق میں فرمایا لاتکن من جہال الصوفیۃ فانھم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین یعنے تو جاہل صوفیوں سے مت ہو کیونکہ وہ تو دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

اکیسویں تاریخ ماہ رمضان روز شنبہ وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا روئے مبارک طرف فقیر کے لائے فرمایا فرزند من سبق پڑھنے سے نے شروع کیا، ترتیب اس میں تھی کہ سالک نہ سوئے یہاں تک کہ جو سورتیں رات میں روایت کی گئی ہیں اُن کو نہ پڑھ لے قوت القلوب میں ذکر کیا ہے کہ جیسے سورۂ یس و حم، دخان، والم تنزیل و تبارک الذی اور اگر ان سورتوں کا خیال نہ رکھے اور یاد نہ ہوں تو دو بست پنجاہ بار سورۂ اخلاص پڑھے کہ یہ ہزار آیتیں ہیں حدیث صحاح میں ہے کہ جب تک رات میں پانچ کام نہ کر لے نہ سوئے لا تناموا حتی تختموا القرآن ولا تناموا حتی تغزوا فی سبیل اللہ ولا تناموا حتی تحجوا ولا تناموا حتی ترضوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا تناموا حتی ترضوا ربہ عزوجل فتعجب

المعنی ایة وقالوا یا رسول اللہ کیف یفعل ھذا فی لیلة واحدة فقال علیہ السلام
من قرأ خمسا وعشرین مرة سورة الاخلاص فکانما ختم القرآن ومن
قال سبحان اللہ والحمد للہ الی اخرہ عشر مرات فکانما جاھد فی
سبیل اللہ ومن قال لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم مأتہ مرة فکانما حج
واعتمر ومن صلی علی النبیؐ مأتہ مرة فکانما ارضی رسولہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم ومن کثر لا الہ الا اللہ فکانما ارضی ربہ عزوجل ثم ینام یعنے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحاحؔ میں نقل ہے کہ جب تک رات میں
پانچ کام نہ کر لے نہ سوئے، اول ختم قرآن شریف کا، دوسرا غزا، تیسرا حج،
چوتھا خوشنودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، پانچواں خوشنودی
اللہ عزوجل کی، صحابہ متعجب رہ گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ یہ پانچ کام
ایک رات میں کیونکر کر سکتا ہے، فرمایا کر سکتا ہے جو کوئی پچیس بار
سورہ اخلاص پڑھے، تو ایسا ہو کہ اس نے قرآن کا ختم کیا، اور
جو کوئی دس بار سبحان اللہ والحمد للہ تا آخر کہے تو ایسا ہو کہ غزا کی
ہو، اور جو کوئی سو بار درود پڑھے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو راضی کیا ہو، اور جو کوئی رات میں لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ بہت کہے تو وہ ایسا ہے کہ اس نے خدائے عزوجل
کو راضی کیا ہو۔ پھر سو رہے مخدومؒ سے پوچھا گیا کہ بہت کس قدر کہے
فرمایا کہ اقل ستر بار مروی ہے، اور یہ مخدوم کا معمول ہے، اور
وسط تین سو ساٹھ بار بعدد رگ اعضا اور اس کے اکثر کی حد نہیں ہے

لہ اور جس نے کہا لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سو مرتبہ اس نے حج اور عمرہ کیا

باوضو رہے اور ذاکر نہ سوئے یہاں تک کہ نیند غلبہ نہ کرے۔ جب یہ لگ یہ کام بجا لائے گا تو اس کو عاقلوں سے لکھیں گے اور حاضروں سے اُس کو شمار کریں گے یہ ساری ترتیب حق میں اس فقیر کے تھی آغاز سبق سے فراغ تک۔

اسی روز مذکور میں ذکر لباس کا نکلا

فرمایا کہ جامہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیشتر یعنی موٹا ہوتا تھا۔ آپ باریک نہیں پہنتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ من رق ثوبہ رق دینہ یعنے جس کا کپڑا باریک ہوا تو اُس کا دین باریک ہوا اور جب آپ کپڑا نیا پہنتے تو جمعے کے دن پہنتے واسطے تعظیم کے، تا کہ خلق کی نظر میں افقر معلوم نہ ہوں[۱] اور دوستوں کا دل مسرور اور دشمنوں کا دل محزون ہو جائے، کیں دوستوں کا دل خوش ہو اور دشمنوں کا دل پھٹا ہوا بہتر ہے بعد اس کے فرمایا خبر میں ہے کہ کسی رات کو راوی سے مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ کپڑا پہنا تھا، راوی کہتا ہے کہ میں نے روئے مبارک کو دیکھا کہ چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ تر روشن تھا، اور آپ پر حلہ سرخ تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ فقہا نے لعل کپڑے کو مکروہ رکھا ہے جواب فرمایا فتاوی کامل میں ہے یکرہ لبس الثوب الاحمر والاصفر یعنے لال و زرد کپڑا پہننا مکروہ ہے

لباس سرخ

---

[۱] غرض از جامہ رفع خود بر دست — نہ از دمیل زینت ہر کہ مردست

اسی درمیان میں مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ شیخ جلال الدین
قدس سرہ موٹا کپڑا پہنتے تھے، ایک تنکہ بازار میں بیچتے اس کی ایک
چادر لاتے تینوں کپڑے پگڑی و کرتا اور ازار اسی چادر سے بناتے
اُن سے پوچھا کہ تم موٹا کپڑا کیوں پہنتے ہو جواب دیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موٹا کپڑا پہنا ہے میں کون ہوں کہ موٹا کپڑا
نہ پہنوں از ہے وفا لعد اس کے فرمایا کہ ایک دن ام المومنین حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آپ کا کمل اور ازار صحابہؓ کے پاس باہر لائیں اور کہا اے
یاران پیغمبرؐ اسی میں پہنے ہوئے آپؐ کی روح پرفتوح قبض ہوئی
فرمایا کہ دعا گو نے مدینہ مبارک میں اُس گلیم و ازار کی زیارت کی ہے
اور میں نے بوسہ دیا اور سر و آنکھ پر رکھا ہے یہ دلیل ہے آپؐ کے
موٹا کپڑا پہننے پر اور وہ گلیم و ازار سیدوں شریفوں کے پاس ہے
اور اکثر اُن میں سے روافض کا مذہب رکھتے ہیں۔ بددین ہیں، اگر
امیر المومنین حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمان رضی اللہ عنہم کا نام سنتے ہیں تو
لعنت کرتے ہیں اور دشوار سمجھتے ہیں، اسی درمیان میں ایک عزیز نے
کہا کہ بندگی مخدوم یعنی حضرت مخدوم نے بقوت علم اُن کو الزام دیا
ہوتا۔ فرمایا کہ میں نے ان کو الزام دیا ہے میں ایک دن مدینہ مبارک
میں اُن کے مدرسے میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ قرآن شریف و احادیث

منبر کے سے تمسک کرتے ہیں اور بدوں سماع کے اپنے طرف سے آیتوں
کی تاویل کرتے ہیں پس میں بزبان معذرت پیش آیا اور میں نے عربی
میں کہا انا اخو لکم اسألکم مسئلۃ اسمعوا منی یعنے میں تمہارا بھائی
ہوں یعنی تم بھی سید ہو تم مجھ پر خفا مت ہو میں تم سے ایک مسئلہ پوچھتا
ہوں۔ تم اس کو مجھ سے سن لو کہا قلْ یعنی کہہ اور پوچھا ما مذهبك
یعنے تیرا کون مذہب ہے میں نے کہا مذهب ابی حنیفة الی اجدادی
فی بخارای یعنے مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مع جملہ آبا و اجداد
کے بخارا میں پھر میں اُن پر ساتھ آیت کے پیش آیا اور میں نے کہا
کم انتم تقولون بجواز مسح الرجل لقوله تعالی وامسحوا برؤسکم
وارجلکم عطفا علی برؤسکم بالجر وترکتم النصب وهاتان القراءتان
مشهورتان مرویتان اعنی النصب والجر فترك القراءة المشهورة
كترك الاية ففی هاتین القراءتین حالتان الحالة الاولی
فی غسل الرجل وهو العطف علی قوله وجوهکم وایدیکم بالنصب
والحالة الثانية فی التخفف وهو العطف علی فامسحوا برؤسکم بالجر
فلما ذا ترکتم قراءة النصب فانها مشهورة ومروية فای شئ
جوابکم یعنے تم کہتے ہو کہ پاؤں پر مسح کرنا جائز ہے، اور پاؤں کے
دھونے کو فرض نہیں جانتے ہو اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تم مسح
کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کا ارجلکم کو زیر سے پڑھتے ہو برؤسکم پر
عطف کرتے ہو اور زبر کی قرارت کو تم نے چھوڑ دیا ہے ارجلکم میں

دو قرأتیں ہیں اور یہ دونوں مشہور مروی ہیں، اس کو زیر سے بھی پڑھا ہے
اور زبر سے بھی پس تم نے زبر کی قرأت کو کیوں چھوڑ دیا، حالانکہ
قرأت مشہورہ کا چھوڑ دینا مثل آیت کے چھوڑ دینے کے ہے
پھر ان دونوں قرأتوں میں دو حالتیں ہیں پہلی حالت یعنے ارجلکم
کا زبر سے پڑھنا اور عطف کرنا وجوہکم وایدیکم پر یہ پاؤں کے
دھونے میں ہے پس پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ اور دوسری حالت
یعنی ارجلکم کو زیر سے پڑھنا اور رؤسکم پر عطف کرنا یہ موزہ پہنے میں
ہے کیونکہ موزے پر مسح روا ہے، پس تم نے زبر کی قرأت کو جو کہ مشہور
مروی ہے کیوں ترک کر دیا۔ اب تم اس سوال کا کیا جواب دیتے ہو
وہ ساکت رہ گئے خاموش ہو گئے ان سے کچھ جواب نہ بنا بند ہو گئے
میں نے ان کو الزام دے دیا۔ پھر میں اس جگہ سے اپنے حجرے میں
جو کہ زرد باب کے نیچے کے تھا آ گیا جبکہ میں نے اس قصے کو مشائخ و
علماء و فقہاء اہل سنت وجماعت سے کہا تو وہ بولے کہ تو ان سے
کہہ سکتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے ہیں میں نے کہا کہ پہلے میں نے معذرت
کر دی تھی، تاکہ وہ خفا نہ ہوں بعد ازاں روئے مبارک بریں فقیر
آورد و گفت۔ فرزند من ہوشیار باش نیک کردی۔ تمت

بائیسویں ماہ مذکور روز دوشنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ رکن الدین اور شیخ نصیر الدین

قدس اللہ ارواحہما کے اوصاف میں باتیں ہو رہی تھیں فرمایا کہ
دعاگو مدینہ مبارک روضہ مقدسہ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سینۂ مبارک کے جانب میں سلام کہتا تھا۔ شیخ مدینہ عبداللہ مطری
رحمتہ اللہ علیہ نے دعاگو کا ہاتھ پکڑا آپ کے پائنتی کی طرف لائے
اور کہا کہ تو اس جگہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام
پڑھ، اسلئے کہ یہ شیخ رکن الدین اور شیخ نصیر الدین کا مقام ہے،
انہوں نے پائنتی کی طرف سے سلام پڑھا ہے، بعد اس کے
فرمایا کہ مکہ مبارک میں بھی نزدیک خانہ کعبہ کے شیخ نصیر الدین محمود
کا مصلے ہے، شیخ مکہ عبداللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے دعاگو سے
کہا کہ بعد اس کے تو اس جگہ مشغول ہوا اور ایک اور جگہ بتائی،
دعاگو دونو مصلوں کے عقب میں مشغول ہوا میں نے اپنا قدم ان
کے مصلے کے قدم پر نہیں رکھا میری کیا مجال ہے کہ میں ایسا کر دل
شیخ عبداللہ یافعی اور دیگر مشائخ نے میرے واسطے دعا کی اس
لئے کہ میں نے ادب نگاہ رکھا، بعد اس کے میں دونو مصلوں کے
عقب میں مشغول ہوتا تھا حکایت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ کی
وفات ہو چکی تھی، اور شیخ نصیر الدین زندہ تھے ایک رات میں نے
شیخ نصیر الدین کو دیکھا کہ آئے، میں نے ملاقات کی، مجھے منع کیا
کہ میری زندگی میں کسی سے نہ کہنا اور اسی طرح جمعے اور پیر کی راتوں میں
حاضر ہوتے تھے فرمایا کتاب میں ہے کل من صحت لہ ولاینہ یکون

لیلۃ الجمعۃ ولیلۃ الاثنین فی مکۃ المبارکۃ والمدینۃ المشرفۃ
یعنے جس شخص کی محبوبیت صحیح ہوتی ہے تو وہ جمعے کی اور پیر کی رات
میں مکہ مبارک اور مدینہ مشرف میں ہوتا ہے ذرا دیر میں جاتے ہیں
اور واپس آتے ہیں پس روے مبارک طرف اس فقیر کے لائے
اور فرمایا فرزند من یہ نقل صحبت ولایت کی لکھ لو، غریب ہے میں
نے اُس طرف سنی ہے حکایت جبکہ دعاگو مکہ مبارک سے اُچہ
میں آیا اور شیخ نصیرالدین شہر سے ٹھٹہ میں جاتے تھے، سلطان محمد
نے طلب کیا تھا اُن پر خفا تھا تو وہ خانقاہ میں نزدیک والد مخدوم
کے اترے، اور کہا کہ تم مدد کرو کیونکہ میرے حق میں خفگی ہے مجھے
ٹھٹہ میں لئے جاتے ہیں مخدوم والد واسطے شیخ کے ممد ہوئے
چنانچہ اثنائے راہ میں لوٹ آئے، سلطان محمد مرگیا مخدوم والد کے
خانقاہ میں اُترے ہم نے اُن کی ضیافت کی، اُن کو مہمان رکھا
شیخ نے دعاگو سے کہا کہ یہ واقعہ یعنے شب جمعہ اور شب دوشنبہ
کو خانۂ کعبہ میں حاضر ہونے کا میری حیات میں مت کہو بعد موت
کے کہو ایسا اخفا کرتے تھے حکایت یہ بھی فرمایا کہ ایک دن میں
نے مخدوم بزرگ اپنے دادا کو دامت برکاتہ خواب میں دیکھا کہ
تو شیخ کبیر اور شیخ فرید سے توسل کر اور تعویذ اس طرح لکھ الٰھی
بحرمۃ الشیخ الکبیر دامت برکاتہ ان تفعل کذا و کذا اگر وہ شخص
سندی ہے اور اُن سے تعلق رکھتا ہے تو مراد شیخ بہاءالدین ہونگے

اور اگر وہ ہندی ہے اور شیخ فرید الدینؒ سے تعلق رکھتا ہے تو مراد
وہی ہوں گے، اس سے پہلے دعا گو تعویذ اس طرح لکھتا تھا
جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے بِسْمِ اللّٰهِ
الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ اور مانند اس کے اب اس طرح لکھتا ہوں کہ بحق الشیخ الکبیر
بفرمان مخدوم جید خود لب اس کے فرمایا کہ یہ جو بحق کہتے ہیں بر طریق
کرم ہے نہ بر طریق وجوب اور عوام کے حق میں بحق کہنا منع ہے
کیونکہ جُہّال جانیں گے کہ خدا پر ایسا واجب اور خواص کے حق میں
بحق کہنا منع نہیں ہے اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ بر طریق کرم ہے نہ
بر طریق واجب اور بیت قصیدہ لامیہ کا پڑھا ؎

وَمَا إِنْ فِعْلُ أَصْلَحَ ذُو افْتِرَاضٍ   عَلَى الْهَادِي الْمُقَدَّسِ ذِي التَّعَالِي

ان زائدہ ہے اور ما نفی کا ہے ای لیس فعل اصلح واجبا علی الباری
تعالی لان الالوهية ما فی الوجوب یعنے اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب
نہیں ہے مگر بہ طریق کرم کے، اسلئے کہ خدائی منافی وجوب کے
ہے، اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالی وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى
اللهِ رِزْقُهَا ای کرمًا لا وجوبًا پس روئے مبارک برین فقیر آوردند
فرمودند فرزند من این فائدہ بنویسید پس نشستم **ایضًا** فرمایا کہ جس
وقت شیخ نصیر الدینؒ نے وفات پائی تو دعا گو ماہ رمضان میں معتکف
الدلعین تھا، اُسی دن شیخ ما شیخ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ گزرا

کر رہے تھے مسجد کے حجرے میں میرے پاس آگئے سلام کیا میں نے
پہچان لیا کہ شیخ عبداللہ مطری ہیں میں نے ان کا اکرام کیا اور سلام
کا جواب دیا شیخ نے عربی زبان میں کہا فارسی نہیں جانتے تھے کہ
ما بقی الشیخ قطب الھند الیوم وانا اجئ فی صلوۃ جنازتہ وانت
معتکف اغلق الباب وصل صلوۃ جنازتہ من ھنا ولا تخرج والا
اذھب بک یعنی شیخ مدینہ نے کہا کہ آج قطب ہند نہ رہا یعنی شیخ
نصیر الدینؒ اور میں مدینے سے آتا ہوں واسطے نماز جنازے کے
اور تو معتکف ہے، باہر آنا درست نہیں ہے ورنہ میں تجھے لے
جاتا، پس تو دروازہ مسجد کا بند کر دے اور نماز جنازے کی پڑھ۔

اٹھارہویں ماہ رمضان وقت اشراق کے

میں نے یاروں کو طلب کیا، اور مسجد کا دروازہ بند کرا دیا تاکہ کوئی نہ
دیکھے مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں درست نہیں ہے مذہب
امام شافعی رحمہ اللہ میں روا ہے، پس میں نے نماز شروع کی اور تاریخ
و وقت و ساعت لکھ رکھی، واقعہ اسی طرح تھا اور میت غائب پر جنازے
کی نماز پڑھنا آیا ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہمراہ صحابہ کے نجاشی بادشاہ حبش پر نماز جنازہ پڑھی ہے اور اس
باب میں حدیث صحاح کی ہے ان اخا لکم قد مات فقوموا وصلوا
علیہ یعنی تمہارا ایک بھائی مر گیا ہے پس تم کھڑے ہو اور اس پر نماز

پڑھو ہمارے مذہب میں نہیں ہے صاحب مذہب فرماتے ہیں کہ
اُن کے واسطے حجاب کھول دیا تھا اُنہوں نے جنازے کو حاضر دیکھ
کر نماز پڑھی جس آدمی کا کہ یہ واقعہ ہو اُس کے واسطے ہمارے مذہب
میں بھی روا ہے پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند
من ایں طریق نیز بشنو ایضًا اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا
کہ شیخ عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
جنازہ میں حاضر تھے جواب فرمایا کہ حاضر نہ تھے وہ معتکف اربعین تھے
جیسا کہ دعا گو معتکف تھا، ورنہ حاضر ہوتے ایک عزیز نے پوچھا کہ
شیخ وجیہہ عبد اللہ مطری معتکف اربعین نہ تھے۔ جواب فرمایا کہ وہ
عشر اخیر میں معتکف ہوتے ہیں واسطے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے، آپ معتکف اربعین نہیں ہوتے تھے اسی درمیان
میں ایک عزیز نے پوچھا کہ مشائخ چشت کے اخیر عشرے میں معتکف
نہیں ہوتے ہیں، اس کی کیا حکمت ہے؟ جواب فرمایا کہ اعتکاف عشر
اخیر میں تین روایتیں ہیں۔ قیل واجب وقیل مستحب والصحیح انہ سنۃ
موکدۃ یعنے کسی نے کہا کہ واجب ہے اور کسی نے مستحب بتایا اور
صحیح یہ ہے کہ سنت موکدہ ہے خبر میں ہے کہ ایک وقت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر غزا میں تھے عشر اخیر کا اعتکاف فوت ہو گیا
جب آپ لوٹ کر تشریف لائے تو اور دنوں میں اُس کی قضا کی
دس دن معتکف ہوئے بعد اس کے فرمایا کہ شاید مشائخ چشت مستحب

کی روایت پر عمل کرتے ہیں، یا یہ ہے کہ انہوں نے نفس کا تزکیہ کیا ہے۔ اور اعتکاف واسطے تزکیہ نفس کے ہے، ہم نیک گمان کرتے ہیں اسلئے کہ آپ کا قول ہے ظنوا بالمؤمنین خیرا یعنے تم ایمان والوں سے نیک گمان رکھو، پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزندمن ایں سہ روایت وایں حدیث نوشتہ ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزندمن سبق پڑھ میں نے شروع کیا، اثنائے سبق میں زائر لوگ پہنچے خادموں سے فرمایا کہ زائروں کو وہیں رکھو یہاں تک کہ فرزندمن سبق سے فارغ ہوجائے، خادموں نے ان کو اسی طرح رکھا اور فرمایا کہ فتاویٰ کاملیہ میں ہے ینبغی للمعلم ان یقعد البواب علی الباب او یغلق الباب حتی الفراغ یعنے معلم کو چاہیے کہ دروازے پہ دربان بٹھائے یا دروازہ بند کرادے فارغ ہونے تک، ترتیب اس میں لکھی کہ جس وقت سالک رات میں بیدار ہو تو صبح سے پہلے تہجد کی نماز پڑھے کام میں تازہ ہو دیر نہ کرے شاید صبح طلوع ہوجائے کیونکہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریح امر ہے فتہجد بہ نافلۃ لک وہ وقت استغفار کا اور قرارت کلام اللہ کا ہے قولہ تعالیٰ وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہوداً وروی انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلی التہجد قبل الصبح اور نگاہ رکھنا اس وقت کا سبب

دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند — نیاز نیم شبی دفع صد بلا بکند

وقتوں سے فاضل تر ہے اور وہ سحر سے صبح کے نکلنے تک ہے مگر نماز درمیان رات کے کہ وہ وقت رات میں فاضل ترین اوقات ہے اسلئے کہ خبر میں ہے قال داود علیہ السلام فی مناجاتہ الھی انی احب ان اعبدک فای وقت ھو افضل فاوحی اللہ تعالی الیہ یاداود لا تقم اول اللیل ولا اخرہ فانہ من قام اولہ فام آخرہ ومن قام اخرہ لا یقوم اولہ وقم وسط اللیل حتی تخلو بی واخلو بک وارفع الی حوائجک یعنے حضرت داود علیہ السلام نے اپنی مناجات میں کہا الہی میں بیشک دوست رکھتا ہوں کہ تجھے پوجوں اور تیری عبادت و بندگی کروں سو کونسا وقت بہتر ہے۔ پس اللہ تعالی نے طرف اُن کے وحی کی، کہ اے داود تو اول رات میں مت کھڑا ہو اور نہ آخر رات میں، اسلئے کہ جو شخص اول رات میں کھڑا ہوگا تو وہ آخر رات میں سو رہے گا اور جو شخص کہ آخر رات میں کھڑا ہوگا وہ اول رات میں کھڑا نہ ہوگا۔ لیکن اے داود تو وسط لیل یعنے میانہ شب میں کھڑا ہو، وہ ایک خالی وقت ہے تو میرے ساتھ خلوت میں ہو اور میں تیرے ساتھ خلوت میں ہوں اور تو اپنی حاجتیں طرف میرے پہنچا اور اگر سالک آخر رات میں نماز کے ساتھ مشغول ہو جاوے تو بہتر ہے۔ اسلئے کہ نماز میں استغفار و تلاوت کے معنی موجود ہیں یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی ایضاً وہ تذکرہ میں سید صدر الدین محمد بھکری کی ایک

اور حالت تھی اور روتے تھے اُن کے نزدیک آئے اور یہ دعا کی
اللھم قوہ فی سبیلک یعنی اے اللہ تو اُس کو اپنی راہ میں قوت دے
بعد اس کے فرمایا کہ بعد ہر فرض کے تین بار پڑھے اُس کو قوت ہوگی
ایضًا ایک شخص بہ نیت اسلام آیا اس کو اسلام کی تلقین کی زبان
عربی میں کہا عرب میں تلقین اسلام کی اس طرح کرتے ہیں ما امرنی
اللہ تعالی قبلتہ وما نہانی عنہ فانتہیتہ یعنی اللہ تعالی نے
جس چیز کا مجھے حکم کیا میں نے اس کو قبول کیا، اور جس چیز سے اس
نے مجھ کو منع کیا میں اس سے باز رہا پھر اُس مولائے اسلام کو کپڑے
دیئے اور پوچھا کہ تو نے سر دھویا ہے؟ اس نے کہا ہاں دھویا ہے
اگر جنب اسلام لاوے تو غسل اس پر واجب ہوتا ہے ورنہ مستحب
ہے۔ کتاب میں ہے وجب لمن اسلم جُنبًا والا ندب وقال
مالک واحمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالی ان لم یکن جنبا وجب
ایضًا یعنی نزدیک امام مالک اور امام احمد کے اگرچہ جنب نہ ہو تو
بھی غسل واجب ہے ایک یار سے فرمایا کہ اس کو کچھ قرآن سکھا دے
تاکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول پر نماز درست وجائز ہو جائے
قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القرآن یہاں تک کہ اور سیکھ لے

تیئسویں رات ماہ رمضان شنبے کی رات

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ سال گذشتہ میں آج کی رات میں

نے شب قدر پائی تھی اور سید شرف الدین نے بھی اور اُس عورت نے
بھی جو کہ اُچہ مبارک میں ہے۔ لیکن جبکہ آج کی رات نہیں ہے تو
طاق راتوں میں پچیسویں میں یا ستائیسویں میں یا اونتیسویں میں ہوگی
ایضًا فرمایا کہ مکہ و مدینہ و گازرون میں بعض لوگ ایک جا پہ معتکف
ہوتے ہیں اور اہل علم محدث بھی ہ عید کے دن کھانے سے افطار
کرتے ہیں، اور چالیس دن پورے ہوتے ہیں پانی سے افطار
کرتے ہیں، یا خرما یا اور کسی میوے سے کفایت کرتے ہیں اور بعض
لوگ طے کرتے ہیں اسی درمیان میں فقاع لائے فرمایا کہ فقاع
کے کھانے میں مخالفت روافض کی ہے، اگر کھائے گا تو مثاب
ہوگا وہ فقاع کو حرام جانتے ہیں خمر کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں،
بعد اس کے فرمایا کہ روافض قرآن و احادیث سے تمسک کرتے ہیں میں
ایک دن اُن کے درس میں آیا اور اُن سے کہا کہ انا اخ لکم لا تغضبوا
علی اقول لکم دلیلا اسمعوا منی انکم تمسکون بهذه الآية وامسحوا
برؤسکم وارجلکم بالکسر و ترکتم الفتح وجوزتم المسح على
الرجل وهاتان القراءتان مشهورتان والمعارضة بين القراءتين
كالمعارضة بين الآيتين فانه يجوز ففي قراءة النصب غسل
الرجل وفي قراءة الجر في حالة لبس الخف المسح ولا يجب المسح
الخف الا قدر ثلثة اصابع من اصابع اليد وعلى رواية الحسن
بن زياد رحمه الله تعالى ما لم يمسح مقدار الربع لا يجوز كمسح الراس

فقلت لهم لماذا ترکتم الفتح فسکتوا وما اجابوا یعنے جب میں کہ وہ
مدینہ میں روافض کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ میں جہت سیادت سے
تمہارا بھائی ہوں تم مجھ پر خفا مت ہو تاکہ میں تم سے ایک دلیل کہوں
تم مجھ سے اُس کو سن لو، وہ بولے کہ کہو میں نے کہا کہ تم اس آیت
کو وامسحوا برؤسکم وارجلکم کو ساتھ زیر کے پڑھتے ہو اور
زبر سے نہیں پڑھتے ہو۔ اور دونو قرارتیں مشہور ہیں اور معارضہ درمیان
دو قراءتوں کے مثل معارضے کے ہے درمیان دو آیتوں کے
اور یہ روا نہیں ہے اور تم پاؤں پر مسح کرتے ہو اور دھوتے
نہیں ہو پس جب ارجلکم کو زبر سے پڑھیں تو یہ پاؤں کے
دھونے میں ہوگا کیونکہ وجوھکم پر عطف ہوگا اور معطوف مثل
معطوف علیہ کے ہے یعنے حکم میں اور جس وقت ارجلکم
کو زیر سے پڑھیں گے تو مسح موزے کا مراد ہوگا اور وہ جائز ہے
اور موزے پر مسح واجب نہیں ہے مگر بمقدار تین انگلیوں کے
ہاتھ کی انگلیوں سے اور حسن بن زیاد کی روایت پر بقدر چوتھائی
کے، جب تک مسح نہ کرے گا جائز نہ ہوگا۔ مثل مسح سر کے پس
میں نے کہا کہ تم فتح کا جواب دو کہ تم نے کس واسطے قرارت کو ترک
کر دیا۔ وہ چپ رہے جواب نہ دیا پس روئے مبارک طرف اس فقیر
کے لائے فرمایا فرزند من یہ مباحثہ جو میں نے بیان کیا ملفوظ میں لکھ
لو بعد اس کے فرمایا کہ وہ یعنے روافض وضو میں پاؤں نہیں دھوتے

ہیں مسح کرتے ہیں، الحمد للہ کہ مذہب سنت وجماعت کو نصرت ہے
ورنہ دشواری ہو، بعد اس کے فرمایا کہ تین شہر روافض سے بھرے
ہوئے ہیں سُنی نادر ہیں مگر یہ کہ کوئی مسافر ہو ایک تو لحسہ دوسرا قطیف
تیسرا بحرین لحسہ نزدیک مکہ و مدینہ کے ہے اور قطیف دران بر دریا
اور بحرین درمیان دریا کے اور حاکم ان تینوں شہروں کا بادشاہ
ہرمز ہے، وہ لوگ اُس کی رعیت ہیں اور وہ سُنی ہے، اور مقطع بھی
سُنیوں سے چھپتا ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ تو سُنی ہے اور
رعیت اس کی روافض ہے وہ کیونکر ان کو سلامت چھوڑتا ہے
جواب فرمایا کہ مفضلہ ہیں حضرت علیؓ کو دیگر صحابہ پر تفضیل دیتے ہیں
اُن کے منکر نہیں ہیں اہل بدعت ہیں اگر وہ مارے تو کتنوں کو مارے
حد نہیں ہے تینوں شہر پر ہیں اور وہ نائب ہوتے والے نہیں ہیں
بعد اسکے فرمایا کہ بادشاہ مکہ و مدینہ کا بھی رافضی ہے، اور ان کے سر
پر مصر میں خلیفہ ہے، وہ سُنی ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ ان سے
ولایت کیوں نہیں کھینچ لیتا ہے۔ سنی کو ولایت دیدے جواب فرمایا کہ
اس جہت سے دور نہیں کرتا ہے کہ وہ شریف یعنے سادات ہیں
از جہت روئے پیغامبر یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لحاظ
سے ان کو دور نہیں کرتا ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ واصحاب دیگر رضی اللہ عنہم اجمعین پر تفضیل دیتے
ہیں ان کے منکر نہیں ہیں، اور اگر منکر ہوں تو لائق قتل کے ہو جاویں گو

شریف ہی کیوں نہ ہوں بعد اسکے فرمایا کہ اُس طرف عرب ملک یمن میں سید حسنی نادر ہے، یا کوئی مسافر ولایت خراسان و ہندوستان سے گیا ہو، اور اکثر شریف روافض ہیں اور سادات خراسان و ہندوستان اور دیگر ولایت کے سب سنی ہیں ان کو روافض اسلیئے کہتے ہیں کہ رَفَضَ ای ترک یعنے رفض کے معنی ترک کے ہیں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ایک فرزند تھے انہوں نے اُن کو امام کیا اور کہا کہ تم حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو ترک کرد اور حضرت علی اپنے دادا کو مقتدا کرو، مذہب سنت کو چھوڑ دو، اُن فرزند امام نے فرمایا کہ میں ہرگز ان کو دشمن نہیں رکھوں گا۔ وہ تو صحابۂ کرام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہیں اور مذہب سنت کو نہ چھوڑوں گا فرفضوہ پس اُن لوگوں نے امام کو چھوڑ دیا، اور بہ ہوائے نفس ایک مذہب پیدا کیا اور کہا کہ ہم وہ مسائل نکالیں گے جو مسائل سنت کے برعکس ہوں گے اور دین سنت کو اور اُن امام کو چھوڑ دیا اب تک وہ اُسی مذہب پر ہیں پس بڑے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من ایں فائدہ کہ گفتم غریب است بنویسید پس نوشتم

تیئسویں ماہ رمضان روز دوشنبہ وقت چاشت

سکے بندہ خدمت میں حاضر تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لباس مبارک کا ذکر نکلا، فرمایا کہ جمعے کے دن وقت خطبے کے اور عید کے

وجہ تسمیہ روافض

ذکر لباس آنحضرت

دن عمامہ سیاہ اور کپڑے سیاہ موٹے پہنتے اسی سبب سے خطیب بھی پہنتے ہیں، اور طرہ یعنے شملہ عمامے کا کبھی تو آگے ہوتا اور کبھی عقب میں پس پشت بعد اس کے فرمایا کہ صوفیوں نے سیاہ لباس اختیار کیا ہے ایک تو متابعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسری بات یہ ہے کہ اس میں دہونے کی حاجت نہیں ہے مگر ایک مدت میں تا کہ بفراغ خاطر طاعت کریں اور سفید کپڑا جبکہ میلا ہوجاتا ہے تو اُسکے دہونے کی حاجت ہوتی ہے، صابون چاہیئے پس تشویش میں پڑیں بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑا بھی پہنتے تھے کتاب میں مذکور ہے یستحب الثوب الابیض یعنے سفید کپڑا مستحب ہے ایک دن آپ نے ایسا کپڑا پہنا تھا کہ اس کی قیمت ستائیس اونٹنیوں کی تھی لیکن اکثر احوال بُرد یعنے موٹا کپڑا پہنتے تھے پس اگر ہم کسی وقت اچھا کپڑا پہن لیں تو روا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنا ہے اور جب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھے ہوگئے تو صحابہ میں سے ہر کوئی دست مبارک کو پکڑتا تھا تا کہ تکیہ ہوجائے جیسے کہ دعا گو کا ہاتھ پکڑتے ہیں واسطے تکیہ کے، اور یہ ہمارے واسطے حجت ہے بعد اس کے فرمایا کہ علم لغت میں سے اللبس بفتح اللام کار پوشیدن من ضرب یضرب نظیرہ یلبسون الحق بالباطل یعنے حق کام کو ناحق سے چھپاتے ہیں واللبس بضم اللام جامہ پوشیدن من حد سمع یسمع نظیرہ فی قولہ تعالیٰ یلبسون ثیابا خضرا

فائدہ: فی مختصر... [illegible] بیں کالا... [illegible]

پس روئے مبارک بدیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من نوشتہ پس نشستم الیضاً روز مذکور میں خان جہاں نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ بادشاہ سے لکھا ہوا آیا ہے کہ برادر خان جہان کو معلوم ہو کہ اس بار ہم کو مہم پیش آگئی اگر حضرت مخدوم دیر فرمائیں یہاں تک کہ ہم آئیں یا یہ کہ جو عزیز لوگ اُچہ سے بسبب غرض کے اُن کے رکاب سعادت کے ہمراہ آئے ہیں ان کے انعام و ادرار کے اغراض کو پورا کر دے اور جو اُن کا مطلوب ہے وہ اُن کو دیوے تقصیر نہ کرے تاکہ وہ سلامتی سے مع حصول غرض کے وطن مبارک میں لوٹ جائیں۔ برادر خان جہاں نے عرض کیا کہ مخدوم کا کیا اشارہ ہے فرمایا کہ دعا گو بلے ملاقات سلطان کے نہ جائیگا شاید بار دگر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ فرزند خان جہان سے کہہ دو کہ میری طرف سے بادشاہ کو لکھ بھیجے کہ دعا گو بھی لشکر منصور میں آئے یا یہ کہ میں یہیں رہوں یہاں تک کہ بادشاہ مع لشکر منصور بفتح و نصرت لوٹ کر آئیں کیونکہ ہمارے مخدوموں نے سلاطین کی رعایت کی ہے، اور مخلص رہے ہیں۔ میں بھی اپنے مخدوموں کے رعایت کو نگاہ رکھتا ہوں۔ پس برادر خان جہان لوٹ گیا بعد اسکے فرمایا کہ یہ تو میں کہتا ہوں لیکن سبب رہنے کا اس شہر میں ایک اور چیز بھی ہے روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیگر کے لائے پوچھا کہ کوئی بیگانہ تو نہیں ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ سب مخدوم کے یار لوگ ہیں۔ کوئی بیگانہ نہیں ہے۔ فرمایا نزدیک آؤ۔ ہم نزدیک نہ

ف۔ رعایت سلاطین

گئے ہم چند یار تھے۔ فرمایا کہ دعا گو واسطے چند چیز کے اس شہر میں ٹھہرا
ہوا ہے جب تک کہ وہ مرفوع یعنی پوری نہ ہو جائے گی واپس نہ جائیگا
ایک یہ کہ خضر علیہ السلام نے وعدہ کیا ہے وہ میرے واسطے ہدیہ روحانی
لائیں گے۔ میں منتظر ہوں۔ اور بعض یاروں کو بھی پیش کرونگا اور
ملاقات کراؤں گا، اور چار مقبروں میں چار راتیں رہوں گا، ایک تو
مقبرہ شیخ قطب الدینؒ دوسرا شیخ نظام الدینؒ تیسرا شیخ محمودؒ یعنی حضرت
چراغ دہلی اور میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ تم حضرت خضر علیہ السلام
سے ملاقات کرو گے بعد ظہر کے دس رکعت ظہریہ کو ساتھ تین سلام
کے لازم کرو، اور اس طرف بھی پڑھتے ہیں البتہ ساتھ حضرت خضر
علیہ السلام کے ملاقات ہو گی، وہ سرّ قدر پر مطلع ہیں، اور اُن کو علم
لدنّی کہتے ہیں، جیسا کہ ان کا قصہ ہمراہ موسیٰ علیہ السلام کے مذکور ہے
اور بعض اولیاء بھی سر قدر پر مطلع ہوتے ہیں جبکہ کمال کو پہونچتے ہیں
حق سے ندا سنتے ہیں خلق صوت افعل ولا تفعل کے منتظر رہتے ہیں
یعنی یہ کرو وہ مت کرو۔ بعد اس کے فرمایا میں نے عہد کیا ہے کہ جب
تک چند معتکف یاروں کا فتح باب نہ ہو جائیگا میں واپس نہ جاؤنگا
یہ فقیر شکر بجا لایا کہ میں بھی خدمت میں اربعین کا معتکف ہوں، الحمد للہ
علی ذلک اور بعض یار جو کہ میرے پاس اربعین کے معتکف رہتے ہیں
وہ میرے ساتھ شب قدر پائیں گے، امید ہے دعا گو کے رہنے کا
سبب اس شہر میں یہ ہے ورنہ میں چلا جاتا اسی درمیان میں لوٹے

فائدہ: ملاقات حضرت خضر علیہ السلام

فائدہ: ملاقات حضرت خضر علیہ السلام

مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا سبق پڑھ میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی کہ سلوک مشروع محمود و مکتوب مرید کے ظاہر پر ہے تاکہ اس راہ شریعت کی برکت سے راہ باطن کی کہ اس کو طریقت کہتے ہیں اُس پر کھل جائے جس وقت کہ راہ طریقت کی کشادہ ہو گئی سالک پر، تو یہ بات واجب ہو گئی کہ اگر راہ موافق شریعت کے نہ ہو گی تو اس کو طریقت کی راہ کچھ فائدہ نہ دے گی بعد اس کے فرمایا، شریعت کیا ہے، دنیا میں رہنا اور عقبیٰ کو لینا اوّل اتباع ظاہر کا چاہیئے کہ ذرہ بھر اُس سے تجاوز نہ کرے کہ جس کو شریعت کہتے ہیں، تاکہ اُس اتباع کے ثمرے سے اتباع باطن کا جو کہ یافت احوال ہے میسر ہو، اُس کو طریقت کہتے ہیں۔ کیونکہ کوئی فاسق یا اہل بدعت یا عاصی گنہگار کسی جگہ نہیں پہنچتا ہے، بھید یہ ہے طریقت کیا ہے عقبےٰ میں رہنا اور مولےٰ کے ساتھ ہونا اور حقیقت دنیا و عقبےٰ کا ترک کرنا اور محض مولےٰ کو اختیار کرنا ہے ؎

تارک دنیا نباشی طالب عقبیٰ شوی

اے عجب گوئی کہ عقبیٰ جائے خانہ راستی

یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی

ف - بیان شریعت و طریقت و حقیقت

ف - دعا کرنی دنیاوی و عقبیٰ و دعا مانگنے کا ذکر

چوبیسویں ماہ رمضان شب چہار شنبہ

کو ایک عزیز نے طعام فاخرہ افطار کا بھیجا سید الحجاب نے بہت سے جا بانی اور

فقلع بھی اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا، اور اپنے نزدیک جگہ دی
بعادت قدیم اور خادموں سے فرمایا کہ سب یاروں کو حجروں میں پہونچاؤ
بعد فارغ ہونے کے کھانے کا پوچھا کہ سب کو برادکھانا پہونچ گیا
خادموں نے عرض کیا کہ سب نے برادکھایا۔ الحمدللہ کہا۔ جیسے کہ
اس وقت تفحص فرمایا اسی طرح سب وقت یاروں کے تفحص واندیشے
میں رہتے تھے **ایضاً** فرمایا کہ جب آدمی نافرمان ہوجاتا ہے تو
شیطان اس سے امین یعنے بے خوف ہوجاتا ہے، اس لئے کہ
وہ میرے قبضے میں ہوا اور میرے لشکر ورعیت سے ہوگیا قولہ تعالیٰ
استحوذ علیہم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولئٓک حزب الشیطان
الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون یعنے غالب ہوگیا ان پر شیطان
پس بھلادی اُن سے اللہ کی یاد وہی لوگ ہیں شیطان کا گروہ خبردار
بیشک گروہ شیطان کا وہی ہیں ٹوٹا پانے والے اور شیطان ان لوگوں
کے وسواس وخیال میں ہے کہ جو اطاعت کرتے ہیں۔

فرمانا نافرمان آدمی سے شیطان امین ہوجانا

شب مذکور میں تہجد کے وقت

بندہ خدمت میں حاضر تھا، وہ دعا کہ بعد تہجد کے اوراد شیخ کبیر میں ہے
اُس کو پڑھتے تھے جب تمام کرچکے تو ایک عزیز نے مولانا مختار کے
یاروں میں سے پوچھا کہ ہر دعا مستجاب ہے جواب فرمایا کہ نص کلام مجید
کے حکم کی بنا پر مستجاب ہے قولہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم یعنے تم

مجھے پکارو میں تمہارے واسطے قبول کرونگا لیکن حدیث میں شیخ عبدالقادر
قدس سرہ نے چند شرطیں قبولیت دعا کی ذکر کی ہیں قولہ علیہ الصلوۃ
والسلام ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ فانہ لا یستجاب الدعاء
من قلب لاہ وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام للدعاء جناحان اکل
الحلال وصدق المقال وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام الدعاء یتوقف
بین السماء والارض فاذا صلے علے عرج فی السماء وشرط استجابۃ
الدعاء حتی یرفع یدیہ وان یبدی ضبعیہ اول حدیث کا ترجمہ
یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تم یقین کرنے والے ہو قبولیت
کا پس بیشک قبول نہیں کی جاتی ہے دعا دل غافل سے دوسری
حدیث کے یہ معنی ہیں کہ واسطے دعا کے دو بازو ہیں ایک تو حلال کھانا
دوسرے سچ بات کہنا تیسری حدیث کا یہ ترجمہ ہے کہ دعا ٹھیرتی
ہے درمیان آسمان و زمین کے پس جس وقت مجھ پر درود بھیجا تو وہ
آسمان میں چڑھ جاتی ہے اور شرط قبولیت دعا کی یہ ہے یہاں
تک کہ اپنے دونو ہاتھوں کو اٹھاوے اور اپنے دونو بغلوں کو ظاہر
کرے۔ **کاتب الحروف عفا اللہ عنہ** عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر
اور اُس کی شرح عزیزی میں حدیث اول باین لفظ ہے ادعوا اللہ
وانتم موقنون بالاجابۃ قال العلقمی فیہ وجہان احدہما ان یقول
کونوا اوان الدعاء علے حالۃ تستحقون فیہا الاجابۃ وذلک باتیان
المعروف واجتناب المنکر الثانی ادعوہ معتقدین لوقوع الاجابۃ لان

الداعی ان لم یکن متحققا فی الرجاء لم یکن صادقا واذا لم یکن
رجاؤہ صادقا لم یکن الدعاء خالصا والداعی مخلصا وقال
بعضهم لابد من اجتماع الوجهین اذ کل منهما مطلوب لرجاء الاجابۃ،
واعلموا ان اللہ تعالیٰ لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاہٍ) المراد
ان القلب استولی علیہ اشتغل بہ عن الدعاء فلم یحض التاذلل
والخضوع والمسکنۃ اللائق ذلک بحال الداعی) ت ر فی الدعوات
واستغربہ) ک (فی الدعاء) عن ابی هریرۃ (قال الشیخ حدیث
صحیح لغیرہ اور تیسری حدیث بایں لفظ ہے الدعاء محجوب عن اللہ
حتی یصلی) بالبناء للمفعول ای یصلی الداعی) علی محمد واهل
بیتہ (یعنی لا یرفع الدعاء الی اللہ تعالیٰ رفع قبول حتی تصحبہ
الصلوٰۃ علیہ وعلیهم فهو الوسیلۃ الی الاجابۃ وفی الرسالۃ
القشیریۃ اختلف الناس فی ان الافضل الدعاء او السکوت
والرضاء فمنهم من قال ان الدعاء عبادۃ الحدیث الدعاء
هو العبادۃ ولان الدعاء اظهار للافتقار الی اللہ تعالیٰ وقالت
طائفۃ السکوت والجمود تحت جریان الحکم اتم والرضاء بما
سبق القدر اولی وقال قوم یکون صاحب دعاء بلسانہ ورضا
بقلبہ فیاتی بالامرین جمیعا وادب الدعاء کثیرۃ منها تجنب
الحرام والاخلاص الی اللہ تعالیٰ وتقدیم عمل صالح وذکرہ
عند الشدۃ والتنظف والتطیب والثناء علی اللہ اولا واخرا

آلوضوء واستقبال القبلة والصلوٰة والجثی علی الرکب والصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاً وآخراً ووسطاً وتبسط الیدین ورفعہما وان یکون رفعہما حذو المنکبین وکشفہما وضمہما والتادب والخشوع والتمسکن وان لا یرفع بصرہ الی السماء وان یسأل اللہ باسماء الحسنیٰ وصفاتہ العلیا وان یتجنب السجع وتکلفہ وان یتوسل الی اللہ تعالیٰ بانبیائہ والصالحین من عبادہ وخفض الصوت والاعتراف بالذنب واختیار الادعیۃ الواردۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان یدعوا لوالدیہ واخوانہ المومنین وان یخص قلبہ ویحسن رجاءہ وان لا یعتدی فی الدعاء بان یدعو بمستحیل اوما فیہ ـــــ اثم وان لا یتحجر وان یؤمن عقب دعائہ وان یمسح وجہہ بیدیہ بعد فراغہ وان لا یستعجل بان لا یستبطئ الاجابۃ اویقول دعوت فلم یستجب لی) ابوالشیخ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ انتھی مانقلت من شرح الجامع الصغیر للعزیزی۔

چوبیسویں ماہ رمضان روز سہ شنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ تعویذ جو کہ آخر جمعہ ماہ رمضان میں درمیان سنت وفرض کے لکھتے ہیں روا ہے، جواب فرمایا کہ وقت خطبہ کے کچھ حرکت نہ کرنا چاہیے جیسے کہ نماز میں،

مگر جس وقت کہ خطیب ذکر سلاطین کا کرے اُس وقت درست ہے
کہ تعویذ لکھیں یا نماز پڑھیں یا تسبیح کہیں یا ذکر تلاوت کریں تاکہ ظلمہ کا
ذکر کان میں نہ پڑے اسلئے کہ وہ اُس صفت کے ساتھ موصوف کرتے
ہیں جو اُن میں نہیں ہے یہ بات فتاوی کامل میں مذکور ہے اذا خطب
الخطیب خطبۃ ثانیۃ یجوزان یصلی او یذکر اللہ او یسبح حتی لا
یسمع ذکر الظلمۃ لانھم یوصفون بما لیس فیھم اور آخر جمعہ ماہ
رمضان میں تعویذ مروی لکھیں، وہ یہ ہے ولوان قرآن سیرت بہ الجبال
او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی بل للہ الامر جمیعا
پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند و فرمودند فرزند من ایں حدیث و
روایت و فائدہ تعویذ کہ گفتم بنویسید ایضاً یہ حدیث شریف پڑھی
اور فرمایا کہ صحاح سے ہے قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا یکمل ایمان
المرء حتی یظن الناس انہ مجنون یعنے پورا نہیں ہوتا ہے ایمان
مرد کا یہاں تک کہ لوگ گمان کریں کہ وہ مجنون ہے لوگوں سے مراد
یہاں وہ لوگ ہیں کہ جن کو حب دنیا کے نشے نے مست کر دیا ہے
کہ وہ بسبب اپنی مستی کے زاہد دنیا کو دیوانہ کہتے ہیں ایک عزیز
نے پوچھا کہ اس دیوانے سے کیا مراد ہے جواب فرمایا میں سماع
رکھتا ہوں کہ مومن کامل دنیا اور دنیا کے کام سے یکسوئی کرتا ہے
اور آخرت کے اور اُس کے کام کے طرف متوجہ ہوتا ہے، لوگ
کہتے ہیں مقرر وہ دیوانہ ہو گیا کہ کوئی کام اور کوئی کسب نہیں کرتا ہے

یہ مراد نہیں ہے کہ وہ دیوانہ ہو جاتا ہے اُس کا تو خود ایمان کامل ہے
پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویسید پس نشتم
ایضاً فرمایا سالک کو چاہیئے کہ **ہمیشہ با وضو** رہے اور با وضو
سوئے کیونکہ اگر بے وضو سوئے گا تو وعید ہے من نام بلا طہارة
سُدَّ بابہ ولم یفتح لہ قط یعنے جو شخص کہ بے وضو سوئیگا تو دروازہ
سلوک کا اس پر بند کر دیا جائے گا اس کے واسطے کبھی نہ کھولیں گے
اور اگر کبھی وضو ٹوٹ جائے اور پانی موجود نہ ہو یا یہ کہ ہوا سرد ہو تو
سالک کو چاہیئے کہ تیمم کر لے اور سو رہے کیونکہ تیمم بھی طہارت ہے
مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ دعا گو نے اُس طرف
دیکھا ہے کہ مشائخ و علماء اگر اثنائے خواب میں جاگ اُٹھتے ہیں
تو اُسی وقت تیمم کر لیتے ہیں کہ ذرا دیر بھی بے وضو نہ رہیں، اور
بعض اُن میں سے نزدیک خوابگاہ کے پانی کا برتن موجود رکھتے
ہیں جس وقت اثنائے خواب میں بیدار ہوتے ہیں تو فی الحال
وضو کر لیتے ہیں اور دوگانہ تحیۃ الوضو کا ادا کرتے ہیں اور لیٹ
جاتے ہیں دعا گو بھی ایسا ہی کرتا ہے پس روئے مبارک فقیر
آوردند فرمودند کہ فرزند من اینکہ گفتم بگیرید و بنویسید خدمت کردم
ایضاً فرمایا کہ سالک کے دل میں جب تک مدح و قدح **خلق** کی
مساوی نہ ہو جائے گی ہرگز کامل نہ ہوگا، اور ساتھ دنیا و آخرت کے
مداہنت نہ کرے فرمایا المداھنۃ فی اللغۃ المیل یعنے مداہنت لغت

میں مثل ہے مناسب اس ترتیب کے اشعار عربی فرماتے ہے

وما احد عن السن الناس سالما — ولو انہ ذاک النبی المطھر
وان کان صوامًا وبالليل قائمًا — یقولون زراق یرائی ویمکر
وان کان سکیتًا یقولون ابکم — وان کان منطیقًا یقولون مہذر
وان کان مقدامًا یقولون اھوج — وان کان مفضالًا یقال مبذر
فلا تختاف بالناس بالمدح والھجا — ولا تخش غیر اللہ واللہ اکبر

ترجمہ ان اشعار کا جو کہ صفت سالک میں مخدوم نے ترتیب فرمائی ہے یہ ہے، کہنا نفی کا ہے۔ یعنے لوگوں کی زبان سے کوئی شخص سالم نہیں لہ ہے اگرچہ پیغمبر پاک ہے کیوں نہ ہو چنانچہ شاعر ساحر کاہن مجنون مسحور لوگوں نے ان کو کہا ہے دوسرا بیچارہ کہاں کا ہے اگر وہ صائم الدہر قائم اللیل ہو تو کہیں گے کہ مکار ہے ریا و مکر کرتا ہے سکیت مبالغہ ساکت کا ہے جیسے صدیق مبالغہ ہے صادق کا یعنے اگر سالک خاموش رہے تو کہیں گے کہ گونگا ہے بات نہیں کرتا ہے اور منطیق بھی مبالغہ ناطق کا ہے، یعنے اگر وہ بہت سی باتیں کرے تو کہیں گے کہ بدگو و شور انگیز ہے اور اگر وہ پیش قدمی کرنے والا ہے تو کہیں گے کہ اہوج ہے یعنے بڑا قتال ہے کیونکہ ہرج کے معنے قتل کے ہیں، اور اگر وہ بہت سا دینے والا ہے تو کہیں گے کہ مبذر مسرف ہے، پس تو اے سالک لوگوں کی مدح و ہجو کرنے کے سبب سے مختلف مت ہو یعنے اپنے رنگ کو مت بدل اور سوا اللہ کے

لہ قیل ان اللہ ذو ولدٍ قیل ان الرسول قد کہنا ما نجی اللہ والرسول معًا من لسان الوریٰ فکیف انا احقر

کسی سے مت ڈرو اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اُٹھو اور تکبیر کہو، اور طاعت میں مشغول ہو جاؤ بعد ازاں روئے مبارک برین فقیر آوردند و گفتند فرزندمن این اشعار عربی بنویسید کہ سالک را لابدے سنت پس نوشتم

ایضاً ٹوپی پہنے کا ذکر نکلا

فرمایا کہ قلنسوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنسوۃ بیضاء یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے پس سفید ٹوپی پہننا سنت ہے بعد اسکے فرمایا کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلاث قلنسوۃ احدھا بیضاء والثانیۃ بردۃ حبراء سوداء والثالثۃ قلنسوۃ الاذنین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین ٹوپیاں تھیں، ایک تو سفید تھی دوسری سیاہ وستبر یعنے موٹی تھی تیسری گرم گوش اور اپنے کان کی طرف اشارہ کیا کہ ایسی تھی اور حال یہ تھا کہ خود گرم گوش پہنے ہوئے تھے سردی کا موسم تھا اور سفر میں اور سرد ہوا میں بھی پہنتے تھے بعد اسکے فرمایا کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع جبّے کے نماز پڑھتے تھے اور کبھی کبھی اِزار سے اور با قوطہ ہوتے تھے اور ایک دن آپ نے قیمتی جُبّہ پہنا تھا ایک سائل نے سوال کیا اُسی وقت کھینچ کر دے دیا اور فرمایا کہ مثل اُس کی واسطے میرے دوسرا بنا ئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ جبہ ہنوز تمام نہیں ہوا تھا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ فائدہ کا ادہ کا لکھ لو اور سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی کہ طریقت واسطے سالک کے ایک سیدھی راہ ہے، شریعت سے نکالی گئی ہے جیسے کہ کسی چیز کا مغز و خالص کھینچتے ہیں، جیسے گیہوں سے میدہ پس اصل میدے کی وہی گیہوں تھی شریعت بیان ہے توحید و معاملات کا اور طریقت طلب کرنا اُس معاملات کی تحقیق کا ہے اور اعمال ظاہر کا آراستہ کرتا ہے ساتھ اوصاف باطن کے جیسے صفائی ضمیر و تہذیب اخلاق طبعی کدورتوں سے، جیسے میل کرنا طرف دنیا کے اور ہوا و ریا و جفا و شرک خفی و رحقد و حب و غل و غش غضب و بغض و کینہ و خصومت و تکبر و عجب و حرص و رغبت و طمع و منزلت و ریاست و سری و جاہ و قبول و ثنائے مردم اور مانند اسکے، یہ جو میں نے شمار کیا جملہ چوبیس باتیں ہیں، سالک کو چاہیئے کہ ان سب کو یاد کرلے یا صفحہ کاغذ پر لکھ رکھے، اور ہر روز بے ناغہ دیکھے، اور نفس سے محاسبہ لے، اسلیئے کہ ان چوبیس میں سے اگر ایک اُسکے نفس میں موجود ہو تو توبہ و استغفار کرے، اور اگر موجود نہ ہو تو حق کا شکر بجالائے۔ بہتر یہ ہے کہ دو رکعت نماز شکر اللہ تعالے لئے ادا کرے یہ جو میں نے کہا جو سالک کہ ان باتوں سے صاف تر ہوگا، وہ صوفی تر ہوگا، اسلیئے کہ اس جملے کے ہر چیز میں تصفیہ قلب کا اور تزکیہ نفس کا ہے

---

[1] دشمنی [2] کدورت۔ احقر

وہی طریقت ہے کہ طارق روندہ را گویند در آداب رہبر حقیقت و شارع روندہ است در آداب احکام یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی اور فرمایا فرزند من لکھو کہ تم کو اور دوسروں کو یہ ترتیب کام آئے گی تو مجھ سے روایت کرنا۔

شب چہار شنبہ چھبیسویں ماہ رمضان کو تہجد کے وقت

بندہ خدمت میں حاضر تھا بعد خرج مائدہ سحور کے یعنی بعد کھا چکنے سحری کے ذکر عقل و سر کا نکلا فرمایا کہ سر یا لا تر قلب سے ہے اور عقل اُس سے فروتر ہے اور مرتبے بھی دو ہیں ایک علوی دوسرا سفلی اور آدمی بھی دو چیز سے مرکب ہے ایک تو علوی دوسرے سفلی، علوی عبارت اوپر سے ہے اور سفلی نیچے کو کہتے ہیں بعد اسکے فرمایا کہ سر چونکہ علوی ہے عالی مرتبہ چاہتا ہے اور سفلی کی طرف نظر نہیں کرتا ہے یہ کہ کسی بندے کو بندگان خدا سے علو ہمت ہوتا ہے اُسی کی قوت باعث کے سبب سے ہے اور عقل دونوں چیز میں مائل ہے، علوی کی طرف بھی میل رکھتی ہے، اور سفلی کی طرف بھی دنیا اور دنیا کے کاموں کو بھی عقل دیتی ہے اور آخرت اور اُس کے کاموں کو بھی عقل دیتی ہے درمیان دونوں کے مشترک ہے لیکن جبکہ یہ عقل اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سر کے موافق ہو جاتی ہے تو اُسی علوی کو چاہتی ہے مقام عقل کا قلب ہے جیسا کہ خبر میں ہے کہ سال سلیمان بن داؤد علیہما السلام

[illegible]

مقام عقل کا قلب ہے

یا ربِّ ما موضع العقل قال فی جوف ابن آدم یعنے حضرت سلیمان
علیہ السلام نے پوچھا کہ اے میرے پروردگار عقل کی کون سی جگہ ہے
فرمایا کہ بنی آدم کے جوف میں، اور قلب جوف میں ہے بعد ازاں لبہائے
مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند بنویسید۔ ایں را بس نشستم۔

پچیسویں تاریخ ماہ رمضان روز چہار شنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا ارادت و توبہ کا ذکر نکلا فرمایا عوارف میں
ہے لا یکون المرید مریدا حتی لا یکتب علیہ صاحب الشمال
عشرین سنۃ شیئاً یعنے حق کا طالب نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ
بائیں طرف کا فرشتہ بیس برس اس پر کچھ نہ لکھے یہ صفت ہنوز مرید
کی ہے بعد اس کے فرمایا میں نے اس طرف مشائخ سے پوچھا اور
جواب پایا کہ طالب کامل نہیں ہوتا ہے جب تک کہ ایسا نہ ہو بعد
اس کے فرمایا کہ اگر مرید یعنے طالب کو کوئی لغزش پہنچے تو اُسی وقت
اُٹھے، پانی پر جاوے اور انابت کرے اسلئے کہ سیدھی طرف کے
فرشتے بائیں طرف کے فرشتوں کو منع کرتے ہیں کہ مت لکھو ذرا دیر
تک ٹھہر جاؤ شاید وہ انابت کرے، اگر اُس نے جلد تر انابت کر لی
تو نہایت خوب ہے ورنہ لکھ لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ جس وقت کوئی
زلت ہو جاوے تو اُسی وقت رجوع کرے، اور چاہیے کہ یہ زلت و
لغزش عمداً و قصداً نہ ہو اور اگر بتقدیر الہی کچھ وجود میں آجاوے تو اسی

در صفت مرید

وقت توبہ کر ڈالے پھر فرمایا کہ فرزند من یہ فائدہ لکھ لو پس ہم نے لکھ لیا ایضاً روزنامہ کو رمیں قاضی علاء الدین صدر جہان نے ایک عزیز کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میں مشغول ہوا ہوں مکاشفہ و کرامت کچھ ظاہر نہیں ہوتی ہے جواب فرمایا من اشتغل لاجل المکاشفۃ لا یفتح لہ قط وینبغی ان یشتغل فی طلب اللہ تعالیٰ فیکاشف لہ بطفیلہ یعنے جو شخص کہ واسطے مکاشفہ و کرامت کے مشغول ہوتا ہے تو اس کو کبھی کچھ مکاشفہ نہیں ہوتا ہے تو حق تعالیٰ کا طالب ہو تو اُس کے طفیل میں سب کچھ ہو جائیگا مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دن شیخی سیدی احمد کبیر قدس اللہ سرہ کنارہ دریا پر کشتی طلب کر رہے تھے تا کہ سوار ہوں اور دوسرے کنارے پر جائیں بعض لوگوں نے عرض کیا یا شیخ آپ کے مرید تو دریا کے پانی پر قدم رکھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں جیسے کہ زمین پر، آپ کیوں کشتی طلب کرتے ہیں شیخ نے ان کو جواب دیا کہ جس چیز میں کہ استدراج[1] کا احتمال ہو اُس کی کیا حاجت ہے کہ چند درم کے واسطے ہم اُس کے محتاج ہوں، اور نظر کریں مناسب توجہ حق کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، یہ بھی **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دن خانقاہ میں مخدوم والد دامت برکاتہ کے پاس ایک درویش غریب مسافر اُترا اور کہا کہ تمہارے شہر یعنے اُچہ میں میں نے ایک ایسے شیخ کو پایا کہ دل کے ساتھ توجہ حق سے توجہ

[1] لان استدراج الواصلین ادق ولهذا اخاف من الاستدراج

ف: شیخ بزرگ کے نزدیک مکاشفہ و کرامت

ف: منقبت شیخ جمال الدین قدس سرہ

گری رکھتا ہے اور تن سے بشاشت ساتھ خلق کے رکھتا ہے کیا معظم آدمی ہے وہ شیخ جمال الدین قدس اللہ سرہ ہیں بعد ازاں روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من بنویسید پس نوشتم۔

ایضاً ذکر اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلا

فرمایا کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامہ ستبر یعنے موٹا کپڑا پہنتے جب پھٹ جاتا تو پیوند لگاتے اور اگر نعلین مبارک پھٹ جاتیں تو خود سیتے اور نزدیک اپنے جاتک یعنے جامہ باف کے جاتے، اور جہد یعنے مشقت کپڑا بننے کی فرماتے۔ پس مومن کو چاہیے کہ اپنے رسول کی متابعت کو نگاہ رکھے۔

شب پنجشنبہ چھبیسویں ماہ مذکور

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ درم مہر کو نیچے نہ رکھنا چاہیے ممنوع ہے۔ اسلئے کہ اُس میں حروف کے نقش ہیں واسطے تعظیم کے، بعضے نادان جیسے بازار والے نہیں جانتے ہیں تو اس کو پاؤں کے نیچے رکھتے ہیں گنہ گار ہوتے ہیں۔ روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من لکھ لو پس میں نے لکھ لیا۔ اسی درمیان میں حکایت سید صدر الدین محمد بکھری کا ذکر نکلا ان کو جنون سا ہو گیا تھا۔ پریشان باتیں بکتے تھے فرمایا کہ وہ ایک وقت کسی مقام

نقش حروف

ہیں پہنچا اور وہاں دعوے کیا کہ میں سید جلال الدین کا رشتہ دار ہوں میرے نام سے کسی اصحاب دول کے لڑکے کا پیغام ہوا انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہہ دیا کہ ہماری قرابت ہے اور میں کچھ رنجیدہ نہیں ہوا جبکہ اُس نے تکذیب کی تو وہ دیوانہ ہو گیا بسبب کذب کے، پس اُن کو معلوم ہو گیا کہ میرا قرابتی نہ تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ تم گمان مت کرو کہ میں سید صدرالدین سے رنجیدہ ہوا ہوں میں تو ہرگز کسی سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں، وہ تو خود ہمارا فرزند ہے، جبکہ بادشاہ کے یہاں سے کپڑے آئے تو دعا گو کے پوتوں نے اُس کے کپڑے دینے میں تاخیر کی، تو اُس نے بُرا کہا۔ میں اُس سے بھی کچھ رنجیدہ نہیں ہوا لیکن اُس فرزند کو مالیخولیا ہو گیا ہے۔ میں بہت سی دعائیں کرتا ہوں اور کچھ دوا دارو بھی کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ صحت دیگا۔

ستائیسویں تاریخ ماہ رمضان شب جمعہ وقت افطار کے

بنہایت کہ حجرے سے طلب کیا بعادت قدیم جیسے کہ ہر بار طلب کرتے تھے نزدیک اپنے جگہ دی فرمایا یقین ہے کہ آج کی رات لیلۃ القدر ہے اسلیے کہ کتا نہیں بھونکتا ہے اور پانی کے قطرے بھی ہیں ومن علامات لیلۃ القدر ان یمطر المطر بالتقاطر ولا یکون کثیرا ولا یصوت الکلب یعنے لیلۃ القدر کی نشانیوں سے ہے کہ تقاطر بارش کا ہو اور

کُتا آواز نہ کرے۔ پھر رُوئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے۔ اور یاران دیگر سے بایں عبارت فرمایا خذ وھایا سیلی ھذہٖ اللیلۃ لیلۃ القدر فاحیوھا ولا تناموا فیہا یوفقنا ویرزقنا ان شاء اللہ تعالےٰ اس فقیر سے فرمایا فرزند من آج کی رات کو ہیں نزدیک تھا میں نے سنا، شاید کسی دوسرے یار نے بھی سنا ہو۔ مجھ سے جس قدر بنا میں بیدار رہا۔ اکثر رات بیداری میں گزری قرآن شریف کا ختم ہوا امام حافظ سورۃ تبت پڑھتا تھا۔ جب فارغ ہوا تو پوچھا کہ ذات لھب کو تو نے سکون لام سے پڑھا یا لام کے زبر سے اُس نے عرض کیا کہ زبر سے فرمایا کہ اگر کوئی ذات لھب کو سکون لام سے پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسلئے کہ ذات مضاف ہے اور لھب مضاف الیہ ہے جس وقت ختم تمام ہو گیا تو حافظ کو بلایا اور کپڑے دیئے دعا کی۔ تقبل اللہ منک وجزاک اللہ خیرا اس رات میں سو رکعت نماز جیسے کہ اوراد میں مسطور ہے ہمراہ جمعیات کے ادا کی، بعد نماز تسبیح وتراویح کے اور حضرت مخدوم بعد ادا کرنے ہر دو رکعت کے چند خرقے پہنتے اور اتارتے تھے میں نے دریافت کر لیا کہ آج کی رات لیلۃ القدر ہے میں نے سُنا تھا کہ ہر سال ماہ رمضان شب قدر میں خرقوں کو ملبوس کرتے ہیں اور صبح کے وقت یاروں کو دیتے ہیں اسی رات میں تہجد کے وقت سحری کے وقت اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور بعادت قدیم

نزدیک اپنے جگہ دی عربی زبان میں فرمایا چنانچہ اہل علم نے سمجھ لیا بایں عبارت یا اصحابی و رفقائی ہذہ اللیلۃ لیلۃ القدر اور کیتھا واثنان من اصحابی ایضاً رایت العجائب فی ہذہ اللیلۃ منہا نظرت الی المکونات کلہا فی السجدۃ وکان ذلک فی النصف من ہذہ اللیلۃ وکنت فی اخر الصلوۃ تلک اللیلۃ اردت ان افسخ الصلوۃ واقع فی السجدۃ ما خالفت الامام حتی فرغ الامام ثم وقعت فی السجدۃ ودعوت فی سجدتی دعاء اصحابی الذین اعتکفوا معی ورفقائی الذین جلؤا الی من اوطانہم ثم دعوت جمیع من تعلق بی ثم دعوت جمیع اہل الاسلام فقمت من السجدۃ کلما قمت قامت الاشیاء المکونات کلہا من السجدۃ وہذا لیس کرامتے بل ادراک ہذہ اللیلۃ فی کل سنۃ لنا میراث الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اے میرے یارو اور اے میرے رفیقو یہ رات شب قدر ہے، میں نے اس کو پایا اور دو شخص نے میرے یاروں یا بنے بھی، میں نے اسی رات میں عجائب دیکھے منجملہ ان کے یہ ہے کہ میں نے ساری کائنات کو سجدے میں دیکھا اور یہ اس رات کے نصف میں تھا اور میں اس رات آخر نماز میں تھا میں نے ارادہ کیا کہ نماز کو توڑ ڈالوں اور سجدے میں گر پڑوں، میں نے امام کی مخالفت نہ کی، یہاں تک کہ امام فارغ ہو گیا پھر میں سجدے میں گرا، اور میں نے اپنے سجدہ میں ان یاروں کو دعا کی کہ جنہوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا اور ان رفیقوں کی جو اپنے وطنوں سے طرف میرے آئے، پھر میں نے دعا کی ان سب کیلئے کہ جنہوں نے

مجھ سے تعلق کیا۔ پھر سارے اہل اسلام کے لئے دعا کی پھر میں سجدے سے اُٹھا۔ جس وقت میں اُٹھا تو ساری اشیائے کائنات سجدے سے اُٹھے اور یہ میری کرامت نہیں ہے، بلکہ اس رات کا پانا ہر برس میں ہمارے واسطے میراث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک، جبکہ اس فقیر نے بندگی مخدوم سے یہ سنا تو میں پاؤں پر گر پڑا، فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے بھی نام لے کر دعا کی ہے، اور فرمایا کہ بایں عبارت میں نے دعا کی ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَلَدِی الْمَعْنَوِیَّ سَیِّدَ علاء الدین مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ لَدَیْکَ وَالْوَاصِلِیْنَ اِلَیْکَ وَاخْتِمْ اَمْرَہٗ بِالْاِیْمَانِ وَاجْعَلْ عَاقِبَتَہٗ بِالْخَیْرِ مَعَ الْاَھْلِ وَاجْعَلْہُ شَیْخًا کَبِیْرًا وَاقْضِ حَوَائِجَہُ الْمَشْرُوْعَۃَ وَاَنْ تُعَافِیَ بَدَنَہٗ وَاَنْ تُحَسِّنَ عَمَلَہٗ وَحَالَہٗ وَاَنْ تُقَوِّیَہٗ فِیْ سَبِیْلِکَ وَاَنْ تَرْزُقَہُ الْعَفَافَ وَالْکَفَافَ وَاَنْ تَجْعَلَہٗ مَحْبُوْبًا فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا وَطَوِّلْ عُمْرَہٗ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا مَوْلَانَا وَسَیِّدَنَا یعنی اے میرے اللہ تو کر میرے فرزند معنوی سید علاء الدین کو ان لوگوں میں سے کہ جو تیرے نزدیک مقرب ہیں، اور تجھ تک پہنچ گئے ہیں، اور خاتمہ کر اُسکے کام کا ساتھ ایمان کے اور کر عاقبت اس کی ساتھ خیر کے، مع گھر والوں کے، اور کر تو اُسکو بڑا شیخ، اور پوری کر اس کی مشروع حاجتوں کو، اور عافیت دے اُس کے بدن کو اور اچھا کر اُس کے عمل و حال کو، اور قوی کر دے

اُس کو اپنی راہ میں، اور عطا کر اُس کو پرہیزگاری اور روزی اور مومنوں کے دلوں میں اُس کو محبوب کر، اور پرہیزگاروں کا اُس کو پیشوا بنا، اور دراز کر اُس کی عمر کو، اپنے فضل و کرم سے اے ہمارے مولے اور اے ہمارے سید۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے اس عبارت سے دعا کی، میں شرمندہ ہوگیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں کون ہوں کہ میرے واسطے اس قدر دعا فرمائیں لیکن یہ اُن کے مکارم اخلاق سے ہے پھر میں نے قدمبوسی کی، مجھے بغل میں لیا اور میں نے بھائی کو بھی قدمبوسی کرائی، فرمایا کہ میں نے تمہارے بھائی کے واسطے بھی دعا کی ہے، پس اس فقیر نے اپنے جی میں کہا کہ اُن کی دعا مستجاب ہے، خصوصاً شب قدر اور حالت سجدے میں، پس میں نے دو رکعت شکر کی ادا کی اس نیت سے کہ انہوں نے مجھ کو بھی یاد فرمایا، جبکہ یاران بزرگ نے میرے حق میں ایسا کرم مخدوم سے سُنا، تو اس فقیر کو مبارکباد دی، اور مجھ سے مصافحہ بھی کیا میں نے یہ رباعی پڑھی اور لکھی ؎

ہمے نمے روم و چارۂ نمی دانم　　مگر کہ صحبت مردانِ مستقیم احوال

سزد کہ صدر نشینان بارگاہ قبول　　نظر کنند بہ بیچارگانِ صفِ نعال

؎

ہیزمے بودم بجنگل ناگہاں　　در کرہ آتش فتادم جملگی آتش شدم

صحبت ایسی اثر رکھتی ہے خصوصاً صحبت اُن بزرگوار قطب عالم مخدوم

جہانیاں کی بعد اس کے دو خرقے ایک تو اس فقیر کو دوسرا اس فقیر کے
بھائی کو عطا کیا، اور پہنایا، اور فرمایا اللھم توجہ بتاج الکرامۃ والسعادۃ
ووفقہ بانواع العبادۃ یعنی اے میرے اللہ تو اس کو کرامت وسعادت
کا تاج پہنا اور انواع عبادت کی اس کو توفیق دے بعد اس کے فرمایا
لیلۃ القدر خیر من الف شھر کیا ہے ای ثوابہ خیر من عبادۃ
احیائہ وادراکہ الف شہر یعنی ثواب اس کا ہزار ماہ کی عبادت سے
بہتر ہے بعد اس کے فرمایا قدر کے کیا معنے ہیں یعنی تقدیر الامور
والقضایا درمیان شب قدر اور شب برات کے فرق ہے برات کو
جو برات کہتے ہیں اسلیئے کہ نامے لکھے جاتے ہیں۔ اس رات میں
ہر چیز کی برات لکھی جاتی ہے وذلک قولہ تعالیٰ حٰم والکتاب المبین
انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیہا یفرق کل امر حکیم
ای مقضی تفسیر مدارک میں دو قول ذکر کیئے ہیں بقول اول شب قدر ہے
اور یہ صحیح ہے اور دوسرے قول میں شب برات ہے ایک عزیز نے
پوچھا کہ شب قدر میں کافر بھی سجدہ کرتے ہیں؟ فرمایا حق میں جمادات
کے ہے کہ ان میں حیات پیدا کی جاتی ہے وہ سجدہ میں ہو جاتے
ہیں اور آدمیوں میں سے سجدہ نہیں کرتا ہے مگر اس آدمی کو کہ معلوم
ہو، وہ ان کو سجدے میں دیکھے تو وہ بھی سجدے میں ہو جاتا ہے بعد
اس کے یہ بیت منظومہ کے پڑھے ؎

ولیلۃ القدر فی کل الشھر   دائرۃ وعیناھا قادر

ای لیلۃ القدر بکل الشهر من رمضان دائرۃ عند ابی حنیفۃ رضی اللّٰہ عنہ وعندھما معین کذا السماع لی فی مکتر یعنے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شب قدر تمام ماہ رمضان میں گردش کرتی رہتی ہے، اور نزدیک امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالےٰ کے معین ہے، مَیں نے اُس طرف مکۂ مبارک میں سُنا ہے اس کل شہر سے مراد تمام ماہ رمضان ہے نہ تمام سال، اگر بات یوں ہوتی تو یہ کہتا ولیلۃ القدر بکل سنۃ دائرۃ دلیل یہ ہے اور مکۂ مبارک میں فتویٰ بھی اسی پر دیتے ہیں بعد اسکے رُوئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو پس مَیں نے لکھ لیا۔

ف۔ لیلۃ القدر کے بارے میں حضرت امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف

ایضاً آخر جمعہ تیئیسویں ماہ مذکور

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ اذان کے وقت بات نہ کرنا چاہیے اور اُس کو سننا چاہیے اسلیے کہ فتاوےٰ کامل میں ہے استماع اذان مسجد الحی واجب لمن کان فی البیت وان کان حاضرا فی المسجد لایجب لان اجابۃ الفعل اولی من القول یعنے مسجد محلے کی اذان کا سننا واجب ہے واسطے اُس شخص کے جو گھر میں ہے اور اگر وہ مسجد میں حاضر ہے تو واجب نہیں ہے اسلیے کہ اجابت فعل کی اولیٰ ہے قول سے اُس سے لئے تو فعل میں اجابت کی اور مسجد میں حاضر

ف۔ اذان کے وقت بات نہ کرنا اور اذان کا سننا ضروری ہے

ہو گیا یہ بھی فتاوے کامل میں مذکور ہے کہ التکلم عند الاذان والاقامۃ مکروہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من تکلم فی الاذان خیف لہ زوال الایمان ومن تکلم فی الاقامۃ منع عن السجدۃ یوم القیامۃ اذا امروا بالسجدۃ فیسجد المؤمنون تحت العرش یعنے بات کرنا وقت اذان و اقامت کے مکروہ ہے اسلیئے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اذان میں بات کرے تو اُس کے زوال ایمان کا خوف ہے۔ اور جو شخص اقامت میں بات کرے تو وہ منع کیا جائے گا سجدے سے روز قیامت میں جس وقت کہ وہ سجدے کا حکم کیئے جائیں گے تو سارے مومن سجدہ کریں گے عرش کے نیچے، وہ نہ کر سکے گا ہر چند چاہیگا اصلاً اس کی پیٹھ نہ جھکے گی گویا میخ ٹھونک دی ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر آوردہ فرمودند فرزند من بنویس ایں کہ گفتم پس بنشتم ایضاً نبات یعنے مصری کے برتن لائے ایک تو واسطے بندے کے اور دوسرا واسطے برادر بندے کے، ارزانی فرمائی اور یاروں کو بانٹ دیا۔ اور خود نے بھی کھایا اور فرمایا کہ کھانسی مجھے زحمت دیتی ہے، اور بعض یاروں کو بھی نبات کھانسی کو پچھاڑ دیتی ہے۔ خادموں سے فرمایا کہ صحنکیں خریدیں کر دو تا کہ عید کے دن کام آئیں اُس رات میں دو مسواکیں ایک تو اس فقیر کو اور دوسری برادر اس فقیر کو ارزانی فرمائی بعد اس کے فرمایا کہ مکہ مبارک میں نماز عید سے پہلے حاضر ہوتے ہیں اور نماز عید فطر سے پہلے افطار کرنا سنت ہے اور عید الضحیٰ میں قربانی کے گوشت سے

بیان افطار قبل عید الفطر و بعد عید الاضحیٰ

افطار کرنا سنت ہے دعا گو خطبہ عید الضحیٰ سے پہلے آدمیوں کو بھیج دیتا ہے تاکہ قربانی ذبح کر دیں، اور کھانا تیار کر لیں جب میں مع یاروں کے پھر کر آتا ہوں تو اُسی سے افطار کرتا ہوں، کیونکہ سنت ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ مکہ ومدینہ مبارک میں شیر خرما بناتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ جواب فرمایا اگر شیر خرما مسنون ہوتا تو اُس طرف تو خرما کا جنگل بہت ہے ہر گھر میں باندازہ ہمت شیر خرما بناتے، لیکن سنت نہیں ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ دستِ مالیدہ بھی اُس طرف بناتے ہیں جواب فرمایا کہ مکہ ومدینے میں یہ اسم نہیں ہے۔ یہ اسم دیار ہندوستان کی ہے۔

فی مذہب ... (margin)

اٹھائیسویں ماہ رمضان روز سہ شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھ، پس میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی کہ شارع تو چلنے والا ہے آداب احکام میں، اور طارق چلنے والا ہے آداب سرِ حقیقت میں، مثلاً کپڑے کا نگاہ رکھنا لوث نجاست سے، اور بدن کا معصیت سے، شریعت ہے اور دل کا نگاہ رکھنا کدورات بشریت سے طریقت ہے اور خاطر کا نگاہ رکھنا غیر خدائے عز وجل سے حقیقت ہے اور موںہہ طرف قبلے کے لانا شریعت ہے، اور دل کے موںہہ کو طرف حضرت حق کے رکھنا طریقت ہے اور اس میں ملازم رہنا حقیقت ہے انبیاء علیہم السلام امت کو شریعت کا حکم دیتے ہیں، اور خود

طریقت کی راہ چلتے ہیں، واسطے تخفیف اُنکے اور اپنے کے اگر کسی شخص کو امت میں سے ہمت عالی اُس کی یاور و مددگار ہو جاتے اور چاہے کہ حقائق کو پہنچے تو وہ سلوک طریقت کو اختیار کرتا ہے تاکہ درجہ عوام سے نکلے اور درجہ خواص میں داخل ہو۔ بعد اس کے فرمایا کہ زکوٰۃ شریعت کی دوسو درم شرعی سے پانچ درم شرعی واجب ہیں، اور زکوٰۃ طریقت کی دوسو کے دوسو واجب ہیں اور زکوٰۃ حقیقت کی یہ ہے کہ دل میں جو کچھ غیر اللہ ہے اُس کو باہر پھینک دے جو باخانہ جائے رخت اور یا محال دوست قلب المؤمن حرم اللہ تعالیٰ وحرام علے حرم اللہ ان یلج فیہ غیر اللہ یعنے مومن کا دل حرم محترم اللہ سبحانہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حرم پر حرام ہے کہ اُس میں غیر اللہ داخل ہو۔ بعد اس کے فرمایا کہ حقیقت شریعت سے جب تک شریعت کو مضبوط نہ پکڑے گا ہرگز حقیقت کو نہ پہونچیگا اور حقیقت بجا لانا امت و بارت کا ہے۔ یعنے مستحبات کا نہ بجا لانا روا یا رخصت کا اور حیلے کا اسلیئے کہ شریعت میں رخصت و حیلہ جو کہ روا ہے سو اُس کو واسطے ضعیف حالوں کے رکھا ہے۔ اور طریقت میں رخصت روا نہیں ہے اکثر چلنے والے اس سے غافل ہیں کیونکہ رخصت و حیلہ ارباب طریقت کا ذنب حال ہوتا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین ای حسنات ارباب الشریعۃ بالرخصۃ والحیلۃ عند المقربین سیئاتھم اسلیئے کہ شریعت والے ساتھ نیت کے چلتے ہیں اور نیت میں رخصت روا ہے۔ ورنہ گراں بار ہوں۔ ہلاک ہو جائیں

اور طریقت والے ساتھ ہمت کے سلوک کرتے ہیں۔ اور ہمت میں رخصت روا نہیں ہے۔ شارع نے شرع میں دو چیزیں رکھی ہیں رخصت بھی اور عزیمت بھی روا جو اور وہ ہمت ہے پس روئے مبارک برین فقیر آورد و فرمودند فرزندم توپس کہ این ترتیب ترا کار خواہد آمد کہ دیگراں را خواہی کرد اور مشیخت کی شرط یہی تین علم ہیں جس کی میں نے تجھ کو تربیت کی۔ اور تو نے مجھ سے حاصل کئے جب تک کہ یہ تین علم یعنی شریعت و طریقت و حقیقت نہ ہوں ہرگز وہ مقام مشائخ میں نہ پہونچیگا اسلیے کہ یہ مقام ارشاد کا ہے جب تک خود نہ جائیں گے دوسرے کو کب بتا سکیں گے، اور اگر کوئی صالح نیک آدمی ہو اور اُس میں یہ تین علم موجود نہ ہوں تو اس کو ولی نہ کہیں گے۔ جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک جاہل کو شیخ کہتے ہیں جو آدمی کہ علم شریعت سے عاجز ہو وہ طریقت و حقیقت کو کیا جانیگا۔ شریعت بمنزلہ میوے کے ہے اور طریقت و حقیقت بمشابہ مغز کے ہے۔ یہ بات میں نے سلطان سے بھی کہی تھی میں کیا جانوں ہنوز اُس کو شیخ کہتے ہیں یا نہیں حاضرین مجلس نے کہا کہ اس وقت اس کو کم کوئی علماء و فقہاء و اشراف سے شیخ کہتا ہے مگر جاہل کہ وہ اُس کو شیخ کہتے ہیں۔ بعد اس کے فرمایا سالک کو چاہیئے کہ جن مقامات میں وہ نہ پہنچا ہو اُن کی بات نہ کرے کیونکہ وہ اُن کو نہیں جانتا ہے اور اس کہنے میں شہرت طلب کرتا ہے تاکہ خلق جانے کہ یہ سالک ہے۔ حالانکہ وہ نہیں ہے۔

خدائے تعالٰے سے ڈرے۔ مَیں نے مکہ مبارکہ میں سنا ہے کہ شیخ رکن الدین قدس سرہ اس بیت کو بہت پڑھا کرتے تھے اور زار زار روتے اس محل میں وہ کبھی روئے اور بار ہا پڑھتے تھے ؎

از بیت آں دو راہ خوں شد دل من
تا خود بکدام رہ بود منزل من

قولہ تعالٰی فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر یعنے ایک گروہ بہشت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں بعد اس کے فرمایا مرید کو چاہیے کہ پیر کی صحبت کرے اور اُس کے افعال کو لیوے اور اگر یہ دولت میسر نہ آئے تو جو اوراد کہ پیر سے مروی ہیں اسی پر کام کرے، اگرچہ تھوڑا ہو اور اگر خود سے کوئی چیز اختیار کرے گا۔ تو وہ ہوائے نفس سے ہوگی۔ اگرچہ رات دن میں ہزار رکعت ہی کیوں نہ پڑھے اور تمام سال ہی کیوں نہ روزہ رکھے قولہ تعالٰی افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوے یعنی کیا پس نہیں دیکھا تو نے اُس شخص کو کہ ٹھیرایا اُس نے اپنی ہوا کو معبود اپنا اور روکا نفس کو ہوا سے پس بے شک جنت ہی ہے اُس کا ٹھکانا بعد اس کے فرمایا کہ امام شبلی قدس اللہ روحہ سے پوچھا کہ زکوٰۃ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ تم زکوٰۃ فقہا کا پوچھتے ہو یا زکوٰۃ اولیا کا، پس زکوٰۃ فقہاء کی دو سو درم سے پانچ درم ہیں۔ اور زکوٰۃ درویشوں کی وہ چیز ہے جو کہ موجود ہے بعد اس کے فرمایا کہ قوت القلوب میں مذکور ہے لا تجوز الذخیرۃ للسالک الا لاجل قضاء الدین

لوکان السالک ماہونا والاجل انفاق خرج اہلہ ان کان متاہلا یعنے جائز نہیں ہے ذخیرہ کرنا واسطے سالک کے مگر واسطے ادائے دین کے اگر سالک قرضدار ہوا اور واسطے خرچ گھر والوں کے اگر عیالدار ہو بعد اس کے اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند میں لکھ لو غریب ہے نیز سنے اور نیز سے یاروں کے کام آئیگا یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے لکھی ہیں سبق سے فارغ ہو گیا ایضاً فرمایا کہ فرزند قاضی علاء الدین صدر جہاں نیک مخلص دعا گو کا ہے ہیں اس کے واسطے بھی دعا کرتا ہوں سنا ہیں نے رات شب یکشنبہ ماہ رمضان کو وقت مائدہ یعنے خوان طعام کے بندے کو حجرے سے طلب کیا۔ اور بعادت قدیم نزدیک اپنے جگہ دی فرمایا کہ شب قدر میں سارے اشیا مکونات سجدہ کرتے ہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ کیونکر سجدہ کرتے ہیں؟ جواب فرمایا کہ اس رات میں واسطے جمیع جمادات کے حیات پیدا کی جاتی ہے پھر وہ سجدہ کرتے ہیں اور یہ بات علم کلام میں درست یعنے ثابت ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ نزدیک مخدوم بزرگ جد دعا گو دامت برکاتہ کے لکڑی کا پیالہ تھا جس وقت وہ اندر حجرے کے ذکر میں مشغول ہوتے تو وہ لکڑی کا پیالہ بھی ان کے ساتھ ذکر میں ہوتا یہ ہے خلق حیات جمادات کی۔ ایک عزیز نے شیخ عارف صدر الدین سے پوچھا کہ حجرے میں دوسرا کوئی نہیں ہے اور آواز ذکر کی ایسی نکلتی

فی بیان شب قدر سجدہ کرنے اشیا

ہے جیسے دو آدمی ذکر کرتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ اُن کے پاس لکڑی کا پیالہ ہے وہ موافقت کرتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ وہ پیالہ لکڑی کا اُس دعاگو کی میراث میں پہنچا ہے۔ میں نے اُس کو تبرک رکھا ہے اُسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شب قدر میں آسمان سجدہ کرتے ہیں، پس فرمایا کہ آسمان تو جمادات سے ہیں سب سمت بیت المعمور میں سجدہ کرتے ہیں جس دن کہ حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان ہوا تو اُس کو چوتھے آسمان پر رکھ دیا اُس سے پہلے زمین کعبہ میں تھا اب بھی محاذی ویرابر خانہ کعبہ کے ہے، ایسا کہ اگر کوئی پتھر اُس جگہ سے ڈالیں تو بام کعبہ پر گرے مناسب اس کے **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک دن دعاگو نزدیک ایک عزیز کے اُترا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ وہ سامنے سے غائب ہو گیا، ذرا دیر کے بعد آگیا۔ میں نے پوچھا تو کہاں تھا، کہا کہ میں واسطے کسی مصلحت کے بیت المعمور میں گیا تھا ایک وقت میں چوتھے آسمان پر گیا اور آگیا ایک عزیز نے پوچھا کہ کتنے ہزار برس کی راہ کیونکر گیا، اور پھر آیا جواب فرمایا کہ اُن پر طے ہو جاتی ہے۔ قدم قدم جاتے ہیں، آسمان کے طبقے مثل نردبان و زینے کے ہو جاتے ہیں، اور سطے مثل سطے زمین کے ہے یعنی جس طرح زمین کی رگ کھینچ دیتے ہیں اسی طرح آسمان کی رگ بھی کھینچ دیتے ہیں یہ بات عقیدہ نسفی علم کلام کرامت ولی کے بیان میں مذکور ہے الکرامۃ حق فیظھر الکرامۃ علی نقض العادۃ

فالولی یطیر فی الھواء و یمشی علی الماء و یصعد علی السماء و غیر ذلک
من الاشیاء فکل ذلک معجزۃ نبی من الانبیاء فیظھر لواحد من
ولی امتہ لکن بشرط اتباع نبیہ قولاً و فعلاً و حالاً و من خالف ھذا
فلیس بولی یعنی کرامت حق ہے۔ پس کرامت ظاہر ہوتی ہے خلاف
عادت پر، سو ولی ہوا پر اُڑتا ہے اور پانی پر چلتا ہے اور آسمانوں
پر چڑھتا ہے اور جو اُس کے مانند ہے اُس سے یہ سب معجزہ ہے
پیغمبر کا، پس ظاہر ہوتا ہے واسطے ایک کے اُس کی امت کے ولی
سے، لیکن بشرط پیروی اپنے پیغمبر کے گفتار و کردار و رفتار میں اور
اگر ان تین میں سے ایک کی مخالفت کریگا تو وہ ہرگز ولی نہ ہوگا اور
درجہ مشیخت کا ولی سے بالاتر ہے، اور درجہ ولایت کا بالاتر مشیخت
سے ہے اور کوئی درجہ بالاتر درجۂ صدیق سے نہیں ہے کیونکہ درجہ
صدیق کا درجۂ نبی کے نزدیک ہے کل من یخطأ بد رجۃ
الصداقۃ حصل لہ درجۃ النبوۃ وذلک فی قولہ تعالی اولئک الذین
انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین
وحسن اولئک رفیقا اور ان شہدار سے مراد حاضرین حق ہیں یقال
فلان شھد ای حضر بعد اس کے فرمایا کہ صدیق صیغۂ مبالغہ ہے کیونکہ
فِعّیل واسطے مبالغے کے ہے وجہ اشتقاق صدیق کی بیں لئے دو طرح
سُنی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ صداقت سے مشتق ہے، وھو ذکر المحبۃ
پس معنی یہ ہوں گے کہ صدیق لوگ خدا کی یاد کثرتِ محبت و صدق سے

سے کرتے ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ مشتق صدق سے ہے وھو کثرۃ
التصدیق پس معنی یوں ہوں گے کہ بسیار راست گو داشتن یعنے بہت
سچ کہنے والے، لیکن وجہ اول متفق علیہ ہے یعنی بہت سے اسی
پر ہیں بعد اس کے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
میں یہ دونوں وجہیں موجود تھیں۔ کثرت محبت بھی تھی اور کثرت تصدیق
بھی، یہاں تک کہ ایسا ذکر کیا ہے کہ جو کچھ حضرت رسالت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنتے انکار نہ کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے انا وابوبکر کفرسان ساعیان لو تقدم فامنت
بہ ولکنی تقدمت فامن بی یعنے میں اور ابوبکر دو گھوڑوں کے
مشابہ ہیں کہ وہ دوڑیں اگر وہ آگے بڑھ جاتے تو میں اُن پر ایمان لاتا یعنی
وہ پیغمبر ہو جاتے ولیکن میں آگے بڑھ گیا پس وہ مجھ پر ایمان لائے
یعنے پیغمبری مجھ کو ہوئی قولہ علیہ السلام لو کان[لہ] من بعدی نبی لکان ابوبکر
وقولہ الآخر لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع امتی لرجح ومثل
ھذا کثیر فی ذات ابی بکر وھو افضل الصحابۃ رضوان اللہ علیہم
اجمعین پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند و فرمودند فرزند من ایں فوائد و
ہر دو وجہ صدیق بنویسید پس بنشستم بعد اس کے فرمایا فرزند من سبق پڑھ ہیں

لہ جامع صغیر میں یہ حدیث شریف بایں لفظ ہے (لو کان بعدی نبی لکان عمر بن
الخطاب) فیہ اشارۃ الی مزید فضلہ وان اللہ مخدمن خصال الانبیاء (حم ت
ک عن عقبۃ ابن عامر الجھنی (طب عن عصمۃ بن مالک) وھو حدیث حسن ۱۲

نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی کہ فرزند من جبکہ تو نے سلوک طریقت کو جان لیا تو تو جان کہ پہلے باطن کو صاف کرنا چاہیے تاکہ نتائج مشکلات طریقت کا حل اُس کے دل میں پیدا ہو، اور جاننے کہ اولیاء عالم ہیں اور وہ علم باوجود ولایت کے بھی ہوتا ہے۔ علم یہی طریقت ہے اُس کی طلب میں دوڑے رات دن ظاہر و باطن درگاہِ خداوندِ عالم پر حاضر رہے ایک وقت بھی اُس سے غائب نہ ہو اور زائد علاقوں سے اور خلق کے دل دینے سے اعراض کرے اور باطن کے صاف کرنے میں اور مراقبے میں مشغول رہے۔ کیونکہ طریقت کی شرط دل کی جمعیت ہے اسلیے کہ خاطر متصرف حق سے دور ہوتا ہے۔ اگرچہ نماز میں ہو جس وقت دل جمع ہو گیا تو متقی ہو جائے گا[1] اور نسبت بندے کی درگاہ خداوند تعالیٰ پر یہی تقوی ہے۔ قولہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ای ابعدکم عن التعلقات وافضل الاعمال ثلثۃ قطع العلائق وحفظ الدقائق وادراک الحقائق وقطع العلائق مثل درس المدارس وختم المقابر وامامۃ المساجد وکسب المکاسب وامثالہا کل ذلک من العلائق یعنی بزرگ تر تمہارا نزدیک اللہ کے پرہیزگار تمہارا ہے یعنی دور تر تمہارا تعلقات سے اور بہترین اعمال تین ہیں علائق کا قطع کرنا دقائق کا نگاہ رکھنا حقائق کا دریافت کرنا علائق جیسے مدارس کا درس دینا، مقبروں پر ختم پڑھنا، مسجدوں کی امامت کرنا پیشہ وری کرنا، اور ان کی مثل اور یہ سب امور منجملہ علائق ہیں ان کو قطع کرے

---

[1] گر یہ تو ہم نماز من جملہ مجاز۔ گر یا تو ہم مجاز من جملہ نماز (راقم)

ف: [illegible]

حفظ دقائق یہ ہے کہ سالک کے دل میں معانی ہوتے ہیں ہر لحظہ اُن کو نہ
نکالے اور ادراک حقائق یہ ہے کہ دقائق کی جو کچھ ماہیت ہے اُس کو
دریافت کرے جس آدمی میں یہ تین خصلتیں موجود ہیں وہ صوفی ہے
اور صوفی سے مراد مقرب ہے لانہ مشتق من الصفة وھی القربۃ
ارباب صُفہ کو جو اصحاب صفہ کہتے ہیں سو اسی لئے کہ وہ بنیان طریقت
میں کوئی قربت نہیں ہے مگر انا جلیس من ذکرنی کفایت ہے۔
یعنی اس سے بڑھ کر اور کیا قربت ہوگی کہ اللہ جل شانہ فرماوے کہ
جو شخص مجھ کو یاد کرے میں اُس کا ہمنشیں ہوں پس بنا اس راہ کی ذکر کو
رکھنا چاہیئے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند
من تو کچھ تعلق رکھتا ہے میں نے عرض کیا کہ اگر تعلق ہوتا تو دس مہینے
کی مدت میں صحبت مخدوم کی میسر نہ آتی فرمایا الحمد للہ کچھ تعلق نہیں ہے
تم نے بمراد صحبت کی ہے بعض یاروں سے فرمایا جو کہ دعوی سلوک
کا رکھتے ہیں تم کیوں صحبت کی غنیمت نہیں لیتے ہو۔ انہوں نے جواب
دیا کہ ہم تعلق رکھتے ہیں بعض نے کہا امامت مسجد کی، بعض نے کہا
تعلیم صبیان کی، بعض نے کہا ختم مقابر کا، بعض نے کہا درس مدارس
کا، بعض بولے کہ ہم کسب میں مشغول ہیں میں نے حق کا شکر ادا کیا،
اگر مجھ کو تعلق ہوتا تو میں کیا کرتا کہ مثل اُن کے نہیں ہوتا یہ ساری ترتیب
شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

انتیسویں ماہ رمضان روز پنجشنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک زائر پھول لایا خادموں سے فرمایا کہ سب کو دو تاکہ سونگھیں واسطے مخالفت روافض کے، اسلیئے کہ وہ پھول کا سونگھنا واسطے روزہ دار کے ناقص صوم جانتے ہیں پس جو کوئی ان کی مخالفت کریگا مثاب ہوگا **ایضاً** فرمایا نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ نماز کے اندر قرآن شریف کے معانی کو دل میں گزرائے، ایسے کہ کوئی چیز معانی سے متروک نہ ہو جائے اور کلام متکلم کی ہیبت اُس کے دل میں جمی ہوئی رہے۱؎ اور اگر معانی نہیں جانتا ہے یعنے عامی ہو تو متکلم کی ہیبت تو ضرور دل میں رہے کہ کلام اُس خداوند کا ہے کہ جس کی صفت متکبر وجبار ہے۔ تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر بادشاہ مجازی طرف نائب غیبت کے یا طرف مقطع کے کوئی فرمان لکھ کر بھیجے تو اُس کی اور اُس کے رعایا کے دل میں کس قدر خوف پڑیگا، اور سب حاضر ہوں گے اور دل کا کان اُس پر رکھیں گے کہ دیکھیئے کیا حکم ہوگا اور یہ قرآن شریف تو فرمان ہے بادشاہ حقیقی سے طرف بندوں کے، ایک حقیقی کتاب ہے اصل اُس میں یہ ہے کہ اُس کی یاد میں رہیں اور اس کو لحظہ بھر غائب نہ جانیں بلکہ حاضر جانیں قولہ تعالیٰ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون وھو اقرب الیہ من حبل الورید یعنے تو اللہ کو غافل مت سمجھ اُس چیز سے کہ جو ظالم کر رہے ہیں۔ اور

۱؎ بایں ہو کانک تراہ فان لم تکن فانہ یراک (راقم)

وہ قریب تر ہے طرف بندے کے جان کی رگ سے، پس جو ذات کہ اتنی نزدیک ہو کیونکر اُس سے غافل و غائب ہوں۔ اور اس کا کفران و عصیان اختیار کریں اور حیلہ و رخصت ڈھونڈیں۔ مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو نے اُس طرف مشائخ کبار سے شیخ جمال الدین کی صفت سُنی ہے کہ وہ ظاہر میں تو خلق کے ساتھ بشاش تازہ رو ہوتے اور باطن میں حق کے ساتھ انیس رہتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا وقل رب زدنی علما تو آپ نے فرمایا اللھم اجعل نائحۃً فی قلبی تعلیماً للامۃ یعنے اے اللہ تو میرے دل میں اندوہِ عشق، اور دردِ شوق ڈال۔ سِرّ اس معنی کا ہے جو کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

از دوست بیادگار دردے دارم ۔۔۔ آں درد بصد ہزار درماں نہ دہم

بعد اس کے فرمایا فرزند من یہ فوائد جو میں نے کہے لکھ لو، اور فرمایا فرزند من سبق پڑھو، میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں لکھی جان کہ مبتدی کو بعد تحقیق الارادۃ ای الطلب وصحۃ التجرید ای التجرید من العلائق یعنے بعد تحقیق طلب اور صحت تجرید علائق کے مبتدی کو چاہیے کہ ایسا پیر طلب کرے جو کہ پختہ و مشفق و کار دیدہ اور آفات راہ کو پہچانا ہوا ہو۔ اور اُس کی صحبت کا ملازم ہو جائے جیسا کہ تو دعا گو کا ملازم رہتا ہے اور اقل صحبت ایک چلّہ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ اسلئے کہ جو درخت کہ خودرَو ہوتا ہے اُس کا میوہ حلاوت و شیرینی نہیں دیتا ہے

کیونکہ مرید ابتدا میں غلبہ طلب کرتا ہے اور شوق کی حرارت سے متحیر ہو جاتا ہے اور اپنی صلاح و فساد بھلائی برائی کو نہیں جانتا ہے، یہانتک کہ کوئی کامل پیر اسکے احوال میں تصرف کرے، اور اسکے احوال باطن کو اپنی صفائی انوار سے پہچانے اور نیک و بد سے اُس کو آگاہ کرے۔ اور فوائد کو روزگار مرید کے طرف عائد فرمائے کیونکہ راہ میں خطر بہت ہے پس پیر مانند بدرقہ کے ہے جو کہ رہبری کرتا ہے تاکہ راہ کے امن و خوف کو پا جائے اور مقام میں پہنچے مشائخ کبار نے فرمایا ہے کہ جو کوئی طریقت میں اپنی رائے و فکر پر کفایت کرتا ہے، تو وہ ایک بت پرست مغرور ہوتا ہے۔ پس واسطے طلب کرنے ان معانی کے شیخ کی صحبت چاہیئے اور کم سے کم صحبت ایک چلہ تو ہو جس نے یہ بھی نہ کیا وہ اور کیا دعویٰ کرے آور ارادت سچی چاہیئے کیونکہ ارادت طریقت میں ایسی ہے جیسے عبادت میں نیت ہوتی ہے۔ پس جس طرح عبادت بے نیت کے کچھ قدر نہیں رکھتی ہے اسی طرح طریقت میں جو مرید کہ ارادت سے خالی ہے، وہ کوئی مرتبہ حاصل نہ کریگا بعد اس کے فرمایا کہ سلوک میں جس جگہ ارادت کا ذکر ہو معنی اُس کے طلب حق کے ہوتے ہیں اصل سلوک میں فرزند من اگر تو چاہے کہ راہ چلی جائے تو پہلے پیش نہاد خاطر یہ بات رکھ کہ خود سے دست بردار ہو جا۔ اُس وقت راہ میں قدم رکھ کیونکہ یہ کام ساتھ ہمت کے ہے نہ ساتھ نیت یعنے آرزو کے قولہٗ تعالیٰ ام للانسان ما تمنی یعنے کیا واسطے انسان کے ہے۔ جو وہ تمنا کرے اور درون کو بیرون سے پہچان اور بیرون کو درون سے

معلوم کر کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہوگا سلوک میسر نہ ہوگا۔ اور یہ علم ذوقی ہے من لم یذق لم یدر قال لن یلج فی ملکوت السموات من لم یولد مرتین اعنی مرۃ بولادۃ الطبیعیۃ ومرۃ بولادۃ المعنویۃ وھو ملازمہ صحبۃ الشیخ الذی ھو نائب النبی کیونکہ مشائخ صوفیہ پیغمبر کے نائب ہیں تصوف کے تین مرتبے رکھے ہیں جب تک کہ تینوں جمع نہ ہوں تب تک تصوف نہ ہوتی اور کمال کو نہ پہنچے قال المشائخ الصوفیۃ التصوف اولہ علم ای بالعلوم الثلثۃ المذکورۃ وھی علم الشریعۃ وعلم الطریقۃ وعلم الحقیقۃ واوسطہ عمل واٰخرہ موھبۃ یعنی اول مرتبہ تصوف کا علم ہے نہ یہ کہ مجرد علم شریعت مراد ہے بلکہ تینوں علم مذکور کہ جن کی میں نے تربیت کی، اور تو نے مجھ سے حاصل کئے اور مرتبہ وسطی یعنی درمیان تصوف کا عمل ہے اور تیسرا مرتبہ موہبت من اللہ ہے، الامن الکسب یعنی وہ مرتبہ دینے اللہ کا دین ہے کسبی نہیں ہے اسلئے کہ علم بے عمل کے ناقص ہے اور عمل بے علم کے ناتمام، اور عمل و علم بے موہبت یعنی بخشش حق کی رسم ہے۔ اور آفات مذکورہ جملہ چو بیس جو کہ میں نے تجھ سے بیان کی ہیں علم و عمل ان آفتوں سے صاف پاک چاہیئے تاکہ خاصیت اُس کی ظاہر ہو۔ نفس خبیس ہے ایک اشنانٹ میں ایک جہان بیچ ڈالتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا اگر مرید یعنی طالب ایک چلہ اپنے پیر کی صحبت میں مشغول ہو جائے جیسا کہ تم ذکر کہتے ہو تو حق تعالیٰ اُس کو مکاشفہ و

مشاہدات روزی کرے اول کشف مشاہدہ روئے زمین کا ہوتا ہے تمام
دنیا کو شرق سے غرب تک معاینہ کرتا ہے۔ بعد اس کے ترک النظر
الیہا باطن زمین کا کشف ہوتا ہے۔ جیسے اہل قبور اور زمین کے خزانے
اور زمرد و مروارید اور مانند ان کے بعد اس کے ترک النظر الیہا مکاشفہ
آسمانوں کا مشاہدہ ہوتا ہے اور اوپر بھی عرش و کرسی تک جاتا ہے
اور بیت المعمور کا طواف کرتا ہے، اور بہشت و دوزخ میں پہنچتا ہے
قولہ تعالیٰ وما یلقاہا الا ذو حظ عظیم اوپر سے نیچے آتے ہیں۔
گرفتاران دنیا کی طرف نظر کرتے ہیں کہ عاجز لئے ہوئے ہیں کہتے
ہیں کاش اگر دنیا کو ترک کریں تو وہ بھی مرتبے پر صاعد ہوں۔ یعنے
اوپر چلے جائیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ
ایک درویش کو یہ واقعہ تھا کہا جبکہ میں اوپر سے نیچے آیا تو میں نے
گرفتاران دنیا کو دیکھا۔ ان کے حال کی گرفتاری سے شفقت آئی
کاش کہ وہ بھی بالا تر جائیں بعد اس کے لوح کا کشف ہوتا ہے جملہ
تقدیرات نظر میں آتی ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی
کہ دعا گو ایک دن مجلس میں شیخ قطب عالم رکن الحق والدین کے حاضر
تھا ان کی خدمت میں ایک لشکری یعنے سپاہی آیا اور پائے بوسی کی،
بیٹھ گیا۔ التماس بیعت کا کیا۔ شیخ توبہ کی تلقین اس کو نہیں کرتے تھے۔
وہ الحاح و زاری بہت کرتا تھا۔ ایک عزیز شمس الدین نام حدباوری
شیخ الاسلام کے تھے وہ گستاخ تھے۔ انہوں نے شیخ سے کہا کہ یہ عزیز

الحاح کرتا ہے کس واسطے تم تلقین توبہ نہیں کرتے ہو؟ شیخ نے ایسی بلند آواز سے کہا کہ سب اہل مجلس نے سن لیا۔ ابوالفتح بیچارہ کیا کرے کہ میں لوح محفوظ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہنوز چند گناہ کریگا تب اس کے مشاہدہ انبیاء علیہم السلام کا پھر مشاہدہ اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوتا ہے

آخری مشاہدہ اسی کو کہا ہے تب اس کے حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اکثر احوال نماز میں دیکھتا ہے اور یہ بات اہل سنت وجماعت میں ظاہر ہے قولہ تعالیٰ وان الی ربك المنتھی اور یہ مرتبہ نہایت کا ہے کہ منتہی اُس وقت کہتے ہیں کہ جب اس جگہ پہنچتا ہے اور اس بات کو پہنچا ہے جو کہ مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ الطھارۃ فصل والصلوٰۃ وصل فمن لم ینفصل فی الطھارۃ عن الکونین لم یصل فی الصلوٰۃ الی صاحب الکونین اگرچہ کام اس جگہ تک پہنچ جاتا ہے تو بھی خوف میں رہنا چاہیئے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعاگو نے مکہ مبارک میں مشائخ سے سنا ہے کہ جس وقت شیخ رکن الحق والدین قطب عالم قدس اللہ روحہ جمعہ دیہر کی راتوں کو خانہ کعبہ میں حاضر ہوتے تو اُس وقت کے مشائخ کے روبرو یہ بیت پڑھتے اور گریہ وزاری فرماتے ؎

از ہیبت آں دو راہ خون شد دل من تا خود بکدام رہ بود منزل من

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر اور خود بھی روئے اور یار لوگ بھی روئے حزن وخوف ظاہر ہوا بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند من لکھ لو پس میں نے لکھ لیا یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

شب سی ام ماہ رمضان

کو وقت خوان طعام کے اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور بعادت قدیم اپنے نزدیک جگہ دی۔ نمک منگایا، اور فرمایا کہ شیخ نے عوارف میں ایک حدیث جو کہ صحاح سے ہے منجملہ وصایا کے ذکر فرمائی ہے یا علی ابدأ بالملح واختم بہ فان الملح دواء من سبعین داء یعنی اے علی تو کھانے میں نمک سے شروع کر اور ختم بھی اسی سے کر کیونکہ نمک ستر بیماریوں کی دوا ہے۔

تیسویں ماہ رمضان روز دوشنبہ کو

بندہ خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ ہلال طالع نہیں ہوا ہے رات کو کوئی آیا اور کہا کہ طالع ہو گیا۔ اور چاند نہ ہوا یاروں نے کہا کہ طالع نہیں ہوا ہے بعد اس کے فرمایا کہ ایک درویش نے رات کو جبکہ سنا کہ ہلال عید فطر کا طالع ہو گیا ہے میں نے سنا کہ وہ روتا تھا، اور یہ حدیث یاد آئی من فرح بدخول رمضان واغتم بخروجہ خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ

یعنے جو شخص کہ خوش ہو رمضان کے آنے سے اور غمگین ہو اس کے جانے
سے تو وہ نکلتا ہے اپنے گناہوں سے مثل اُس دن کے کہ جنا اُسکو
اُس کی ماں نے **ایضًا** فرمایا عالم کو چاہیئے کہ عامل ہو اس لئے کہ
حدیث صحاح میں ہے کل عالم لم یعمل بعلمه فهو سخرة الشیطان
یعنے جو عالم کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے، تو وہ مسخرہ ہے شیطان کا، پس
عالم کو عمل سے کوئی چارہ نہیں ہے تاکہ اس تہدید و وعید سے خارج ہو
جائے **ایضًا** فرمایا فرزند من پڑھ پس میں نے شروع کیا ترتیب اس
میں تھی کہ مشائخ صوفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر بحکم صفا قرآن
شریف اور حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار
کے اسرار پر پڑی، ان لکل آیة ظهرا وبطنا یعنے ہر آیت کے واسطے
ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے تو وہ طریقہ دل و راہ کا چلے، و
مریدا نزا بر غبت واعزاز کردند اُن کے اس درمیان میں تجربہ حاصل
ہوا۔ انہوں نے اپنے احوال اور مریدوں کے احوال سے مقدمات
بنائے، اور اُن مقدمات سے نتائج نکالے اور اُن نتائج پر احکام
رکھے **حکم اول** یہ ہے کہ حق تعالے ایک شخص کی آنکھ کو افعال پر
کھول دے تو وہ نیک کو نیک جانے اور بد کو بد پہچانے، اور اُسکے
ارادے کو جانے، ناگاہ ایک شخص مقبلان درگاہ سے اور اللہ کا مقبول
اقبال کرے یعنے متوجہ ہو اور تبدیل احوال کا قصد فرمائے، پس وہ
مقبول اللہ کا اس گرے ہوئے کو اُٹھائے اور اس گمشدہ کو بغل میں لے

اور اُس کو نفس امارہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور اُن مکارہ و تکالیف کے چنگل سے خلاصی دے دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر اُس کو کوئی فتور یعنے کسل و کاہلی پیش آئے اور کوئی قصور معلوم ہو تو براہ لطف اُس کو ترغیب کرے۔ کیونکہ نفس نے بحکم مجاورت دنیا کے اُس پر غلبہ پایا ہے اور بمقتضیہ مصاحبت ابنائے دنیا کی استعلا ڈھونڈا ہے تیسرا حکم یہ ہے کہ املاک و اموال سے خلوت کرنے کا حکم دے اور بر مثال احوال ترغیب کرے چوتھا حکم یہ ہے کہ بد رشتہ داروں اور ہمنشینوں سے اُس کو منع کرے اور اُن کی باتیں سننے سے باز رکھے کیونکہ جس چیز کو مرید سال بھر میں خود سے دور کرتا ہے وہ لوگ گھڑی بھر میں اُس کے دل میں بیٹھا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمراہ نفس کے رہے۔ قولہ تعالے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین وقولہ الاخر ویوم یعض الظالم علے یدیہ یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتا لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان الشیطان للانسان خذولا یعنے دوست قیامت کے دن دشمن ہو جاویں گے مگر متقی پرہیزگار لوگ اور اُس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہے گا اے کاش میں پکڑتا ہمراہ رسول کے راہ۔ اے میری خرابی کاش میں نہ بناتا فلاں کو اپنا دوست البتہ مقرر اُس نے بے راہ کر دیا مجھ کو ذکر سے، بعد اس کے کہ وہ میرے پاس آیا اور ہے شیطان واسطے انسان کے زیاں کاری کرنے والا،

یعنی وہ دوست میرا بمنزلہ شیطان کے تھا کہ اُس نے خذلان زبان
کاری کی پس جبکہ مرید کو یہ بات محقق ہو گئی تو نفس کو قید میں رکھے اور
اُس کو کسی حال میں باہر نہ چھوڑے اور کہے اسے نفس اگر اس بار
تو باہر ہو گیا تو پھر لانا نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ اول وہ نہیں جانتا تھا
کہ مجھ کو اس طلب سے کیا پیش آئے گا اور کیا رنج پہنچے گا اب
کہ یہ بلا دیکھ لی اور آفتوں کو جان چکا، باگ کھینچ لے، اگر تو بعد رنج
کے چاہے تو پھر تجھ کو نہ لا سکیں گے ؎

زنہار دلا چو آمدی باز مرو   دشوار بود کہ رفتہ را باز آرند

جب شیخ کو مریدوں کی ملازمت سے معلوم ہو گیا تو اب، وہ کسی طرح
روا نہ رکھے گا کہ بجز اللہ کے نام کے اور کچھ زباں سے نکالے، اور بجز
اس نام کے کچھ سُنے اور بجز اللہ کی مراد کے اُس کی آنکھ میں آئے،
اور بجز اللہ کے اُس کے نفس سے نکلے یہاں تک کہ وہ استغراق میں
ایسا ہو جائیگا۔ کہ اگر اس مرید صادق سے پوچھیں کہ تو کیا کہتا ہے تو وہ کہے
اللہ۔ اور تو کہاں سے آتا ہے کہے اللہ اور تو کہاں جاتا ہے کہے اللہ
اور تو کیا کریگا کہے اللہ اُس سے جو کچھ پوچھیں تو وہ کہے اللہ اس نام
کا استغراق اُس پر ایسا غالب ہوا کہ وہ خود سے فانی ہو گیا ؎

خصم بسے طعنہ زد و دوست بسے پند داد   عقل ز دلم پر پرید و گوش پریشاں نرفت

پس روئے مبارک بدیں حقیر آوردند فرمودند فرزندمن ایں تمام سبق بنویس
بافوائد الضیا فرمایا کہ واسطے تزکیہ نفس کے اور تزکیہ باطن کے یہی کلمہ

طیب ہے طیب پاک کو کہتے ہیں جس چیز میں اس کا استعمال کرتے ہیں اُس کو بھی پاک کر دیتا ہے **ایضًا** فرمایا کہ بعض سالکوں کو جو فتح باب نہیں ہوتا ہے شاید بے وضو سوتے ہیں پس سالک کو چاہیئے کہ باوضو سوئے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الطہارۃ[1] نصف الایمان یعنے وضو آدھا ایمان ہے فرمایا کہ ہیں سنے بیان اس حدیث شریف کا اُس طرف کے محدثوں سے عجب سنا ہے کہ ہندوستان میں نہیں سنا تھا یعنے جس وقت کہ کوئی کافر ایمان لاتا ہے تو وہ دو چیزوں کا ماحی ہوتا ہے ایک تو کفر کو مٹا دیتا ہے دوسرے گناہوں کو محو کر دیتا ہے پس مومن جبکہ باوضو رہتا ہے اور کفر نہیں رکھتا ہے تو وہ سیّئات کا ماحی ہوگا کیونکہ اگر وہ وضو رکھتا ہے تو اس معنی کے بنا پر آدھا ایمان ہوگا جب تک کہ سالک سے گناہ نہ مٹ جائیں گے تب تک اُس کا فتح باب نہ ہوگا کیونکہ مُسمّی یعنے گنہگار کسی چیز کا نہیں پہونچتا ہے لہٰذا اسکے فرمایا من نام بغیر الوضوء[ل] الخ

---

[1] جامع صغیر میں یہ حدیث شریف باین لفظ ہے (الطہور) بالضم علی الافصح والمراد بہ الفعل (شطر الایمان) قال العلقمی ای نصفہ والمعنی ان الاجر فیہ ینتہی تضعیفہ الی نصف اجر الایمان وقیل الایمان یجب ما قبلہ من الخطایا وکذا الوضوء الا انہ لا یصح الا مع الایمان فصار لتوقفہ علی الایمان فی معنی الشطر وقیل المراد بالایمان الصلوٰۃ والطہارۃ شرط فی صحتہا فصارت کالشطر ولا یلزم من الشطر ان یکون نصفا حقیقیًا قال النووی وہذا اقرب الاقوال (حم م ت عن ابی مالک الاشعری) وہذا حدیث طویل وفیہ ذکر عدۃ اشیاء ۱۲ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام دم علی طہارۃ حتی یوسع علیک رزقک ؀

علیه ابواب السماء ولا یؤمر بالسجود تحت العرش یعنے جو شخص کہ بے
وضو سوتا ہے۔ تو اُس کے واسطے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے
اور نہ اُس کے واسطے عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے پس
روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من معنی ایں حدیث بنویس
غریب ست ایضًا فرمایا کہ میں نے بیان اس آیت شریف کا شیخ
مکہ عبداللہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے عجب سنا ہے یوم لا ینفع
مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم ای لدیغ یعنے جس
دن کہ نفع نہ دے مال اور نہ بیٹے مگر وہ شخص کہ آوے اللہ کے پاس
دل دردناک مارگزیدہ لے کر بعد اس کے فرمایا کہ اُس وقت دعا
گو کو روبرو شیخ عبداللہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ بیت جامع صغیر
کی یاد آگئی تو میں نے پڑھ دی ؎

تروّح فانی قد تعبت بنظمه — وبتُّ کما بات السلیم مسهدا

یعنے صاحب جامع صغیر دیباچے میں کہتے ہیں۔ کہ تو راحت کے ساتھ
پڑھے اس کتاب کو۔ پس میں نے رنج دیکھا ہے بسبب نظم کرنے
اس کتاب کے اور میں نے اس طرح شب بسر کی ہے کہ جس طرح
دردناک مارگزیدہ رات بسر کرتا ہے پس روئے مبارک بریں فقیر
آوردند فرمودند فرزند من ایں فوائد بنویس پس نشستم ایضًا فرمایا فرزند
من سابق پڑھ میں نے شروع کیا ترتیب اس میں کتنی ادا اول اس کام
سنگ کا کہ روزنہا دعا فتقال ولی روز اسرار صادقاں ہے بتجرید و تفرید

ہے تجرید یہ ہے کہ جو کچھ تو آج رکھتا ہے اُس سے آزاد آئے اور تفرید یہ ہے کہ کل کے خیال میں نہ رہے ؎

امروز دیہ پرودی و فردا ہر چار سیکے بود تو فردا

یعنے تو اس سے فرد یعنے تنہا آ دوسرا کام خلوت ظاہر و باطن ہے ظاہر خلوت یہ ہے کہ منہہ طرف دیوار کے لائے اُس وقت تک کہ جان دے اور دنیا کو مع اُس کے اہل کے چھوڑ دے اور باطن خلوت یہ ہے کہ غیر خدا کے اندیشہ و خیال کو دل سے دھو ڈالے اور اظہار و اسرار کے غبار کو جھاڑ دے تیسرا کام یہ ہے کہ ایک ذکر اور ایک فکر ہو جائے اور یہ بات قطع علائق سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ دل صاحب علائق کا متفرق ہوتا ہے۔ پس متفرق حق سے متفرق ہوتا ہے۔ یہ اشارہ ہے طرف اُس چیز کے جو کہ آتی ہے جائے کہ انکار مولے بر و جمعیت ضعیف دیگہ نگنجد در میز انے کہ جز فکر افکار دیگہ نسنجد۔ انکار اغیار و انکار اسرار حرام بود چوتھا کام کم کہنا کم کھانا، کم سونا اختیار کرے۔ اسلیے کہ یہ تینوں کام مدد ہیں واسطے نفس کے، یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔ فرمایا فرزند من اس سب کو کہ جو میں نے تجھے تربیت کی علوم ثلاثہ یعنے علم شریعت و طریقت و حقیقت سے لکھ لے کہ تیرے واسطے اور یاروں کے واسطے دستور ہوگا پس میں نے لکھ لیا۔

اونتیسویں ماہ رمضان وقت چاشت

کے اس فقیر نے سارا رسالہ خدمت میں پڑھا جب میں نے تمام کرلیا تو یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا وَسَدِّدْنَا وَاَلْهِمْنَا رُشْدَنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا میں نے قدمبوسی کی فرمایا فرزند من اس رسالے میں علوم ثلاثہ و طرق ثلاثہ سب کو تو نے دریافت کرلیا۔ کہ اب کیا رہ گیا۔ اور ان میں عامل خود تو ہے لیکن تجھے چاہیئے کہ تو طالبوں کو ارشاد کرے اور پہنچائے اور اگر کوئی مزاحم ہوئے تو تو میری طرف سے وکیل و مجاز ہے۔ ان کو خرقہ پہنائے میں نے قدمبوسی کی اور یہ مصرع از خود پڑھا ع چہ کند بندہ کہ گردن ننہد فرمان را۔ اور حق میں اس فقیر کے دعا کی اول و آخر میں درود شریف پڑھا اِلٰهِي اجْعَلْ وَلَدِي الْمَعْنَوِي سَيِّد علاء الدين مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ لَدَيْكَ وَالْوَاصِلِيْنَ اِلَيْكَ وَاَنْ تَخْتِمَ اَمْرَهٗ بِالْاِيْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهٗ بِالْخَيْرِ وَاَنْ تَجْعَلَهٗ لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا وَشَيْخًا كَبِيْرًا وَاَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَهٗ وَتُحَصِّلَ مَقْصُوْدَهٗ وَاَنْ تَكْفِيَ مُهِمَّاتِهٖ وَاَنْ تُعَافِيَ بَدَنَهٗ وَاَنْ تُحَسِّنَ حَمْلَهٗ وَحَالَهٗ وَاَنْ تَرْزُقَهُ الْعَفَافَ وَالْكَفَافَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا

ہاتھوں کو منہ پر لائے میں نے قدم بوسی کی۔

تم المجلد الاول من اسرار المنظوم ترجمۃ ملفوظ المخدوم

۷۸۶

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا

جلد اول

الدر المنظوم

فی ترجمۃ

ملفوظ المخدوم

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب اُچوی المعروف بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

جسے

حکیم غلام محبوب سبحانی صاحب قریشی ملتانی دامت برکاتہم

نے فیض متبرکہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپایا اور شائقین علم وعمل میں تقسیم کیا